193

193

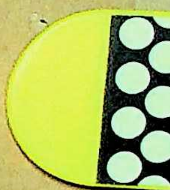


193

193

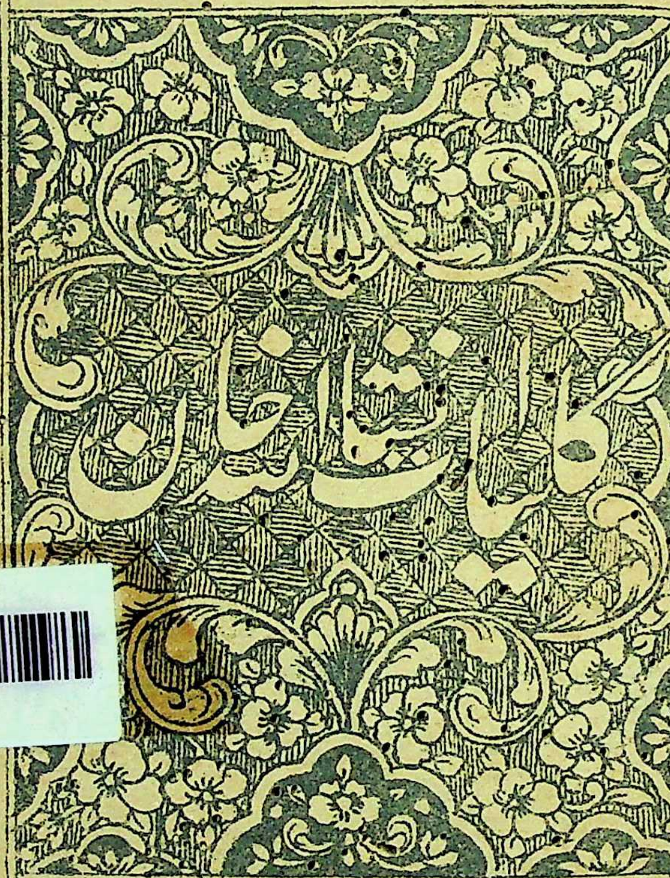
193





193

بعہد حسن صناع و مکین مکان و فضل خلاق زمین و زمان



کلیات انشا خان



مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اطلاع

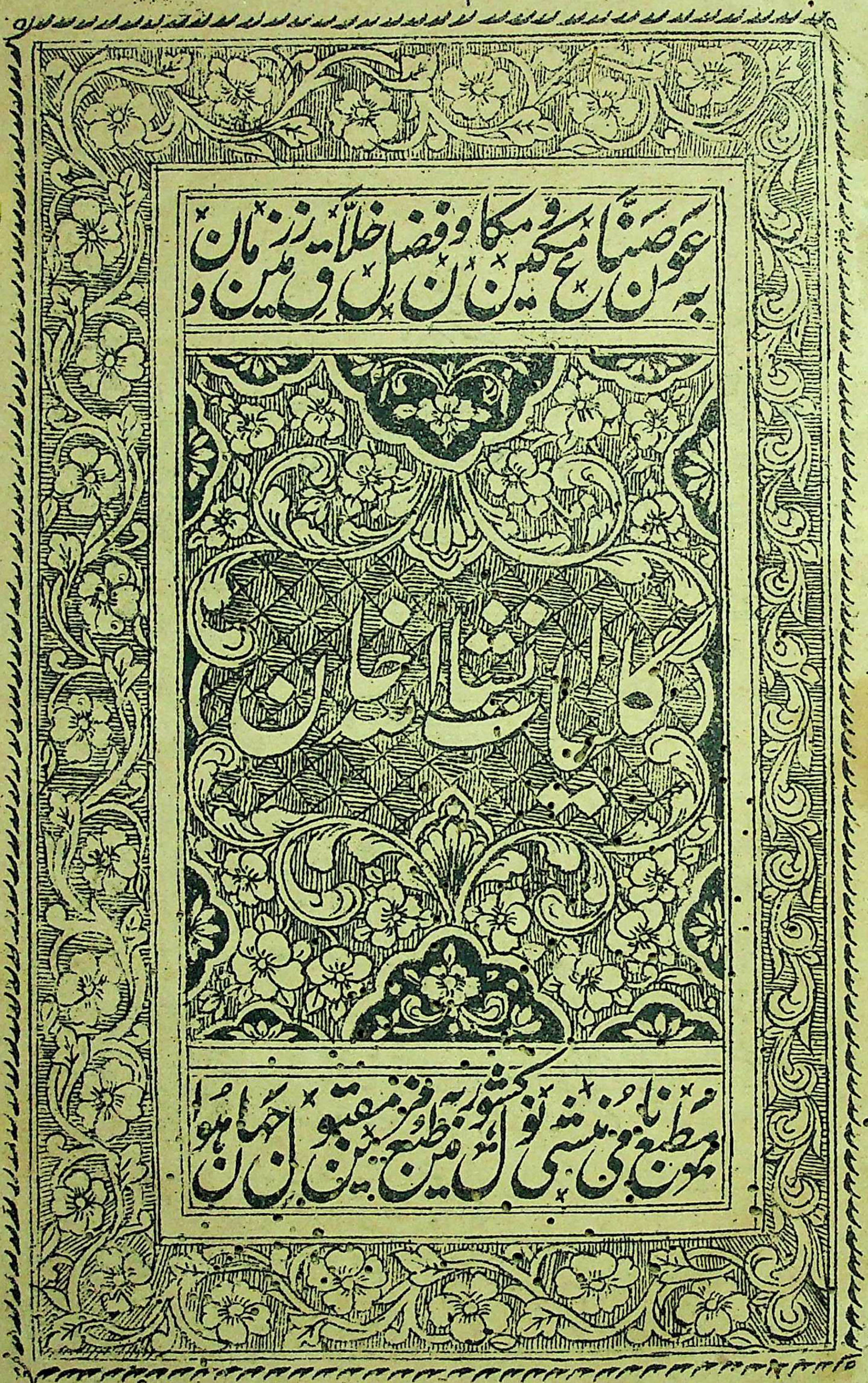
اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے ملسکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے۔ قیمت اس سالمین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے۔

کتب دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن۔ ناسخ و آتش و آبادی کی غزلین
دیوان مخزن فصاحت۔ تصنیف منشی جواہر سنگھ جوہر۔
دیوان گویا۔ تصنیف فقیر محمد خان گویا
دیوان رند۔ تصنیف نواب سید محمد خان بہادر
دیوان ناسخ۔ کلیات شیخ امام بخش ناسخ مرحوم
کلیات آتش۔ تصنیف خواجہ حیدر علی آتش
کلیات نساخ۔
کلیات نظیر اکبر آبادی۔
دیوان فدا۔ تصنیف مولوی فدا حسین صاحب
گلدستہ امانت مخمسات امانت۔
دیوان اسیر۔ تصنیف منشی مظفر علی اسیر
کلیات ذکی ملک الشعرا۔ تصنیف مہدی علیخان مرحوم
دیوان غافل۔ تصنیف منور خان غافل
کلیات امیر اللہ تسلیم نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم
دیوان ذوق۔ کلیات شیخ ابراہیم ذوق
منتخبات میر و درد و سودا۔
کلیات میر۔ مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے

دیوان صادق۔ مصنفہ قاضی عبد الحق
کلیات ظفر ہر چہار جلد۔
دیوان لطف۔
مجمع الاشعار۔
دیوان نیاز۔ تصنیف حضرت شاہ نیاز احمد مرحوم
کلیات مومن۔
چمن بے نظیر۔
دیوان امیر مسمی بہ مراۃ الغیب تصنیف منشی امیر احمد صاحب امیر
دیوان غالب دہلوی اردو۔
دیوان جرار۔ شاعر مرزا حسین علی بیگ متخلص جرار
دیوان شہیدی۔
گلدستہ نعت۔ تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب
ہفت خوان منظوم۔ تصنیف مولوی عبد اللہ صاحب متخلص بہ نظامی۔
مجموعہ واسوخت۔
مثنوی زینت انجمن۔
مثنوی شعر بن۔ تصنیف انوار حسین صاحب تسلیم

193



بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

کلیات انشا خان

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع بطرز معقول چھپا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا رب کریم یہاں ترے ہین ہر ایک یہ مبتلا ۔ کہ اگر الست بربکم آ ابھی کہے تو کہین بلے

ہمہ حسن جمال حبیب ہو تجھسے کچھ دلا تو کلیم وش ۔ نہ وہ لن ترانی اور پھر کی سن ارنی ہی کہنی یہ حق جلا

وہ جو محو مست نظارہ ہین یہی آہ بھر لی کہین یہین وہ ۔ کہ اوسی تجلے نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ محمد عربی تو دی دو سہ جام بادہ نور دہ ۔ کہ نہ ہو کبھی سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا

بروان ساقی کوثرا سر خم کو پیر مغان ہلا ۔ ابھی اہل وجد کو مے پلا کہ تو شیخ و شاب کو دے صلا

یہ جو کہئے کعبہ مین ہی فقط یہ غلط ہی محض اسی غلط ۔ جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون نظر آئے مجھکو وہ برملا

ابھی انشا اور تو کیا کہون کہ جہان مین کوئی بھی طرح ہے
جو خدا کے نور سے پر نہو کہ مجال دہر مین ہے خلا

در نعت و منقبت

اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا ۔ قسم [illegible] میرے [illegible] اللہ تعالے

ہے مجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت ۔ اوس نور تجلی کی جھلک مجھکو جھکا لا

اتنا تو بھلا دادی وحشت مین کہ میرے ۔ ہے پائے نظر مین پڑی اشک سے چھالا

سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل — الفت نے تو تقیید کے جھگڑے سے نکالا
ہر چند کہ عاصی ہوں پر امت میں ہوں اونکی — جنکا ہے قدم عرش معلے سے بھی بالا
مولائے جہاں رہبر عشاق محمد — سب عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا
امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جس کے — ہے جام تو لا سے مرا نشۂ دو بالا ق
قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے — انشا ہے غلاموں میں ہمارا دسکو چھڑا لا
زنہار نہ پہونچے کہیں آسیب جہنم — اولاد نبی کی اوسے سایہ میں بلا لا
سب اوسکی تصدق سے حسین ابن علی کے — بخشا کے غفور اپنے سے تو جرم و خطا لا

ایضاً

لاہوت پر نہ دیکھیں جو قدسیاں تماشا — سو ہمکو ہے دکھاتا عشق بتاں تماشا
ٹک کیجیے چشم دل سے یہاں سیر میکدہ کی — ہیگا عجب مزے کا پیر مغاں تماشا
جسنے سنے یہ میرے اشعار خوش تو بولا — نام خدا ہے تو کچھ اے نوجواں تماشا
اللہ رے فصاحت اللہ رے بلاغت — ایسا کہاں جھگڑا ایسا کہاں تماشا
شوخی ادا سو ایسی جوشش سو خروش اتنا — بندش ڈہب کی ہے سو یہ اور طرز بیاں تماشا
دیوان سینکڑوں میں ہمنے تو دیکھے لیکن — اودیکھیں نظر پڑا کب پایا جو یہاں تماشا

کیا خوب واہ ماشاء اللہ ہے عجب کچھ
دیوان میر انشاء اللہ خاں تماشا

کیوں شہر چھوڑ صحرا بد نمار جبل میں بیٹھا — تو ڈھونڈتا ہے جسکو ہر دم بغل میں بیٹھا
دل میں سما رہا ہے یہ ان داغ عشق تیرے — جس طرح کوئی بھونرا ہووے کنول میں بیٹھا
سب یار تیرے دم کا ہے یہ شمار جو میں — یہاں ایک پل میں اوٹھا اور ایک پل میں بیٹھا
تار نفس ترے ہاتھ آئے یار مجھکو تو نے — کھینچا تو پل میں اوٹھا چھوڑا تو پل میں بیٹھا

رحمت خدا کی انشا صد آفرین کہ کیسی
ہر ایک قافیہ کیا گرم اس غزل میں بیٹھا

کچھ یہ مجھی کو یوں نہیں اوسکی پھبن نے غش کیا — غنچے ہی چٹ سے فق ہوئے سارے چمن نے غش کیا

نالہ بھرا جو یاد میں مینے شمیم یار کے — نبضیں گلوں کی چھٹ گئیں یعنی سمن نے غش کیا
پیر ہے تمہارے رابطے دیکھو ہم تو رشک سے — گل تو پچھاڑ کھا گرا اوسکی دمن نے غش کیا
مینے دوپٹہ جب ترا آنکھوں سے اپنے مل لیا — اوسکی شمیم ناز سے بادِ یمن نے غش کیا

اچھی غزل پڑھ اور ایک انشا بدل کے بحر اب — سنتے ہی تیری گفتگو اہل سخن نے غش کیا

مجھے بیخودی جو کچھ آگئی تو لپٹ کے یار نے غش کیا — سو کچھ ایسے ڈھب سے کہ تو کہے ابھی آبشار نے غش کیا
گھڑی ایک میں جو جھمک گئی تو کہا زبان سے بھی ابھی — ارے لوگو جلد لیسی ڈھونڈھو یہ مری بیقرار نے غش کیا
ابھی سیر گل کو یہ آیا تھا اسے ہمنے خوب ہنسایا تھا — کسی اور ہی کا یہ سایہ تھا کہ ہماری پیار نے غش کیا
یہ بہار لالہ کو کچھ کہ جب مری آنکھوں میں کھب رہا تھا جب — تبھی ہم تو سمجھی تھی اوسکی لب لعل آبدار نے غش کیا
مرے دلمیں نیلی سا پڑ گیا مرے جیسے چین بچھڑ گیا — مرے بیچ ادین باغ اوجڑ گیا مری جان نثار زر نے غش کیا
اسے بید مشک گلاب دو نہ گلاب دو ہی تو اب دو — غرض ایسے جو ہو سو شتاب دو کہ امیدوار نے غش کیا
مجھے جھانک پھر تو ہو سرنگوں لگی کہنے ہائے ری کیا کرون — ارے کچھ تو بول کہ میں سنوں تجھے کس خمار نے غش کیا
تجھے دور یار سنو غشی یہ کچھ اس طرح سے ادا ہوئی — کہ یہ مینے چپکے سے عرض کی اور دور یار نے غش کیا

غزل اور بحر میں انشا اب تو یہ ہے لکھ قافیہ کوئی پڑھ — کہ جہان کے اہل سخن کو ہے ترے اشتہار نے غش کیا

مینے جو جو جلد میں یہاں جیب کو پھاڑ غش کیا — کہتے ہیں اونسے بھی وہاں ہوند گیوار غش کیا
سیر کنان جو گذری کل ریگ رواں کی وضع سے — وادی قیس دیکھ کر ہمنے اوبار غش کیا
تم نہ پئے عیادت آئی زخمی تیر غمزہ نے — صفت میں اپنے سینہ کے پھاڑے اوکھاڑ غش کیا
آہ کدھر ہے کوہکن ہمنے اوسکے دھیان میں — دیکھ کر سن پڑے ہوئے جھاڑ پچھاڑ غش کیا
کسکی یہ جھانک تانک کی باس سمار ہی دیہان — دل نے جو اوس کواڑ کے تاڑ و تاڑ غش کیا
لے جو گئی نسیم صبح وادی نجد کی شمیم — شاہد حی نے ایکبار کھا کے پچھاڑ غش کیا

اور بھی ایک اب غزل انشا لکھ اور بحر میں — تیری تو گفتگو کو خوب یاروں نے تار غش کیا

وہان جھوٹ موٹ تمنے بناوٹ سے غش کیا
ہم بیچ بیچ ایسے روئے کہ یہان جیسے غش کیا

دروازہ سے جو آپ نہ نکلے تو ہمنے آہ
مر کو ٹھک کے رات کو چوکھٹ سے غش کیا

ساقی نہین صراحی مے کی کچھ احتیاج
آگے ہی ہمنے اسکے تو غٹ غٹ سے غش کیا

ہو کر وہ دو چار بات وہ کیا کرسکے بھلا
ہو جسنے پانو کی تری آہٹ سے غش کیا

اتنی پرچی ہوئی ہے پہ دو تین کسکی پاس
یون ہینے گر کے شب جو چھپرکھٹ سے غش کیا

ہوتی تھی دل کو یون تو سدا بیخودی ہسلے
کچھ اسنے آج اور ہی کروٹ سے غش کیا

انشا غزل جو طرح ہوئی ہے سو اب وہ پڑھ
اوسکی تو خوب ہمنے سجاوٹ سے غش کیا

گھڑی میں یاد اوسکی صرف نہ بلبل نے غش کیا
چٹ چٹ بلائین غنچون نے لین گل نے غش کیا

صحن چمن میں گل و سنبل نڈھال ہے
یہان کسکی عاشق رخ و کاکل نے غش کیا

گیسو کی لٹ کی لٹ نظر آئی جو باغ مین
مار سیاہ طرہ سنبل نے غش کیا

چل نکلی قلقلی میں بطی کہ اوسپہ رات
ہو بار کیک خندہ قلقل نے غش کیا

عالم کو میری خانہ بدوشی کی سوچ بیچ
خلوت مین صاجان توکل نے غش کیا

ننھا نہ کاظمین کے کچھ زائرین کو
میرے ان آنسوؤنکی تسلسل نے غش کیا

رہتا ہوا جو مین شط بغداد تک گیا
وہان کی بھی ساکنان مرپل نے غش کیا

انشا پہ دل کی قافیہ ایک اور لکھ غزل
تیرے سخن پہ بلبل آمل نے غش کیا

تنہا نہ اوسکو دیکھ کے محفل نے غش کیا
ابھی بھی جان لوٹ ہوئی دل نے غش کیا

موج نسیم سر اپہ وڑاتی ہے آج خاک
شاید کسی اسیر سلاسل نے غش کیا

صدقے مین اسجگہ کے کہ کشتہ کی نعش سے
جون ہی چلا تو دیکھ کے قاتل نے غش کیا

آیا جو میری گھر تو بناوٹ کو سوچ چیو
رکھ دل پہ ہاتھ اوس بت قاتل نے غش کیا

مجنون پہونچ شتاب کہ آتی ہے نجد مین
تنہا نشین پردہ محمل نے غش کیا

دریای معرفت کی تموج کی شان پہ
معمورۂ خراب کی ساحل نے غش کیا

سر جھاڑ منھ پہاڑ جو وحشت نظر پڑے
حضرت جنون سے مرشدِ کامل نے غش کیا

یہ تیسری غزل بھی بہ تبدیل قافیہ
انشا نے ایسی لکھی کہ بس دل نے غش کیا

گو اوسکی جھانک تاک پہ جس تس نے غش کیا
لیکن نہ اوسکو سوجھ پڑی کس نے غش کیا

دیکھ اوسکی کل چمن مین خماری وہ انکھڑیاں
بے اختیار ہو گل نرگس نے غش کیا

بیٹھے ہین ہم تو دل کو سوسے ہوئے میاں
تو جان دو سکہ دی کہ تجھے جس نے غش کیا

آیا وہ خود فروش جو بازارِ حسن مین
سودے مین اوسکو سیکڑون مفلس نے غش کیا

گھائل کو تیری تھا تو افاقہ سا کچھ ولے
پھر زخم سینہ ٹک جو لگا رس نے غش کیا

تیرے مریض عشق کے پتھرا گئی جو آنکھ
اوسکی ہر ایک ہمدم و مونس نے غش کیا

دانتوں کے نیچے داب کے اونگلی وہ شوخ و شنگ
بولا چپا اوسکی عاشق بے حس نے غش کیا

چپ چاپ کیا پڑا ہے مگر ہاے بول بھی
ایسے جی کوئی جانے کہ پیچ اسنے غش کیا

ایسی ہی وضع سے تو لکھ اب چارمین غزل
انشا ترے سخن پہ تو مجلس نے غش کیا

ایسا ہی ایک زندسبو کش نے غش کیا
جسکی ادا پہ ساقی مہوش نے غش کیا

افشاں رخ پہ اوسکی جو زلفیں بکھر گئیں
بل کھا ہر ایک تار مشوش نے غش کیا

گھر اترا نشہ مین دھوان جو دیکھکر
ہر ایک پری کی مجلس مین آتش نے غش کیا

تھا بید کشتہ کون وہ جسکی لہو کو دیکھ
تنکے بچھا بچھا تری آمرش نے غش کیا

اسپ ۱۲

اس پانچوین غزل کی بھی وضع مست دیکھ
انشا سے شاب سی بنفش نے غش کیا

ساقی کی آنکھ یون دیکھے جب بھی غش کیا
چنو کو اوسکے دیکھ کے نرگس نے غش کیا

غفلت تو آگئی تھی پتے مین ہمین سے
جیتے تو پھر بھی شکوہ فرما عطش کیا

چہرہ اوٹھا کر بیاض اوسکی جو دکھائی
صد شکر یا نہ بوسونکو آج وسے نعش کیا

تعویذ نقش کے جونہ آیا تو اسے ہاتھ
صفحہ پہ دل کے نام ترا نقش کیا

۲۶

پیا لوٹنے کی جا ہے گدھے پہ سوار ہو
زاہد نے عزم کعبہ با این ریش و فش کیا

انصاف تیرے ہاتھ میاں خود پئے خدا
طرز سخن کو تو بھی مرے سچ رش کیا

انشا اب اور بحر میں لکھ اک غزل کہ یار
جام سخن کا حق نے تجھے جرعہ بخش کیا

جسدم کہ تری محو تجلی کو غش آیا
لوگوں نے کہا حضرت موسیٰ کو غش آیا

عکس رخ ساقی سے ہوا جام جو روشن
خورشید یہ کانپا کہ مسیحا کو غش آیا

دیکھا جو ہم آغوش ہیں او تمہیں گل
بیخود ہو گرا وامق و عذرا کو غش آیا

کوچہ میں ترے آج جو ہے بہیر بہت سی
شاید کہ کسی عاشق رسوا کو غش آیا

نظارہ کی تاب اپنی نہ لایا نہ یہ دیکھو
دیکھ آئینہ اوس شوخ خود آرا کو غش آیا

جب وادی مجنوں سے چلا قافلہ آگے
بے ساختہ واں ناقہ لیلا کو غش آیا

جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھے اوسوقت
سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا

بالیں پہ مسیحا کر کے جو لوگ آئے ہیں اوسکے
شاید تری بیمار تمنا کو غش آیا

گرنے نہ دیا اوسکو ملایک نے زمیں پر
جسدم ترے دردی کش صہبا کو غش آیا

اک مست نے انجیل کے چھیڑے جو مقامات
ہیں سنتے ہی رہبان کلیسا کو غش آیا

بیخود ہو گرا بزم میں انشا تو وہ بولا
آنا کو غش آیا مری مرزا کو غش آیا

رہا ہے ہوش کچھ باقی ابھی بھی اب بگیر سے جا
یہی آہنگ اے مطرب پہر تک اور چھیڑے جا

مجھے اس درد میں لذت ہے اے جوش جنوں اچھا
مرے زخم جگر کے پر گہر ہی ٹانکے اودھیڑے جا

پڑی ہیں آشنا اپنی جو گرداب محبت میں
کنارے کب لگیں گے دیکھئے اون سب کے بیڑے جا

کہیں اے صبر جلدی بھاگ اپنی خیر چاہے تو
یہ دیکھ آتے ہیں خونی اشک نے ہیم ڈپٹے جا

سوال بوسہ پر کہنے لگا وہ شوخ غصہ ہو
بہت اچھا سمجھ لونگا بھلا تو [illegible] جا

وفور مے سے حالت غش کی ہے انشا کو اے ساقی
شراب پرتگالی کے دیئے منہ پر تریڑے جا

خواص اعجاز عیسوی کیوں رکھو ساقی ایاغ اپنا
کرشل خورشید چرخ جام پر سنگدل ہی ہے داغ اپنا

خدا ہی جانے کدھر سدھارے شکیب و صبر و قرار و طاقت
ہر ایک وضع سے وہ گئے ہیں ہمارے سینہ کو داغ اپنا

جو لوگ تشریف لے سدھارے عدم کو ان کی ملی خبر کیا
سنو اچنبھا کہ جیتے جی ہے ملا نہ ہمکو سراغ اپنا

سخنوں کا اعتماد کیا ہے خموشی ہی ہے زبان درازی
ہمارے روغن پہ چپ سنبھا کر سنبھال منھ اور چراغ اپنا

یہ نوک الفت کی داغ کو اب لگا مت کہیں تو انشا
ٹک اسے الحمد پھونک پڑھکر کہ ہے یہ چشم و چراغ اپنا

دیکھا جب مجھے کرشان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

اختلاط آپ سے اور مجھ سے کہاں کا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

ق

اب تو نادان ہو سنا چاہو سو پیارے کہہ لو
پر تمہیں ہوویگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہوگی جوان پھر تو کسے بھاوے گا
چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا

تہمت بوسہ عبث دیتے ہو منظور جو ہو
کر کے بیفائدہ بہتان یہ گالی دینا

دیجیے دیجیے ہے عین سعادت اپنی
عاشقوں پر تو ہے احسان یہ گالی دینا

تیری غصہ سے جو انشا ہو خفا ناحق ہے
ہاں تجھے چاہیے نادان یہ گالی دینا

خیال کیجیے گا آج کام میں نے کیا
جب اودن نے وہی مجھے گالی سلام میں نے کیا

کہا یہ صبر نے دل سے کہ لو خدا حافظ
حقوق بندگی اپنا تمام میں نے کیا

جنون یہ آپ کے دولت سے ہوا حصول مجھے
کہ ننگ و نام کو چھوڑا یہ نام میں نے کیا

لگا یہ کہنے کہ خیر اختلاط کی خوبی
حوالے یار کے خالی جو جام میں نے کیا

جھڑک کے کہنے لگے لگ چلی بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اوس سے کلام میں نے کیا

کیا زبانی دل گریاں کہ کہتا ہے
صنم کو اپنی غرض اب تو رام میں نے کیا

کہیں نہ ہانیو بہتان ہے یہ سب و پر
ہنسی کے واسطے یہ اہتمام میں نے کیا

تمہارے واسطے ٹک تیں اپنے غور کرو
کبھی کسی سے نہ ہو جو مدام میں نے کیا

مقیم کعبۂ دل جب ہوا تو زاہد کو
روانہ جانب بیت الحرام میں نے کیا

مزہ یہ دیکھیے گا شیخ جی رکے اولٹے
جو اونکا بزم مین کل احترام مینے کیا

عجب طرح کی ترے چاندنی مین دیکھی رات
قرار جا کے جو بر پشت بام مینے کیا

ہوس یہ رہ گئی صاحب نے پھر کبھی نہ کہا
کہ آج سے تجھے انشا غلام مینے کیا

غزل بطور میر سجاد

چمکا چپک کا تری اس نمک کا
نہ لیتا جو مکا تو تھا ہن کنک کا

شتر بے مہار اوسمین گفتار تھے
دیا بوتے دانہ جوار اور مکا

بھلا اوسکا اوصاف کس سے بیان ہون
جو مسجود ہووے سما و سمک کا

جڑی لات و عزا کے و دلات سر پہ
کو مکا نہو رند کا اوس گھمک کا

یہ ہے میر سجاد کا طور انشا
دیوانہ ہون مین تو غرض اس ہمک کا

پر تو سے چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا
پھولونکی سیج پہ آکر دی چراغ ٹھنڈا

شفقت سے ہاتھ تو دھر ٹک چھپہ میری تا ہو
یہ آگ سا دہکتا سینکا داغ ٹھنڈا

مٹی کی صراحی ایسی لا برف مین لگا کر
جسکی ہوا سے ہووے ساقی دماغ ٹھنڈا

تجنیس حس وفی کی ہو جوش چشم یارو
ہمنے مدام پایا اوسکا ایاغ ٹھنڈا

ہین ایک شخص لاے حسن کی شراب انشا
دھو دھا گلاب سے تو کر رکھ دیا ایاغ ٹھنڈا

اس بندہ کی چاہ دیکھیے گا
اوزاہو جس کا نباہ دیکھیے گا

مین کیسی نباہتا ہون تسے
انشا اللہ دیکھیے گا

فوجین اشکون کی تل رہی ہین
یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

عاشق مجھے جان کرتے ہین قتل
تقصیر و گناہ دیکھیے گا

انشا سے آپ اب خفا ہین
یون بھر کے نگاہ دیکھیے گا

جھوٹا نکلا قرار تیرا
اب کسکو ہے اعتبار تیرا

دل میں سو لاکھ چٹکیاں ہیں
دیکھا بس ہمنے پیار تیرا

دم ناک میں آرہا تھا اپنے
تھا رات یہ انتظار تیرا

واللہ کہ کام آرہے گا
مجھ سا یکرنگ یار تیرا

گر جیبہ جان تک تو چاہے
میرا کیا اختیار تیرا

بیٹھوں ہوں لگے سے آپ اپنے
سمجھوں ہوں کہ ہے کنار تیرا

انشا ہے نہ روٹھو مت خفا ہو
ہے بندہ جان نثار تیرا



ہے ترا گال مال بوسہ کا
کیوں نہ کیجے سوال بوسہ کا

منہ لگاتے ہی ہونٹھ پر تیرے
پڑ گیا نقش لال بوسہ کا

زلف کہتی ہے اوسکے مکھڑے پر
ہمنے مارا ہے جال بوسہ کا

صبح رخسار اوسکے نیلے تھے
شب جو گذرا خیال بوسہ کا

انکھڑیاں سرخ ہو گئیں چیتے سے
دیکھ لیجے کمال بوسہ کا

جان نکلی ہے اودیاں وہ ڈال
آج وعدہ نہ ٹال بوسہ کا

گالیاں آپ شوق سے دیجے
رفع کیجے ملال بوسہ کا

ہے یہ تازہ شگوفہ اور سنو
پھول لایا نہال بوسہ کا

ق
عکس سے آئینہ میں کہتا ہے
کھینچ مت انفعال بوسہ کا

برگ گل سے جو ہے نازک ہو
وہ کہاں احتمال بوسہ کا

دیکھ انشا نے کیا ہی قہر کیا
بتمثل یہ گال بوسہ کا

زلف کو تھا خیال بوسہ کا
خط نے لکھا سوال بوسہ کا

دو پہر سے جون کے پر سایہ ہوا
سب تعلیمند حال بوسہ کا

چشمک خال رخ نے صاف کیا
ہے تبسم یہ مال بوسہ کا

سبزۂ خط سے بیٹھ دو سے مارا
گرد رخسار جال بوسے کا

رہ گیا تیرے گھر سے پر باقی
اب کہاں خال خال بوسے کا

ہو غضب اپنے بال نوچ نہ لے
ہے یہ سارا وبال بوسے کا

تیرے غصے سے اب کوئی انشا
چھوڑتا ہے خیال بوسے کا

وحشت جنوں سے ای واے ویلا
سونے پاے تک پانوں پھیلا

جام مے عشق موند آنکھ چپا
ہے ایک ہی گھونٹ کڑوا کسیلا

ابر دیوانہ ہے چمکے ہے بجلی
مست رو تھ ساقی پلا جام مے لا

کرتے تھے تذکرہ میرا تمہارا
فرہاد و شیریں مجنوں و لیلا

وہ صاف کھٹا ہے تیرا انشا
کیونکر نہ اپنا دل ہووے میلا

فقیرانہ ہے دل مقیم اوس کی رہ کا
غرض کیا کہ محتاج ہو بادشہ کا

خدنگ آہ کاری فلک سے گذر جا ہے
بھروسا تو تاروں کی مت گر زرہ کا

خرابات کی جب سے لذت پڑی ہے
چھٹا بیٹھنا مسجد و خانقہ کا

طواف حرم تجھکو زاہد مبارک
مرا اور تیرا نہیں ساتھ رہ کا

صنم خانہ جاتا ہوں تو مجھکو ناحق
نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا

ترے منہ سے کچھ بو جو آتی ہے مے کی
وداغ دل اسوقت جاتا ہے مہکا

رقیبوں کے دل چاک مثل کتاں ہوں
گذر ادھر طرف ہو اگر اپنے شہ کا

تری آشنائی میں کیا ہم نے پایا
دیا نقد دل اور اپنی گرہ کا

چمک کر تو اے برق مت مار چشمک
تو مستی میں آتش کو مت اور دہکا

ابھی لطف ہے ساقیا مے کشی کا
کہ تو بھی بہک اور مجکو بھی بہکا

کبھی تجھسے انشا نے بوسہ نہ مانگا
گنہگار ہے وہ فقط اک نگہ کا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور
لے لیوینگے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھ آگ اور بھی سینہ مین لگائی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو میرے سامنے باتین
مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو پئے طوف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد
فردوس لگے اونکو نہ باغ ارم اچھا

کہکر گئے آتا ہون کوئی دم کو ابھی مین
پھر دے چلے کل کی سی طرح مجکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

بے ظلم اوسکو یار کیا ہمنے کیا کیا
کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

داغون سے اپنے سینۂ سوزانکو ای نسیم
یہان رشک نوبہار کیا ہمنے کیا کیا

اوس رشک گل کے خواہش بوس و کنار کو
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

دست جنون سے اپنے گریبان صبر کو
اے عشق تار تار کیا ہمنے کیا کیا

اوس سنگدل کی ہجر مین چشمونکو اپنے آہ
مانند آبشار کیا ہمنے کیا کیا

وحشت یہ دیکھ ناصح مشفق نے جو کہا
ہرگز نہ زینہار کیا ہمنے کیا کیا

جاگے تمام رات عبث مفت آپکے
کہنے کو اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

پھیلائے اون نے پاؤن تو شب ہاتھ جوڑکے
پھر عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا

باہمدگر جو تھی خفگی سب گئی و لے
بے اختیار پیار کیا ہمنے کیا کیا

آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا
مختار کاروبار کیا ہمنے کیا کیا

رو رو کے دھیمین ورد ہے انشا یہی کہ کیون
اس دل کو بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تسپر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

تمنے تو نہین خیر یہ فرمائیے بارے
پھر کس نے لیا راحت و آرام ہمارا

ہنسنے جو کہا آئیے نہ مجھ پاس تو بوسے
کیون کسلیے کس واسطے کیا کام ہمارا

رکھتے ہین کہین پانون تو پڑتا ہے کہین اور
ساقی تو ذرا ہاتھ تو لے تھام ہمارا

ٹک دیکھ ادھر غور کر انصاف یہ ہے داد
ہو جرم گنہ غیر سے اور نام ہمارا

اے باد سحر محفل احباب مین کہیو
دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا

گو وقت سحر جائیے ہوتا ہے یہ ارشاد
ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا

پھر شام کو آئے تو کہا صبح کو یونہین
رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا

سرگشتگی راحلہ شوق ہین اے عشق
پڑتا ہے نئی وضع سے ہر گام ہمارا

اے برہمن دیر محبت مین صنم کے
زاہد ہی بلق رکھے اسلام ہمارا

ہم کوچۂ دلدار کے ہوتے ہین تصدق
اے شیخ حرم ہے یہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تلک انشا
پہونچی ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

اگر ہمارے کرے کوئی خیر بند جدا
تو یہ قبول نہو ہو وہ خود پسند جدا

کدھر سے آکے دکھائی تجھی مین دونون تکہ ترے
دریچے بند جدا ہین جھروکے بند جدا

ہمیشہ پانون تلے دلکو میرے روندے ہے
وہ رخش حسن جدا ناز کا سمند جدا

مری اور اوسکی یہ صحبت ہوئی بروز وداع
کہ دردمند سے ہو جیسے دردمند جدا

رقیب نے تو مری جان بھی کھپا ڈالی
خدا کرے کہین ہو مجھسے یہ لوند جدا

نہ کہہ تو شیخ مجھے زہد سیکھ مستی چھوڑ
تری پسند جدا ہے مری پسند جدا

خجل ہے آپکی دیوار کے بلندی سے
ہماری آہ جدا ریشمی کمند جدا

تری شہید کی بالین پہ صبح تک شب دفن
اگر کی بتی جدا جلتی ہے سپند جدا

دوہائی دیتی ہین عاشق جو تیرے کوچے مین
فغان بلند جدا ہاتھ ہین بلند جدا

نمک فشان ہے مری زخم دل پر اے انشا
سنبھون کے طعنے جدا ناصحون کے پند جدا

رہ روان عشق نے جبدم علم آگے دھرا
سدرہ کے سایہ مین دم لیکر قدم آگے دھرا

تجھ بن اے ساقی شراب سبز کا ساغر نہیں — ہے مری آنکھوں میں گویا جام سم آگے دھرا
دیکھتے ہی کچھ لگا تیوری چڑھانے کل وہ شوخ — پھول کا دونا جو میں نے کر کے خم آگے دھرا
سائیں اللہ دہ وہاں سبزہ نہیں درکار ہاں — ہے پیالہ افیون کا گھولا جس دم آگے دھرا
جب یارو مجھے دعوی شعر کے فن کا کیا — بیٹھے لیکر اسکی کاغذ اور قلم آگے دھرا
بیٹھتا ہے جب اندیا شیخ آکر بزم میں — ایک بڑا مٹکا سا رہتا ہے شکم آگے دھرا

سید انشا وہاں کریں ہیں سیر بام عرش پر
یہاں کند آوہ کا ہے پیچ و خم آگے دھرا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب الٹا — کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب الٹا
عجب الٹے ملک کے ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے — کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب الٹا
چلے تھے حرم کو رہ میں ہوئے اک صنم کے عاشق — نہ ہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب الٹا
یہ شب گزشتہ دیکھا وہ خفا سے کچھ ہیں گویا — کہیں حق کرے کہ ہووے یہ ہمارا خواب الٹا
ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بہرہ کی نعرہ — جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب الٹا
یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا
ہوئے وعدہ پر جو جھوٹے تو نہیں ملاتے ہنوز — ارے لو اور بھی تماشا یہ سنو جواب الٹا
کھڑے جب ہو وہ کہتے کہ مری دل و جگر کو — وہ گنہ تو کہد و جس سے یہ وہ خراب الٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہی سو کیونکہ انشا
کہ ہوا ہے خود بخود آ ورق کتاب الٹا

مجھے چھیڑنے کو ساقی نے دیا جو جام الٹا — تو کیا بہک کے میں نے اسے اک سلام الٹا
سحر ایک ماش پھینکا مجھے خود دکھا کے اون نے — تو انشا رہنے تاڑا کہ ہے نقطہ شام الٹا
یہ بلا دھواں نشا ہے مجھے اسکی ہی تو ساقی — نظر پڑی ہے سارا در و صحن و بام الٹا
بٹھوں اوس گلی میں کیونکر کہ وہاں تو میرے دل کو — کوئی کھینچتا ہے ایسا کہ پڑی ہے گام الٹا
در میکدہ سے آئے عجب ایسی ہے مزے کے — کہ چھاڑ کھا گرا وہاں دل تشنہ کام الٹا
نہیں اب جو دیتی بوسہ تو سلام کیوں لیا تھا — مجھے آپ پھیر دیجے وہ مرا سلام الٹا

لگے کہنے آپ ہائے تجھے ہم کیا کریں گے
کہیں اونکے گھر سے پڑھ کر جو پھیر اقلام اوڑنا

مجھے کیوں نہ مار ڈالے یہی زلف اور لٹ کی کافر
کہ سکھا رکھا ہی تونے وہی لفظ رام اوڑنا

ترے مو سپید سے سادہ ہوئیں تو بھلے آدمی ہیں یارو
ہیں کج جو سمجھے سو خود وہ البدا الجرام اوڑنا

جو نہ تو نہیں مرے گا تو یہ جانوں گا کہ سمجھا
مری جان و دل کے مالک نے مرا کلام اوڑنا

فقط اپنی لفافہ پر ہے کہ خط آشنا کو پہونچے
تو لکھا ہے اوسنے انشا یہ ترا ہی نام اوڑنا

ہے بندھا مینہ کے تار کا جھولا
کیوں نہ لے جھوٹے یار کا جھولا

گانا ہے مطرب آ کہ ہے مشتاق
میگھ کا اور ملار کا جھولا

اے صبا باغ میں ہلا آ کر
تو مرے گلعذار کا جھولا

روح افزا ہے عکس سے تیرے
نہر اور آبشار کا جھولا

تیرے ہاتھوں میں آ نہیں گرتے
رسن تابدار کا جھولا

تجھ سے نازک بدن کو چاہیے ہے
صرف پھولوں کے ہار کا جھولا

نکہت گل تجھے جھولنے کے لیے
ہے نسیم بہار کا جھولا

ہوگی کس دن کو قطرہ افشانے
منتظر ہے بہار کا جھولا

چاہیے طفل اشک کو انشا
رشتۂ قطرہ بار کا جھولا

دیوار پھاندنے میں دیکھو گے کام میرا
جب دھم سے آ کہونگا صاحب سلام میرا

ہمسایہ آپ کے میں لیتا ہوں اک حویلی
اس شہر میں ہوا گر چندے قیام میرا

جو کچھ کہ عرض کی ہے سو کر دکھاؤں گا میں
واہی نہ آپ سمجھیں یہ نہیں کلام میرا

اچھا مجھے ستاؤ جتنا کہ چاہو میں بھی
سمجھونگا گر ہے انشاء اللہ نام میرا

میں غش ہوا کہا جوں ساقی نے مجھ سے ہنسکر
یہ سبز جام تیرا اور سرخ جام میرا

پوچھا کسی نے مجھکو اون سے کہ کون ہے یہ
تو بولے ہنسکے یہ بھی ہے اک غلام میرا

محشر کے تشنگی سے کیا خوف سید انشا

کوثر کا جام دے گا مجکو امام میرا

یا گر عقل نے منہ مین دل بیتاب کا گنگا — تو جوگی جے دہرا رہ جائیگا سیماب کا گنگا
گر دبی کوئی اوڑ سکتے ہین کھل جاوے ابھی قلعی — یہ ہم ترکیب دیوین نقرہ مہتاب کا گنگا
نری لب چوستے ہی چشمۂ کوثر یہ اوڑ لا گا — تو گر یا حق مین میر کے بن گیا عناب کا گنگا
بہت پردازپہ ہے شیخ اوسنے گھونٹ پانی سے — کوئی پڑھ کر غلیلہ کیا مگر مرخاب کا گنگا

عمل یا حی یا قیوم کا رکھتا ہون مین انشا
پر اوسکو کوئی سمجھے یا اولی الالباب کا گنگا

اے عشق جلوہ گر ہے خود تجھ مین ذات مولا — والسابحات سبحا فالسابقات سبقا
تمنے دکھا دیا کیا جبریل کو نہ جانے — جھٹ زیر سدرہ اونے جو بستر اجایا
جو شخص جیسا ہو خدمت مین یہان تمہارے — کیونکر نہ پھر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا
فرما دین آپ جو کچھ تھا کہ وہ ہی سچ ہے — اے میرے پیر مرشد ہان بادشاہ دانا
گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگا کر — پھنکارون اور بھی مین سبزی کو ایک کوڑا
سبزا اگر چڑھانا منظور صبح دم ہو — تو لیجیے برگ کوئی الناشطات نشطا
ہے یاد مین تمہاری بیٹھا ہوا مراقب — چارم فلک پہ عیسے کھینچے ہوئے اداسا
کروبیان تمھین سب کیون پیشوا نہ سمجھین — روح القدس ہے ادنی ایک بالکا تمہارا

اتا نہ پھنکے پھر بیے تشریف لائیے بھی
حضرت سلامت انشا ہے آپ ہی کا چیلا

بینے جو آتش مین بلبل کا منہ چڑایا — ساقی نے کہکے قہقہہ قلقل کا منہ چڑایا
اللہ حضرت آدم کس جز کا کل تھا ہم مین — جس جز نے اپنے آخر اوس کل کا منہ چڑایا
پاس ادسکی زلف کی جو آئی مجھے تو نیے — سو کرکے شاخ شانہ سنبل کا منہ چڑایا
یہ لال لال ڈوری دکھلا کے فصل گل مین — نرگس نے تیرہ ساقی یہان گل کا منہ چڑایا
کل شیخ جی بولی کو ایک ٹوپی لیکے نیچے — بینے کہا کہ تمنے اس پل کا منہ چڑایا
دو باتین فارسی کی سیکھا اوسنے میر انشا — بس لکھنؤ سے ساری کابل کا منہ چڑایا

کیا خدا سے عشق کی مین رونمائی مانگتا
کرچ لیکر آہ کی کہتا ہے یون دل چرخ سے
یون کہار ندون نے جھٹ پٹ شیخ کی پگڑی اتار
اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے

مانگتا بھی اوس سے تو ساری خدائی مانگتا
تم سے دل بو گر بڑا صاحب لڑائی مانگتا
دو بڑائی ہے یہ سر اوسکا بڑائی مانگتا
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

دادرس کوئی جو مل جاتا تو انشا عشق سے
الامان مین بادشہ کے دہی دوہائی مانگتا

عشق نے مجھپر اوٹھایا اور تازہ شاخسانہ
ران پر دہر ہاتھ میری آگ سے ایک پھونکدی
دیکھکر مجھکو رہا ندا سا لگی فرمانے آپ
اوس پری کے در تک سے لیلانہ کیونکر پڑ سے

لیگیا دل چھین ایک میلا کچیلا چلبلا
گدگدی آمیز چٹکی کا بنا تھا چٹکلا
تھیسرا یہ میری چڑہی ناک اپنی مت پھیلا
سو کہے سمجھے قیس کا بیٹے مٹا یا غلغلا

دہیان کر انشا تک اوسکی غرفہ منظر کی سمت
عرش کا در وہ ہوا چلون چھٹی پردا کھلا

جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
مری ہے جو بازو مین ایک نیل سا
اجی چشم بد دور نام خدا
بھلا آپ شرمائیے کس واسطے
یہ دیکھتی نگاہون سے گھورا مجھے

تو سلفے کا اور اوسکو کوڑا لگا
سو تیرے ہے پانو بچا توڑا لگا
تمہین کیا بھلا سرخ جوڑا لگا
کبوتر کا باہم جو جوڑا لگا
کرو دیکھنے میرے دل کا پھوڑا لگا

لگی کہنے انشا کو شب وہ پڑے
تجھے بھوت ہو یہ نگوڑا لگا

پیدا ہوا جی عشق سے جب سنگ مین کیڑا
عکس لب جان بخش سے جون بیر بہوٹی
کیڑے کا پر انگیا مین لگا رہا دیکھا بولی
منہ چنگ نے فنکاری کی یہ لی کہ چھچک کر

پھر کیون نہ پڑے زخم دل تنگ مین کیڑا
پھرتا ہے پڑا ایک قدح بنگ مین کیڑا
ہے کشن یہ کالی ناگ سے انگ مین کیڑا
کیڑے نے کہا ہو تری منہ چنگ مین کیڑا

جگنوں کو نہ رکھ محرم شبنم میں ارے چھوڑ
ایک زہر بھرا میرے دل تنگ میں کیڑا

جھینگر کی سن آواز مراقب ہو کہ ہے یہ
مشغول عبادت عجب آہنگ میں کیڑا

نیچے ہیں یہ ریشم کے نہ یہ خط شعاعی
ہے مہر بھی ایک عالم نیرنگ میں کیڑا

ڈورے تری آنکھوں کے اگر دیکھے تو دو ہیں
ریشم کا لگے آئینہ کے زنگ میں کیڑا

بوسیدہ لغت چھانٹی ہی اللہ کرے پڑ جائے
ای شیخ تری عقل کے فرہنگ میں کیڑا

وہ مور و ملخ فوج مضامیں ہے مری پاس
جسکے نہ مقابل ہو کبھی ڈھنگ میں کیڑا

شدہ شدہ دستے شدہ پائی جو پڑ ہو تو
ہو وہی تر ہے سیکڑوں فرسنگ میں کیڑا

زاہد جو چیک جائے تو جون کرمک شب تاب
ہے پیچ کوئی مقعد پرتنگ میں کیڑا

چونکے گرو بندر سے سمجھے کہ مور آیا
دارائی کا ایک نیفہ خوش رنگ میں کیڑا

اس دور میں افسوس نہیں خواجوی کرمان
ہوتا تو بتاتا وہ ہر ایک رنگ میں کیڑا

من بعد فنا ناک سے ایک ناگ ہو نکلا
تھا کبر کا وہ جو سر ہوشنگ میں کیڑا

سائل ہو جگت بولنے پر مجھسے تو دو ہیں
پڑ جائے تبھی گاہ جگت جنگ میں کیڑا

انشا نے چھوا آیا دلکو تو آیا
جاندار سمت رسما ایک [illegible] میں کیڑا

اونھیں بھوک پیاس سے کیا غرض وہ جو قید میں ہے ہوئی بلا
تم خبان اونھیں دیو نگے دا تو یہ مقتضا بھا

کہ دمہ سے عقدہ کشائیاں نہیں ہوتیں کچھ بھی بجز خدا
کبھی منے کرئے رجوع کچھ نہ کہا کہا نہ کہا ہا

الف ندا کی تو دم عبث یہ لگاتی ہے کہ دیر سے
نہ تو کاہ اوگاؤ کے تم کہا نہ تو نہ بناؤ گی تم مہا

ہم امام شاہی اگر دلا تو بس آ کی عشق کی کر صدا
کہیں اس مقام سے پھر نہ جا نہ ہوا اس طریق سے کارہ آ

مجہ ورد مصرع فارسی ہی انشا آٹھ پہر ہو اب
نبود زحالت دل خبر کہ برو گذشت چہا چہا

کیا جو کمیت آج چاندنی نے مراد اپنی یہ چاند نکلا
تو ایک ساقی بھی گھر سے اپنے شراب لیکے بھر چاند نکلا

جو گھر سے گا زیستر وہ کیوں نکو ماند دین شعبدہ ساند نکلا
تو بول سب اہل دید دیکھو نیا یہ بدلے سے چاند نکلا

بیان جو تشریف آپ لائے کہ ہر سو یہ آج چاند نکلا
کرہ کنعان بھی جبکے آگے جو خوب سوچا تو ماند نکلا

جاگی تھے راجہ بھیر تھری جی کنواں بنانیکو وہاں کھیلنے
زمین کھودی تو ایک جوگی دھری ہوئے سر پہ ناند نکلا

جو ٹھنڈی ٹھنڈی آہ کی آہ چھانون تارہ دن کی چل نکل تو
گلو نکی نکہت کا قافلہ بھی چمن پہ ہو کر لا دی چھاند نکلا

بہت سنبھالا کہ نالہ اپنا پڑے نہ چرخ بریں سے لیکن
ستارے تعینے چھٹک رہے تھے سبھونکو وہ روندراند نکلا

خیال تھا اونکو ماہ نو کا تو کس مزے سے وہ کہہ رہے تھے
ہما ہی کوٹھے پہ دیکھ انشا کہیں یہی ہے آج چاند نکلا

چل شہ امریوں میں جھولیں لیں درختوں کی ہوا
چھا گئی کالی گھٹا ہے تیرہ بختوں کی ہوا

رات دی تھی اوسکی چوکی سو مردامن میں آج
بچ رہی ہے سیکڑوں پریوں کے تختوں کی ہوا

سر و قد جو لوگ ہو نیچ کھیل ایدل وان سے تو
سخت کرتی ہے دلوں کو ان درختوں کی ہوا

شیخ یہ برسات ہے مجھسے پرے ٹک ہو کے بیٹھ
آدمی کو جن کرے ہے تیرے رختوں کی ہوا

پھیر پھیر آتا ہے انشا وہ ہی مصرع مجھکو یاد
چل شہ امریوں میں جھولیں لیں درختوں کی ہوا

ہوں کشتہ اونکی کبھی وشاروں کے چوٹ کا
تھا جنکے سر دوپٹہ تمامی کے گوٹ کا

کیا جانے لوٹ پوٹ کیا کسکی چوٹ نے
ہے درد سا جو ایک ہمیں پھوٹ پھوٹ کا

ہیں گئیں باز ایک کھلاڑی بڑی ہی قد
آسان نہیں ہے مارنا کچھ اونکی گوٹ کا

اے قرص آفتاب نہ تلیا مجھے کہ میں
بس معتقد ہوں اپنی ہی مائیں کے روٹ کا

گذری عمل سے جب کے بتاؤ کوئی ہمیں +
کچھ جھاڑ پھونک نقش کوئی ٹوٹ کا

انشا گرفتاق ان انکھوں کا کیا کہوں
اک عالم اونکے صاف ہی پایشلے پوٹ کا

زاہد مرے مودہ کی اسرار نہیں پاتا
غافل اوسے کیا پاسے ہوشیار نہیں پاتا

ہر چند کہ تیور تو اڑجاتے ہیں آپ ہیں
پر اپنا کچھ اگلا سا میں پیار نہیں پاتا

خون کرنے پہ ہوں اپنا ہاتھ قسمت سے تیرے ہے
پر کیا کروں اس دم میں تلوار نہیں پاتا

چلنے کو تو حاضر ہوں میں وادی وحشت میں
پیاں قافلہ پر کوئی ٹھیار نہیں پاتا

گو وعدہ کیا تمنے اور کھائی قسم لیکن
تسکین دل اپنا کچھ اے یار نہیں پاتا

اللہ یہ دشمن ہے ای شوخ تو میرا اب
جب مجکو تو پاتا ہے ہتھیار نہیں پاتا

گو روپ بدلتا ہے ہر روز نئے انشا
صحبت مین کبھی اوسکے پر بار نہیں پاتا

غلام مین تو ہون اون صاحبون کی کج کج کا
سرے تو صاحب اوہیر چبوترہ گچ کا

جو لوگ کج کلہ ہوئے ہون اونھون کی تاج کج
کہ وصف کرتے ہین ایسی ہے وضع کی سج کا

عبث نہ آتی تو بکبک سے مغز کھاتا تجھ
کہ آشنا نہیں مین اسطرح کی کج بج کا

سمند ناز پہ وہ شہسوار جو نکلا
تو غل مچ گیا بازار بیچ بیچ کا

لچک سی آگئی ہے شاخ گل کے شانہ مین
خدا کے واسطے اپنی کمر کو مت لچکا

نہ جھوٹ موٹ گواہی دلایئے مجھ سے
کہ کہنے والا ہون لکھ پھاٹ مین تو سچ سچ کا

جو خوب سوچو تو ہے نام جسکا استغنا
وہی تو اصل ہے انشا ہزار لالچ کا

ہوا جب اشک دل باغ فراغ کا بیٹا
تو کیون نہ کہیے پھولے کو داغ کا بیٹا

نہ جھونک آہ کے شعلہ کو بھاڑ مین ای عشق
کہ ہے بڑے ہی یہ صاحب دماغ کا بیٹا

مثال عیسی مریم مقابلے کیا
لباس عکس مین ہے یہ چراغ کا بیٹا

ذبیحہ سر مینا کو چھیڑ شاید ہو
خفیف قاضی عالی دماغ کا بیٹا

حباب بادہ کو کیونکر کرے نہ پیار انشا
کہ ہے یہ شیشہ کا پوتا ایاغ کا بیٹا

تجھے کیا ملا ایک عرش سے مجھے عشق ہے ترا اے خدا
بہت اذکو لکھون تو والسلام علی من اتبع الہدے

اری ای جنون جہان کشا مجھے اوسکی ٹاٹ سے مت ڈرا
یہ ترا جو توسن شوق ہے ابھی اپنے اور کہین کودا

دل قیس کیونکہ نہ عشق کرے نہ آہ جبکہ وہ مہد سے کش
کہ وہ اوسکی لیلی ماہ وش ہوئی اونشہ سے کہ جدا

تیری آنکھ ہے مجھے خطر مگر اسطرف سے لس اب گذر
ارے عشق کچھ تو خدا ہی ڈر میرے دل کو آہ تو کر گدا

کسی ساتھ دل اٹک ہے اور دیر مین مت بھٹک
در میکدہ سے ہے مرتبہ نہین جکو ہووگی انشا

مجھے آفت آکے گھیرتے کہ گناہ بھی ہین بہت کیے
مجھے ایک کشتی بادہ دی اری اسے جاز کی ناخدا

رہ اتقا سی بھلا سو کیا کہ یاس سے مین نہین آشنا
کہین انشا انکی مے پلا مجھے اونکی زمرہ سے کر جدا

دل ستم زدہ بیتابیون نے لوٹ لیا
ہمارے قبلہ کو وہابیون نے لوٹ لیا

کہانی ایک سناؤن جو ہیر رانجھا کی
تو اہل درد کو پنجابیون نے لوٹ لیا

یہ موج لاؤ خود رو نصیب سے بولی
کہ کوہ و دشت کو سیرابیون نے لوٹ لیا

چھپا تھا لیلیٰ مین اور گئی یہ جسم
کہ ناقہ نجد کے اعرابیون نے لوٹ لیا

کسی طرح سے نہین نیند آتی انشا کو
اوسی خیال مین بیخوابیون نے لوٹ لیا

اب تو انگلی سی طرح کا نہین گہرا پردا
رہ گیا آپ مین اور ہم مین اکہرا پردا

ہے یہ دالان پہ سے حکم جو ہو تو اسمین
ایک روپہرا لگے اور ایک سنہرا پردا

باد کے صدمہ سے کھڑکا ہی کرے ہے دن رات
یہان لنگوٹی کی طرح دیوے ہے پہرا پردا

گر پڑا تھا جو دو شالہ بھی پڑا اسپلون پر
ٹانک جو تم نے دیا تھا سو وہ ٹھہرا پردا

اوس پری زاد کی جی صدقے کہا یون ہنسنے
میرے ڈولے مین لگا دیجیو ہرا پردا

ہے زمانہ یہ برا ایسے غلام انشا کا
آپ رکھ لیجیے یا حضرت زہرا پردا

ہوا یہ اے دو دل سے کوہ قاف کا جوڑا
کہ وہان پریون نے اک قصہ مہر او وفاق کا جوڑا

رہینگے خلد مین دایم اگر یہ سوز دروں والے
تو پہنو گے کہین مجھے وہان بھی سندس اعراف کا جوڑا

مزہ دیکھو کہ اوس چاہ ذقن کا عکس تھا وہ تو
عبث طوفان اون لوگون نے جسپر ناف کا جوڑا

کہا سب دیکھنے والون نے دشمن زیر پا تھا جب
نیا پہنا جب تون نے مخمل زرباف کا جوڑا

پچھوا کی جو مخلوق کی ہو کوئی آکھ گی بڑھیا
بنی وہ آنکے بوڑھی اور بڑی نداف کا جوڑا

مہابھارت کی قصونکے جو ایمان اور تو کچھ بھی
نہین ہم پاس صاحب کم گزاف و لاف کا جوڑا

کہون کیا اوسکی مین باتین غرض میری تو جانب مین
زمانہ مین نہوگا کوئی اس جراف کا جوڑا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا راج مین ہر لوہنگ کے لیکن
کہین حضرت سلامت آپکے انصاف کا جوڑا

نشا بہے ادسی گری ہے ای لیلے ترا مجنون
کہان یہ بال پر دو پر سمجھ چوٹی کی پرچھائین
بغیر از چہرۂ یوسف کہ تھا وہ ماہ کنعان مین
یہ ہتی ہے جو بڑکنی اگر چھپا سے ڈھب پچ تو

بنا جسکے لیے اک تاش کے سو باف کا جوڑا
کہ ہے پشت شکم آئینہ شفاف کا جوڑا
نہین کوئی جہانمین تیری دو صاف کا جوڑا
گٹھی کس روپ سے گینش جی ماہ حرافن کا جوڑا



رہیگا چار سو ستر برس انشا زمانے مین
کرادو ہیر سے رانجھے مین وشین وقاف کا جوڑا

جو بھیجا ابر کو دریا نے ادر پاٹ کا جوڑا
پکہیر و کہ تو نی جھجر بدلی مین دکھلائی نہین پڑتا
ہاتھ آیا مجھ جو تاپاٹ بانی اور جیکی کا
مرادری فوج انگریزی نے دی ایک ایسی ہوئل کی

تو وہان بجلی نے طوفان اور ہی گھر گھاٹ کا جوڑا
نظر آتا ہے تو کھونٹے گی ٹاٹ کا جوڑا
تو پہنا ایک صاحب نے فرنگی ناٹ کا جوڑا
اگر رسی کٹ گئی ملکہ کی ٹوٹا عباٹ کا جوڑا

کسو ہندو بچہ کی یاد مین آنکھون سے اپنے انشا
نکلتا ہے بڑا جوالاکھی کے لاٹ کا جوڑا

چمک کر رات کو گرجا یہ برق و رعد کا جوڑا
گریبان سے کہین جو چھپ گیا تھا جامۂ کعبہ
وہا پھر ان کو بھی دی حج تک شاید ملا دیوے
معاذ اللہ دشمن جو کوئی سادات کا ہووے

کہ بچھڑا ہم دگر سے ہوش قبل و بعد کا جوڑا
تو وہان میتون ر ثوبات دو کی حمد کا جوڑا
ملایا جن نے ہے شوال اور ذیقعد کا جوڑا
یقینا وہ تو ہے دنیا مین ابن سعد کا جوڑا

فقط امید رکھتے ہین فرحان پاس ہے انشا
کیا پیدا خدا نے ہے وعید و وعد کا جوڑا

نہ کیون رہ جیتر ہوا اہل عسزم کا جوڑا
نکال آواز ایسی گڑگڑا کر اے میان ساقی
جو کچھ یہان ٹھاٹھ ولیکن سو لبس بیٹھے رو دین
جھلائی چادر گل کے بلبل اکے تو رجھون پر

ملا کر ساتھ ہی وہان کہہ دیا یہ جزم کا جوڑا
کہ ہو ابر سیہ سلفہ کی تیری بزم کا جوڑا
کہ ہے مشہور یہ اقوین ہا عزم و جزم کا جوڑا
بنا کر رکھ دیا گلہائے شمع بزم کا جوڑا

زرہ دادی انشا خود بکمر داستان ان

یہی مردود ن گرا وترا عرش پر سے زمزم کا جوڑا

ملا پسین ایسی وضع سے سحاب وبرق کا جوڑا
نہ رہنے پہ صوفیوں کی بات خالی خرق عادت سے
یہین اللہ ولکو رکھیو الٰہی تا ابد قائم
کیا اسپند تار دونکا فلک نے آتش گل پر

انھیں پر ختم گیا ہے التیام وخرق کا جوڑا
اگر کر کار عدسے انقسام برق وعرق کا جوڑا
یہی اک رہ گیا ہے شاہ وغرب وشرق کا جوڑا
ہینکہ عیب ذو آیا خوب زرق وبرق کا جوڑا

ہمارا ہے مہر دانشا ماہ ہے ایسے شہ دین کا
نہ طاؤس گردون جسکی تاج فرق کا جوڑا

ہوئی جب لیلۃ القدر اوس پر بھی جمعہ کا جوڑا
ہوا ابر نے کل تیسوین کا چاند دکھلایا
زحل طالع رقیبا در آیا اوسکی شرح دم
پڑا پھرتا ہے ان آنکھوں کی کھیک کے ٹکڑا پیچھے
کہین ہے شال بافت ایسا جو جاڑوں تک ڈوپٹے

چھپا یا لوٹیا پھراں مین قبل وبعد کا جوڑا
بڑا طوفان شوال سے ذی قعدہ کا جوڑا
بندھا ہے بطرح دو نجم نحس وسعد کا جوڑا
ہمیشہ طایر قدسی وعید ووعدہ کا جوڑا
ہمین اپکا دین منہ سے ہو یہ بادی جید کا جوڑا

ہین اوراقِ کلیات انشا ہم دیکھا تو شرما کر
رہا چھپ ابر کے دامن مین برق ورعد کا جوڑا

ہین مست ہاتھ کے ایسی کسی کہ حرف کا جوڑا
بندھی خون سر فرہاد کی ٹوکری تھی بیاں جسپر
ہوا تحصیل فارغ شیخ اوسکے دام مین آیا
لو اپنی ہی مین ہے یہ جوڑ جوڑ آڑی کی لہی سے

اگر تیغ جنبش کی صورت بن رہا ہو حرف کا جوڑا
عبث لوگوں نے قصہ سرخی تیجرف کا جوڑا
جہاں جس قسم کا تھا اسم وفعل وحرف کا جوڑا
اوسنے پہنا دین اک اوراق نحو وصرف کا جوڑا

کہو کیا صید سے کہ اک ایسا پنجہ ہے وا شا
قیامت ایک شاہین نگاہ زرق کا جوڑا

لیا چھین ابرو مژگان سے عام وخاص کا جوڑا
تامل کیجیے تو گوہر شب تاب ہاتھ اوسکے
نکلتے تھین صوفی حال کرتے وہان جو باجا تا

ہے وہ تو چشم بعد ابھی لب لبی وقاص کا جوڑا
یہان موجود ہے ہر خوبی خواص کا جوڑا
بہم سیمرغ قاف وتقتیش رقاص کا جوڑا

نہیں ہم فن کو باہم دیکھ سکتی لوگ یہ سچ ہے
لگا اقلاص بیچ لا یجب اقلاص کا جوڑا

ابھی دیکھو گے جب تم آرسی مصحف تو وہاں انشا
پڑھیگا سورۂ الحمد اور اخلاص کا جوڑا

جواہر سے ملا تا کون یہاں اعراض کا جوڑا
یہی باندھا ہوا خود سید فیاض کا جوڑا

حفاظت بحر و بر کی تب تو سونپی جلیے قدرت نے
بندھی بیچ خضر اور الیاس سے مرتاض کا جوڑا

قضا نے خارجی کے واسطے بنوا کے بھیجا ہے
عجب اک بیمان نینا امراض کا جوڑا

غرض کے حرف کی تکرار کی جن نے تو وہ بولے
یہیں آئے ہو تم تو اطلس اغراض کا جوڑا

کترا اور بیونت بیان تک ہے کہ سیر کیا پراغ
مجھے بھیجا تو کلکتہ سے اک مقراض کا جوڑا

وہ دو زلفیں نہیں ہیں ایک کالی ناگ کا جوڑا
بنا یا ہیں کے فنکار کیو جی لے آگ کا جوڑا

نہ کیونکر بن کے بن ٹیسو کی پھولوں کی نظر آویں
جو جنگل جی ہے جوگی آپ بیوین بھاگ کا جوڑا

انھیں کیا نعمت الوان ہے جنکو غرش سے اترا
یہی ایک جوگی روٹی اور ادبار ساگ کا جوڑا

مہاراجہ جہاں چکتے تھی موتی ہنس کے جوڑے
وہاں کا اب تری ٹھاکر بنا ہے کاگ کا جوڑا

لگادی جوں ہے اس جنگل کو بس اک دھی اہو ہمن
یہ دھر پت پھر کچھ انشانے دیت راگ کا جوڑا

گیا بیٹ جگھڑی قیس یا بان گرد کا جوڑا +
ٹکرا یا ہم دو لنکی آہ سرد کا جوڑا +

شعاع مہر آکر زعفران کے کھیت چھا جاوی
بنو دی تو بھی وہ عاشق کے روی زرد کا جوڑا

سیاہی سوزن مژگان سے تری چین لیے بیٹے
گلابی ریشم رنگھا ہی برگ ورد کا جوڑا +

مبارکباد گاتی خوب نبی ٹکڑا کے فتنے نے
شہا عجب ہوا فرہاد عم پرور د کا جوڑا

لباس خاک میں جو دو بگولے لڑگئے شاید
یہ دو روحیں نہیں پہنا تھا جنھوں نے گرد کا جوڑا

لکھا رکھی ہیں حسب اللہ عادو عصیان انشا
ملا گر وقت تو موجود ہے یہ فرد کا جوڑا

نہ اے زاہد یہیں بنوا کے موٹی سوت کا جوڑا
کرادیگا تجھو استبرق لاہوت کا جوڑا

مرصع پوشی گردونکی ستاروں سے عبث ٹھہری
غزالان حرم کی فوج کا سرخیل ہو لیکن
تمہارے بیٹھنے اور لیٹنے کے فعل کرنے کو سلیو ہے

نہ نکلا وہاں تو تیری حقہ یاقوت کا جوڑا
کہاں قیس بنی عامر تری سبھوت کا جوڑا
نہ دیکھا جن نے ہو پیپل تلے کے بھبوت کا جوڑا

نظر آئے ترے انشا اگر دو نرگس جادو
تو باہم لڑ پڑے ہاروت اور ماروت کا جوڑا

صنم خانہ میں جب بولا بت ناقوس کا جوڑا
جو سوتے ہیں ذرا تو انکو تو کیا کیا سیر کرتا ہوں
نہ سمجھو کہکشاں کا عکس دریا میں ادھر دیکھو
کرام کاتبین کے شکل کا اُن کی طرف سے بیاں
رصد جو تار دن نے تاک دل انگور سے باندھی

لگا نٹھا کر کے آگے ناچنے طاؤس کا جوڑا
سرہانے رکھ کے بلوری کوئی فانوس کا جوڑا
کہ ہے مارِ سیاہ نا نو مایوس کا جوڑا
ملا پھرتا ہے اپنی ساتھ ایک جاسوس کا جوڑا
ستارے جانتے ہیں اسکو بطلیموس کا جوڑا

ہما کے سور چھاپ پر تو زرتن باندھ کے انشا نے
کھچا کہتی کہ ہے یہ چتر کیکاؤس کا جوڑا

نہیں مجھ پاس اے قمری تری کیسر لگ کا جوڑا
یہ خاصیت ہے اُن کی آنکھوں کی جو ان آتشی شیشہ
اڑی بسل کو جی گینڈا ہو وہی ہے تپ پتے ٹھکرا
مہادیو او تری جو کیلاس سے اپنی جٹا ٹھہلے

تری بین گھونسلے میں چھوڑ دو ناگ کا جوڑا
کسے پہننے ہے کہیں دیکھا بھی اس اوڑلاگ کا جوڑا
کہ جوگی جی یہ جوڑا ہی او دیکھے گی کھاگ کا جوڑا
تو شاید بن سکے اس جوگ کے بیراگ کا جوڑا

پھنکا جاتا ہوں عشق کی گرمی سے ای انشا
خدا کی کیا بلا یہ دل بنا یا آگ کا جوڑا

تراقی کا یہ پہنا او جس کسی نے تاش کا جوڑا
ملائی آپ نے چتون تو ہم بھی دل کی کہہ بیٹھے
پرُعا کرتا ہے جن بشن آئینہ کو جب دیکھے
بھٹی ہے روح قیس و کوہ کن با ہمدگر اکجا
بھلا جو مرد افیونی ہوا اسکو بھوک کیا مانگنے

کرا اُٹھا گا فلک پر ظاہر شاباش کا جوڑا
یہی بتا بس اپنے اس نگاہ فاش کا جوڑا
کہاں ہے کوئی تیری عاشق عیاش کا جوڑا
قضا را ہو گیا ہے مفلس و قلاش کا جوڑا
کفایت میکند یکدانہ خشخاش کا جوڑا

جو دل بادلکی ہاتھی سے بڑا گر گت مین ہو وئی
تو ٹھہرے راے کینڈ ال تمہاری لاش کا جوڑا

وہ قمری سر و پر جو بولتی ہے اندنون اوس نے
بنوا ڑا ایک جھاؤ لعل کے فراش کا جوڑا

کسی جوگی نے چھو منتر سکھایا ہے مجھے انشاؔ
لئے پھرتا ہون مین چٹکی مین اپنی ماش کا جوڑا

کہین بچھڑا ہوا دیکھا جو اک سُرخاب کا جوڑا
تو ڈوا رہین مار کر رویا لبِ گرداب کا جوڑا

نہ آنکھین تر ہوئین فرہاد مسکین پر جو شیرین کی
تو نکلا بیستون سے پھوٹ کر سیلاب کا جوڑا

گھٹا ٹوپ اوس پری نا لکی کا کچھ ہوا اوچھا
تو پاٹ ایک آ ہین لیکر چادرِ مہتاب کا جوڑا

بہت پرواز پر ایک دن کی سنتے ہین آیا ہی
پر اپنی دم مین کوئی اس نے کیا سرخاب کا جوڑا

وہی سوزش زدہ یکبارگی جو چاہ مین ڈوبے ق
جھنو جھو لیگیا وہ مارِ موجِ آب کا جوڑا

اوٹھین زیادیون کی ہین یہ آنکھین اشک آلودہ
پریزادون نے جن پر طوطیا وولاب کا جوڑا

نہ لگا کھاے ہرگز آپ کی گدڑی سی پان مین ق
پڑا چمکا کرے گو مہر عالمتاب کا جوڑا

کہین تو شال کا بوٹا کہین زربفت کا ٹکڑا
کہین اطلس کہین پیوند ہے کمخواب کا جوڑا

لئے انشاؔ فی بو سہی وہ ہزار اونکی لیون ہے گل
دوگانہ دیکی سیدھی ہاتھ مین عناب کا جوڑا

چمن ہے کیا بندھی تیری رخ تمناک کا جوڑا
کہ ہے وہان کان آنکھ اور مونھ بنا شد رک کا جوڑا

سحر کے منہ سے مل دینگے بھبوت اکسیر کا آکر
بگولا گر جو آتی ہین یہ پہنے خاک کا جوڑا

سجا ہے دخترِ رز سے پری نے آج اے ساقی
عجب ابریشم رنگا ہے برگِ تاک کا جوڑا

ہزارون ڈھب کے یا سن اس سے پیم ڈھلتے ہین
منہ کیون چرخ گردون لے کلال اس خاک کا جوڑا

یہ نکلین ایک افیونچی آنکھین گورتے باہم
کہ لالہ جی نے دیکھا کاسۂ تریاک کا جوڑا

اٹھا دم ہنہناتی ہی نسیمِ صبح کے گھوڑے
ابھی کر لیجیے اپنے توسنِ چالاک کا جوڑا

قیامت بے ادب ہین جو تلون سمجھین نہ انشاؔ
کہ ہین وہ دونون آنکھین گردشِ افلاک کا جوڑا

ملی باری ہے جو مٹرتال کرکے راکھ کا جوڑا
تو تابنی سعر جی او نکلین کوئی تو ہی لاکھ کا جوڑا

تصور نے ترے اک دھوپ سی سو تو نکو دکھلائی
ہوا ساون بھی اونکو جیٹھ اور بیساکھ کا جوڑا
نہیں کچھ بھید سے خالی یہ ملسی واں جی صاحب
لگایا ہے جو اک پھوڑے سے تمنے آکھ کا جوڑا
لپیٹ کر کشن جی سے رادھکا یو نہیں لگے کہنے
ملا ہی چاند سے ابی لو اندھیرے پاکھ کا جوڑا

یہ سچ سمجھو کہ انشا ہے جگت سیٹھ اس زمانہ کا
نہیں شعر و سخن میں کوئی اوسکے ساکھ کا جوڑا

جس شخص نے کہ اپنی نخوت کے بل کو توڑا
راہ خدا میں اوسنے گویا جبل کو توڑا
اپنا دل شگفتہ تالاب کا کنول تھا
افسوس تو نے ظالم ایسے کنول کو توڑا
کولے تلے کھڑا تھا دیکھا جو تجکو آتے
ہاتھ اوسنے کرکے اونچا جھٹ ایک پھل کو توڑا
تھا ساعت فرنگی دل جب جو ہو رہا ہے
کیا جانیے کہ کسنے ہے اسکی کل کو توڑا
دارا و جم نے کیا کیا تجھسے شکست پائی
اے چرخ تو نے کس کس اہل دول کو توڑا
مفلس کے بر میں یارو وہ لا بھی کب آیا
رکھتا ہے گرم زر کا جسکی بغل کو توڑا
آنکھوں سے اپنی آنسو کچھ ایسے پھوٹ نکلے
فوارے کے کسی نے جیسے ہو نل کو توڑا
لینی ہے جان دل تو ظالم تو آج ہی لے
ٹوٹ جائے گا وگرنہ پھر اسکا کل کو توڑا

احوال خوش اونھوں کا انشا میاں جنھوں نے
اوس ذات بحت سے مل بند اجل کو توڑا

کیا کہوں احوال تیرے عاشق بیتاب کا
اشک جو ٹپکا سو گویا قطرہ تھا سیماب کا
دیکھیے آکر جھمکڑا چادر مہتاب کا
لہر میں لیتا ہے سمندر عالم سیماب کا
تھے جو کمبل پوش اونکے سامنے کیا تذکرہ
صاحب شال و سمور و قاقم و سنجاب کا
سوزن عیسیٰ بے دم کرنے لگی قدوسیان
یہ ضمیمہ رہ گیا تھا عالم اسباب کا
کوئی شعلہ اٹھ چلا حد سے تو یارو نے کہا
ایک یہ بھی جوش تھا برسات کی سیلاب کا
لطف وہ شام اودھ کا دیکھیے جا کر دوستو
ہو جو فیض آباد میں نوکر میاں نواب کا
نعرہ ہو سے کسیکے زلزلہ سا ہو گیا
حال کرنا ہے جنھے دیکھا مسجد و محراب کا
اس شوسے پن پہ بیٹھے کسقدر ہیں شیخ جیو
تو نہ تم اونکی نہ سمجھو ہے یہ منکا راب کا

اور بھی پرواز اگر منظور ہو تو زاہدا
گانٹھ لیجے دُم مین اپنے پر کوئی سرخاب کا

دیکھ لیجے ہاتھ دھر کر اس مرے سینہ پر آپ
گر نہ دیکھا ہو تڑپنا ماہی بے آب کا

کیا ہی پھبتا ہے یہ صاحب رنگ کا کرتا تمھین
اور اے ظالم یہ ڈھیلا پائچہ کمخواب کا

نالہ و آہ و فغان سے ربط ہے مجھکو مدام
غل مچاتا کیون نہ غرش آوے او نہین دولاب کا

مانگتا ہے یہ دعا اٹھون پہر انشا سدا
یا الٰہی بول بالا ہو مرے نواب کا

اب کے یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا
کاسہ چرخ برین سارے کا سارا جم گیا

چاند سے ٹکڑے کو اوسکے دیکھ کر دا گرد سے
چار چار انگشت سورج کا کنارا جم گیا

کیمیا کا شوق تھا جنکو اکڑ کے بت ہوئے
تھا جہان تک شہر مین موجود پارا جم گیا

سرد مہری سے زمانہ کی نہ پوچھا حال کچھ
اوسمین جو جو آہ سے نکلا شرارا جسم کا

آب خورے برف کے انشا کو بھیجے آپ نے
اسکے یہ معنے کہ لو نعمت تمھارا جم گیا

ردیف الباء

غزل بر مصراع طرحی حسب الحکم جناب عالی متعالی

مل گئی سینے سی سینے پھر یہ کیسا اضطراب
مر مٹے پھر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب

کیون پڑی تھلکین نہ آنکھین آنسوؤنکی بوجھ سے
ہے دل صدپارہ کو سیماب کا سا اضطراب

روس کا یہ حال ہے یہان قافلے پڑکی دور سے
کر رہے ہو جسطرح محمل مین لیلا اضطراب

پوچھتے کیا ہو کہ تیرے دل مین کیا ہے مجھ سے کہہ
اور کیا یہان خاک ہوگی جوش ہے یا اضطراب

دم لگا گھٹنے ابھی مین کیا کہون کل رات کو
تم نہ آئے تو کیا یہان جی نے لیا کیا اضطراب

کیا غضب تھا پھاند کر دیوار آدھی رات کو
دھم سے میرا کودنا اور وہ تمہارا اضطراب

تھا وہ دھڑکا پر نہ لے ساتھ صدقے اوسکی جی
پھر کرے اپنے نصیب اللہ ویسا اضطراب

اوسکی چاہت مین جوانی اپنی جو تھی چل بسی
ہے پر اب تک جیکو ایک جیسے کا ویسا اضطراب

پیر و مرشد کا یہ مصرع حسب حال انشا کے ہے
مر مٹے پر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب

زلزلہ لایا ہے جسم مضمحل کا اضطراب
مر مٹے پر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب

نکہت گل سے پری کو کونہ کونے پھرے
تھا انوکھا یہ ہوائے معتدل کا اضطراب

کر گئے کچھ تغیر اونکی بڑھ چلا جو مین تو وہ
بولا ٹک دیکھو تو اِس نا منفعل کا اضطراب

عشق وہ چھل ہے کہ جسکی تخم ہین یہ اشک سرخ
بھیز دی ہے مغز اوسکا اور چھلکا اضطراب

اوسکی ہم صدقے مٹایا جسنے باہم کرکے خلط
آتش تیز و ہوا و آب و گل کا اضطراب

یا دہین انشا وہ شرمائی ہوئی آنکھین سجھے
اور تنہائی مین اوس ہمان گسل کا اضطراب

جھٹ پٹ جھپٹ کر لگنے جو موندی کواڑ خوب
چوکھٹ پہ گر کے رات مین کھائی پچھاڑ خوب

ایک سنگ پر جو صورت شیرین نظر پڑے
ہم بے ستون کا دیکھ کے روئے پہاڑ خوب

منظور اور بات جو کچھ ہو تو آسیئے
گلشن مین ایک کنارہ ہی چلنا کا جھاڑ خوب

لیلے نے آ کے نجد مین مجنون سے یون کہا
کیا آپ نے پسند کیا ہے اوجاڑ خوب

ایسا نہو کہ خون ٹپکتا ہو اندرون
رہنے لگی ہے ورپہ تری بھیڑ بھاڑ خوب

جلدی خبر لو میری کہ ہر زخم دل کے آج
دست جنون نے ڈالے ہین پھاڑی اوکھاڑ خوب

دیوانہ تو کہو ہو مجھے مین بھی اپکی سا ملو
لاتا ہون کیا ہے سوانگ گریبان کو پھاڑ خوب

پھولون کے گیند مجکو تو جھٹ بار بیٹھنے
کر کے نشانہ دور سے نظرون مین تاڑ خوب ق

اور اپنی بار سے چوٹ بچا جانے واچھڑے
کیا آپ نے لگائی ہے تکیہ کی آڑ خوب

انشا جو اوس سے بگڑا تو کہنے لگا وہ شوخ
اچھا جی اچھا جا ہے ٹھیرا بگاڑ خوب

پھرا یہ آنکھون مین اوس زلف عنبرین کا سانپ
کہ موج اشک ہوئی ہائے اپنی آستین کا سانپ

کھجور سے چوٹی پہ کسکے تھی جسکے دھوکے تمین
جگر کو کاٹ گیا شاخ یاسمین کا سانپ

ہلا کے زلف نہین کسنے کی تھی بوسے پہ
کہ پھر گیا مرے چھاتی پہ اوس نگین کا سانپ

پلک وہ کے سرمہ دنبالہ دار پہ کر دیا ان
کہ ہے یہ نرگس شہلائے نازنین کا سانپ

لٹ اوسکی بال کی غصہ مین کہ جبین پر دیکھ
نہ ایسا ہووے گا صحرائے لک چین کا سانپ

اگرچہ زلف مددگار چشم تھی کہ سرا
ڈسے ہے دل کو نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والون سے ایدل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ شملۂ زہاد راہ دین کا سانپ

ق
شب فراق تو آیا تھی ہی اژدہا تیار
کہ تھا خیال مین اوس جعد عنبرین کا سانپ

صباح کفچۂ زرین آفتاب کو دیکھ
کہا یہ مینے یہ کافر نہین زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
یہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمین کا سانپ

پھر اسپہ ایسا ہی مطرب نے جو گیا گایا
کہ بن گھرا ہوا ایک آہ آتشین کا سانپ

عصائے حضرت موسیٰ ہوا ہے آہ انشا
کبھی کرے جو کہین قصد میرے کین کا سانپ

بناکے چھوڑون جو اپنون کا شرابین سانپ
تو صاف آوے نظر جرم آفتاب مین سانپ

ہماری آنکھون مین ساقی بغیر برق نہین
یہ کیچی ہے نفس آتشین سحاب مین سانپ

اولٹ کے چوٹی جو کنگھی شب اوسنے الگادی
تو مرچک کے پڑا سخت پیچ وتاب مین سانپ

ملے ہے آئینہ مین اس طرح وہ زلف سیاہ
کہ لہرین لیوی پڑا جیسے سطح آب مین سانپ

یہ بال دہوئے ہین کسنے کہ عکس موجۂ آب
مجھے دکھائے ہے ہر کاسۂ حباب مین سانپ

سمجھ نہ حلقۂ کاکل مین کان کا موتی
کہ من نکال کے بیٹھا ہے ماہتاب مین سانپ

دلا نہ اہل زمانہ سے تو معانقہ کر
کہ ہے نہفتہ گریبان شیخ و شاب مین سانپ

خیال اوسکی لٹو نکا نہ کیون بسے دلمین
پھر اکرین ہین ہزارون وہ خراب مین سانپ

کسیکی زلف سیہ کی جسے چڑھی ہو لہر
نہ کیون وہ چونک پڑے دیکھ دیکھ خواب مین سانپ

ہزار ڈہب سے مضامین مین باندہ ڈالے ہین
پڑے ہین ہاتھ سے انشا کے ایک عذاب مین سانپ

ردیف الف

نہین چاہیے شرم اتنی بہت
کہ مجلس مین بن بیٹھیے جلسے بت

بنا تھے ہین ہم کو کیا شیخ جیو — ذرا آنے دیجے تو ہولی کی رت
بہم صبر و شورش کے کیونکر بنے — کہ یہ کم سے کم وہ بہت سے بہت
کنور جی بھی ٹھاکر کے ایسے ہی ہین — ہنومان جیسے مہیشر کے ست

غزل لکھ اب انشا تو ایک اور بھی
کہ یہ قافیہ ہین انوکھے اچھت

ریختہ نمبر ۱۲

ہمین اوس صنم کی ہی الفت بہت — جھکے جسکے سجدہ کو پتھر کے بت
غلہراسے کیونکر ہوا ہے جنون — کہ ہے شورش افزا یہ ساون کی رت
مہاراج جی تمنے یہ سچ کہا — جنھین درشن اتا ہین انھین درشن اتا
کہے ہے اونھین دیکھکر راجہ اندر — یہ بجیات ہین تمتین دامن کے دت
پری ہے انسے تبخانہ کے برہمن — ترے بت کو رستہ ترے منہ کو بت
کوئی بھونکے ناحق جو کتے کی طرح — تو دتکار دیجے او سے لکے رت

ہیا در خلیل خدا سے وہ وہ وہ
جنا لات و عزی کو انشا نے بت

کعبے سے کیا ہمنے جو آہنگ خرابات — کیا جانے خوش آیا ہمین کیا رنگ خرابات
آتشکدہ ہے ہر شرر سنگ خرابات — جھلکے ہے غرض وہ ہی کچھ رنگ خرابات
سب ٹوٹ گئی جام و سبو ساغر و مینا — تھا گرم یہ شب معرکہ جنگ خرابات
امی پیر مغان انڈیے گا شوق سے دزات — مستانہ چڑھا کر قدح ننگ خرابات
گر راہ حرم مین نہ ملے آہ کرون کیا — مطرب و صنم خانہ ہوون ہین تنگ خرابات
گر شیخ سنے نعرہ لبیک کو مجھ سے — آواز ہے دہن دف و چنگ خرابات

ہے سلطنت عشق مبارک تجھے انشا
ہو زیب وہ شاہی اورنگ خرابات

کچھ اشارا جو کیا ہمنے ملاقات کے وقت — ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کے وقت
سرسری آپکی تشریف کے آنے سے حصول — مین تو تب جانون کہ آجاؤ کبھی گھات کے وقت

غیر سے کرتے تھے آنکھون نہین ابھی باتین تم
ہم بھی آپہونچے ہین کیا عین اشارات کے وقت

گرچہ مینے مے سے کی توبہ ہے پینے ساقی
بھول جاتا ہون ولی تیری مدارات کے وقت

آدمی خاطر ہین جہان آپ کا پھر آکیے ہون
پاس ہی بندہ کی آرہیے پر اس بات کے وقت

کیا کرون پاس ادب سے ہون نہایت لاچار
ورنہ کچھ اور ہی سوجھی ہے مجھے لات کے وقت

موسم عیش ہے یہ عہد جوانی انشا
دور ہین تیرے ابھی زہد و عبادات کے وقت

مدت کے بعد آئی نظر خیر و عافیت
کہیے مزاج کی تو خبر خیر و عافیت

گر گشت ہمارے ملیاسے پوچھیو
میری طرف سے باد سحر خیر و عافیت

اوصاف ہین زیادہ زحد اپنی آہ مین
لیکن جو پوچھیے تو اثر خیر و عافیت

اے اہل درد حسرت و ارمان کی جو ہے
کی رات کس طرح سے بسر خیر و عافیت

اللہ کیا سرور ہوا انشا سے بزم مین
اکبار یار پوچھے اگر خیر و عافیت

جمال و عظمت دادار خالق ملکوت
خیال کر کے یہ کہتا ہون بلہ رکھ غیر وت

نمود سطوت پروردگار ہے دیکھو
جہان تلک کہ کرے کام یہ نظر کا سوت

محیط ہی ہین ہے تمثال جلوۂ واجب
اگرچہ آئینہ ممکنات ہے ناسوت

زہے کریم کہ کردیون کو جسنے دیا
مدام مشغلہ سیر گلشن لاہوت

حسن حسین کی خاطر سے بخش دیویگا
گنہگار و نکو قصر زمرد و یاقوت

دیکھین سنیگے وہان حورین ہزار ہا غلمان
ہر ایک مثل قمر کے بدون ریش و بروت

ہمین ہے بمجہ سبحان ربی الاعلے
عطا کری جو تفضل سے قدسیونکا قوت

بغیر اوسکے کرم کے نہین بن آتی بات
ہزار گرچہ پڑہا کیجیے دعاے قنوت

بیان ذات کے اوصاف کس سے ہون انشا
صفات جسکی ہین حمال عرش ہین مبہوت

تو نے لگائی آکے یہ کیا آگ ہی بسنت
جس سے کہ دل کی آگ اوٹھی جاگ ہی بسنت

کیفیت بہار کی تو اوسکو سے خبر
موج نسیم کیطرح اوڑ لاگ ای بسنت

ہر شاخ زرد و سرخ و سیہ ہجر یار مین
ڈستے ہین ناگ ان کو جون ناگ ای بسنت

منہ دیکھو عاشقو نکے مقابل ہو رنگ مین
باندہی ہی مجھسے کسلیے تو لاگ ای بسنت

تجھ مین کہان یہ تو تلمونی کہان رنگ
دشت و جبل کو خیر سے اب بھاگ ای بسنت

جون تار چنگ چھیڑ نہ انشا کو بات مین
تیرا سنا ہوا ہے یہ گھڑ اگ ای بسنت

صد برگ کہ دکھائی ہے گہ ارغوان بسنت
لائی ہے ایک تازہ شگوفہ یہان بسنت

بھر بھر کے گلستان مین مے عیش و جشن سے
دیتی ہے ہر گھڑی مجھے رطل گران بسنت

تو اوٹھ چلا تو زرد ہوئی سب کے رنگ رو
کل آگئی بہار مین یہ ناگہان بسنت

آتی نظر ہین دشت و جبل زرد ہر طرف
ہے ابکی سال ایسی ہی ہندوستان بسنت

شادابی نسیم سے بحر سرور کو
کرتی ہے جوش مارکے اب بیکران بسنت

گر فی المثل ملایکہ ہون اہل زہد سب
لے آوے پھر سیر او نھین مو کشان بسنت

پتی نہین چمن مین کھڑکتی ترے بغیر
کرتی ہے اس لباس مین ہر دم فغان بسنت

گر شاخ زعفران اسے کہیے تو ہے روا
ہے فرح بخش واقعی اس عدو کو ہان بسنت

گردا بناکے ریش مخضب سے محتسب
جاتا ہے اوس مقام مین جاوے جہان بسنت

انشا سے شیخ پوچھتا ہے کیا صلاح ہے
ترغیب بادہ دی ہے مجھے ارغوان بسنت

آہ مولے فقیر کی صورت
کل شتے قدیر کی صورت

چھپی رہتی ہے خاک مین گوئی
تجسے روشن ضمیر کی صورت

فقرا کو کوئی خوش آتی ہے
بادشاہ و وزیر کی صورت

کو صولت اسکندر و کو حشمت دارا - ای صاحب نظرتا
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا - تا ہو تجھی عبرت

مستانہ جو بینی قدح بنگ چڑھایا - در عالم وحشت
تب غفر پکار اکے بنیاد مرتا - اب دیکھ جلاوت

ہر چمین فقیر ونکی طرح کھینچ لنگوٹا - اور رابذہ کی سمت
جا کنج خرابات مین ٹک گھوٹ سبزا - یون کیجے عبادت

اے حضرت عشق آئیے یان اجی صلا یہاں کیجے عنایت
ہاتھ پہ میری خط الف اللہ کا کھینچو - سونپو مجھے بستر
مین خاک نشین ہونگا گرو فقرا سے - کیا سمجھے ہو مجکو
گر سیر کنان برہمنی جا نکلون تو بولون - ناقوس کو سنکر
خوش رہتے ہین چار ابرو کی تبلا کی صفائی - مانند قلندر
درویش بلانوش بلا چٹ ہین میان دست پینک مین جو آوین
گاڑھی مین ہم اوسکو بھی جو جنگل کو بلا کر للکاری مچاتا تو نہین

مرشد مری مالک مری ہادی مرے داتا - دیجے مجھے نعمت
تم مونڈ گرو پیر یہ بندہ ہوا چیلا + جی سے کرے خدمت
رومال چھڑی لیکے جو ٹک کھینچون ادا سا کھلا دن کرامت
ہان برہمن بتکدۂ عشق ہست صدا رہے تجھے بھی الفت
نہ مجکو غم دو نہ اندیشہ کا لا - ہے خوب فراغت
اعمی کو مسل کرین افیون کا گھولا - ہین ایسے ہی آفت
دیتا ہون ہلا کنگرۂ عرش معلا - رکھتا ہون یہ طاقت

آزادون کے لہجہ مین غزل تونے سنائی از بہر تفنن
اب اپنی تو بولی کے کچھ اشعار کہہ انشا ہو جسمین ظرافت
ہے نام خدا اچھڑے کچھ زور تماشا یہ آپ کی رنگت
گات ایسی غضب تھر بھین اور جھمکڑا اللہ کی قدرت
مینے جو کہا ہون مین ترا عاشق شیدا اے کان ملاحت
فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا یہ شکل یہ صورت
الحاد و تصوف مین جو تھا فرق بہم یہان اصلا نہ رہا کچھ
پردہ جو تعین کا محبت نے اوٹھایا کثرت ہوئی وحدت
تاثیر ہے کیا خاک مین اس نجد کی کمبخت تو مجھکو بتا ری
ہر پیڑ کے جڑ آ نکلی ہے یہان نافۂ لیلے اے جذب محبت
کعبہ کا کرون طوف کہ بتخانہ کو جاؤن کیا حکم ہے مجھکو
ارشاد ہے جو تھا مین بھی کچھ ہو دیگا آیا ہے پیر طریقت
ہون پرتو روح القدس اس عہد مین مین بھی عیسےٰ کی طرح سے
یون چاہیے بیساختہ رہبان کلیسا مری کرے بیعت
آئی جو مرے گھر مین وہ شب بداہ کرم سے مین مونڈ دی گنڈی
منہ پھیر لگے کہنے تعجب ہے کہ یہ کیا این سید کی یہ طاقت

لوٹا کرین اس طور تڑپے غیر ہمیشہ تک سوچو تو دل مین
تڑپا کرے ہر وقت یہ بندہ بھی تمھارا اللہ کی قدرت

دیوار چمن پھاند کے پونہچے جو ہم اون تک ایک تاک کر اوچھل
تڑپان ہوئے یہ فرمانے لگے کیونکے ہاتھا ہوا اے فضیحت

خورشید چھپا شام ہوئی شیخ جیو صاحب اب دیکھیے کیا ہو
چڑیون نے لیا آ کے درختون پہ بسیرا جون چون کرو حضرت

لے برق کی زنجیر کو تک سونڈ مین اپنے اے ابر کے ہاتھی
شینند ور لگا ناچنے پھر اس رنگ شتر کا با عظمت و شوکت

چل آنکھون کے میلے کی ذرا دید کرین ہم بے سیر کے جاگہ
سہم بیٹھ چڑھا یارون کو لے پھر چل رکد وابست زمدی سن دہت

شب جھمل ہولی من جو وارد ہو زاہد نردون سے پست کر
داڑھی کو دیا اسکی لگا نذ قطعو تا اور بجنے لگی گت

تب مغبچے کہنے لگے اک پر گو نا چو رکھ ناک پہ اد تنگی
اور آپ بھی آئے تھے بڑا الی جو ہوا ہے موسم عشرت

کشمیری معلم کو جو اک طفل نے لا کے انگور کے دانے
لا کر دیے اور اون سے کہا کہ یہ میوے ہے ازقسم ولایت

لہجہ مین تکسر کے متعلق ہو یہ بولے سن کر دوست اپنے
چل سامنے سے میرے اٹھا کر مجھے پہچانے مین نہین لذت

بیساختہ انگور تاک ہے بر زو جیسے سمجھو سو کوڑی کے دس ہین
بالہ یہ تاکیا ہے یہ چھپا زانت ہے اسکا کھانا تو سبسے سست

اب اور ردیف اور قوافی مین غزل پڑھ لیکن ایسی ڈھب سے
تا شاعرون کے آگے ہو اس بزم مین انشا تیری شوکت

لینے جو بلائین لگے ہم آپ کی چٹ چٹ تو بول اٹھی جھٹ

چل جا اب رے واو زبردہو پرے ہٹ ہے سب یہ بناوٹ

ان آنکھوں کو مین حلقہ زنجیر کرون گا ایسا ہے بلا ہون

چھوڑون ہون کوئی آپکے دروازہ کی چوکھٹ جب تک نہ کھلین پٹ

مر جاسے لہو جاٹ نہ گونگا ہو وہ کیونکر جو شخص کہ دیکھے

سرخی تری آنکھون کی اور ابرو کی کھنچاوٹ سرمہ کی گھلاوٹ

ہے معدن انوار الٰہی دل عاشق سوچو تو عزیزو

اس چھوٹی سے جاگہ مین یہ وسعت یہ سماوٹ اللہ ری جگھٹ

کیا پھبتی ہے اے نام خدا او چھلے آہا ہونٹو نپہ تمھارے

ایک بوسہ کے صدمہ سے دھوان دھار نلاہٹ مسی کی اوداہٹ

مین روپ بدل اور ہی چھپکے سے جو پونہچا بیٹھے تھے جہان وہ

سن کہنے لگے میرے دبے پانون کی آہٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ

تھی گرم یہ کچھ مجلس مے رات کہ ساقی سب کہتے تھے زاہد

ہے توبہ شکن آج صراحی کی غٹاغٹ بھلا رے جماوٹ

اے واہ ری بالیدگی اور چینی رنگت یہ گات یہ سج دھج

اور جامہ شبنم کے وہ چولیکی پھنساوٹ بازو کی گلاوٹ

مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگوگے اچھا کیا تمنے

چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ لگ جائیگی یہ رٹ

ہے نور بصر مردمک دیدہ مین پنہان یون جیسے کنھیا

سو اشک کے قطرون سے پڑا کھیلے ہو جھرمٹ اور آنکھین ہین پنگھٹ

اے عشق ابھی آؤ ہمارا جو کی راجا ڈھونڈوت ہے تمکو

کر بیٹھے ہو تم لاکھون کڑوڑون ہی کے سر چٹ ایک آن مین جھٹ پٹ

پھرتا ہے سمان آنکھوں مین ابتک وہی انشا ہے ظالم ارے کیون

باہم وہ لپٹ سونے مین آجاتی رکاوٹ وہ پیار کی کروٹ

وہ بیچ پر بھی کچھ تو نکی مخمل کے وہ تکیے کمخواب کی پوشش
پردہ وہ تمامی کے وہ سوزنیکا چھپر کھٹ اور اوسکی سجاوٹ

کھول آغوش کہ اجساد اسیران سے لپٹ
کہ اسی دہن مین محو ہین در زندان سے لپٹ

یون گئی لخت جگر دیدہ گریان سے لپٹ
جگنون تینگے رہین بارش مین چراغان سے لپٹ

کھنچے جاتے ہیں ہم اسے مردمک دیدہ کو تو
خال کے روپ مین جائے رخ جانان سے لپٹ

گر پہنچنے کی خبر سچ ہے تو قیدی تیرا
خوب سا روئین لگے دروازہ زندان سے لپٹ

دہشت سے ہو دل صد چاک گئے اپنے تو ابھی
جا دہی جون شانہ جھٹ اوس کاکل پیچان سے لپٹ

لرکیا آہ کیا ہے کہ نہین رقص کے وقت
گر ندی پھرتی ہے بجلی ترے دامان سے لپٹ

اپنے پیچ کی حکایت جو خوش آئی تو وہ طفل
کھول آغوش گیا اپنے گلستان سے لپٹ

ہے لگی وادی مجنون مین جو وحشت ناگاہ
خوب سا روئے ہم اشجار بیابان سے لپٹ

قیس کی روح نسیم سحری کی صورت
لہرین لیتی ہے پڑی دشت مغیلان سے لپٹ

غزل ایک اور بھی کہنی ہے تو کہہ ڈال انشا
سر جھکا فکر مین جا اپنے گریبان سے لپٹ

اوٹھ نہ اے دود جگر ابر بہاران سے لپٹ
رعد ہو صاعقہ ہو برق درخشان سے لپٹ

یاد مین اوس قد رعنا کی بھری بیٹھے جو آہ
دہین وہ آہ گئی سرو گلستان سے لپٹ

دیکھتی ہے اوسے کچھ جی جو بھر آیا اللہ
ہم بھی کیا روئے ہین گل بلبل بستان سے لپٹ

پاسبان چاند رہا آہ سحر چاندنی مین
رات جو سو رہے ہم اوس مہ تابان سے لپٹ

وادی نجد مین جو ناقہ لیلے گذرا
اوٹھ کے ایک شعلہ گیا پاس حدی خوان سے لپٹ

بید ماتم مین نہ کیون بال بکھیرے اپنے
قیس صحرا مین سحا ہو مغیلان سے لپٹ

سیر فردوس جو مطلوب تجھے ہو اے دل
تو نہ روح القدس و دامن رضوان سے لپٹ

کسوت خاک مین تو کھول کے بازو اپنے
دوڑ دروازہ علمان خراسان سے لپٹ

تیسری اور دہوان دھار پڑہ انشا تو غزل
کہ دہوان جسکا ہے گنبد گردان سے لپٹ

چھٹ گیا ناقۂ لیلےٰ جو مغیلان سے لپیٹ
قیس نے قہر کیا بید بیابان سے لپیٹ

آشنائی ہو کچھ افتادگی دل سے تو
اشک رخسارۂ طفلان یتیمان سے لپٹ

دیکھ مدفن کو شہیدون کی ذرا تو رو پڑ
کھول آغوش یک ایک گور غریبان سے لپٹ

شمس تبریز ہمارا یہ جگر کا ہے داغ
ہنستی ہین جس سبب اوس مہر درخشان سے لپٹ

مولوی روم نہ کیون نعرہ ہو یا کدہ جھٹ
شعلہ ہوتا ہے دل صاحب عرفان سے لپٹ

نیشنوازی کی ادپیچ ایسی ہے نے گرما گرم
کہ بس ایک آگ گئی ساری نیستان سے لپٹ

ہمنشین اوسکے ہنسانے کا جو ہو قصد تو اوٹھ
بھاگ سے منہ سے نکال اپنی تو یاران سے لپٹ

ترکھڑاتی ہوئی اور منہ کو بناتی ہوئی خوب
سانگ لا آج تو تو زمرۂ مستان سے لپٹ

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
ریختی اپنی دکھا طبع سخندان سے لپٹ

کھول آغوش نہ تو مجھ سے رکاوٹ سے لپٹ
اب جو لپٹا ہے تو آ پیار کے کروٹ سے لپٹ

دیتے سر اپنا دہنا دیکھ کے شگافٹ ور سے
کرکے غش رہ گیے ہم اوسکی جو چوکھٹ سے لپٹ

وہ ہوم ہو اودو کشو کی ہے کہ میخانہ مین
مست جاتے ہین صراحی کی غٹاغٹ سے لپٹ

جب گلی مین مجھے آتے ہوئے دیکھا تو وہ شوخ
اپنی چوکھٹ سے اوچک جھٹ سے گیا پٹ سے لپٹ

شیخ صاحب کیون آپ ہم آغوش ہوئے
کوئی جاتا ہے بھلا ایسے بھی کھوسٹ سے لپٹ

جا کے بستے ہین ترابی کے پیچھے سو ظالم
رہ گئی ہر تری چوٹی کی پھنساوٹ سے لپٹ

باہیں ڈال آج تو میرے کبھی پھپولے ونکلے
آہ آ مجھ سے تک ایسی ہی سجاوٹ سے لپٹ

دہم سے ہم وہ بولی فرش چھاؤن روپ کی رات
رہ گیا اوڑھنا دوپٹہ بھی چھپر کھٹ سے لپٹ

چوٹ کی اک لگے کہنے کہ اگر ایسا ہے
ہے گلا کھیلنا تجھکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رعد کے ساتھ ہے انشا مرے نالہ کا وہ روپ
جیسے گھر جاتی ہین سم دون مین تروٹ مین لپٹ

چرخ اسے کہتے ہیں ہے یہ جو حجاب عنکبوت
مکھیان مکڑی کے جالے مین ہین جسد مکھیس

مرستارہ کو سمجھ چشم ذباب عنکبوت
ہے وہی دن فی المثل یوم الحساب عنکبوت

مست ہوکر بھول جاوین کیون نہ مستی کے نشے
سرخی جون کس ہے ہے شراب عنکبوت

مرحبا جرات کو تیری اے مگس صد آفرین
بل بے بہنائی تری او پیچ و تاب عنکبوت

عالم تزویر مین ہے شیخ جی صاحب کی ذات
مقتدای و مرشد عالیجناب عنکبوت

مکھیان الجھی پڑین جالے لگے داڑھی کے بیچ
ہے بزرگی آپ پر یہ سب عذاب عنکبوت

بیٹھی انشا کو یہ ہے دھیان مین اوس خال کے
بے کل ہو جیسے مضطرب عنکبوت

کیون میان بلند رتبہ راہ کی درخت
ہین کیسے سایہ دار میری آہ کی درخت

جو چھوٹے چھوٹے پود لگائے تھے خیر سے
تا محشر ہوئے وہ سر راہ کے درخت

کیون چتر دار سایہ ہو دیکھا نہ اے نسیم
بوٹے ہوئے جو ہوئین کسی شاہ کے درخت

الفت نہ کسطرح سے بہم ہوکہ ہم غریب
اللہ کے فقیر یہ اللہ کے درخت

انشا غزل یہ سینے پڑہی جس مکان پر
وہان سے ہمیشہ بچوا اوگئے واہ کے درخت

لگی غلیل سے ابرو کی دل کے داغ کو چوٹ
پر ایسی ہے کہ لگی تیر سے جیسے زاغ کو چوٹ

ہماری آہ سے اغلب کہ لگ گئی ہوگی
کسی کے سینہ دیوار خانہ باغ کو چوٹ

بتا کہ حال ترا کیا ہوا اے نسیم اگر
خدانخواستہ پہونچے کسی ایاغ کو چوٹ

خروش نعرہ دل سے یہی تو ڈر کا ہے
مبادا جائے جان مع دماغ کو چوٹ

کسیکے گھر کو اندھیرا نکر خدا را
کسیطرح کی نہ پہونچے کسی چراغ کو چوٹ

گرے جو وجد سے عشرت کے شیخ جی تو لگے
کمال شانہ ملا ابو الفضہ اغ کو چوٹ

ہمارے نالے پر اہل چمن تو لوٹ گئے
بلا سے گر نہ لگے گل سری کلاغ کو چوٹ

قصور اسمین میان تافین کا کیا ہے
نہ پہونچے اونکے جو گانے سے کچھ الاغ کو چوٹ

یہ سوچ ہے کہین انشا نسیم نہ لگے
شمیم نرگس بیمار کم دماغ کو چوٹ

ردیف الثاء المثلثہ

جسکو کچھ ذہن ہو کرے ہمسے حقیقت کی بحث — کہہ نہین جانتے ہین اہل طریقت کی بحث
قاضیا ہاتھ بڑہا شیشۂ صہبا تو اوتار — طاق نسیان پہ تو رہنے دے شریعت کی بحث
کر دیا مجتہد وقت کو قائل جھٹ پٹ — ہمنے مسجد مین کل ایسی ہی قیامت کی بحث
بزم رندانہ مین کیا زہد و ورع کا چرچا — شیخ صاحب ہے بہت یہ تو قیامت کی بحث

جو علی ساتھ کوئی بولتے انشا کو سنے
روز ہوتی ہے بہم اہل بلاغت کی بحث

بیٹھے ہین جہان ہین غیر سب مجکو بلاتے ہو عبث — دلکو کڑہا کر اور بھی جی کو جلاتے ہو عبث
تبکو کدہر سے مہربان دیکھو ادہر تو آنکھ بھر — اپنی نظر مین ہے جنا ہم سے چھپاتے ہو عبث
سیکھی یہ تمنے وضع ہے پیاری عجب ہے اندنون — کہتے کبھی جو بات بھی غصہ ہو جاتے ہو عبث
آتی ہے کہکر ادہٹھ چلے آوینگے ہم برا ورون — کن نے بلایا تھا بھلا یون ہی تم آتے ہو عبث

مہر و وفا کے عہد گو تمنے سب انشا سے کیے
جانے ہے وہ تو خوب سا باتین بناتے ہو عبث

ردیف الجیم

فقیرون کی جان واہی خرچ — ادہیان اٹکے ہین الہی خرچ
لے درماہی چند داغ ہے ساتھ — ہے یہ بس تجکو مزدوراہی خرچ
منی ہم اگرچہ اون نے بہت — کی ساجن مین عذرخواہی خرچ
تمسے ہم یون اڑے ہین بوسے پر — مانگتے جیسے ہون سپاہی خرچ

ہین سلیمان کے نوکر اے انشا
کیون نہ لینے ہون پادشاہی خرچ

نکلے وہ برق نگہ ابروے خمدار کی آنچ — یون کہے ہے کہ پڑی ہوتی ہے تلوار کی آنچ
اینڈتا کیون نہ پھرے دادی امین مین پڑا — جسنے جھیلی ہو تری لمعۂ انوار کی آنچ
دوستداران علی سے ہون جو اشخاص انکو — دخل ہے یہ کہ کرے مس لب نار کی آنچ
ہفت دوزخ کو بجھا ڈالی غرض ہے وہ شے — آتش دوستی حیدر کرار کی آنچ

لن ترانی بجواب ارنی کہ اوٹھی
جب دہوان وہ تری شعلۂ رخسار کی آنچ

تو مجھے دیکھ کے بیہوش پڑی کیون بھلا
خر موسیٰ صعقا آو شرربار کی آنچ

پھونک مت مجھکو پری بیٹھ کے رو او انشا
شمع کی لو ہے ترے دیدۂ خونبار کی آنچ

امروز ہوئی ہین ترے خریدار چار پانچ
دے ایسے اور حق مجھے اغیار چار پانچ

جب گدگداتے ہین تجھے ہم اور ڈھیٹ سے
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

کل یون کہا کہ ٹک تو ٹھہرئیے تو بولی آپ
ہین منتظر ترے سر بازار چار پانچ

او جانے والے شخص ٹک ایک مڑ کی دیکھ تے
یہان بھی تڑپ رہے ہین گنہگار چار پانچ

صیاد سے خبر کہ دیا چاہتے ہین جان
کنج قفس مین تازہ گرفتار چار پانچ

یہان ہم بھی کوئی گھر ہین جب دیکھو تب لیے
بیٹھے ہین اپنے پاس طرحدار چار پانچ

چپکے سے تم جو کہتے ہو ہین اپنے آشنا
شعلہ بھبکے اور دہوان دہار چار پانچ

ہر ایک ان سے شوخ نے کیا خوب بات ہے
لگ جاتی ہین تری ہاتھ جو یکبار چار پانچ

تو ان کو چاہ چھوڑ مجھے واچھڑی پہ جوش
رکھے ہین میرے واسطے دلدار چار پانچ

ہے ایک کام ہی سے وہ چولہے مین سب پڑین
صدقے کیے تھے ایسے وہ فی النار چار پانچ

صاحب تمہین نہین نہین ہرگز نہین نہین
مجھکو نہین نہین نہین درکار چار پانچ

میر و قتیل و مصحفی و جرات و مکین
ہین شاعر و مکین یہ جو نمودار چار پانچ

سو خوب جانتے ہین کہ ہر ایک رنگ سے
انشا کی ہر غزل مین ہین اشعار چار پانچ

سبزۂ خط مین ترے تل ہین وہ طلسمات کی بیچ
دل گیا جنکے سبب لینے سقرات کی بیچ

مزرع یاس سے حاصل ہوئے ہنگام درو
داغ کے پھول پھل افسوس ہیہات کی بیچ

گر سحاب مژہ اپنا نہ برستا نہ ابر
تو نہ اوگتے کبھی اقسام نباتات کی بیچ

فالسے آپنے ہمکو نہین بھیجے گویا
بو دیے کشت محبت مین مدارات کی بیچ

تارے دو چار جو آتے ہین نظر اول شام
چھڑکے ہین کشت فلک بیچ یہی رات کی بیچ

بوے جو دانہ اشک اوسکی ہری کھیتی ہر — ہین یہی اپنے تو نزدیک عبادت کیے بیچ

روکے انشانے دکھادی مجھے لاہوت کی سیر
تھی مگر تخم سر شک اوسکی کرامات کیے بیچ

ہاتھ آوے کسیکے اب عیار کا مزاج — ہے ان دنون کچھ اور ہے سرکار کا مزاج
فضل خدا سے خیر بہر حال شکر ہے — کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج
اب خیر و عافیت تو لگا مجھسے پوچھنے — انشاؔ تو یار سے برہم ہوا یار کا مزاج
حضرت سلامت آپ ہیں ہو آیا نہین — کیا پوچھتے ہو مجھسے گنہگار کا مزاج
کسطرح وصل پائیے کیا کیجیے بیان — ملتا نہین ہے ترک ستمگار کا مزاج
چھپ چھپکے کر نظارہ خبردار اوسطرف — بگڑے نہ تاکہ قاتل خونخوار کا مزاج

انشاؔ کہین تو آنکھ ملاکر نہ دیکھیو
نازک ہے اوسکے نرگس بیمار کا مزاج

جو بات تجھسے چاہے ہے اپنا مزاج آج — قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج
دہکی ہے آگ دل میں بڑے اشتیاق کی — تیرے سوائے کس سے ہوا اسکا علاج آج
ہے فوج فوج غمزہ و انداز تیرے ساتھ — اقلیم ناز کا ہے تجھے تخت و تاج آج
تیرا وہ حسن ہے کہ جو ہوتا تو بھیجتا — یوسف زمین مصر سے تجھکو خراج آج
خوبان روزگار مقلد ترے ہین سب — جو چیز تو کرے سو وہ پاوے رواج آج
آب زلال وصل سے اندوہ درد ہجر — ناپید کس طرح سے ہوتا ہے کیا مثل زاج آج

انشاؔ سے اینچے اور یہ انکار حیف ہے
لایا ہے وہ کبھی نہ کبھی احتیاج آج

ردیف الحاء

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازہ صبح — کم نہین شور قیامت سے کچھ آوازہ صبح
دیکھ عارض کو ترے ہے عرق شرم میں غرق — شستہ شبنم سے نہین روئے تر و تازہ صبح
جام خجلت کش خورشید ہین وے ساقی — دیکھ برہم زن مستی ہے یہ خمیازہ صبح

کب مقابل ترے نکھرے سے کیے ہو گو باد سحر	عارض گل پہ ملے لاکھ طرح غازۂ صبح
کیون نہ مجنون صفت اب دیے وہ دیکھ چلا	لیکے لیلائے شب وصل کو جنازۂ صبح

انشا کہین اس رنگ مین تو بھی مل جا
جیب گل چاک ہے گلشن مین باندازۂ صبح

کریم جلد کرم کر کہ ہو مزاج صحیح	برنگ نرگس بیمار ناتوان ہون فسیح
نسیم فضل و کرم مین تری وہ ہی قربان	نہ پہونچے گرد کو جسکے کبھی نسیم مسیح
بسان بید مری بند بند جکڑے ہین	وفور درد سے ہا تنگ کہ ہون بشکل سطیح
مگر گد کی نمط اب بس گھلا ہی جاتا ہون	بوضع برگ گرے ہون مرتعش بعید مریح
نفس کو تنگ کیا ہے حرارت دل نے	ہلا دے مروحۂ لطف تک پیے ترویح
یہ جانتا ہون کہ عاصی نہین کوئی مجھسا	کیا زمانہ مین واللہ خوب سا تقبیح
برب کعبہ کہ مغفور لنفسہ یہ بات	نہین مین اپنے فضائل کو جانتا ہون صریح
رہا ہمیشہ سروکار فسق سے مجھکو	جو چیز ظاہر و باہر ہو اوسکی کیا تصریح
کٹے لہو و لعب عمر طبع تھی مائل	کبھی بجنس ملیح و کبھی برنگ صبیح
ہزار مرتبہ مین کر چکا تھا ان سے نیاز	ردا و جبہ و دستار و خرقہ و تسبیح
فراغ ان سے جو حاصل ہوا تو پیش نظر	رہے ہے مطول و توضیح و مسلم و تلویح
لگے تھے زیج الغ بیگ ہاتھ مین میرے	مطالعہ مین سطرلاب سکے گئے تسطیح
کسی کی ہجو کبھی فارسی مین گہ ریختے	قصیدۂ عربی مین کسی کی کی تملیح
لغات نامفہم وہ بولے تشخص ساتھ	کدھر ہین اب وہ کہان فہم و علم و نطق فصیح
فساد لقمۂ شک سے نہ تھا مجھے پرہیز	علیل ایسے اب ہوا کل خبر بسیح
غرض عمل مین نہ آئے کبھی وہ شے یارب	کہ جس سبب سے امورات دین کو تنقیح
سوائے تیرے ولے کب کسیکو سمجھون ہون	محمدی ہون نہین تابع سطیح و نطیح
طرق شفا کے اشارات مین جو ہین تیرے	کہان سدیدی و قانون بیچ یہ تو صحیح
ہوئی ہین منتشر اوراق نسخۂ صحت	حکیم مطلق و شافی تجھی سے ہو تصحیح

چمک یہ وجع مین محسوس ہے مری کہ خیال — گری ہے یون کہ مفاصل مین مجتمع ہے ریح
ہوا ہون ضعف و نقاہت سے اسقدر لاغر — کہ جسطرح سے مصور رگون کی ہو تشریح
رجوع تجھسے لے آیا ہون اے مرے مولے — حصول ایسے مشاغل سے کیا بجز تفضیح
طفیل چہرۂ نورانی رسول اللہ — بہ مین مہر نبوت بہ لمعہ حسن ملیح
بہ نور سینہ خیر النسا شفیعۂ خلق — ملائک آتے ہین جسکے پے طواف ضریح
مجھے ائمہ اثنا عشر کے واسطے بخش — جنھونکو جملہ خلایق پہ تونے دی ترجیح
علی الخصوص براے حسین ابن علی — کہ تیری راہ رضا مین ہوا قتیل و ذبیح
شفا تصدق بیمار کربلا مجھے — سحاب لطف کو کر حکم تا کرے ترشیح
بروح حیدر صفدر مجھے نہ کر محتاج — بہ چوب چینی و قیصوم و دوج و عشبہ و شیخ

مفرح اپنے شفاخانۂ عنایت سے
شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح

تجھسے یون یکبار توڑون کسطرح — مین قدم تیرے یہ چھوڑون کسطرح
گھر سے باہر تو نہ نکلا تھا ہنوز — تیرے در پر سر نہ پھوڑون کسطرح
مے سے تائب تھا ولیکن آج پے — ہاتھ لگجاوے تو چھوڑون کسطرح
آبروے ابر بہاران منظور ہے — آہ مین دامن نچوڑون کسطرح
صاف دل کیونکر کرون تجھسے بھلا — ٹوٹی الفت پھر کے جوڑون کسطرح
شوق سے تو ہاتھ کو پھر سے مروڑ — مین ترا پنجہ مروڑون کسطرح

وقت بوسہ یہ انشا سے کہا
تجھسے مین منھ پھیر موڑون کسطرح

ردیف الخاء

یون تری خونخوار آنکھون کا ہے قاتل رنگ سرخ — صید کو لوہو سے جون شاہین کا ہووے چنگ سرخ
رہ نوردان جنون کی دولت پابوس سے — ہو گئے دشت طلب کے سیکڑون فرسنگ سرخ
خون چکان آنکھونسے گر قطرہ گرے تو ہو وہین — رود نیل و دجلہ و شط فرات و گنگ سرخ

موسم ہولی مین دیکھا ہمنے کیا ہی لطف واہ
رنگ سی تیرا ہوا جب طرۂ شبرنگ سرخ

فائدہ کیا مے سے گر لیوینگے اوسکو لطف کو
غیرت و چشم و حیا و شرم و عار و ننگ سرخ

بادہ نوشی شب کو کی تھی تونے شاید غیر ساتھ
ہے ترا چہرہ جو کچھ اے طفل شوخ و شنگ سرخ

خون عاشق آچڑھا آنکھون مین اوس قاتل کے آہ
کر سکے یون ورنہ کب انشا خمار بنگ سرخ

ہے یہان وہ نخل عشق مین دیواپن کی شاخ
جیسے اوگی نہال اویس قرن کی شاخ

سایہ مین اپنے سرو خرامان کے دب گیے
وہ نخل حسن یوسف گل پیرہن کی شاخ

دیو سفید صبح کے سر پہ نظر پڑے
آج ایک روپہلی اور سنہری کرن کی شاخ

عکس ذقن کو شوخ کی بالیدگی نے کی
پیوند نخل سیب سے نازک بدن کی شاخ

ہین سوکھی ساکھی ہاتھ کچھ ایسی ہر شیخ کے
نکلی ہو جیسے کوئی درخت کہن کی شاخ

پھنسائیں اپنے حکم مین ایک ایسے پیر ہین
جو جیٹ سے توڑ ڈالتے ہین گرگدن کی شاخ

تھرائین کسکے آئے یہ ساحق رات کو
جھک جھک پڑی خوشی سے ہر ایک گام نکی شاخ

سو رکھے تھے درخت نئے لاکھون اونکے ساتھ
کوٹونکی پھلیں تھی تارون کے پھول درگرنکی شاخ

انشا لگادے نخل غزل مین تو اور شاخ
لیکن وہ شاخ ہو جو بڑھی ہے پھبن کی شاخ

پھر کاش پھول بیٹھی ہر ایک ویس چمن کی شاخ
پھوٹی حمل کے سر سے طلائی کرن کی شاخ

لیلی کو جھولنے کی جو اوڑتی سی کچھ سنی
مجنون بھی خوب جھولا پکڑ کے گگن کی شاخ

موتی ہی اوگلے پاوے جو نخل انار کا
پیوند نخل شمع مرصع لگن کی شاخ

کنگھی کرے جہان وہ پری اوس زمین سے
نکلے بجائے سبزہ غزال ختن کی شاخ

بادل بھی آکے شوق سے جھولا کرین جو ہو
اس آم کے درخت مین ایک لاکھ من کی شاخ

خوبی جو اوسکی ساعد سیمین کی دیکھ پائے
تو پھونک دیوے آتش گل یاسمن کی شاخ

جوگی جی آپ گلشن اسلام مین عبث
پیوند کچھ نہ کیجیے آواگون کی شاخ

انشا ترے نہال سخن کے گلے لگے

نخل بلند عیسی معجزہ سخن کی شاخ

ردیف الدال

نہ لگے مجھکو جب اوس شوخ طرحدار کے گیند
اوسنے محرم کو سنبھال اور ہی تیار کے گیند

دسترس ہو تو تری سیب ذقن پر وارون
قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کے گیند

جھٹ پلٹ آ ہو گئے بیچ مین چھاتی کے ترے
تھے یہ رکے ہوئے کس محرم اسرار کے گیند

رکھے ہے ماہ شب چار دہم دل مین ہوس
کہ وہ قالب بنے اور ہو ترے دستار کے گیند

پیجیے آپ بدل اوسکو جو میانہ مین
گم ہوئے مجھسے جو کل رات کو سرکار کے گیند

گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کے گیند

گو کھرو لہر بنت ڈانک ستارونکے سمیت
اور ایک پوٹنچی کی زربفت نمودار کے گیند

گیند بازی مین مہارت ہے یہ تجکو کہ تری
گومتی پار تلک پہونچی ہے اب وار کے گیند

شال رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی
اب بنا پھینکیے کمخواب کی شلوار کے گیند

کھینچ مارون جو اس آہ دل سوزان کا خدنگ
تو بنا ڈالون ابھی برق شرربار کے گیند

ہے کھلاڑی وہ بڑا جسنے کہ ٹھہرا رکھی
پھینک بر روی ہوا گیند دو دار کے گیند

لگے فرمانے وہ کل دل غزل انشا کو
وہ کیا خوب بنے کاغذ اشعار کے گیند

لگ جا تو مری سینہ سے دروازہ کو کر بند
دی کھول قبا اپنی کے بے خوف و خطر بند

افسون نگہ سے تری اے ساقی بدمست
شیشہ مین ہوے شکل پری اپنی نظر بند

ٹکراتے ہوئے پھرتے ہین ہم کوچہ مین اوسکے
کیا کیجیے دروازہ ادہر بند اودہر بند

یا شاہ نجف نام اشارہ مین ترا لون
ہو جاے دم تیغ زبان میری اگر بند

آوے وہ اگر یار سفر کردہ تو انشا
ہین دور کے کس لطف سے کھلواون گھر بند

حضرت عشق ادہر کیجیے کرم یا معبود
بندہ خانہ مین ابھی لائیے تشریف شریف

ہان گوپال ہین یہان آپکے ہم یا معبود
آگے رکھ دیجیے ان آنکھونپہ قدم یا معبود

نفی اثبات کی شاغل جو قلندر ہین سو وہ
اپنی گردن کو نہین کرتے ہین خم یا معبود

اپنے داتا کی حقیقت کے ہین جلوہ تم مین
لمعہ نور تجلی کی قسم یا معبود

جلد ہپنکار ہے سبزی کے نشہ کو کوڑا
کھینچیے اور کوئی سلفہ کا دم یا معبود

آپ ہی آپ ہین وہ آپ نے سچ فرمایا
یون بھی وہ ہو گئے سے تھے نام کو ہم یا معبود

ورنہ یہ عار رہتا ہے جو وجود اپنا ہو
گذران وہ تو ہے جو موجہ یم یا معبود

واقعی بولنے سے اپنے لڑا بیٹھے جو آنکھ
کیون خودی سے نکر سے پھیر وہ رم یا معبود

آنکھ کو کہتے عرب عین ہین سو عین اگر
دم پہ آجائے تو ہو عین عدم یا معبود

رات تریاک نشہ نے تو اولٹ ڈالا واہ
کوئی گھولا تو وہ تھا کاسہ سم یا معبود

سدرہ تک آن تو پہونچا ہون و لے قصد ہے یہ
کہ بڑہون آگے بھی دو چار قدم یا معبود

چار زانو ہوا اب انشا بھی زمین سے اونچا
یک وجب رہنے لگا سادہ کی دم یا معبود

گر کوئی چاہے کسیکو یہ نہین کچھ کام بد
رکھ دیا ہے یہان خبیث لوگون نے میرا نام بد

ہر طرح رہتے ہین خوش ہم فضل مولا سے مدام
خاک منہ مین اونکے جو کہتے ہین ہین ایام بد

ابتداے دوستی مین دلکو ہے یہ بے کلی
کچھ نظر آتا ہے اس آغاز کا انجام بد

ہین جو عاشق زلف و عارض کے ترے انکو مدام
شام سے صبح بد اور صبح سے ہے شام بد

واقعی ہین شرط بد کر سکے وہ نکی ہار جیت
شغل مین جو پڑ گئے ہے سچ اوبتا خود کام بد

لیک جی لگنے کے خاطر تجھکو میری ہے قسم
ایک لیتے ایک ڈلی اک لونگ ایک بادام بد

روٹھنا اوس سے مناسب ہے نہین انشا تجھے
ہان کہنے کو رہے ہے یہ خیال خام بد

نظر کر علی کو تو سرین محمد
ہوا نور حق ہمنشین محمد

ریاض القدس مین ہین کہتے ملایک
یہ ہے آفتاب جبین محمد

وہ ہے وحی ناطق قرآن ناطق
وہ ہے جبرئیل امین محمد

ید اللہ کے نام سے ہے جہان مین
درخشندہ نقش نگین محمد

علی سے جن اشخاص نے بغض رکھا
غرض لعنۃ اللہ اون ناکسون پر
نہین ماسوا اون کے دنیا مین کوئی
ائمہ کی تعریف کس سے بیان ہو

اونھون نے کیا قصد کین محمد
کہ تھے اصحی آستین محمد
ضیا بخش شرع متین محمد
منور ہوا اون سے دین محمد

انھین بارہون برج سے یہ انشا
ہوئی زیب چرخ برین محمد

یہان سینہ ہے مدینہ اور دل نبی کی مسجد
جن نے وہ تیغ ابرو دیکھے وہ یون ہی بولا
متھرا مین جون کنہیا وہ بت جو ہاتھ آوے
ہین جا بجا لٹکتے خفاش جسکے چھت سے
کیا موچھین منڈی اور تکہ دار ہونگے
ایک مست کو جو کھینچا زاہد نے تو وہ بولا
ازروے شرع پہلے مجھکو بتا بھلا یہ

کیون قبلہ ہے یہو سمجھتے اوسکو کسیکی مسجد
جوہر سے ہمنے تاڑا ہے یہ پڑی کی مسجد
تو مین اوسے دکھاؤن عبدالنبی کی مسجد
اے زاہد وہی ہے کیا شیخ جی کی مسجد
کی سیر مین جو دیکھی ایک ناصبی کی مسجد
ایسی ہے ہلک ٹھیری گویا کسی کی مسجد
بابا کا گھر ہے تیرے یا گینجنے کی مسجد

انشا کا دل بنا یا مہر علی سے حق نے
لازم ہے اوسکو کہنا سید علی کی مسجد

بے مدد حق کے کرین کیا مردم دنیا مدد
کھینچتا ہون نعرہ حق کھیلتا دھمال ہون
اب کسی موذی کو جڑتا ہون پھر ایک بنگ گھوٹنا
فرقۂ یاجوج و ماجوج آپس مین لڑتے ہین جب
جتنے ہین ناسوت کی ابد ہوت بھاگین ہو کی بھوت
تھی نگ مستونکی جون رجب ہتیلی کی چھیری
جی مین ہے بنکر رزالے آپ بھی للکاریے

کب تلک بالا مدد اے عالم بالا مدد
اے مرے سائین مدد دا تا مدد مولا مدد
ہو مدد حق ہو مدد ہو ہو مدد بابا مدد
وہان کرے ہے عاشقونکی بنگ کا سونٹا مدد
ایک چنگی بھر جو کر بیٹھے بھبھوت بپا مدد
حضرت وحشت مدد اے جوشش سودا مدد
کی نہ مرد آدمی نے گر اے انشا مدد

نام پر سالار دل کے عشق کو ڑا اہیر کوئی

گا جنا و دلہ ہو جل اید دسہ ایدو

لوٹین ہین مست یون بسبر خاک اینڈ اینڈ
انگڑائیان لین جون شجرتاک اینڈ اینڈ

گلشن مین بھول جاوے ہے سروسہی اکڑ
چلتا ہے جب وہ باقد چالاک اینڈ اینڈ

انگور زخم سینہ کو کیونکر نہ ہو فشار
مسلے ہے اوسکو یہ دل صد چاک اینڈ اینڈ

یہ گنبد خمیدہ نہین جاے اعتماد
اے بےخبر سوتہ افلاک اینڈ اینڈ

پھولی کو اپنی جامہ شبنم نکے ہر گھڑی
ٹکڑے کرے ہے وہ بت بیباک اینڈ اینڈ

بسمل تری نگاہ کا میدان قتل مین
لوٹے ہے جیسے مست طربناک اینڈ اینڈ

انشا کا ہے خمار مین یہ حال جسطرح
خمیازہ لی ہے صاحب تریاک اینڈ اینڈ

میان چشم جادو پہ اتنا گھمنڈ
خط و خال و گیسو پہ اتنا گھمنڈ

اجی سر اوٹھا کر ادھر دیکھنا
اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ

نسیم گل اوس زلف مین ہو تو آ
نہ کر اپنی خوشبو پہ اتنا گھمنڈ

شب ماہ مین کہتا ہے وہ ماہ سے
رکابی سے اس رو پہ اتنا گھمنڈ

بس اے شمع کر تنکر اپنی ذرا
انھین چار آنسو پہ اتنا گھمنڈ

اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ
حسین گرچہ ہے تو پہ اتنا گھمنڈ

وہ کرپچہ انشا سے بولے کہ واہ
اسی زور بازو پہ اتنا گھمنڈ

ردیف الذال

کیون نہ گھبراؤن کہ جب مجھکو تو مشفق ملاذ
تمانیابہ ولیکن باتین روبرو مشفق ملاذ

کونسی یہ وضع ہے سوچو تو اپنے دلمین تم
بی بتی کہتا کبھو مجھکو کبھو مشفق ملاذ

سیکڑون دشنام دینا بات مین اے واہ واہ
تمنے یہ کچھ روز سیکھی گفتگو مشفق ملاذ

آپ گر غصہ نفرمادین کرون خدمتمین عرض
سو عیب تہمت ہے پھر ناکو بکو مشفق ملاذ

خوف آتا ہے ہمین اب بات کہتے آپسے
اندنون آتے نظر ہو تندخو مشفق ملاذ

باندھ کر تیغ و تبر چلنے لگے پنجوں کے بل
چشم بد دور اسقدر ہو جنگ جو معشوق بلاؤ

منحصر کیا آپ پر ہے دل لگانا گر ہوا
شہر میں ہیں اور لاکھوں خوبرو معشوق بلاؤ

مدعا حاصل ہو انشا کا کبھی آجائیے
ہے غرض خواہش یہی یہ آرزو معشوق بلاؤ

چھیڑا نہ کرو میرے قلمدان کے کاغذ
ہیں اسمیں پڑے بندی کے دیوان کے کاغذ

اوس طفل کو بتیوں کا مری شوق ہوا تو
محبوس ہوئی ساری گلستان کے کاغذ

ہر وصلی سرکار پہ جدول ہے طلائی
اب آپ لگی رکھنے بڑی شان کے کاغذ

اوس شوخ نے کل ٹکڑے زلیخا کیے اور
مارے سر اوستاد پہ وہ تان کے کاغذ

دس بیس اکھٹے ہیں خط اوس پاس تو قاصد
لیجا کہ یہ ہیں سخت ہے ارمان کے کاغذ

کیا چہرۂ انشا کا ہوا رنگ گل اوسکا
یکبار جو قاصد نے دیا آن کے کاغذ

لکھدو آخوندجی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منہ سے لگے اوس کے گلے کا تعویذ

کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بندا یا لا لا
توڑ ا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

دل وہ ہرگز نہ ترے عاشق کا بچا دے ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھ دے مسیحا تعویذ

غش ہوئے ہم تو اجی قہر تھا اوس کا فقرا
لال تاڑی میں بندھا ہے وہ سیلا تعویذ

مر کے باتوں سے لٹک جھٹکے سے الجھا تو کہا
اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

ق
گرچہ سیانوں نے پڑھ افسوں بہت اتوار کو دن
خوان ہدہد سے مرے واسطے لکھا تعویذ

جی جلا اپنا سا پھونکا کیے لونگ اور سپند
مشک سیندور اگر مرچ فلیتا تعویذ

جس پری کا مجھے سایہ تھا نہ اوترا لیکن
کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ

حاضرات اب نکرو بس نہ پڑھو سورۂ جن
دوستو چپ رہو جانے بھی دو کسکا تعویذ

شیخ جی جیو تو یہاں چڑھنے نہ گھولا کیجے
آپ نسیان میں نے کوزا اعکورا تعویذ

حیران انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر
اوسکے بازو کا وہ ننھا سا روپہلا تعویذ

مستی ہے تیری آنکھوں کی ہے جام سے لذیذ — ہے ورنہ کون شے مے گلفام سے لذیذ
چٹکارے کیون بھرے نہ زبان تیری ذکر مین — کوئی مزہ نہین ہے ترے نام سے لذیذ
گالی وہ اوسکی ہو ہوکے آنکھین دکھاؤ وقت — ہے واقعی کہ پستہ و بادام سے لذیذ
انشا کو لذت اوسکی جوانی کے حسن کی — ہے روز طفلگی کے بھی ایام سے لذیذ

آجاوے پختگی پہ جو میوہ درخت کا
وہ کیون نہو بھلا ثمر خام سے لذیذ

ردیف الرا

ہین زور حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر — نام خدا نگاہ پڑی کیون نہ ڈنڈ پر
تعویذ بعل ہے کہ نہ پھریے گھمنڈ پر — ایک نیلا ڈورا باندیے اس گورے ڈنڈ پر
یارب سدا سہاگ کی مہندی رچا کرے — پتے تنجین کھچین رہے آفت ارنڈ پر
یہ باڑ میری کاٹ کے دمی کتنے اسقدر — جو تم رگڑ رہے ہو سرو ہے کرنڈ پر
دو تین دن تو ہو چکے اب پھر چلو وہین — فیروز غہ کی لاٹ کی اوس چوتھے کھنڈ پر
وہ پہلوان سادہ لب جو یہ ڈنڈ پیل — بولا کہ کوئی غش ہو تو ایسے بھسنڈ پر
جو کالے کوئلے سے چھٹنے کی دھن مین ہین — سو جنبش چوب سے جو خفا ہین تو جھنڈ پر
گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چونچ — بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر

انشا بدل کے قافیہ رکھ چھیڑ چھاڑ کے
چڑہ بیٹھ ایک اور بچھیڑے سے اکنڈ پر

یہ جو ہنت بیٹھے ہین راوہا کے کنڈ پر — اوتار بنکے کرتے ہین پریون کے جھنڈ پر
اے موسم خزان لگے بس سرکو تیری آگ — بلبل اداس بیٹھی ہے ایک سوکھی ڈنڈ پر
شیو کے گلے سے پاربتی جی لپٹ گئین — کیا ہی بہار آج ہے برہما کے تونڈ پر
راجہ جی ایک جوگی کے چیلے پہ غش ہین آپ — عاشق ہوئے ہین واہ عجب لنڈ منڈ پر

انشا نے سنکے قصہ فرہاد یون کہا
کرتا ہے عشق چوٹ تو ایسے ہی منڈ پر

کیا بھلا شیخ جی تھے دیر مین تھوڑے پتھر
کر چلے کعبہ کے تم دیکھنے روڑے پتھر

اے بسا کہنہ عمارات مقابر جنکے
لوگون نے چوب و چگل کے لیے توڑے پتھر

جاؤ اے شیخ و برہمن حرم و دیر کو تم
بھائی ہزار ہین ہم نہ یہ چھیڑے پتھر

کبھی دلہائے بتان تجھ سے پسیجیں ای اشک
تو یہ ہم جانین کہ بس تو نے نچوڑے پتھر

نہ چرے نوک سے نشتر کے عیاذاً باللہ
کوئی عشاق کے تھے چھاتی کے پھوڑے پتھر

کوس بٹھیں فقرا اہل دول کو تو ابھی
اونکے ہاتھی ہون پہاڑ اور یہ گھوڑے پتھر

گر سگ گرسنہ کی شوم کے مطبخ کے پاس
تو بھلا ہڈی کسے جا کیا وہ بھنبوڑے پتھر

ہنسا مین جو ہنسانے سے شب اونکو تو کہا
تجھے قربان کرون ہائے نگوڑے پتھر

ایک غزل اور سنا دے ہمین انشا ہر چند
تو نے اسمین بھی کسی ڈھب کے نہ چھوڑے پتھر

لگے جھلکنے جو ملے دیر کے روڑے پتھر
چوم اور چاٹ کے مین کعبہ کے چھوڑے پتھر

دفن ہے کوہ کن غمزدہ جسجا اے چرخ
رکھ نہ دے لوہو بھرے وہان لا کی تو تھوڑے پتھر

دوستو صندل سائیدہ سے کیا ہوتا ہے
ہو رہے ہین مرے سینہ کے دردوڑے پتھر

رقت آئی نہ تجھے حال پہ میرے پیچ ہے
ہو جو پتھر اوسے کیا کوئی نچوڑے پتھر

ہاتھ ٹک مجھسے ملاتے ہی یہ فرمانے لگے
تجھ سے پنجہ وہ کرے جو کہ مڑوڑے پتھر

کانور و دیس مین مت جائیو ای صاحب فوج
زور جادو سے وہان ہوتے ہین گھوڑے پتھر

ق
توسن فکر عدو اپنے رہ انجام کے ساتھ
پہونچی تب جبکہ چلین کھانے سے کوڑے پتھر

گھور اونھین ہوئے صنم مینے کہا تو بولے
ہین تو انسان ہون ہو تو ہی نگوڑے پتھر

بھٹ گئیا کے ارہی کانٹے پڑین جھمی خاک
رائے اور نون ترے دیدہ و نین تھوڑے پتھر

ق
وہ بھری گود دکھا بولے کہ اسے دیوانے
چھوڑ سے سر اپنا تو لے اور بھی تھوڑے پتھر

سانپ سے تیرے اگر زلف کھلی نہر کے بیچ
جا دیا آپ نے ٹکرا کے جو پھوڑے پتھر

نہر ایسی ہوئی ڑپی موج کو جس سے کہ وہین
منہ پہ کف جوش سے لا اونسے جھنجھوڑے پتھر

معرفت کی وہ غزل اب تو سنا دے انشا

جس کو ان صوفیون نے سمجھے ہون پتھر

آدمی چیز ہے کیا اُن نے نچوڑے پتھر
پھونک کر جس جلوہ نے سب طور کر دیے پتھر

چادرِ آب کا گرنا تو پہاڑون پہ دیکھ
واہ کیا حکم ہین یون جیسے نچوڑے پتھر

گر نظر لعل و زمرد کی طرف پہنچے ہین
سُرخ اور سبز عجب رنگ کے جوڑے پتھر

آتشِ عشقِ الٰہی سے ہو خالی کیا شئی
یہ شرر رکھتے ہین سب سینہ مین ریزے پتھر

آبلہ ہین لبِ دریا کے حباب ایسی ہے
جس طرح کوہ کی چھاتی پہ دوڑے پتھر

تیری دولت پہ پڑے خاک سُن اے خواجہ خلیل
یا الٰہی یہ ترے رستے ہون توڑے پتھر

صنعِ معمارِ قضا کر نظر اے دل جس نے
کمرِ کوہ کی کس وصل سے جوڑے پتھر

کہہ غزل اور بدل قافیہ انشا کہ شرار
نکل آئے ہین بہت تو نے جو پھوڑے پتھر

کھاوین ہر چند کہ بارش کے تڑیڑے پتھر
پر سہین کب مرے اشکون کے ڈریڑے پتھر

ہین دوانا جو کہین چڑھ گیا ہاتھ اونکی تو شب
دامنِ کوہ کے لڑکون نے نبیڑے پتھر

لختِ دل کا مرے یہ روپ ہے کچھ اشکون مین
لطمہ موج سے جون کھاوین تھپیڑے پتھر

سینہ صد چاک نظر آیا ترے عاشق کا
اُسکی تربت کے جو مین جا کے اودیڑے پتھر

جن پہاڑون مین مزارین ہین ترے کشتون کی
لہو اوبلے جو کوئی وہان کے اُکھیڑے پتھر

اک غزل اور بہ تبدیلِ قوافی انشا
تو نے آخر تو ہین اس بحر کے چھیڑے پتھر

فوج لڑکون کی جڑی کیون نہ تڑاتڑ پتھر
ایسے خطے کو چبا جاے جو کڑ کڑ پتھر

پھر پھری سی جنون کی مجھے آجاے جب
گرتے ہین دامنِ اطفال مین کھڑ کھڑ پتھر

کوہکن کھا کے گرا سر پہ جو تیشہ دو ہین
بے ستون کی گئی تن اوسکی مین گڑ گڑ پتھر

تربتِ قیس پہ ٹکرا کے یہ آہو کہ تمام
گئی شاخون کی ڈہیر ادھر سے وہ چڑ چڑ پتھر

ذکر کچھ سنگ دلی کا جو شب آیا اوسکی
سانس لیتے مری چھاتی سے گیا اڑ پتھر

سنگسار اُس نے کیا مجھکو بہت سا اے دل
شیشہ چرخ پہ اب تو بھی دے ایک جڑ پتھر

ان کے ساجھے میں جو ہم ہارے تو یوں کہنے لگے
لاؤ پانسے دو ادھر کھیلو گی چوپڑ پھیر پھیر

بے ادب خدمت سادات میں ہے گو شخص
نوک کا آہنی اُسکا ہو سر اور ہو دھڑ پھیر

شیشۂ دل کو بچائے ہوئے رکھنا انشا
مار بیٹھے نہ کہیں جھپٹ سے وہ اکڑ پھیر

راتوں کو نہ نکلا کرو دروازہ سے باہر
شوخی میں وہ ہر چند پا تو نہ انداز سے باہر

جراح نہ رکھ مرہم کہ یہاں آگ
نکلے ہے ہر ایک زخم تر و تازہ سے باہر

اے قیس مبارک ہو کہ لیلےٰ نکل آئی
پردے کو اُٹھا محمل جمازہ سے باہر

لیتے وجمائی ہیں تو گویا کہ نہ انگشت
ٹپکے پڑی ہے شوخ خمیازہ سے باہر

گو غیر نے آوازہ کسا اور کسی گلی میں
پر میں کوئی نکلا ہوں اس آواز سے باہر

نارنگی کے چھلکے تھے مگر عطر میں ڈوبے
بو باس یہ تھی اندازہ سے باہر

رہتے ہیں سدا خواہش احباب سے انشا
اجزائے دیوان کی شیرازہ سے باہر

مانگا جو میں نے بوسہ اون سے چمن کے اندر
بوسے یہاں نہیں چل تجھی ہمن کے اندر

شعلے بھڑک رہے ہیں یوں اپنے تن کے اندر
دوں لگ رہی ہو جیسے گرمی سے بن کے اندر

ہے خال یوں تمہاری چاہ ذقن کے اندر
دو لگ رہی ہو جیسے گرمی چمن کے اندر

جو چاہو تم سو کہہ لو چپ چاپ ہیں ہم ایسی
گویا زباں نہیں ہے اپنے دہن کے اندر

کیا گھات کی جگہ ہے چھپنے کے جھاڑ کیے
مہندی کی ٹٹیوں کے اوجھل چمن کے اندر ق

گل سے زیادہ نازک ہم دلبران رعنا
ہیں ہیکلی میں شبنم کے پیرہن کے اندر

ہے مجکو یہ تعجب سو دینگے پانوں پھیلا
یہ رنگ گورے گورے کیونکر تشن کے اندر ق

کافر ہمارا ہے سارنگی کا یہ نغمہ
طبلے کی تار و سم کے ہر ہر بدن کے اندر

سو جا پڑن کے باہر مطرب جو گا رہا ہے
آتی ہے کس مزے سے آواز چھن کے اندر

غم نے ترے بٹھایا اے ماہ مصر خوبی
یعقوب وار ہمکو بیت الحزن کے اندر

سوتم ہنگ پیچ تیری مطرب یہ تا یوں ہے
کانٹا لگا ہو جیسے کالی کے بین کے اندر

بل بے تڑا اکڑنا لے ہاتھ مین طپنچہ
سوجھی تو دور کی بھی کہتا نہین و لیکن
وہ چیز نام جسکا لینا نہین مناسب
اور آکے بیٹھتا یون مجلس مین تن کے اندر
اتنا تو مین کہون گا اس انجمن کے اندر
سو تیری رد کہی سو کبھی اس بانکپن کے اندر

یون بولتا کہے ہے سنتے ہو میر انشا
ہین طرفہ ہم مسافر اپنے وطن کے اندر

آ کیے نہ آپ رات جو اپنے قرار پر
ہے اشتیاق بس کہ نگار اس قدر کہ یار
ساقی صراحی کی گلفام لا شتاب
شادابی ہوا مین یہ کیفیت اب کی ہے
نظارہ سو کے داد ششتہ اگر کرون
اشجار جھومتے ہین ترے بکل باغ مین
موج بہار لالہ خود روئی لے نسیم
سو سو طرح کی شکل دکھاتا ہے کیا کرون
ہو کر ترانہ سنج لب جو کے پاس بیٹھ
گذری قیامت اس دل امیدوار پر
جی تک تو ہم لگاتے ہین اب ایکبار پر
ہے مجھکو کچھ خیال بھی ابر بہار پر
سو رنگ کے شگفتہ ہین گل شاخسار پر
جاتی ہے چٹ نگاہ پھسل سبزہ زار پر
ناگ اینڈتے ہین مست پڑے جویبار پر
کچھ آگ سے لگائی ہے آکو ہسار پر
عکس شگوفہ ہے جو پڑا آبشار پر
سو سو طرح سے جہاڑی ہے اپنے ہزار پر

انشا سے اب تو آنکھ چراوے یہ قہر ہے
اس وقت مین تو رحم کرا دسکے غبار پر

ساقیا یہ خوش آئی بوے خانہ خمار
زلزلہ قیامت کا اور صور اسرافیل
ایکبار جو آیا ہٹ پڑے ہے بس خیر
زاہد اکسی بہاوین وہ بہشت کی نہرین
وو ڈٹے ہم سبو لے کر سوے خانہ خمار
ہو رہے ہین مجل شکر ہو سے خانہ خمار
بھڑتے عجب جا ہی کوئی خانہ خمار
نور سے ہے بیان لبریز جو ہے خانہ خمار

چھوڑ کر حرم انشا یک بیک اٹھ آیا جب
خواب مین نظر آیا روے خانہ خمار

لے چلا دامان صحرا کو گریبان چھوڑ کر
آخر آ مجھکو جنون چمٹا ہے بچہ چھوڑ کر

چڑھ گیا جو میکدہ میں محتسب رندوں کے ہاتھ
خوب ہی سیدھا بنایا سب نے اسکو جھاڑ کر

سُن غرورش نعرہ اپنا ہے عدو تو چیز کیا
کھا گئے وحشت بھاگ جاوے دیو بھی چنگھاڑ کر

کیوں نہ دیکھے جلوہ حق ابدال ایکی گرانگ
طور آسا میٹھ رہ تو پانوں اپنے گاڑ کر

چھوڑتے ہیں اب کوئی دو چار بوسہ بن لیے
چٹکیاں لے گالیوں کی خواہ تو بوچھاڑ کر

ہم نہیں ڈرنے کے ان باتوں سے پیارے شوق سے
اور غل کر اور چلّا اور تو بہ دہاڑ کر

مختلط غیروں سے دیکھا شب جو انشا نے میں
ہوگیا وہ جان بوجھ انجان سب کچھ تاڑ کر

جو چاہے تو مجھسے سنہرے کی خیر
تو یوں دیکھ اس گھوڑے کی خیر

کڑا دے نشہ کر مرے رخش کو
میاں ساقی اُس سلفی کو ڑے کی خیر

دکھا دے مجھے سیر باغ ارم
الٰہی ہو اس سبزہ گھوڑے کی خیر

ہنسا یا جو میں نے تو بولے نہیں
نظر آئی کچھ اس نگوڑے کی خیر

لگا بیٹھ انشا کو ٹھوکر تو ایک
ارے اپنے سونے کے توڑے کی خیر

ہے یہ اُس مہ جبین کی تصویر
یا کسی حور عین کی تصویر

بن گئی دود آہ مجنون میں
ایک محمل نشین کے تصویر

اپنے داغ جگر میں سوجھی ہے
مجھکو اُس نازنین کی تصویر

دیکھ لے اوسکی جبین پیشانی
ہے یہ خاقان چین کی تصویر

نظر آتی ہے اشک انشا میں
جبرئیل امین کی تصویر

دل کر دی کیا تجھکو لکھ کر خط پنہانی پہ مہر
داغ کی آگے ہے اسکی پیشانی پہ مہر

کل وڑا کر مجھکو دشمن سے لگے فرمانے بات
آج سے رکھنا تو اپنی کھانی اور پانی پہ مہر

داغ دل کے گرد ہیں یوں چھوٹے چھوٹے اور داغ
ہو ارک کی جسطرح فرمان سلطانی پہ مہر

حسن کے بدرے کی ڈوری کی سرک پھندے کو کھول
آ رہی ہے دیکھ ایسی میں کچھ آسانی پہ مہر

ابسکی ابرو پہ نہیں ہے خوشنما چیچک کا داغ
ہے یہ شاہ حسن کی تیغ خراسانی پہ مہر

اس غزل نے ایک پری پیکر انگوٹھی کو ادا کا
کے دہان سعدی شیراز و فاقانی پہ مہر

سید انشا ہی سلیمان شاہ کشور کا غلام
اب کھدا تا ہون یہی سنگ سلیمانی پہ مہر

اے صبح نجا سارے چمن نذر پکڑ کر
دل ہم سے تو ایک غنچہ دہن نذر پکڑ کر

صورت یہ اویس آن کے دیکھی تو چلا جائے
سب بائیچہ بادمین نذر پکڑ کر

اللہ رے صفائی کہ ترے رنگ کے آگے
آئینہ ملا صافی تن نذر پکڑ کر

اسکو نہ سمجھ قرص قمر یہ شب ہجران
ہم سے ہے لی ایک ہاتف کا تن نذر پکڑ کر

ہے جیسے کہ ملجا دن جوانان چمن سے
ایک شیشہ صہبائی کہن نذر پکڑ کر

ہے قصد کہ اس نرگس جادو سے ملیں ہم
ایک بچہ آہو ختن نذر پکڑ کر

زر پاس نہیں عید کے دن ان سے ملیں کیسے
ہم اشرفی داغ کہن نذر پکڑ کر

حمام میں تو آوے تو جا ہے کہ شہ خاور
اپنا تجھے زرینہ لگن نذر پکڑ کر

کھوانکی تو وحشت کو دلا بن کے غزال
نوکر ہو نہ وہ چار ہرن نذر پکڑ کر

اس دل میں مرے کھنچ گئی تصویر تمہاری
عاشق یہ ملا تم سے پھبن نذر پکڑ کر

ٹھنڈک نہ پڑی کیونکہ گئی چادر مہتاب
زخمی کو ترے ایک کفن نذر پکڑ کر

بکھرے ترے رخسار پہ جو زلف تو مجھکو
ایک داغ ملا چاند گہن نذر پکڑ کر

گو نذر نہو جی میں ہے ملجائے اس سے
اپنا ہی بیساختہ پن نذر پکڑ کر

لبراسپ اگر ہو تو ملیں اس سے سپاہی
سیلاب پہ سہراب فگن نذر پکڑ کر

جو شخص حسینی ہو تو اوس پاس چلا جائے
رضوان نے خلق حسن نذر پکڑ کر

حوران بہشتی اوسے مجرا کریں آ کر
غلمان ملیں سیب ذقن نذر پکڑ کر

ایسے ہی بڑے قافیہ پیش آئے اب انشا
دل جن سے ملاؤ من اپنے نذر پکڑ کر

سینہ نہ جلا شعر و سخن نذر پکڑ کر
دل ان سے ولا تھوڑ لیسی بن ٹھن پکڑ کر

نقاش خیال اسکو اگر یاد ہی تو جا بے
اپنا ورق نقشہ کہین نذر پکڑ کر

جاوے وہ صنم برج کو تو آپ کنہیا
جھٹ سامنے ہو مرلی کی دہن نذر پکڑ کر

ہے تجھکو یہ رتبہ کہ ترے سامنے آوے
جبریل امین علم لدن نذر پکڑ کر

ایسا ہی گنی مین ہون کہ سب ناؤنکی ملاح
دریا پہ ملین مجھسے تو گنگن نذر پکڑ کر

گہن دل کو لگا قصد یہ ہے عید کو اون سے
مین اب کے ملون تھوڑا سا گہن نذر پکڑ کر

دلہن کی بہت چال پسند آئی ہے انشا
مل جھٹ تو بھی کٹی مین نذر پکڑ کر

کیا ان سے ملون عید کے دن نذر پکڑ کر
ہون سامنے ایک بچہ جن نذر پکڑ کر

یون مجھسے کہا دل نے تو ہین چاہتین رکہ
لے اشرفیان اپنے تو گن نذر پکڑ کر

جس مین کہ خشونت ہو کبھی اس سے نہ ملیئے
ملیئے تو کسی حرف خشن نذر پکڑ کر

ہون واغ بدل مرتعش اب یون سے گئے
جون کانپنے ہلکی مرد سن نذر پکڑ کر

گو بادشہ روم ہو اے حضرت انشا
کچھ مین نہ ملون آپ کے بن نذر پکڑ کر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے انکی ران پر
خیر ہے تمکو ابھی منت کرو شیطان پر

مین نے کب کی تھی بھلا کچھ اور ڈھب کی بات چیت
قہر ٹوٹے غیب کا بہتان اور طوفان پر

ہونے دیجے ہی نہین ہے آنکھ سے اوجھل ذرا
غصہ آتا ہے مجھے صاحب کے باوا جان پر

واقعی صاحب نے دل میرا ابھی ہرگز لیا
ہاتھ تو دھر لیجئے منہ دھو کر بھلا قرآن پر

ہاتھ سے صاحب کے گو ہم تنگ آوین ہو سو ہو
شکوہ کرنا آپ کا ہمکو نہین شایان پر

کیا کہین کہنے کی کچھ منزل کہین باقی رہی
ہو گئی ہم لوٹ لوٹ اونکے ادا و آن پر

کون سا ہوگا بنی آدم کہ جس سے ہم کہین
قصد بیان کر بیٹھے ہین ہم جان ابن الجان پر

حور ہی یا حور یا غلمان ہمکو کیا غرض
آپ بن کوئی گذرتا ہے نہین کچھ دھیان پر

گھر گیا تھا دل مین انشا کے جنون نے واہ ذرا
دھر گئے وہ آج اپنے ہاتھ دونون کان پر

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو ان سے ہو لعنت کرین شیطان پر

کیا بموقع اسگھڑی تشریف لائی ہو بجا
مین اگر خط غلامی لکھوں اس احسان پر

پر نہ تھی اسپر کبھی پروانوسی یونہی کچھ ہے
کیا غضب ہوتا اگر پاتا کہین انسان پر

اگرچہ جو بڑھی تجھسے رشک قمر پر
گئی پھیل بس چاندنی سا گہر پر

شرریوں ابھر آئی داغ جگر پر
سنہری ہو نام علی جون سپر پر

اشارہ کرے ہی سمان جو گیا کا
کرے ملیمہ بھبوت آج روے سحر پر

کبھی عمر بھر نہ تلوے ملین گے
قدم آپ رکھیں مری چشم تر پر

میان بھیجو کچھ جو توفیق حق ہو
کھڑا ایک آزاد ہے تیرے در پر

کرانتک کرون مین زمانے کا شکوہ ق
مصیبت ہے یون تو سب اہل ہنر پر

خصوصاً وہ جو وضع دار ہین میان
برستا ہی افلاس ہے انکے در پر

کہا رام جانے روپیا دگیا لو
کھڑا بنیا کہتا ہے اب انکے در پر

سلیمانی تلوار تولے چکا ہے
لگائی اب تاک شاید سپر پر

پڑا ہنستا تلملے ہین گھاس گھوڑا
ہوگی چار فاقہ ہین ہیم نفر پر

پڑھ وہ انشا غزل اور ایک تازہ ایسی
کہ ہو آفرین جسکی ہر شعر تر پر

مجھی رونا آتا ہے شمع سحر پر
کہ بیچاری اب مستعد ہے سفر پر

چمک اس پری وش کی مانند کنگنی
پڑی پھرتی ہے اپنی تار نظر پر

مرے درد دل نے فقیرانہ دھونی
لگائی ہے جا عرش اعظم کے در پر

اجی کیون رولاتی ہو مجھکو کہین کیا
نہین رحم آتا مری چشم تر پر

یہی وضع ہے تو مجھے کھوئیگا
ٹڑی پھر کیے گا تمہارے گھر پر

اجی چین ہے اب کہین بیٹھ رہیے
بس اک باندھ تکیہ کسی رہ گذر پر

پھر آئی رہ کعبہ سے ماری ڈر کر
چڑھی زاہد مفتخر مفت خر پر

جنون سے اگر آشنائی ہوئی تو — مطوّل کو دی مار تو مختصر پر

کچھ ایک صاف ثنا ایسی لکھ شعر اُن — کہ وہ ماریں جھنک صفائی گہر پر

یعنی بغیر وش ۱۲

گیا یار آفت پڑے اس سحر پر — اداسی برسنے لگی بام و در پر

صبا نے بھری دون کو آکے ٹھنڈی — قیامت ہوئی یہاں دل نوحہ گر پر

نہ تسوے گھلا دو رہو یہان سے شبنم — نمک کیوں چھڑکتی ہے زخم جگر پر

بھری بجا دین گلشن مین آتش لگی ہے — نظر کیا پڑے خاک گھاہی تر پر

ق کوئی دیو تھا یا کہ جن تھا یہ کافر — مجھے غصہ آتا ہے پچھلے پہر پر

پری زاد تھی اک شب وصل اسکو — اڑا لے گیا چٹ بٹھا اپنے پر پر

ق بڑی خوب بولے گی یون شیخ صاحب — ملیں گے بہشت بریں مین اگر پر

تو مرغی ایک چیخ ہوگی بڑی سے — کہ ہاروگے ٹھونگ اُس سے ہر ایک پر

پڑے سے اوڑتے پھریے گا جون کا کوا — کبھی اس شجر پر کبھی اس شجر پر

دیا نامہ سید انشا تو اُن نے — دو ہنر جڑے ایک سر نامہ بر پر

یہ جلترنگ نے پھیلا دی آگ پانی پر — کہ جلگے گر پڑے خود دیکھ راگ پانی پر

بنا ہے اپنی ہوا خاک آگ پانی پر — نہیں یہ سنبھل کھلاڑی کی لاگ پانی پر

سکندری سے یقین ہے کہ سم نہ ڈوبیں گے — جو اپنی لیجیے گھوڑے کی باگ پانی پر

یہ لہریں لیتے ہی آئینہ مین وہ زلف سیاہ — کہ لہریں لیوے پڑا جیسے ناگ پانی پر

ہنوز کتنی ہے جمنا سہاگ دکھلا کر — کہ خوب کھیلے مہاراج پھاگ پانی پر

یقین کہ خواجہ خضر تھے بچھائے جا نماز — جو بیٹھی جاتی تھی الگ بوڑھی کھاگ پانی پر

چلو نہ تیر لیے دریا مین بے تکلف ہو — کہ ہو ویں خوب سے کھڑے سہاگ پانی پر

بھلا وہ ڈوبیں تنک ظرف کسکو جام شراب — کہ باندھ بیٹھے جو پیاسوں سے لاگ پانی پر

دلا جو ہوئی نواڑ کی اون کے دینی ہے — تو بلبلوں کی طرح تو بھی جاگ پانی پر

خیال میں ترے بالکل گذری جو مچھلی
سحاب بن کے سر کوہ کون رویا ہے
نہ چھینٹے اڑ گئے عبث مجھسے خوف ہو کر مبادا
ادھر تو گنگا ادھر جمنا بیچ تربینی
جو روپ تھا وہ کدارے کا بن گیا سارنگ
عجب طرح کی ہے بیڑی کی سیر دریا میں

تو موجیں گا رہی ہیں سب سہاگ پانی پر
جو ہر طرف نظر آتی ہیں جھاگ پانی پر
کہیں سہاگ سے ہو دے ہے داگ پانی پر
عجب طرح کا ہے تیرہ پھر راگ پانی پر
کہ چاندنی نے لگا دی ہے آگ پانی پر
کہ ہوتا جاتا ہے سب ناچ راگ پانی پر

کنور جی تیری جو سوتے میں ساتھ انشا کے
تو جاگے سونے گئے اور اُسکی بھاگ پانی پر

عجب سر چشمۂ مہتاب سے تھی آگ پانی پر
نجا دریا نہانے کو تجھے ہے آگ پانی پر
سنی اک ہو گئی ہے اگن اگر گھاٹ پر تب سے
پری کی شکل ایک رات تو کو یہاں دیتی ہے دکھلائی
تندیلا فتق والا نیا تھا خوب سب بولے
تری راتوں تلے یہ گھونگھرا اور پائی سکروتے
نہ اوڑیئے آپ جوگی جی ابھی ہم بھی جو جا بیٹھو
نہانے والوں نے دریا میں تھا بہانا نک یہ دیکھو

سنایا چاندنی نے آج دیپک راگ پانی پر
کہ سورج دیوتا گاتے ہیں دیپک راگ پانی پر
دوا سا چھار رہا ہے اور سب بیراگ پانی پر
پڑی پھرتی ہے اکثر دوڑتی اک آگ پانی پر
یہاں ہے مشک اور تونبوں کی ٹھہری لاگ پانی پر
کہ مطلق تم نہ ڈوبیں جو اُٹھا لے باگ پانی پر
بچھا کر مرگ چھالا بیٹھ لیں لے لاگ پانی پر
نمش کی طرح ابھر آئے سراسر جھاگ پانی پر

تصدق کرتے ہیں ہم نعمت الوان کو انشا
اسی ایک جو کی روٹی اور اوبالی ساگ پانی پر

لی اُنھوں نے جو یہ بھوٹونکی چھڑی ڈالی توڑ
پینگیں آمریوں میں جسوقت چڑھاتا ہوں میں
غل مچایا ترے دیوانے نے ایسا ہی کہ جھٹ
کہہ کر آئے تھے کہ ہم پانچ گھڑی میٹھیں گے

بیٹھے بھی آپ کے دو لڑکی لڑی ڈالی توڑ
مجھسے کہتی ہے یہ ساونکی جھڑی ڈالی توڑ
اپنی زنجیر کے ہر ایک کڑی ڈالی توڑ
میں نے اس دہر کے سر کی انکر گھڑی ڈالی توڑ

ساتھ پریوں کے یہ ہم جھولے کہ انشا ہمنے

ڈالی جو آنب کی تھی سب سے بڑی ڈالی توڑ

پیر مغان کسی کو نہ تو تشنہ کام چھوڑ
تحقیق خاص و عام برائے عوام چھوڑ

سایہ سے اپنے کہتی نشہ کے ہین وہن مین پاٹ
ق
ای سیدی اے مری حبشی اے غلام چھوڑ

کالی بلا کی شکل بنا کر جھپٹ نحب
مین نے کہا نہ دور ہو مجھکو نہ تھام چھوڑ

پیک صبا نے آکے یہ فرہاد سے کہا
ق
لے تیشہ اپنے ہاتھ مین اپنا نہ کام چھوڑ

شبدیز پر سوار ہو باشان خسروی
شیرین نے بے ستون کی طرف وہی گام چھوڑ

لشکر اشیر باد بس آغا نے ایک جریب
ق
دی پشت بر ہمن پہ بزور تمام چھوڑ

کہنے لگا چربجی چربجی تو تو لے آپ
کر دی تو بد دعام جرا رام رام چھوڑ

این مرزمان ہند مرا سیکند اسیر
آمر بابا اگ جاوین گے بس اہمقام چھوڑ

انشا غزل ایک وہی عالم کو تو سنا
اس قافیہ ردیف کو تو لا کلام چھوڑ

اے آہ اپنی کہین آن بان چھوڑ
جاوین کدہر ملائکہ ہفت آسمان چھوڑ

صحرائے لق و دق مین سلگتا ہون آپ ہی آپ
وہ آگ ہون گیا ہو جسے کاروان چھوڑ

آتری تھی جو جہاز سے اُن کے نہ تھی خبر
بے رحم ناخدا نے دیے بادبان چھوڑ

محمل نشین نے سُنکے حدی تیرے غش کیا
کیا تو نے اشتلا یہ دیا ساربان چھوڑ

مجنون مین کچھ رہا نہین بس اب تپ دق
اب اُسکی سوکھی ساکھی تو بند استخوان چھوڑ

دجال کا معائنہ صدمہ ہو خلق پر
دیو جنون کا ہاتھ سے مین دون جو کان چھوڑ

ہان کسطرح وہ قصہ صنوبر بگل چہ کرد
اے قصہ خوان ادھوری نہ یہ داستان چھوڑ

انشا تو چلکے وادی مجنون کی سیر دیکھ
ق
ایک آن تو مصاحبت باغبان چھوڑ

بحر طواف بیش جو آئین تھین حوریان
سو جا بجا گئین ہین وہ اب بھول یان چھوڑ

مینے کہا نہ بس مجھے اے نازنین نہ چھیڑ
مین خوبیت نہین نہین ہرگز نہین چھیڑ

پہونچی اگرچہ سدرہ تلک ہے ادب بھی سرد
لے مژدہ سپہر روح الامین نہ چھیڑ

اے اژدہائے آہ دل شعلہ خیز بس
راس و ذنب گو یا نفس آتشین نہ چھیڑ

چین بر جبین ہوئے بت چین تو غرور سے
اکثر کلاہ گوشہ خاقان چین نہ چھیڑ

کہہ مرثیہ مین شاہدی کی غزل ایک اور
انشا کسی کا تذکرۂ بغض و کین نہ چھیڑ

اے دل تو ذکر لیلیٰ محمل نشین نہ چھیڑ
ہے یہ تو سخت قصۂ اندوہ گین نہ چھیڑ

مجنون کی مرگ خواب مین دیکھ اُسنے جاتے
اوسکی حکایت نفس واپسین نہ چھیڑ

کی یہ وصیت آہ کہ جیتا جو قیس ہو
تو کہیو اُس سے بس مجھے طاقت نہین نہ چھیڑ

دن امتحان کے وہ جو تھے سو تو ہو چکے
دوری سے اپنے آپ مجھے ہو کر قرین نہ چھیڑ

دامن سے میری آکے لپٹ ہمکنار ہو
اب بات وہ نہین کہ مری آستین نہ چھیڑ

دنیا کے شرط مانع بوس و کنار تھے
کہتا کسی کو کون ہے زیر زمین نہ چھیڑ

مکتب نہین کہ کوئی کرے گا یہ تجھکو منع
اُسکی ذقن نہ چھیڑ تو اوسکی جبین نہ چھیڑ

تیری سوا دخل ہے آوین ملک جو پاس
بھٹکے جو گرد تو کہون اے حور عین نہ چھیڑ

انشا اب آگے کیا ہے کہ پہلی ہی کہہ چکا
ہے یہ تو سخت قصۂ اندوہگین نہ چھیڑ

ایدل سمجھ کے اُسکی تو زلف رسا کو چھیڑ
کم بخت کیا کری ہی نہ کافر بلا کو چھیڑ

غنچونکو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اوسکے عقدۂ بند قبا کو چھیڑ

مین فندقین جو اُن کے بنانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

کیا گا رہا ہے اپنے اوپچ اے مدعی سرا
جس سے کہ قیس لوٹ ہوا اوس صدا کو چھیڑ

نالون سے میرے کچھ جو بلبل تو بولے آپ
واہ آہ کیسے ادھر جو گئی نہ مرے آشنا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے باتون مین مت اولجھ
اے بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ

ای ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اند نون
منظور ہے جو سیر تو اُس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن کچھ اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے اب
نیلا قبا پہ باندھ کے اُنکی ردا کو چھیڑ

ق
چمکا نہ میرے سامنے اے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ایک بوالہوس نے اونکی جوانا سی کچھ کہا | رستہ مین اپنی توسن حرص وہوا کو چھیڑ
برقع الٹ کے منہ سے وہ کہنے لگی چھی | بیٹا کسی جوان سے صاحب ادا کو چھیڑ
دیکھی کبھی ہے کسیکو دوانی تو کچھ نہین | میا کو اپنے چھیڑ تو اپنے بوا کو چھیڑ
ق
انشا جو ہونی ہووے سو ہو دل کہی ہی یون | تا چند ضبط آج تو اس دلربا کو چھیڑ

لیجا کے چلکے چپکے دوشالہ کے نیچے ہاتھ
ناخن گڑو کے چٹکے لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف الزاء

خط ترا نو رستہ دیکھ اے مار شوخ وشنگ سبز | زہر کھا اپنا زمرد نے کیا ہے رنگ سبز
اپنی آنکھونکی جھڑی بھی کم نہین برسات سے | فیض سے جسکے ہوئے ہین سیکڑون فرسنگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزہ الماس تھا | کیا تعجب گر اثر سے اوسکے ہو ہر سنگ سبز
عشق مین ہونے نہین پاتی کسی عنوان سے | غیرت و عار و حیا و شرم و نام و ننگ سبز

کیون نہ ہو سر سبز انشا مثل سبزہ آج
سبزۂ نوخیز ساقی سبز تش پر بنگ سبز

ردیف السین

باغ امید مین یون ہے چمن یاس کی باس | جون بہم بوی گلاب اور انناس کی باس
اے سحر چاک گریبان سے مری آتی ہے | مجھکو کچھ حضرت عیسی کی سی انفاس کی باس
کیون نہ پھر کورے سکورے مین مجھے بھائے شراب | ساقیا خم مین سے آتی ہے چلی یاس کی باس
جھک گرا لیکے زاہد نے کہا بوسہ کے وقت | آپ کی ڈاڑھی مین کیا بیچ ہے ہی تاس کی باس

ہجر در سے مجھے آتی ہے مدام اے انشا
جامہ خضر کے اور جبہ الیاس کی باس

پھنس گئے عندلیب بیکس | ہاے تنہائی اور کنج قفس +
قیس لیلے سے مل گیا شاید | نہین آتی جو آج بانگ جرس
اوسکے پرتو کے سب یہ جلوے تھے | موسی و نور و نار و طور رقص +

آئے وحشت کے پھر بہار کے دن | ہو چکا ہم سے خیر ضبط نفس
میں جب شب اُنسے راہ میں پٹھا | ہیم جا کر رہا نہ خوف عسس
رہا تھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ کبھیر | اُنکی انگلی کی چھیڑ ہر گئی جھپٹ بس
لگی کہنے کہ میرے دامن کو | نہیں اب تک کیا کسی نے مس
مفت جل جائیگا پری بھی سرک | ایسے میں آگ اور تو ہے خس
جبکہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں | تب تو ٹھہرے کہ دینگے بوسہ دس
گن کے سولے لیگیا رہوان نسی | مجھے بیٹھے کرے جو اور ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوئے بس انشا بس

بس نہ دنیا کی رکھ اے صاحب ادراک ہوس | خاک ہے خاک ہی سب خاک کی کیا خاک ہوس
لیگئے ڈھونڈنے کے وہ جو تہ خاک ہوس | اب نکالیں گے وہ بنکر شجر تاک ہوس
تھوڑی سی عمر میں کس شے کی ہوس کیجے کہ بس | کرنے دیتی ہی نہیں گردش افلاک ہوس
جھانک کھڑکی کو دکھاتا نہ رہی باقی اور | تیری بسمل کو کچھ اے قاتل سفاک ہوس
روح مجنون سے کوئی پوچھے کہ کیا رکھتی ہے | دشت پیمای بیابان خطرناک ہوس
تک ہم آغوش ہو مجھسے کہ نکالے تو سہی | کچھ تو اپنی بھی گریبان کا مرے چاک ہوس
صید ہووین کے غزالوں کو نہ آوے کیونکر | لٹکے دیکھ کے دہانی تری پوشاک ہوس
بھر گئے دامن نظارہ میں نرگس کے پھول | اور کیا رکھتی ہے اب دیدۂ نمناک ہوس
میں نگاہوں ہوں تصدق ہو بگولے کی طرح | کوچۂ یار میں با ہر خس و خاشاک ہوس
جب تلک شیشۂ صہبا ہو اے زاہد خشک | یہاں پھاڑے ہی کوئی کاسۂ تریاک ہوس

چل مدینہ کی زیارت کو تو انشاء اللہ
کہ نکالیں گے تری وہاں شہ لولاک ہوس

زلف و چشم یار ہیں دام گرہ گیر قفس | تھی اسیری اپنی قسمت میں بزنجیر قفس
ہیں ترے ابرو و مژگان و نگاہ و چشم آہ | لائے دلکو کمان و ناوک و تیر و قفس

یار ہونا بجز الفت سے نہیں ممکن کہ ہے — موج و گرداب حوادث مثل زنجیر قفس
شام غربت آن پہونچی ہمصفیرو ساتھ چل — پھیر ہم ہیں اور فریاد و بم و زیر قفس
کر رہا صیاد جلدی ہے کہ جاے رسم ہی — دیکھ تو ظالم بھلا یہ صید دلگیر قفس
بال و پر تو تک ہلاؤ پنجہ و منقار سے — ہم صفیرو توڑ ڈالو دام کو چیر و قفس
مرغ روح اپنا نہ کر جاوے کہیں پرواز ہاں — کر دو اس سینہ کو اے صیاد کی میر د قفس
بال و پر اوڑ جائیں گو ہو دام میں مجروح سب — چھوڑیو ہرگز نہ لیکن شست و تخمیر قفس

صید دل کی پھر خبر صیاد نے انشا نہ لی
جرم الفت کے عوض میں ہے یہ تعزیر قفس

پھر تو کہہ بھر کے دم سرد مرے ہونٹھ نہ چوس — ہاں وہ کس طرح کہ بیدرد مرے ہونٹھ نچوس
قہر ہے لال مسی زیب سے تیرے کہنا — رنگ یاقوت ہے یہاں گرد مرے ہونٹھ نچوس
رہ نصیحت نہ چلون تو مجھے چھوڑنے دے — دیکھ یہ جاگ ہے بے پرد مرے ہونٹھ نچوس
مجھکو حیران نہ کر چھوڑ تری دہشت سے — دیکھا حنا رہ ہوے زرد مرے ہونٹھ نچوس

صدقے اس ناز کے انشا سے یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتی ہے ہوا درد مرے ہونٹھ نہ چوس

ردیف الشین

بہت غنیمت کہ خود بدولت نے یہاں جو کی اک کرم نوازش — کمال الطاف مہربانی بڑی توجہ کرم نوازش
غلام بدام جی سے فدوی محب صادق رجوع جاں ہے — غضب ہے اسیر بھی میرے حق میں بہ افزادین کم نوازش
وہی تعلقد ولی تلطف جواب آگی طرح سے رکھیے — تو بندہ خانہ میں میر کرتی بھلا یہ کیوں رد و عم نوازش
برہمنان کنشت بولی مجھی جو کل راہ میں ملے سب — کبھی تو از بہر سیر کیجے بسوی بیت الصنم نوازش
کسیکے خط میں سلام آگے کبھی جو لکھتے تھے وہ کہیں تا — غرض کہ تم ہمکو ایسے بھولی گئی وہ سب یکقلم نوازش
سمجھو نسی غلط گریز ہم سے یہی تو ہے بات اپنی دیکھے — ستم جو مخصوص ایک پہ ہو سمجھ کہ ہے وہ ستم نوازش

تصدق اپنی خدا کے جاؤں کہ پیار آتا ہے مجھکو انشا
ادھر سے ایسے گناہ ہیہم ادھر سے وہ دمبدم نوازش

ہوجائے اگر جہان فراموش — کب دل سے ہو دلستان فراموش
جانتے ہو یاد رکھیو محبوب کو — مت کیجیو مہربان فراموش
صد حیف کیا بچھڑ کے ہمکو — تمنے اے قدردان فراموش
اسطرح بھی دوستون کو اپنے — کرتے ہین دوستان فراموش
سبحان اللہ ہے یہ الف با ف — یہان یاد ہے اور وہان فراموش
تو بھولے یہ دخل کیا ہے ہم تو — کر بیٹھے ہین خود کو یہان فراموش

ایسا تجھے ہوگیا یکایک
انشا اللہ خان فراموش

بہار ہوگئے مجسم بوضع بادہ پوش — ہوئے جو آگئے خیابان مین مجھسے ہم آغوش
گلے لپٹ گئے یہ کہنے لگے سبب کیا ہے — برنگ بلبل تصویر کیون ہو تم خاموش
نسیم وار کیا مین نے بھر کے ٹھنڈی سانس — کہ یہان فراق مین یارونکی کچھ بہنک ہے ہوش
رفیق و ہمدم و ہمساز سب گئے لشکر — شگفتگی نہ رہی طبع کو نہ جوش و خروش
کہان وہ گرمی صحبت کہ دلکو ہو واشد — ہوای ہجر اڑا لے گئی سب اپنی ہوش
سنین بہار نے القصہ جب کہ یہ باتین — کہا یہ مصلحت مجھسے ہوگئے جلوہ فروش
شتاب جا کے ملو تم وزیر اعظم سے — ہلال چرخ ہے جسکا غلام حلقہ بگوش
کنایہ فہم و لطافت پسند و خوش اخلاق — امیدگاہ عزیزان عصر و عذر نیوش
نگاہ لطف سے جسکے جہان ہے مالامال — نہفتہ لعل مین جسکے زلال چشمۂ نوش
ہجوم ماہ وشان اسکی بزم مین ہر شب — صدائے دف و چنگ و بانگ نوشا نوش
یہ لائے سنتے ہین تشریف سید انشا بھی — ہمی مغانۂ عشرت سے تا کہ ہو مدہوش

زمام توسن اقبال ہاتھ ہو تیرے
خوشی رکاب مین اقبال غاشیہ بردوش

کیون ساقیا نہ ملال ہو اپنا یہ رنگ رش — شیشے شراب سرخ کی ہین جا بجا بگوش
جون آئینہ ہے اسکی جہان چاندنی بچھے — وہان عرشیونکی پاؤن کا سایہ ہو رنگ فرش

تمنے پلنگ دور کیا یا تو کیا ہوا
تم جانتے ہو مجھکو کہ مین ہون پلنگ فرش

شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ٹک دھرے
پھبتی کہی سبھون نے کہ آیا کلنگ فرش

ٹک فربہی کو شیخ کی دیکھو کہ ہے زیاد
دریا کی بھی نہنگ سے کچھ یہ نہنگ فرش

جو مجھ مین اور ان مین دھما چوکڑی مچی
فراش بولی زور ہوئی ہے تو جنگ فرش

دھیا پڑا جو پاؤن سے انشا کے بولے آپ
کیا سخت بے لحاظ ہے یہ ننگ فرش

ردیف الصاد

کیون نہ دل دون اسی دنیا مین نہین ایسا شخص
یار دیکھا بھی ہو دنیا مین کہین ایسا شخص

موج دریاے نزاکت مین نہ ڈوبون کیون کر
جس گھڑی غصہ ہو چین بجبین ایسا شخص

مقتبس نور سے ہے جسکے حرم کا جلوہ
چڑھ گیا اپنی نظر آج ہین ایسا شخص

جسکی صورت کیطرف دیکھ جھجک سب جاوین
چاہیے بزم مین ہو صدر نشین ایسا شخص

کوئی ممکن ہے بھلا جان بچے دیکھو تو
دوستو جس سے کہ ہو بیر کہین ایسا شخص

کیون خرابات سنو خانہ اسلام بھلا
ہو جو بتخانہ مین غارتگر دین ایسا شخص

سب مکانات سے پھر کیون نہ شرف ہو دلکو
دیکھ تو جسمین ہو اللہ مکین ایسا شخص

ساکن کوی صنم خانہ ہون کب رکھی ہے
ہوس گلشن فردوس برین ایسا شخص

متصل سوجھتی جاتے ہین ہزارون مضمون
آج بیٹھا ہے مرے ہو کے قرین ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش و طرب مین خوش رکھ
حیف ہے جور فلک سے ہو حزین ایسا شخص

ردیف الضاد

لینا تھا دل سو لی چکا اے بے وفا غرض
آوے جو میرے پاس تجھے اب سو کیا غرض

اپنے گلے مین دیکھ کے کہنے لگا مجھے
کیا میرے پاس آنے سے تجھکو بھلا غرض

کیون فائدہ بھی تسلیے کا کیجیے واسطے
موجب سبب حصول بھی کچھ مدعا غرض

مطلق نہ آشنائی دنیا پہ کر گھمنڈ
ظاہر پرست ہوتے ہین سب آشنا غرض

انشا خیال محض ہے اسیر نہ بھولیو
ہرگز کسیکے ساتھ نہ ڈالے خدا غرض

ذہی انشائم فیضان مبدع فیاض
نمود جس سے ہوئی سب جواہر و اعراض

مدام ناصیہ سا ہیں حضور میں جس کے
سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض

بدیع فطرت دنیا و جامہ پیوند
وہ جس کے ہاتھ گریبان صبح کی مقراض

حکیم و حاکم و حکام دہر ہیں جس کے
ہمیشہ خلق جہاں میں ہزارہا اغراض

ریاضی اور طبیعی سے احسن ہے
الٰہیات سے تا فہم کو ہو اغراض

مجردات کو مخلوق کے ہوا و کیا
سیاست مدنی سیکھ جاوے تا ہر تاض

ردیف الطا

ہیں بہانے جو لگا کے مئی ناب کی بط
کھینچ کر دوڑ پڑے باغ کے تالاب کے بط

بس دبے پاؤں کے آہٹ سو بھی کر اٹھی ہے شور
ہے غضب دشمن جان عاشق بیخواب کے بط

دار سے پار تو آجاوے کسی رات اے کاش
ہیں کھڑے ہو کے صدا دل سرخاب کی بط

شغل کے واسطے طاؤسی بناؤ تو سہی
ہر ہیں پہننے کے پاجامہ کمخواب کی بط

جوش پر دیکھ کے گل چشمہ مہتاب انشا
بن گئے غیب سے اک طائر سیماب کے بط

کیا وفا غیر نے غم میں رہی نہیں جان غلط
حاشا غلط غلط غلط اے مہرباں غلط

دو چار دن جو تم سے نہ بولے تو کیا ہوا
پر جاہیے ہمیشہ نہیں یہ گمان غلط

میں اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے
اے مہرباں غلط غلط اے قدرداں غلط

تصمیم عزم کعبہ ہو تو بھی زاہدا
گو ہم نے کی بھی ہو رہ کوے بتاں غلط

اے میر حاج چپ ہو خدا کا بھی نام لے
مجھ سے کبھو ترک صحبت پیر مغاں غلط

آوارہ دشت شوق میں مانند گردباد
بھٹکا پھروں ہوں کر گئے رہ کارواں غلط

انشا سے اب خیال ہو افشائے راز کا

ہی وہ جو کچھ کر آپ کی خاطر نشان خلط

کس طرح سے مجھسے تم سے ہووے باہم اختلاط
آپ کی خدمت مین جو عرض نیاز و بندگی
منہ سنبھالو گالیان مت دو بس اب چپکے رہو
غنچے سے غنچونکو جو کاتی ہے چھینٹا منہ پہ دے

مین تو ہے جرأت بیان تک تم سے یکم اختلاط
ہے مجال اپنی بھلا کچھ کر سکین ہم اختلاط
اپنی چرچا ہی اسطرح کا یار ہر دم اختلاط
کر رہی ہے گلستان مین نرگس و شبنم اختلاط

جو خصوصیت کہ انشا کو ہے اور ونکو کہان
گرچہ رکھتا آپ سے ہے ایک عالم اختلاط

مجھسے فسردہ طبع کو کیا سیر باغ شرط
گو خاک اوڑاتے پھرے ہے باغ [illegible]
وہ ہم ہین تم ہین یاد فراموش ابھی سہی
گو سینہ داغ داغ ہو خون ہو رہے جگر

یارو معاف رکھو یہی ہے دماغ شرط
لینا ہی اپنے یار کا ہمکو سراغ شرط
پھر تازہ آج تو کے باندھین چراغ شرط
[illegible] لالہ مجھکو [illegible] داغ شرط

انشا دماغ شعر و سخن اب کہان رہا
ہے ہیچ تو یان [illegible] اسکو دماغ شرط

ردیف الظاء

اسکو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ
گرچہ کنان دیکھ کر مجھکو کہا شوخ نے
ہو گئے [illegible] اپنے ہنسی ولین خیر
یارون کی [illegible] مین [illegible]
آج تو خود بین ہوا ہے کہ کبھی [illegible]
[illegible] ادب [illegible]

تجھسے تو اتنی رہی ہوتے رہو بے لحاظ
اٹھتے ہین لوگ سب چپ رہو بے لحاظ
اسکو مجھے ایک کم کہنے تو بے لحاظ
کہنے لگا چونک کر تجھ سا ہو تو بے لحاظ
ایک گھڑی کے لیے ہو ہے تو بے لحاظ
[illegible] کرتے ہین [illegible] بے لحاظ

چھوڑے اب انشا کو نی آپ کو بد دل کیا
اور بھی وو گالیان دیجیے بے لحاظ

ردیف العین

مجھسے ہو ساقی ایک جام طمع — اور بد کہتا نہیں غلام طمع
مجھسے پیر مغان نے فرمایا — اپنے مشرب میں ہے حرام طمع
ق تو نے وہ ناسپرا آشنا کہ نہیں — کر گئے آ کے تجھے فاش و عام طمع
پھر بنا سے ریش قاضی کھینچ — جو حریفوں نے کیے مدام طمع
آتیں گھر سے تری صدا آ کے — گو ز مفلس بہ پیش شہ لے طمع
ق تجھے ہیں اپنے آشنا و رفیق — ان سے یہاں ہے نقطہ سلام طمع
دخل کیا ہے اگر تجھے سمجھے — دولت و جاہ و احتشام طمع
ہاں مگر اسقدر کہ ہے مجھکو — عز و تعظیم و احترام طمع
نہ دکھاوے وہ دن خدا کریم — کہہ کہیں ان سے ایک ام طمع

پڑھے اللقہ اپنے اے انشا
ہے زمانہ میں جسکا نام طمع

بوقت صبح ہیوں نشہ شراب طلوع — کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی — وہ نور جیسے خورشید یا مہتاب طلوع
جو دیکھے اشعہ لمعات کے جھلک اسکی — شعاع شمس کی کہاں سے ہو تاب طلوع
افق سے مشرق قلقل کے ناگمان اپنا — بیان میں ہوا اعظم ہوا شتاب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہے بتنگ انشا
خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

سمجھیں ہیں قدر بیان جسے شاہ جہان مطاع — لکھو خالق سے پھر کے پرکھتا ہے اطلاع
حاشا کہ اسکو ہمت بھرا آج وہ جو ہے — جو شوخ و خروش و ولولہ و حالت و سماع
پیسا وگی یہ وضع بھلا ہے تو کون شخص — جس بات میں کرو کبھی یہ نادرہ اختراع
ہرگز جہان نہ پہنچ سکے بلا اتصال — ہے کاخ فضل کا ترے یہ عظم و ارتفاع
رہتا کسی طرح سے نہیں دو گونہ یاں — تو ہیچ و نہ جیرا یجا ہیبا یک اشباع

آزردہ تم جو مجھ سے ہوئے کسلیے بھلا — تقصیر و جرم واسطہ کچھ موجب نزاع

ہے کون جز ائمہ اثنا عشر بخلق
انشا امور دین مین کرے جنکا اتباع

ردیف الغین

اے آتش فراق تر ابل بے سوز داغ — جھلکے ہے دلمین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھون مین تاکہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع — ساقی مے مغانہ سے بھر دے میرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون — طوطی کے ساتھ جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آج کسی ساتھ کیجیے — لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

بہوتون مین کسکی کنہ حقیقت کو آجتک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہے کچھ سراغ

روشن ہے ملک دلمین ہمارے چراغ داغ — ہفتم فلک سے کیون نہ پری ہو دماغ داغ

ہر دانۂ سرشک تو ہے بار و برگ یاس — باری تمہر سے آہ کے ٹھہرا ہے باغ داغ

ہم یہان تمام عشق کے آتش سے پھنک گئے — اے بیخبر تو ڈھونڈھتا ہے کیا ابتلک سراغ

لتے ہیں کہ ہجر مین ہمارے واسطے — اب وصل بھی ہوا ہے تو باقی ہے داغ داغ

انشا پوچھ ہجر مین ساقی کی حال کچھ
پیتا ہون خون دل سے مین بھر بھر ایاغ داغ

بخشا یہ حق نے اوس لب گلفام کو فروغ — ساپہ ہے جسکے عکس کے ہے جام کو فروغ

بل بے جھمکڑی چاند سے مکھڑے کی کوا جھڑی — کچھ اور ہی ہے حسن سے لب بام کو فروغ

مثل گہر چمکتے ہین پاؤن کے آبلے — کیونکر نہووے اپنے ہر ایک گام کو فروغ

اے میر حاج و تجھ کو کعبہ کی راہ مین — ہے کیا ہی مے آورندمے آشام کو فروغ

تو دانی ایک نعرہ لبیک کھینچکر — بخشا ہے پہنے جامۂ احرام کو فروغ

ق

مین ہون وہ صید تازہ گرفتار ہم قفس — جسکے شرار اشک سے ہے دام کو فروغ

یارب مہر بخش سلیمان شکوہ کو — مثل نگین ہوا نپہ بھی کچھ نام کو فروغ

تا آفتاب مہر علی کے شعاع سے
اوسکی سبب ہو خانہ اسلام کو فروغ

ہے اوسکی چتر و تاج کی ایسی ہی روشنی
گر روم مین ہو وہ تو رہے شام کو فروغ

انشا ترا جو داغ جگر خون چکان ہوٹک
باقی رہے نہ کچھ شفق شام کو فروغ

ردیف الفاء

ہم جو دلی ہون تو پڑی اپنی نگاہ صاف صاف
ذرہ الٹ پلٹ مین ہے بیان تو گناہ صاف صاف

ہوتی تھی چھیڑ چھاڑ تو غیرہ دہر کے سو کبھی
اب ہو لگی سنانی آپ واہ جی واہ صاف صاف

کیا نہین باقی اب رہی بوند نہو گی ایک بھی
نکلی ہے دھوئی دہائی سے آج جو آہ صاف صاف

دور کی دیکھ بھال سے ہو جو نباہ سو بخیر
تو نظر آلیے اسمین گر صورت ماہ صاف صاف

قصد گناہ تسپہ جھوٹ اپنی تو چڑھ یہ بات ہے
اسکو کوئی مین رو دھکیل جسکی ہو چاہ صاف صاف

ق

نادر ملک حسن مین آپ بسن چار روہ
چہرہ مین ہے یہ کچھ دمک جیسے ہو ماہ صاف صاف

کھینچ کے تیغ قتل عام کیجیے جو ہو سامنے
تیغ ہے قتل قتل قتل خواہ نخواہ صاف صاف

ایک ہی ڈھب سے آہ انشا نکر آہ ہر گھڑی
شام کر آہ اک اک صبح کر آہ صاف صاف

لکھو مرے قتل کے محضر پہ تو شنجرف کے حرف
تا وہ سب یاد رہین لوہو بھری حرف کے حرف

نوش جان ہو جو تری جام بلورین پہ کھدا
اسکی گویا کہ تراشیدہ مین سب عرف کے حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرد اگرد
زیب وہ تیری گلے کے ہین وہ ہر طرف کے حرف

قتل بقتیل قتلا ہے پڑھی ہے قاتل
کبھی دو چار جو سنتا ہی وہ کم ظرف کے حرف

تیس حرفون ہی مین سب کچھ ہے یہ انشا سچ ہی
بس یہی نحو کے ہین صرف یہی صرف کے حرف

عالم مین دوستی کے اور اسقدر تکلف
اٹھ جائے چاہیے سب باہم گر تکلف

تعظیم کیجئے اتنے ہر وقت فائدہ کیا
ابتک ہے ہم سے تم کو مد نظر تکلف

ہر چند روز کو ہم ہو جائینگے اجیرن
یون ہی رہا کرے گا ہم سے اگر تکلف

اوضاع سب تمہارے دلچسپ خوبتر ہیں — یہ التماس سنیئے مشفق مگر تکلف

دو چار دن ہوا تو ہو وے ولیکن انشا
آپس میں کب نبھے گا یوں عمر بھر تکلف

ردیف القاف

پہونچے فغان کا جوش جو اے بگوش برق — جل جاوے کر دو رہین خرمن جوش و خروش برق

گر آر یا حقیقت پنہ ہو وے بگوش برق — کھو داوے اپنی آہ شرر بار ہوش برق

کم مایہ ہے طپش سے پہ روشن ہے خلق پر — اے ہمارا ہینہ اگر عیب پوش برق

دکھلائے ہوائے عیش و طرب ہیر دو سیہ — ہے دوش ابر بارہ اگر بار دوش برق

انشا فغان دل زار ہے ہر آن
خجلت کنندہ طپش و سوز و جوش برق

ٹک نفس کو چھیڑ چھاڑ کر عشق — الٹا مجھے مجھے جھاڑ کر عشق
جسم ٹھونک مر ہوا مقابل — فرہاد کو دون پچھاڑ کر عشق
آیا کچھ دوا کچھ اسطرف کو — وامق کا گھر اجاڑ کر عشق
بے فوج سرشک و پر چم آہ — چھپٹا یوں بھیڑ بھاڑ کر عشق
القصہ سبھوں کے ہو مقابل — پہونچا اب ہم کو تاڑ کر عشق
تا دامن کوہ کھینچ لایا — جنگل میں انھوں کو گاڑ کر عشق
ہم عشق اُستاد ہو گئے تو بھی — چنگھاڑ کے آئے پچھاڑ کر عشق

ہے ہے انشا ہمارے دل کو
بے طرح گیا لتاڑ کر عشق

ناداں کہاں طرب کا ہے انجام اور عشق — کچھ بھی تجھے شعور ہے آرام اور عشق
لینے نہ دو یں گے مجھے ٹک چین چیتر جی — دشمن یہ دو ہوا گردش ایام اور عشق
سیاں عشق میں شوق طرف میں یاران کو — اے نامہ بر تو کہیو یہ پیغام اور عشق
کیا نام لیکے اوسکا پکارا کروں کہ یاں — کہتا ہے ہر زباں میں ایک نام اور عشق

پوچھا کسی نے شیخ سے تو ہے محمدی
بولا وہ بھر کے آہ کہ اسلام اور عشق

اسباب کائنات سے بن ہو کے بینوا
انشا نے انتخاب کیا جام اور عشق

عشق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق
جب کہ ہم عشق میں اچھے وہ بھی ہی ہیں عاشق

وہ کہا جسکو کوئی ہے تو وہ بولی ادا
ایک سیارہ ہی وہ لاکھوں کے برابر عاشق

تیری تصویر کے مرنے پہ مجھے دیتا ہے تمام
شیخ سعدی کی گلستان مصور عاشق

عیسیٰ وار ازکی گنڈی کھلی اور پڑا
مر گیا رات کو جو کھٹ سے یک بیک عاشق

دیکھ تو عشق کے دھڑکے کو شب وصل میں آہ
گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہے شیدا عاشق

آنسو بھر لائے جو ہم دیکھ انھیں تو یہ کہا
آپ اس شکل پہ ہیں میرے مقرر عاشق

دیکھ کل انکی طرف شیخ رہا تو بولے
خوبی قسمت کی ہوا ابر مجھے مچھندر عاشق

سنگ و خاک در معشوق حقیقی کے سوا
جو گرفتہ نہیں بابالش و بستر عاشق

بادشاہت ہی اگر عقدہ در بانے ہیں
ہو وے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو منہ اسطاطالیس
تا جلیت پہ تری ہووے سکندر عاشق

سلک تقریر تو وہ رشتۂ در فتہ جس سے
قلزم علم کے ہوں تجھ پہ شناور عاشق

فارسی پڑھی آدمی شہ ایران کی قسم
عربی بولے تو ہو روم میں قیصر عاشق

ذکر صحبت ہو نہ الوان سے جو یوں مجھ کو نہیں
وسعتی خیر رہی وہ لہا بادر عاشق

دیکھتا مجھکو نہیں ہے ترکن آنکھوں سے
تک رہی ہے طرف غرفۂ منظر عاشق

کیجیے تبدیل قوافی غزل ور ایسی ہے گرم
جسکی مطلع پہ ہوا انشا شفتہ خاطر عاشق

کھولے جب چاند سے اس مکھڑی کا گھونگٹ عاشق
کیوں نہ پھر لوٹیں تلوے ترے چپ چپ عاشق

نہیں معلوم ابھی تم نے یہ کیا پڑھ پھونکا
کہ نہیں عشق ہی ہو گئے ہم جھٹ پٹ عاشق

سیکھی تم نے یہ غیروں سے بھی تو اپنے
گھونٹ لو ہو کے پیو کیوں نہ غضب عاشق

بیاہ کی پھرنے میں کچھ نہ ورا اٹھا نا ہی مرزی
کھا کے چھریاں تری ابرو کی بنا سٹ عاشق

گھر سے باہر نکل آنکھوں سے انسے بہ گئے
سرخ کرتا ہے دگرنہ منہ جو گھسٹ عاشق

چھپ کی کیا موذی ہیں آنکھیں ارے بس کھو گئی
تاڑ جاتا ہے تری پانوں کی آہٹ عاشق

آئین شب سیر کو جو باغ ارم کی پریان
سو ہوئیں دیکھ کے تیرا یہ چھپر کھٹ عاشق

اے نسیم سحری اوس سے یہ کہیو کہ ترا
رات سے اتو مرلیتا نہیں کروٹ عاشق

ایک غزل اور ہی قافیہ مین کہہ انشا
جسکے سُنتے ہی ہو معشوق بھی جھٹ پٹ عاشق

بن ترے دیکھے ہے سب پہر کو اوجڑ عاشق
کیوں نہ سر اپنا پھلا بیٹھے دہڑ ادھڑ عاشق

گر تجھے حال حیا تیری شب فرقت مین
تو اسی شرم مین بس کھنچ گیا گڑ گڑ عاشق

ابھی پہر کو سو اوسی طرح کہ غش آتا ہے
آپ کی انگلیو نکی سُن کے یہ کڑ کڑ عاشق

راجہ نل اور دمن کیوں ہنوں چپ وہ دونوں
کھیلئے جب بزم میں معشوق سے چوپڑ عاشق

زاہد بزم سے کہتا ہے سو دب ہو وہ شوخ
حق کرے مجھ پہ ہوا ایک آپ سا ڈوبڑ عاشق

کبھی خلقت کو خیال اپنے مین کیا لاتا ہے
ہے یہ ڈھیل ہیان نجشی کا دیگڑ عاشق

اور کیا چاہیے بس بہر خدا آگھر چل
تھک گیا اتو ترے پانوں بھی پڑ پڑ عاشق

آفرین سید انشا تجھے آپ کے سے
جڑی ہے تو نے سر شیخ پہ جھکڑ عاشق

ردیف الکاف

گر ہوں افلاک و عقول اور نظر بیسوں ایک
مدرکات اور مقولات عشر بیسوں ایک

رعد و مہ برق و شفق ژالہ و سکر یلد روز
چار سمت اور فلق شام و سحر بیسوں ایک

اسطقسات و سوالید و ہوا ابر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسوں ایک

سبعہ سیارہ ارکین و جہات اولعاد
ہوں گونگی یہ جڑ شیر و شکر بیسوں ایک

چو دہ ہوں علم و سب اعلال و ذکا و دانش
فی المثل ہوں ہم یہ بھی اگر بیسوں ایک

تو بھی حیدر کی ثنا کر نہ سکیں کچھ گو ہوں
بارہ ہوں برج یہ اور آٹھ پہر بیسوں ایک

اوسکی بن اذن یہ نو امزجہ و پانچ حواس
کب ہوں باشہ لزوم بشر بیسوں ایک

حامل وحی و خضر چار کتب یا نہ ہوں پاس
مدح میں اوسکی ہیں با شمس و قمر بیسوں ایک

دہ شفیع آپ خود اور گیارہ امام آٹھ بہشت
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ

جب اتفاق کریں چودہ سو دھر بیسوں ایک
رکھتی ہیں اور سکی اطاعت کا ہر بیسوں ایک

پنجتن چودہ ہوں معصوم حق انشا القصہ
رکھیں الطاف کے سب تجھ پہ لطف بیشک ایک

ہے یاد خرام اسکی ہمیں مجھکو ہوس کبک
کہتا ہے وہ انگارے تری یاد میں بیاہ
شرمندہ ہوں جو لاکھ رفتار سے تیرے
جس طرح سے پھر دیکھیں ہیں تر آنکھوں کو دور سے

لٹکا دو مری کعبہ میں سا بین قفس کبک
کس طرح نہ پھر شعلہ فشاں ہو نفس کبک
طاؤس بھی روتا ہوا آتا ہے پس کبک
اس طرح کی چلتی نہیں دیکھی جس کبک

بعض کہا

انشا ہیں ہمدم جو کہ ہی کوہ میں اسکا
ہے کبک کی فریاد سے ہی فریاد رس کبک

بات کے ساتھ ہی موجود ہے ٹال ایک نہ ایک
ہم بھی اسواسطے بیٹھے ہیں کہ ہو رہتا ہے
یار ہے پاس پہ اب فرط تردد کے سبب
دلکو ہر چند بچاتا ہوں ولیکن ہیہات
مجھے کچھ حسن پرستی سے نہیں کام ولے
کیا کروں گرچہ بچاتا ہوں سبت میں انکھیں

ہے خلاف اپنی سدا آپ کی چال ایک نہ ایک
تجھ سی سرو کے سایہ میں نہال ایک نہ ایک
آہی رہتا ہے مرے دلکو ملال ایک نہ ایک
کھپ ہی جاتا ہے ان آنکھوں میں جمال ایک نہ ایک
ہو ہی رہتا ہے مرے جی کا زوال ایک نہ ایک
آہی رہتا ہے ترا مجھکو خیال ایک نہ ایک

مجلس وجد میں پڑھ اپنی غزل تو انشا
کر ہی بیٹھیگا ابھی سن کے یہ حال ایک نہ ایک

ایک دن رات کی صحبت میں ہی ہو جتنی خبر
ابتو کیا ہو کے کھڑے پٹ ہماری سن تو
پان جو ہاتھ سے کل غیر کے تو نے کھایا
دور ہو وادی مجنون سے نکل اے وحشت

ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہیں نیک
رات ہی کو چڑھا بازار پڑے ہیں ریک
پیکے تو ہو تو بغرض گھونٹ رہے ہم جوں پیک
کس واسطے مجھکو جہاں کی تنگی

وادی عشق میں انشا تو تعطل کر پایا

ہان خبردار کہ یہ راہ بہت ہے تاریک

ردیف کاف فارسی

پہونچی جو تا بہ گوش صداے شکست رنگ
ہوش اوڑ گئے گلون کے بہ واے شکست رنگ

واماندہ ہین جو قافلہ گل کے اے صبا
بانگ درا ہی اونکو نواے شکست رنگ

غنچے سے کیون نہ چاک گریبان گل کرے
ہے بر مین اوسکی تنگ قباے شکست رنگ

لے ہوش ساتھ خوب ہی چل اے نسیم صبح
راہی گلون کے قافلہ ہاے شکست رنگ

رونق گئی ہے چہرہ ہر گل سے اے بہار
کچھ یہ بھی ہے چمن مین ہواے شکست رنگ

آئی ہوا بہ سیر چمن مین عرق فشان
ہے تازہ یہ گلون کی بناے شکست رنگ

انشا سمجھ کے بہر مکافات عندلیب
کیا کیا سہی گلون کے نواے شکست رنگ

جھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب مین آگ
غل مچا یہ کہ گری معدن سیماب مین آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشہ صہبا کو اونڈیل
شمع سے دیجیے گا چادر مہتاب مین آگ

جب سے وہ شعلہ برق آنکھون مین پھرتا ہے مرے
چونک چونک اوٹھو ہون مین دیکھ ابھی خواب مین آگ

بجھ نہ اے ماہ شب چار دہم بر لب جوے
پھر رہی ہے مرے اس دیدہ پر آب مین آگ

یاد مسجد مین جو آیا خم ابرو تیرا
لگی انشا کی دم گرم سے محراب مین آگ

بس کہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
لین کروٹین یہانتک کہ ہوا چور پلنگ

سیج پھولون کی پری ایسی بچھین پر کے تئین
صدقے ہوتی ہے ترا دیکھ ہر ایک حور پلنگ

خوش نگاہون نے لگا دی ہین جو آنکھین اسکا
دستہ ہاے گل نرگس سے ہے مستور پلنگ

چاندنی مین تو نہ سو کوٹھے پہ ڈر ہے کہ ترا
لیکے ہو جاے پری کوئی نہ کافور پلنگ

بادلے کے ترے تکیے کو جھلکتے ہے جو ماہ
دیکھنا ہے اسی شاید ترا منظور پلنگ

جسمین پیسے لگے ہین سو وہ ہون اوسپر مرا
تجھ تلک پہونچ رہے ہے بہت سعی پلنگ

چودھوین رات کے چاند اسپہ سوتا مغرور
کہ تو سویا ہے بچھا مجھسے بہت دور پلنگ

آج نشتری بھی لپک دیکھو چھپکے پر انکھ ۔۔۔ گرچہ ہے جلد لیک جا بہین مشہور پلنگ

آج پریون کا اوتارا ہی یہان ہے انشا
ماہ تابی پہ بچھے چھپر بدستور پلنگ

ردیف اللام
شعر ترکی

اروا ولاری کو دوم بو گون قاسی سایغ قا شمیل
قاسی توں لاراق ایدی مو بو یاق سی لاسی فرزیل

سلطنت بیچتے ہین درویش کستان خاک کے مول ۔۔۔ ہر بیان سایہ ہما کا خس و خاشاک کے مول
سر و آزاد تیر عقہ کش افیونی سے ۔۔۔ بیچے ایک ادھی کو اور کو لیئے ڈھاک کے مول
قصد ہو باغ بنانے کا تو لے لیجیے آپ ۔۔۔ ساتون کی ساتون احاطہ ہین نہ افلاک کے مول
کیون رہ انجام خرد غرق عرق ہو کہ یہان ۔۔۔ خیری اب بکنے لگی توسن چالاک کے مول
سر بازار خریداری ہے اپکے پلے تک ۔۔۔ کہ لگی بکنے گزی شاہونکی پوشاک کے مول
تم جو صد برگ کے تختون مین پڑے پھرتے ہو ۔۔۔ لیتے ہو پھول کسی سینہ صد چاک کے مول

تاک باندھے ہوئے جو انکھین ہین مست انشا
کب وہ لوبی کو بھلا لین شجر تاک کے مول

حال درویش بیان کیجیے ہین قال کے مول ۔۔۔ وجد کرتا ہون یہ کچھ ہونے لگے حال کے مول
سر منڈانی ہے صفائی پہ پڑے یہ اوکے ۔۔۔ کہ کلاہ مندی بکنے لگی شال کے مول

ایضاً

حواس و ہوش تھے اپنے بچنگ نکہت گل ۔۔۔ ہو گئے ہیں بھڑ گئی اوڑ برنگ نکہت گل
مزاج دیکھ یہ نازک کہ بیٹھ جاتا ہے ۔۔۔ ہمارے آئینہ دل پہ زنگ نکہت گل
یہ گرم اپنے ہی گلگون فکر کا تگ و تاز ۔۔۔ نہ پہونچی گرد کو جسکے شلنگ نکہت گل
جنون سے اپنے تعجب ہے اے صبا کیونکر ۔۔۔ سما گیا یہ در آغوش تنگ نکہت گل

سپر سے جام صبوحی کی روک آئے انشا

گر نسیم لگا دے صد رنگ نکہت گل

آئینۂ فلک میں ہے عکس چراغ دل — خورشید ہو منور ہوا لیے داغ دل
آئی جو یاد لغزش مستانہ یار کی — لبریز ہو چھلک ہی پڑا یہاں ایاغ دل
آتی نظر ہیں اسمیں تماشے ہزار ہا — کیجے تک آنکھ موند کے گر سیر باغ دل
آزادگی کے ساتھ گیا سو گیا ہے بس — معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں پھر سراغ دل
غیر از نسیم وصل نہ ہرگز شگفتہ ہو — فیض دم مسیح سے اپنا دماغ دل

انشا بڑھا کے بحر غزل ایک اور کہہ
حاصل ہے اسگھڑی تجھے عیش و فراغ دل

سیر بہار لالہ زار انکو دہرے داغ دل — اور ہی کچھ پڑی ہے نسیم اسگھڑی ہے اب باغ دل
اوج شفق کبھی پہ گذرے ہی صبح لاکھ دیکھ [illegible] — کشتی بادہ ساقیا لا کہ تو بھر ایاغ دل
دیر و حرم میں مقتبس نور ہے داغ عشق کے — ہے یہ ترا فروغ اے روشنی چراغ دل
گردش دہر کے کنکو میں یو ہی اے صبا یہاں — جان آ تو مغتنم ہے کوئی دم فراغ دل

بحر جدید میں غزل اور بھی انشا ایک کہہ
دیکھ گلوں کی تازگی ہے شگفتہ باغ دل

غزل بحر جدید

مجھے حاصل ہو جو تک بھی فراغ دل — اور ہی کیوں طپش و درد و داغ دل
تجھے لازم ہو تغافل یہ سا غیر — مجھ عشرت سے تجھے ہے ایاغ دل
نہ مجھے یاد حقائق ہو تو کبھی — یہ مرا یار خدایا چراغ دل
نہیں آمد مجھے جب ہو یہاں نواب — متحمل نہیں انشا دماغ دل

غزل اب اور بھی بحر و میں کہکے پڑھ
ٹھہرا اسمیں بھی انشا سراغ دل

مجھے میں کیا نہیں کہ کھینچ نہ یہ داغ دل — مرے چھیڑنے سے حصول کیا نہ مزا خوش فراغ دل
سر دو کا نکہت گل سے کچھ لئے نسیم بہار چل — طبیعت اپنی ہی حاضر اب شگفتہ ہو یہ و باغ دل

پڑی ہے نسیم سحری نہ ذلیل ہوکر صبا ابھی
بہت آستین سے بجھا رہی نہ بجھا دلی یہ چراغ دل

تمہیں زلف یار مین ڈھونڈھی یہان آچھپا تو نکھرا
طپش و تحیر و بیخودی سے تو کچھ ملا ہے سراغ دل

گل و داغ و خندۂ زخم سے پڑی اور سنکڑون ہی ملے
مجھے باغ سبز دکھا دے ہے الم فراق مین باغ دل

بدل اب ردیف کو ایک غزل کہو انشا مجھ کو بھی ہے پتا
کہ پڑی ہے عرش عظیم سے بھی کچھ اسکو ہی یہ دماغ دل

دانستہ بہ طبع آزمائی خود گرہ در مقطع کردہ دادہ بودم بنا بران اینجا نوشتہ شد والا این

غزل در ردیف نون می بایست

غم و درد و تاسف و یاس و الم سے لا مجھے آہ فراغ کہان
مری جان بلا سے خراب ہے کیسی خم بادہ کدھر ہے ایاغ کہان

ادھر انکو دیکھو تو برہمان ہے مرے داغ جگر کو فروغ کو تک
تمہیں چاہیے ہنس تو نکی بھلا ہے قسم گلگشت کی ہیچ چراغ کہان

مجھے جانب باغ نہ لیکے چلو کہ سیر و فسردہ دلی طبع یہان
جسے نکہت گل خوش آئے ہے اور بھلا وہ مزاج کد سرہ دماغ کہان

ہوئی بستی اوجاڑ فراق مین جو بوجھ سکو وصال نگار ہوا
طپش اپنے تو سینے مین جل ہی بسی کہ آہ جگر وہ داغ کہان

بن عار ہین قلعہ قاف مین اور حریم حرم مین تو انشا پھرے
جسے ڈھونڈھتے تھے وہ تو دل ہی مین تھا نہین کچھ ملا یہ سراغ کہان

یہان دل مین رہا تھا مین بہت ہی کچھ داغ و گل
آہ اے بہار کسکو تمنا ہے باغ و گل

تھے چند تار سوختہ کچھ اور شمع کا
پایا صبا نے ہیچ نہ مطلق سراغ و گل

ساقی شراب لا کہ خوش آئی مجھے یہ سب
گلگشت باغ و سیر و سرود و دماغ و گل

ہین نازکی ہین ایک سے باہم بہار کا
رنگ پریدہ اور ہمارا داغ و گل

گل آپ کو رقیب سیہ فام ساتھ دیکھ
پھبتی کہی یہ شمعون نے کہ ہے لالہ داغ و گل

پاؤن اگر مراد تو چالیس دن تلک
بھیجون مزار قیس پہ ہر شب چراغ و گل

انشا چمن مین مست پھرے کیون نہ ساقیا
ہمرنگ عکس مے سے بہم ہے ایاغ و گل

فروغ مہر نہ کیونکہ ہو وے ایاغ روشن مرا سدا
مثل یہ مشہور ہے جہان مین چراغ روشن مرا دعا سل

ہمارے پاؤن مین آبلے ہین بسان کچھ ایسے چھالے
کہ جسکے پرتو کی عکس سے ہی چراغ روشن مرا دعا سل

چراغ روشن مراد حاصل ہم اب پر دلجلو نہ مت کہیو
خوشی سے گت کیوں نہ بھرے نہ معنی کو دیکھا ہے وہ جھلک لگا یہ
یہاں تلک لازم ہے مجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل
بجی ہے ڈھولک دھر ادھر ہم اجاغ روشن مراد حاصل

سُنا ہے انشا کو آج ایسا طلوع ہے جسکو سا دیا ہے
سرور بجد مزاج حاضر دماغ روشن مراد حاصل

کیا ہوا در پہ ترے گرچہ ہے ابجد کا قفل
کنج عزلت میں وہی لوگ ہیں مشغول بحق
در فردوس پہ کہتے ہیں ملائک کہ یہ حق
خلق خالق نے زمین پر بھی کہو ہیں وہ لوگ
قفل یلم میں لگا دیتے ہیں دروازہ لعل
کھول دیتے ہیں سکندر کی کبھی بیاسید کا قفل
جو در دل پہ لگا بیٹھے ہیں ابجد کا قفل
کھل پڑے لیجیے اگر نام محمد کا قفل
توڑتے ہیں جو در شہر مشہد کا قفل
اور الماس کی کنڈی ہیں زبرجد کا قفل

کبھی اس آہ حزین کی جو نہ ہوتی انشا
تو نہ کھلتا در خم خانہ سر بستہ کا قفل

میں زمین پر ہوں ترے کشتہ دیدار کے پھول
کشتہ تیغ جفا کا ہو جو تجھ سا منظور
خاک آغشتہ بخون چاہیے ہوا گجھ دار
اے کلیم اسکو اگر دیکھے کبھی تجھ سا کوہ طور
کیوں نہ پھر وہاں سے اگیں نرگس بیمار کے پھول
تو بھلا فائدہ کچھ توڑنے گلزار کے پھول
پھول در کار ہیں تو ہوں سپر یار کے پھول
تو نچھاور کرے سب لمعہ انوار کے پھول

کیوں نہ انشا کرے تعویذ پھر اسکے خط کو
جس میں ملفوف ہوں اس طرہ دستار کے پھول

چھیلی ڈلک سے ساعد نازک بدن کی بیل
کل مجھکو دیکھتے ہی لجالو کی طرح سے
یہ آہ پر شرار نہ چلے چراغ دل سے یوں
راس و ذنب کی شکل پہ چوٹی ہے کالی پری
شادی مبارک آ کے گل کا زعندلیب
یوں انکھیں بچے تو میاں ساری قربان
چمپا کلی سے آن بھڑی نورتن کی بیل
یکبارگی سمٹ گئی اس انجمن کی بیل
سورج سے جیسے پھوٹ کے نکلی کرن کی بیل
چھٹتی ہے اسکو جیسے سورج گہن کی بیل
لہرا گئی خوشی سے ہرا ایک اس چمن کی بیل
صاحب ہمیں دکھائی دولہا دلہن کی بیل

انشا یہ نو عروس غزل ہاتھ کیا لگی
گویا کہ اب میسر ہے چڑھی اپنی سخن کی بیل

ردیف المیم

جیون کبھی دیتی ہے مفصل خبر چشم
تو ای نگہ فاش نہ ہو پردہ در چشم

یہ اور غضب دیکھ نکل آئے ہیں آنسو
سن جنبش مژگاں کے دستک پر چشم

کیا قہر ہے افسوس کہ یوں خاک میں ملجائیں
تھی طفل سرشک نے جو لخت جگر چشم

گر پائیں گہر اپنی طبیعت تو کسی وقت
لے ابر دکھا دینگے ہم اپنا ہنر چشم

کیوں جنبش ابرو سے ترے خوف نہ آوے
بے ڈھب نظر آتی ہے یہ تیغ و سپر چشم

پرتو سے ترے نور کے ہی چشمۂ خورشید
جوں شیشۂ آتش ہے یہ اپنی نظر چشم

مہتاب کی چادر میں ابھی آگ لگ اٹھی
ہے اشک سے یہاں دست و گریبان سپر چشم

ف

شادی سے ہوئے ایسے ترے دفعۃً انسی
ای راحت جان و دل و نور بصر چشم

مژگاں میں گتھی ہیں قطرات اشک خوشی کے
کیا آج نہ یہاں وار ہید ہے یہ بدر چشم

ای طائر نظارہ کہاں طاقت پرواز
ہے عجز یہ مشعر نگہ بے اثر چشم

ہر ایک مژہ غرق بخون ناب جگر ہے
بھیگی ہوئی آتی ہیں نظر بال و پر چشم

خوناب رگ جان تماشے سے بہاوے
در دیدہ نگہ ہے وہ بلا نیشتر چشم

ڈرتا ہوں نظر تجھکو نہ لگ جائے کسیکی
لوگوں کا مجھے آٹھ پہر ہے خطر چشم

مکتوب نگہ انشا تو اوسے لخت جگر پر
جلدی کہیں لے اشک ہوا نامہ بر چشم

سادگی کا تری یا جلوہ گری کا عالم
کیا بیان کیجیے بس حیرت کا عالم

تا لب بام قفس اوڑ نہ سکے ہم صیاد
اب تو ہو تجھ ہے یہ بال و پر کا عالم

جام پھر منہ سے لگا کے کہ عجب ہوتا ہے
ہی گل رنگ سے کچھ لب پہ ترخی کا عالم

نظر آوے گل دبار سحر سے پیدا
آخر اے ہوش یہ ہے بے ہمسفری کا عالم

رات کی بے ادبی کیجیے معاف آپ کو تھا
نشۂ مے سے مجھے بے خبری کا عالم

والہ زلف و رخ و خال و خط و حسن نمک   مست ہوا یدل کہ یہ ہے سب گذری کا عالم

انشا نے آج صد چند ہوا جوش جنون
دیکھ لے پوری گل باد سحری کا عالم

بس دیکھو لگاوٹ سے نہ تم ہوگی ادھر گرم   جس ساتھ یہ خلطہ ہے رہو اُسی ہی سے گرم
ہم حسرت آغوش مین اوس شنگ پری کی   پہلو کو کیا کرتے ہین رکھ بالش سر گرم
گرمی کی اگر ایسی ہی تابش ہے تو صاحب   ٹھنڈک ہو جہان چاہیے ہی ہنڈی کا گھر گرم
کہتا ہے کہ نامہ کو ترے آگ پہ رکھا   قاصد نے تو لو دور سنائی خبر گرم
رونا تو کہان سینہ جو سوزش سی رندی ہے   آنکھون سے ٹپک پڑتی ہین دو چار شرر گرم
گلشن مین مگر پھول پڑا اوس گل رو سے   کیون ورنہ چلی آتی ہے یون باد سحر گرم
کیا کوئی بھرے وادی مجنون مین دم سرد   اس دشت مین رہتی ہے ہوا آٹھ پہر گرم
منھ سے ہے جاڑا ہی ہوا سرد چلی ہے   ٹک آنہ لپٹ کر مرے سینے کو تو کر گرم
فرمایئے کس شغل مین تھے رات کہان تھے   حضرت آپ مجھے آتے ہین کچھ آج نظر گرم

انشا جو غزل طرح ہوئی ہے سو وہ پڑھکر
اب رو پیکو مجلس کے ٹک ایک اور بھی کر گرم

ہے گرم نگہ گرم ہنسی گرم ادا گرم   وہ نام خدا سے ہین تا ناخن پا گرم
گل کھانیکو کل مین نے جو چھلے کو کیا گرم   بولے کہ یہ جوش واچھڑی ہین آپ بھی کیا گرم
کیا پھونکدیا غیر نے کل کان مین اسکے   کچھ وہ جو مجھے دیکھکے حد آج ہوا گرم
آوارہ پڑے پھرتے ہین کیون دھوپ مین چپکا   تہ خانہ مین سوئے رہ نہ چلتی ہے ہوا گرم
ٹک شیخ سیہ رو کے تبسم کو تو دیکھو   معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنستا ہی توا گرم
صد شکر خدا جذب محبت کے بدولت   کچھ آج وہ طفلی مین بہت مجھسے رہا گرم
گرمی نے مری دل کی کیا ہے اثر آخر   کب کاہ کو کھینچے جو نہو کاہ ربا گرم
گر زمزمہ پردازی گلشن مجھے سوجھین   پھر بولے نہ بلبل کبھی اے باد صبا گرم
جاتے ہے گل راہ مین چھیڑا نہ کسینے   لوگون کے دکھانیکو ہوئی انکی دو گرم

پری میں جو کبھی تو لگے ہنسنے کہنے | اے صدقہ کروں اسکو یہ کہتا ہے سوا گرم
اُن نے کے چراغ اونسے شب وصل میں ٹھنڈا | یہ اور کلیجہ پہ مرے داغ دیا گرم

انشا نے جو زاہد کو بنایا تو یہ بولے
کیونکر نہ بھلا شیشے ہے کمبخت بلا گرم

ترک کر اپنے ننگ و نام کو ہم | جاتے ہیں وہاں فقط سلام کو ہم
خم کے خم توڑ ہائے یوں ساقی | اور یوں ترسیں ایک جام کو ہم
میں کہا میں غلام ہوں تو بولا | جانیں ہیں خوب اس غلام کو ہم
دیر و کعبہ کے بیچ ہیں ہنستے | خلق سے دیکھ اژدہام کو ہم
متکلم ہیں خاص لوگوں سے | کرتے ہیں کب خطاب عام سے ہم

روٹھنے میں بھی لطف ہے انشا
صبح وہ روٹھے گر تو شام کو ہم

چاہتا ہوں تجھے نبی کی قسم | حضرت مرتضیٰ علیؑ کی قسم
مجھے غمگین چھوڑ روتا آج | تجھے اپنی ہنسی خوشی کی قسم
صاف کہہ بیٹھئے نہ جی میں جو ہو | آپ کو اپنی سادگی کی قسم
میں دلائی قسم تو کہنے لگے | ہم نہیں مانتے کسی کی قسم
صدقے ہوتا ہوں جسگھڑی مجھکو | یاد آتی ہے اوس پری کی قسم

ہائے کہنا وہ اُسکا چھپکے سحر
تجھے انشا ہمارے جی کی قسم

مل مجھسے اے پری تجھے قرآن کی قسم | دیتا ہوں تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کروبیوں کی تجھکو قسم اور عرش کے | جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبیٰ کی سلسبیل کے کوثر کی جام کی | حور و قصور جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی | مریم کے تجھکو عفت داماں کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے | تجھکو قسم زبور کے فرقان کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور / مولی علی کے شاہ خراسان کی قسم
ملت میں جسکی تو ہوئی اوسکی قسم تجھے / اور اپنے دین و مذہب و ایمان کی قسم
دامان کو میرے ہاتھ سے اپنے مت اب جھٹک / تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت سے تیرے چاہ ذقن میں غریق ہوں / باللہ مجھکو یوسف کنعان کی قسم
قیدی ہوں میں ترا بخداوندی خدا / اور اوس عزیز مصر کے زندان کی قسم
موسی کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کے / نور و فروغ جلوۂ لمعان کی قسم
سوگند اب حبشی کی بھی تجھکو دلائیے / حسن تجھکو اپنے ناز کی اور آن کی قسم
نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی / تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم
تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی / اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم
سوسنگی گائی کی قسم اور رو دشن کی / فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم
بستر مرا ہے خار مغیلان بسان قیس / لیلی ہی کی تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی بڑی قسم بھی نہ مانی تو ہے تجھے / تجھکو اسی کے شوکت ذی شان کی قسم
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی / کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
یونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی / کالے بلا کے غول بیابان کی قسم
قسمیں تو ساری ہو چکیں باقی رہی ہے اب / پیپل تلے کی بھتنی کے شیطان کی قسم

ہاں پھر تو گیسوہاے وہ کسطرح ہے غضب
انشا نہ چھیڑ مجھکو مرے جان کی قسم

دل کی بہر طرح سے ہے ترک تازی کا مقام / ہے بیان پر حضرت مسعود غازی کا مقام
طاق ابرو ہی بتان کو قبلۂ عالم سمجھ / حضرت دل یہ نہیں کچھ لہو و بازی کا مقام
سینکڑوں کٹوا دیئے مشتاق اپنی راہ میں / اے صنم اللہ رے تیری بے نیازی کا مقام
بندہ پرور گاہ کی بھی ایک نرالی ہی نماز / عرش سے بھی کچھ پرے ہے اس نمازی کا مقام
منظر اپنی ہوس حقیقت کا جو سب ہیں پرے / ست ورد کی ہرگز نہ سمجھ عشق مجازی کا مقام
نالہ اپنا ہی یہ مولانا جلال الدین روم / پوچھنا اسکا نہیں کچھ فخر رازی کا مقام

بے ضد ہی سے توقع اب ہے چارہ گری کی — ورنہ کیا باقی رہا ہی چارہ سازی کا مقام

سید انشا کو نہایت اندنون تشویش ہے
بندہ پرور ہے یہان بندہ نوازی کا مقام

وہ دیکھا جب آ قاصد نے ہائے زبان اور ہم — کہ گویا ایک جا ہی اُسمین ہے وہ نوجوان اور ہم
وہ رہ رہ مجھسے کہتا ہی خدا کی باتین ہین دریغ — بھلا اک دن اپنے غور کر تو یہ مکان اور ہم
جو بوجھا قیس کے لیلے نے جنگل مین اکیلے ہو — تو بولی ہے نہین وحشت ہر ادراہ وفا اور ہم
ابھی گذری ہے سب عقل کی سب شستگی — پڑی پھرتی ہین باہم سیر کرتے قدسیان اور ہم
نشا ہے عالم مستی کے ... ہے — کہان اب زہد و تقوی ہی خرابات مغان اور ہم
نہایت مجکو رضوان کی ... کے عہد ... — وگرنہ عہدہ دربانی باغ جنان اور ہم

عجب رنگینیان باتون مین ہوتی ہین انشا
ہم ہو بیٹھے ہین جب سعادت یار خان اور ہم

اُٹھین مین نے تو چھیڑ چھوڑا ہے نہین مجھے اپنی رسول خدا کی قسم
مجھے اُن کی ہے بند قبا کی قسم مجھے دامن پاک صبا کی قسم
ہوے بازو کے تکیہ جو گوشہ گزین وہی ہین سے زمانہ مین اہل یقین
کوئی سلطنت اسکو ہو بھی نہین سر و سایۂ بال ہما کی قسم
کسی سانس کے پھانس ہے گر تو عذر نہین میرے تو حال کی کچھ بھی خبر
مجھے اس سے بھی تنگ زیادہ مگر تجھے اپنی ہی ناز و ادا کی قسم
مری دل سے نکال یہ ورد و غم بو فور محاربہ عشق ستم
مجھے کعبۂ اہل صفا کی قسم مجھے زمزم و سوق و منا کی قسم
تری زلف کو سونگھ لیا ہے نہین کبھی مین نے تو شانہ کیا ہی نہین
لب زخم جگر کو سیا ہے نہین شب غم ... آہ رسا کی قسم
کبھی قصر جنون سے مقابلہ تھا کبھی عشق کے ساتھ معاملہ تھا
کبھی آپ ہی رہبر قافلہ تھا ... وفا ... کی قسم

سنبھل ایسی غرور میں ہے یہ خلل کہ گری نہ آنکھ کہیں منھ کی بل
بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کے نہ چل تجھے رفعت عرش علا کی قسم

تری لیتے بلائیں ہیں خوب ہی ہم کہ اپنی تو غلطی کو ہے یہ تو کم
تجھے خواجۂ ہر دو سرا کی قسم تجھے الفت آل عبا کی قسم

یہ جو رات اندھیری ہے تاروں بھری یہی شاہدی اپنی کبھی ہے یکی
نہیں اس سے تو وزدی بوسہ ہوئی تجھے تیری ہے دزد حنا کی قسم

تری صدقہ فدا کی میں ہے غذا بصدق رتبۂ اہل ھدا
نکر اپنے عیال سے مجھکو جدا تجھے نیت صدق و صفا کی قسم

ہوئی انشا اس کے لبھتی ہری نظر آئی جو چاہ ذقن کی تری
گئی زندگی اکی دوبارہ ملی سر چشمۂ آب بقا کی قسم +

ردیف النون

بھر رہے ہیں یوں پھوڑے اس دل صدچاک میں
آ رہی ہوں خوشۂ انگور جیسے تاک میں

ایضاً

بادل آئے بجلی چمکی مینھ کے ڈونگرے پڑتے ہیں
پھولوں کی منھ پر باد صبا کی تھپیڑے سے پڑتے ہیں

بیچ میں جا کر کھیلو ہولی بھنگ منگے تم ہو ناصح جو
گیند کی جا گھر وہاں تو تڑ اتر ستھرا پرے پڑتے ہیں

شیخ جیو صاحب ہیں جو بناتی مشک بہشتی کی چھوڑی
مونڈی ہانڈی چندیا پر کیا خوب تڑا تڑ پڑتے ہیں

ایسے میں چلیے کیجیے تماشا اکثر پریاں آئی ہیں
ندی کی اندر خواجہ خضر کے ندر کے بیڑے پڑتے ہیں

انشاء اللہ خان کو صاحب آپ نہ چھیڑیں کھلیسین
ان باتوں میں بیٹھے بٹھائے لاکھ بکھیڑے پڑتے ہیں

ہیں یہ مژگان اس غط دام ہوس کی ٹٹیان
جسطرح گرمی میں چھڑکی جائیں خس کی ٹٹیان

بھی پڑی وہ جو جھروکے اوسکے آگے لگ گئیں
مو ہوا ہر ریش دربان وخس کی ٹٹیان

بعضیروں نے یہ گرما گرم کل نعرے بھرے
جنکی دولت پھک گئیں گنج قفس کی ٹٹیان

باس جن خانہ میں جنکی کیا بھلا باقی رہے
جبکہ رو گردان ہوں پھر آگے ہوس کی ٹٹیان

ناک دیکھی میں وہ سوئی جن کے آگے چھا گئیں
ہر گیاہ سبز و خاشاک عدس کی ٹھٹیاں

بسکہ ٹھنڈک پا گئے یہ پیٹھی رنگ ہیں دیکھ
بنگڑی گویا کہ پر ہائے مگس کی ٹھٹیاں

تک تماشا چال ان رنگوں کا دیکھ تو انشا بھلا
کسکی کیا باندھی ہیں اوس صانع ذی فن کی ٹھٹیاں

نگہیں تیری ایسی ہیں ہنر سے لڑیاں
کہ جھڑی نور کی قرص قمر سے لڑیاں

یہ جو چلون سے کوئی شخص ادھر جھانکے
پھر یہاں اسکی مرے دیدۂ تر سے لڑیاں

جمع جو رہیں یہ کسو اسطے اے شبنم رات
چھوٹیں جھلکی مرے تار نظر سے لڑیاں

کس کا یہ بیاہ تھا جو موتیوں کے سہرے کی
اشک جھڑتی ہیں داماں سحر سے لڑیاں

آہیں انشا کی لڑیں شور سے برق کا یا
فوج جن حوروں کے سہم اور ڈرتی ہیں قمر سے لڑیاں

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہیں
کہ ابھی عرش کو چاہیں تو ہلا سکتے ہیں

مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں
منھ تو دیکھو وہ مرے سامنے آ سکتے ہیں

یہاں وہ آتش نفساں ہیں کہ بھریں آہ تو جھٹ
آگ داماں شفق کو بھی لگا سکتے ہیں

سوچے تو سہی ہٹ دھرمی تیجے صاحب
چٹکیوں میں مجھے کب آپ اڑا سکتے ہیں

حضرت دل تو بگاڑ آئے ہیں اس سے لیکن
اب بھی ہم چاہیں تو پھر بات بنا سکتے ہیں

شیخی اتنی نہ کر اے شیخ کہ رندان جہان
انگلیوں پر تجھے چاہیں تو نچا سکتے ہیں

ق

تو گروہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت
ذات مولیٰ میں یہی لوگ سما سکتے ہیں

دم ذرا سا دھر کے لیتے ہیں پھر یہی تو ابھی
شوں کھینچ کے لاہوت کو جا سکتے ہیں

گرچہ ہیں ہو لنفس عجوز ازنک و دو ہیں سبھی
پر یہی طبع کو کب راہ پہ لا سکتے ہیں

چارہ ساز اپنی تو مصروف بدل ہیں لیکن
کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہیں

ہے محبت جو ترے دل میں وہ اک طور رہے
ہم گھٹا سکتے ہیں اسکو نہ بڑھا سکتے ہیں

کر کے جھوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل
بار غیرت کے ہم افیون تو کھا سکتے ہیں

ہمنشیں تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہے بہت
اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہیں

اے نہ آواز سُنا دیں تجھے وزنک کر — اپنے پاؤں کے کڑے تجھکو تو بجا سکتے ہیں

ق

ہم تو ہنستے ہیں پر آپ کی ہنسنے کی لڑی — اور اگر سوانگ نہیں کوئی بنا سکتے ہیں

کالی کا تعدی ابھی ایک کتر کر بچا — زاہد بزم کے منہ پر تو لگا سکتے ہیں

گھر سے باہر نکلتیں آنا ہے اگر منع تو آپ — اپنے کوٹھے پہ کبوتر تو اڑا سکتے ہیں

جھوٹے ہیں یہ جو جھولے میں سو کہتی ہیں مجھے — ایک وعدہ پہ تجھے برسوں جھلا سکتے ہیں

ایک ڈھب کے جو قوافی ہیں ہم انہیں انشا
ایک غزل اور بھی چاہیں تو سنا سکتے ہیں

آپ سو روپ سے گو روپ بدل سکتی ہیں — یہ کوئی دخل ہے اس بندہ سے چل سکتی ہیں

تیر گرم سخن تم سے ہے کیا سمجھے بھلا — ہم تو ذرہ ہیں اسوقت نہ ٹل سکتے ہیں

اپنی خشکی سے جو سبزہ نہ ملا ہم آزاد — لوٹے چیلی میں بھلا پوست تو مل سکتی ہیں

گرم رو گرچہ رہ کعبہ میں ہیں ہم اے شیخ — لیکن اسپر بھی جو مچلیں تو مچل سکتے ہیں

کہہ تو اے چرخ بھلا تجھسے کسی طرح کبھی — دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہیں

گرچہ کچھ اپنے بگڑنے میں رہا کیا باقی — پر ابھی آپ سنبھالیں تو سنبھل سکتی ہیں

ہیں جو یہ سادہ و پرکار سے بیٹھے سو مجھے — قول کا چھلا اگر دیویں تو چھل سکتے ہیں

قافیے اور نئے سوجھے ہیں مجھکو انشا
جنمیں اشعار کئی رنگ کے ڈھل سکتے ہیں

یوں بگڑنے کو فرشتے سے بگڑ سکتے ہیں — پر کوئی دخل ہے ہم تم سے اکڑ سکتے ہیں

آپ کے سر کی قسم رستم دستان کیا ہے — اڑ کھڑے ہوویں تو ہم کال سے اڑ سکتے ہیں

ق

ساتھ صاحب کے جو پھرتے ہیں یہ سفلہ و جا — عذر تو کیجیے بھلا مجھسے جھگڑ سکتے ہیں

تک بھی پر چک ہوا گر اپنی جانب سے تو پھر — ابھی ہم ٹھونک کے یہاں دیو سے لڑ سکتے ہیں

ابھی کیوں روٹھے ہو ہم پاس نہیں زر ورنہ — عذر خواہی میں بھلا پاؤں تو پڑ سکتے ہیں

مجھ میں اور آپ میں رہے ہیں جو رگڑے جھگڑے — آپ ہی انکو نبیڑیں تو نبیڑ سکتے ہیں

جن درختوں کے رگ و ریشہ ہیں اس باغ میں گڑے — وہ کوئی باد خزاں سے بھی اکھڑ سکتے ہیں

پاس خاطر ہیں جراح کی ورنہ ابھی
ایک خمیازہ میں سو ٹانکے ادھڑ سکتے ہیں

دور اتنا تو نہ کھینچ آپ کو اے دامن کوہ
اب کوئی اہل جنوں تجھ سے بچھڑ سکتے ہیں

آفریں آتش گل تجھ کو تو اسفنجوں کیجے
آشیانے ایسے صورت سے اُجڑ سکتے ہیں

پانوں پہ سے جو مرے سر کو اٹھاتے نہیں آپ
تو بھلا کھینچ کے ایک تیغ تو جڑ سکتے ہیں

دوڑے ہی کوسوں جو آجاتی ہے وحشت کی کہاں
اجی انشا کو کوئی آپ پکڑ سکتے ہیں

کھینچ لے کاش وہ پری اپنی مجھی لحاف میں
پا کے بلا سے پھینک دے دامن کوہ قاف میں

ہو نہ وہ ماہرو تو جھٹ شیشہ مے اونڈیل کر
شمع سے آگ دوں لگا چادر نوربافت میں

شیخ جی یہ بیان کرو ہم بھی تو بارے کچھ سنیں
آپ کے ہاتھ کیا لگا خلوت اعتکاف میں

چیز ہے کیا رقیب تو خوب سے جھٹکے دیجیے
ریش دو شاخ لیکے آئے رستم اگر مصاف میں

تکیہ ترے سرہانے کا سونگھ کے کیوں نہ غش ہوں ہم
آتی ہے واہ زور باس شہد ہی سی اس غلاف میں

کشتہ کو اپنی چاہ کی پھینک نہیں دیا تو پھر
خال ہوا ہے لال سا آپ کی کیوں نہ ناف میں

سایہ سدرہ میں تو اڑ عشق میں مثل جبرئیل
قصہ کفر و دین کے بس نہ پھنس اختلاف میں

بکری کی بولی مت بلا رستم کے کھیل میں آ کے
داڑھی ہلا کہی ہے شیخ ہو مجھے اب معاف میں

جاویں جو کعبہ میر انشا تو حصول کیا ہمیں
اس سے تو خوب ہی رہیں دل ہی کے ہم طواف میں

شتر اُٹھ کے ہیں جہاں بادل گرج رہے ہیں
نقارے سے فلک پر کچھ آج بج رہے ہیں

چلیے تو دیر کو ہم اپنے برہمن لیکن
دو چار اور باقی ایام حج رہے ہیں +

کاٹے ہیں ہم نے یوں نہیں ایام زندگی کے
سیدھے سے سیدھے سادے اور کج سے کج رہے ہیں

گرما گئی طبیعت باہم جو مطربوں کی
تو کچھ ہے تانیں کیا کیا اُدبچ رہی ہیں

جو بادہ نوش بندہ ہے انشا وہ تو سمجھے
کیا آپ اپنی پٹکے دستار سج رہے ہیں

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ہے جای ترحم ہے اگر سمجھے تو صیاد
ہین اور بھی پھنسون اسطرح اس کنج قفس مین

آتی ہے نظر اوسکی تجلی ہمین زاہد
ہر چیز مین ہر سنگ مین ہر خار مین خس مین

ہر رات مجاکی پھری ہین شوق سے وہ مین
یہ مست مئے عشق ہین کب خوف عسس مین

کیا پوچھتی ہو عمر کٹی کسطرح اے بی بی
تہ ڈھونڈ دیکھا کبھی اس تیس برس مین

ہر بات مین یہ جلدی ہے ہر چیز مین اصرار
دنیا سے نرالی ہین غرض تیرے تو رسمین

دشمن کو ترے گاڑون مین اےجان کہا بھی
تو مجھکو دلایا مگر اس طور کی قسمین

انشا تری گر گوش اسم ہون تو آوی
آواز تری یار کے ہر بانگ جرس مین

کیا بلا ہمکو تیری یاری ہین
رہے اب تک امیدواری ہین

ہاتھ گھرا کوئی لگا قاتل
زور لذت ہے زخم کاری ہین

دل جو بے خود ہوا صبا لائی
کسکی بو نکہت بہار رہی ہین

تک ادھر دیکھ تو بھلا اے چشم
فائدہ ایسی اشکباری ہین

چپ لگا دیتے ہین مرے آنسو
سلک گوہر کی آبداری ہین

ق روٹھ کر اس سے ہین جو کل بھاگ
ناگہان دل کی بیقراری ہین

آلیا اسنے دور کر مجھکو
تاک کے اوجھل اک کیاری ہین

یون لگا کہنے بس دوانہ نہ بن
پاؤن کھو اپنا ہوشیاری ہین

کب تلک مین بھلا رہون شب و روز
تیری ایسی مزاجداری ہین

ق ہے سمایا ہوا جو لڑکا پن
آپ کے وضع پیاری پیاری ہین

ہی بگڑی کا منہ چڑاتے وقت
کیا خوش آتی ہے یہ تمھاری ہین

انشا بندۂ بو تراب ہے
شک نہین اسکی خاکساری ہین

یہ کسکا ہے غبار خاطر مایوس شیشہ مین
کہ ہر ساعت ہی اسکو حسرت معکوس شیشہ مین

نمودِ آہِ سوزاں پیرہن سے ہے نہیں آب یوں ہی
نظر جس طرح آوے صورتِ فانوس شیشہ میں

لیا کر میری جاسوسی سے بھلا تو دیکھ لینا ہے پریں
اوتاروں ہوں تجھی کس ڈھب سے اسی جلسہ میں شیشہ میں

سعال خم میں قلقل بھلا ہو دفع کس ڈھب سے
سپستان بھی نہ زوفا ہی نہ اصل السوس شیشہ میں

ہر ایک قطرہ جھپٹ جاویگا بن کر صفحۂ جنی
اری ظالم بھری ہے فوج بکتا نوس شیشہ میں

کہ سیکھے ہجر میں اپنے ہزاروں داغ ہیں دل پر
عوض مے کے بھر رکھے ہیں ہم پر طاؤس شیشہ میں

رہی آنکھوں کی پتلی میں سما جا اور تماشا کر
کہ ہوتی ہے پری کس طور سے محبوس شیشہ میں

بندھا ہے سکۂ زر مہر صفت کشور کا بیان نقشا
وہ داغ بادہ ہی جوں وقت کیکاوس شیشہ میں

بنی جان ایک عروسِ ناز پر ور دختر زر ہے
لگا جن نے جلوہ میں سمنت مانوس شیشہ میں

لڑی جو آنکھ اس خورشید رو سے تو مجھے انشا
ہوئی ایک آسمانی آگ سے محسوس شیشہ میں

اوتار اس چاند کو اے رند عالی ظرف شیشہ میں
کہ دار و موتیا کی سرد ہو جوں برف شیشہ میں

پھر امنصور کیے لو ہوسی اہل شرع نے تو بھی
انا الحق کی اوبھر آئی وہیں پھر حرف شیشہ میں

اچنبھا ہے گوارا بادہ کا لکھا بھلا سو جو
بھری کس طرح ہونگی خامۂ شنجرف شیشہ میں

بھر کو اسکی بخشش ہو رہی ہے تو نگر ساقی
معانی لا یحب فیض کے صرف شیشہ میں

ہوائی ابر و باراں میں جو کچھ لہرا گئی انشا
تو ساقی نے بھرا خون نگاہ ظرف شیشہ میں

غزل در دو بحرین

نرگستان کی بھی تک دیکھیں آئینہ میں
باغ مت جاؤ کہ ہے اس وقت چمن آئینہ میں

لہریں لیتا ہے پڑا مچھی بھون آئینہ میں
چوم لے تو ہی بھلا اپنا دہن آئینہ میں

راہ زلف کا جو پڑا عکس وہیں آئینہ میں
تو نظر آئے اسے شکل دہن آئینہ میں

کیونکہ میں جینے کو بیتا ہی نہ پھر آؤں نظر
لینے کیا معنی تو آئینہ بن آئینہ میں

مدہ پہ جوبن کے چڑھی ایسی ہی تھی وہ تو کہ
آگئی نشہ میں دیکھ اپنے تئیں آئینہ میں

پیور ایسے ہی بلا کو ہیں جو کچھ ہیں سو تو وہ
عکس آدم کو کریں گو رد کفن آئینہ میں

شغل آئینہ سے لذت یہ اٹھائی ہو کہ بس
شعلہ آہوں کی بدن اپنی سی ہیں گین ہی نمود
حوض آئینہ سے فوارہ نزاکت کا چھٹے
واہ اس طفلی و اس شکل جوانیکے بدل

ہم فقیروں نے کیا اپنا وطن آئینہ مین
منعکس جیسے ہو سورج کی کرن آئینہ مین
رونق افزا جو ہو وہ چاہ ذقن آئینہ مین
سامنے ہو وینگی ایک مرد کہن آئینہ مین

دیکھکر اپنے بہار اسنے یہ انشاء سے کہا
باغ مین کب ہے چمن جو ہی چمن آئینہ مین

کیسی ہے کیون ہم مین تم مین لڑائیان ہین
کیونکر یہ گدگداہٹ ہاتھو مین اوسکے اٹھی
جی چاہتا ہے بولین پر بولتے نہین ہین
ممکن ہے کوئی ہمسے انشاء ہی راز ہووے
کیونکر جنون مجسم ہو کر نہ دے دکھائی
ناز و کرشمہ ایسا سچ دیکھ غضب ہے جسمین
چتونین وہ لگاوٹ ہر سے کے وہ گھلاوٹ
مرجائیے نہ کیونکر ایسی پہ ہوے ظالم

جب کھلکھلا کی ہنس دو باہم صفائیان ہین
وہ گوری گوری رانین جسنے دبائیان ہین
ہووین اگر تو باہم ایسی رکھائیان ہین
سو بار ٹھنڈی سانسین گو لب تک آئیان ہین
جب شور شون نے دلکی ہووین مچائیان ہون
اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادائیان ہون
پھر تھہرے سجاوٹ یہ اچپلائیان ہون
جسمین اکٹھی اتنی باتین سمائیان ہون

پڑھ اور بھی غزل ایک انشاء اسی طرح کی
تا شاعرونکے آگے تیری بڑائیان ہون

جب سے کہ جنکی چکر لاگین لگائیان ہون
ای پاکذات صدقے تیری خدائی کے مین
کیا سیر اسگھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے
مٹی کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے
کیا قہر ہے یہ دیکھو برسون جنھوں کی خاطر
مانی ہو منتین بھی سو سو کرو ڑ ڈھب کے

لازم ہے یہ کہ منھ پر اوس سے رکھائیان ہون
ابتو نہ میری اسکی ہرگز جدائیان ہون
اور رہنے اسکی کچھ کچھ جہین حرائیان ہون
جسکی نظر مین اسکی ٹھوڑی کی چھائیان ہون
جن انگلیون نے بغلین وہ گدگدائیان ہون
درگاہون بیچ جا جا راتین جگائیان ہون
دھو دھو کے پیہ اشرفی نذرین اٹھائیان ہون

ہو ویرانا اب گا جبے اُنسے تو شام ہی ہی
ای نظر جو تربت مجنون کے ایک مسافر
پردہ ہی مین قتل کرنا کیا چیز اُسکے آگے

آنکھوں مین اونکی جھمک جھمک بیٹھ رہیان آئیان ہون
بے اختیار بولا ایسی کمائیان ہون
چلمن کی اوٹ جنسے آنکھیں لڑائیان ہون

تبدیل قافیہ سے لکھو غزل اب انشا
جسمین کہ اپنے ڈھب کی باتیں بنائی ہون

اگر آپ روپ ہمسے باتون مین ٹمک کر ہو بن
مت کیجیو وہ کھی پھیکی ہم سے اوچاٹ باتین
منجھدھر کے نام کیا لین ساقی وہ میکشی کا
اچھی ہے اچھی ستھری خاصی کڑی دھوان سے
کیونکہ جو کہے فتنہ پائون مین جب بچھا کے
نرگس کے پھول وہان سے نکلین جب آنکھ ملتے
ٹپکا پڑی ہے جوبن اس وہ آتشین بر
ہے ظالم اس پری پر ہم عشق ہوویں جسکے

سو رگڑی جھگڑی ہیں قصہ جھٹ اوٹھ کھڑی ہون
دھیان آپ اُن کا کھینچ تیور چڑھا رہی ہون
دو ہی پیالیون مین جو بوگ عشق پڑی ہون
کوئی شراب ہو تو دو چار تو گھڑی ہون
یہ تھر جھنجھنائی سوتیکی دو گڑی ہون
کیفی نگہ کے ماری جس فاگ مین گڑی ہون
قطرے عرق کے یون ہی جسطرح نگ جڑے ہون
جھمکی بندی بالی توڑی کڑی چھڑی ہون

ایک اور ڈھب کی انشا اس بحر مین غزل لکھ
الفاظ جسکے باہم موقع سے آ پڑے ہون

جاڑے مین کیا مزہ ہو وہ تو سمٹ رہی ہون
اب آپ کی دعوت مین ہم آچکے ہٹو بھی
کیونکر زبان سے اُن کی اپنا بچاؤ ہو وے
آتی تھی ساتھ میرے دیکھو تو کیا ہوئے وہ
تب سیر دیکھی کوئی باہم لڑائیون کی
کیا کر سکین روا ہی حال دل پریشان
آپس مین روٹھنے کا انداز ہو تو یہ ہو

اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہون
خوش آوے پیار کسکو جب دل ہی کھٹ رہے ہون
ذات وصفات سبکی جب وہ اکٹ رہی ہون
ایسا نہ ہو کہ پیچھے رستہ مین کٹ رہے ہون
کھینچی ہوئی وہ تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہون
زلفون کے بال اُن کے جب آپ لٹ رہے ہون
وہ جو ہم سے چھٹ رہی ہون ہم انسے ہٹ رہے ہون

جی چاہتا ہے ایدن ایک ایسی رات آوے | مطلع ہو ندانت شہرا پا دل بھی کچھ پار ہو ایتا
سوتی ہون چاہیں وہ منھ لپٹے اور ہم | شبنم کا وہ دوپٹہ چھپے اولٹ رہی ہون

تجسیم غزل اب انشا انداز کی شادی
آغوش مین معانی جکے لپٹ رہے ہون

خلوت مین فائدہ کیا اغیار سب ہم ہون | سکو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہون
اوس وقت تو جو ہمکو دے اپنے ایک بوسہ | فدوی غلام تیرا بیدام بیدرم ہون
اترے شراب تجھ بن کیونکر گلے سے اوسکو | جس ناتوان کے حق مین پانی گھونٹ سم ہون
اوسکی لپیٹ مین ہم کیونکر بھلا نہ آوین | ہر بات چیت مین جب سو سو کڑے ور دم ہون
مرنے مین تیری کیا ہے ای وحشت ایتو سوچ کہ | جاوین کلیسیا کو یا زائر حرم ہون
آیا جو گھر میں بولے کہ لو چھپ کیا | ایسی بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہون
تک اس طرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب | ہمسے قدیمی بندے شائستہ ستم ہون
اترے گھر مین تیر سبحان تیری قدرت | جو پیچ در پیچ ہو دین سو ایسی شکم ہون

کیا دخل لکھ سکے ہمیں شعر انشاء آگے قتیل
مصرع رقم کرون تو چپ انگلیاں قلم ہون

کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یہان سب یار بیٹھے ہین | بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی | تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
خیال انکا پرے ہے عرش اعظم سے کہین ساقی | غرض کچھ اور دھن مین اسگھڑی میخوار بیٹھے ہین
بسان نقش پائے رہروان کوی تمنا مین | نہین اٹھنے کی طاقت کیا کرین لاچار بیٹھے ہین
یہ اپنی چال ہے افتادگی سے ان دنون پہرون | نظر آیا جہان پر سایہ دیوار بیٹھے ہین
کہین ہین صبر کسکو آہ ننگ و نام کیا شے ہے | غرض رو پیٹ کر ان سبکو ہم یکبار بیٹھے ہین
کہین بوسے کی مت جرات دلا کر بیٹھیو ان سے | ابھی اس حد کو وہ کیفی نہین ہشیار بیٹھے ہین
نجیبون کا عجب کچھ حال ہے اس دور مین یارو | جسے پوچھو یہی کہتے ہین ہم بیکار بیٹھے ہین
نئی یہ وضع شرمانے کی سیکھی آج ہے تمنے | ہمارے پاس صاحب ورنہ یون سو بار بیٹھے ہین

کہان گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہان دو چار بیٹھے ہین

الف

چشم و ادا و غمزہ و شوخی و ناز پانچون
کیا رنگ زرد و گریہ کیا ضعف در فغان
بار فراق سے ہے جون شمع دل کو ہر شب
آرام و صبر و طاقت و ہوش و حیا کہان پھر
فرہاد و قیس و وامق محمود و ماہ رو بھی
ہین تیری در پہ آکر ہر ایک سر بسجدہ

دشمن ہین میرے جیکے بندہ نواز پانچون
افشا کرین ہین ملکر میرا یہ راز پانچون
احراق و داغ و گریہ سوز و گداز پانچون
لے دل کی ساتھ یہ بھی اٹھے عشوہ ساز پانچون
رکھ بار مجھپہ سو دین ہو پاور از پانچون
لیلے و مہر و عذرا شیرین ایاز پانچون

مت پوچھ کار انشا ہجر و وصال مین کچھ
صبر و جنون و وحشت عجز و نیاز پانچون

سر چشم صبر و دل دین تن مال جان آٹھون
بیچ دیجئے اگر چھب حسن و ادا و شوخی
مردنگ و چنگ و نی دف بین رباب و سرنی
ساتون سُرون مین مطرب گت بھی گہرے ہین

صدقہ کئے ہین تمپر او مہربان آٹھون
نام خدا ہین تجھمین ہے نوجوان آٹھون
ہم ساز و ہم نوا ہین لیتے ہین تان آٹھون
ہین بسم یہ اٹھتے یکجا ندان آٹھون

رخ خال زلف و خط لب دندان و قد زنخدان
اسکے ہین ایسے دشمن انشا ہر آن آٹھون

ہین اگر چھب نگاہ بیچ دیجئے جمال طرز خرام آٹھون
ذقن زنخدان لب و دہان رخ جبین و نمک تبسم
ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
جھمک لگاوٹ چمک جھمکڑا املال غصہ کرم رکاوٹ
شکیب و صبر و قرار و دل فقت نشاط و آرام و عشق و راحت
سریر و تیر و فنون و ملک و شکوہ تاج و کمال و حشمت

بنو دین اس سمت گر تجھے پیاری کیوں ہین میلی کا تمام آٹھون
سکھا ہین اس سے ہی کو کافر یہ بالکی سب قتل عام آٹھون
تمہاری جیتو جیجے ہے آگے یہ کر دئے ہین تمام آٹھون
کسیکی بات یہ کرتے ہین یہان کسیکا جی ہے تمام آٹھون
تمہارے الفت مین کے کھو بیٹھا ہون مین تو اب کلام آٹھون
مری سلیمان کو دی خدایا یہ جلد با احتشام آٹھون

پنوچھ مجھ سے تو سید انشا کہ نام عاشق کو کیا ہین جتنے
ذلیل و رسوا خراب و خستہ غریب بندہ غلام آٹھون

تمہارے ہاتھون کی انگلیونکی یہ دیکھو پورین غلام تیسون
امام بارہ بروج بارہ عناصر و جسم و روح اول
نہین عجائب کچھ آنکھ ہی مین طو بھتن تن سابرو
علوم چودہ مقولہ دس اور جہات ستہ بنای اشخص

غرض کہ عشق ہم اگر بنا تو تو بہت اٹھائی کلام تیسون
یہی ہم کار حق تعالی کر ہین مدار المہام تیسون
عقول دس مدرکات دس ہین سو کر دم تیری ہین گات ان
امور دنیا کو تا کہ ہو نجائین خوب سا الفراقہ تیسون

بلائین کالی ہین اس کی ہیچ تیسون ایسی کچھ ایسی انشا
کہ ہر مہینے کے دن بھی جنکو کری ہین جھک کر سلام تیسون

وہ ہیں عقل دس مقولے دس مدرکات تیسون
نہ آسمان خور و مہ ساتون طبق زمین کے
بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر
سی پارہ ہی دلکو رکھیو محافظت سے

تیری ہی ذکر مین ہین یا ذات تیسون
روح و حواس خمسہ اور شش جہات تیسون
ظاہر کرین ہین تیری لاکھون صفات تیسون
اے میری جان ہین تیری حفظ حیات تیسون

ماہ گذشتہ کا حال انشا کہون سو کیونکر
مر مر کے بسر کیے ہین دن اور رات تیسون

کہتے ہو تم تو دم لے پری ہٹ ابھی نہین
ہان ہان بجا ہے سب ہی اور ہین تیکھین سو کیون
گر یار سے ملاپ ہے تو پھر کیون نہ کیجیے
خلوتین مین یون جو چاہیے کہ تیجیے مجھے
دیتی ہو گالیان مجھے انصاف تو کرو
کچھ دخل ہے کہ رات تو تم آؤ میرے پاس
غصہ مین جو کہا کہ کیا ترک عشق خیر
کیون پاس میرے آ کے نہین بیٹھتے اگر
مینے کہا کہ آئیے گا میرے پاس کب

اور آنجادی کوئی میرے جیسین جی نہین
کیونکر نہین نہین نہین کیون ایسے جی نہین
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
لوگون مین لیکن آپ کے میرے ہنسی نہین
لائق تو ایسی بات کی بندگی زہی نہین
اس بات کا شعور مرا مقتضی نہین
کچھ مت خیال کیجیو ہرگز اجی نہین
غیرون کے ساتھ رات کو میں تمیز ہی نہین
بولے نہین نہین نہین ہرگز کبھی نہین

اس منھ سے ہان شفقی نہ کبھی مینی کیا کرون
ناری ہی ڈالتی ہے غرض آپ کی نہین

مین نے کہا کبھی تھی ہمارے بھی کوئی تم
بولے کبھی نہین مرے تم کوئی بھی نہین

ذرہ سے بات پر رہی انشا سے تم خفا
کیا جانے کیا بھلا ہے تو کچھ آدمی نہین

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کی طرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

سامنے آنکھون کے اگتا ہی چمن نرگس کا
کھٹکے آتا ہون ابھی آپ بھلے جاتے ہین

ہاتھ کیا پھیرو ہو عارض پہ ابھی کیا ہو وہان
خط کا کچھ دخل نہین گال شلے جاتے ہین

یاد مین اُس خط نو خیز کے پان دانہ نمط
اشک سبز آنکھون سے ہر وقت چلے جاتے ہین

آسیا آب کی ہے چشم ترا پنی جس سے
روز چھاتی پہ مرے مونگ دلے جاتے ہین

گرم ہو آپ جو ٹک انشا سے ملتے ہین کبھی
آتش رشک مین اغیار جلے جاتے ہین

جب تک کہ خوب واقفِ رازِ نہان ہون
مین تو سخن مین عشق کے بولون ہان نہون

خلوت مین تیرے یار نہ جلوت مین مجھکو ہاے
باتین جو دل مین بھر رہی ہین سو کہان کہون

گاہی جو اسکی یاد سے غافل ہو ایک دم
مجھکو دہن مین آنے لگی ہے زبان زبون

نسلِ عمیق عشق کو یہ چاہتا ہون مین
ابر بزہ سے رو کے اوسی بیکران کرون

طوفان نوح آنکھ نہ ہم سے ملا سکے
آتی نظر ہین چشم سے ہر پل عیان عیون

ناصح خیال خام ہے کیا اس سے فائدہ
کب میرے دل سے ہو ہوس فلاطون

یہ اختلاط کیجیے موقوف ناصحا
معقول کیجیے دل اسی اے قدردان ندون

انشا کرون جو پیروی شیخ و برہمن
مین بھی اُنھون کے طرح سے جون گمراہ ہون

خلوت سرا ہے دل مین ہے ہو کر کے معتکف
بیٹھا ہون کیا غرض کہ کہین جا بلا ہلون

چمک ہے یہ کچھ اٹھی اودے ڈوپٹہ کی کنار
نظر جون برق آوے دامن ابر بہار مین

ترے جو تمنین اُکھیلی پری کی بھبس مین آکر
مجھے شب لیگئی چپکے سے ایک نرگس کیاری مین

بہت سے عاجز آئے ہین بھلا صاحب کہانتک
مزاج عالی سرکار کی ہم پاسداری مین

مجھے کہنے لگے وہ پیار سے آکر اگر بس ہو
تو تجھکو ڈھونڈ ڈھونڈ کھون ایک تھی سے پٹاری مین

گرا ہا رات زخمی اس کی غمزہ کا تو وہ بولی
کوئی ہے لال مرچین بھر دی اسکے زخم کاری مین

ہمارے ساتھ تیرے چاند سے مکھڑے کی ہین تجھسے
رہا کل ماہ تابان رات بھر اختر شماری مین

جو کہتا ہون بھلا جاگا کر دن راتون کہانتک مین
تو کہتا ہے رہا کر اور بھی امیدواری مین

ق
وہ جو ہر دار تھی اگلے زمانے کے بڑے رستم
یہ انکا حال ہے اب عالم بے روزگاری مین

پڑی سوتا گھرتی ہین کہی لوٹے چاکو سے
کہین جوہر گیا ہے یا کوڑی بھر کٹاری مین

جو دو میر کی ڈولی پر کہین جاتے ہین جھنکار تو
پرانی شال ٹھنے ہین کہارونکو کہاسی مین

میان قدوس اونکے پوپلے سے اک جھجک کر ہین
پڑھی ہین مونچھون سے اونکی باتین آپ مداری مین

ہزارون حجتین تکرار لاکھون یاد ہین انکو
حکایت بخششی کے اُنکی تو خدمت گذاری مین

بعینہ اوس لنگری سی ہے وہ جو انکی آقا کی
یہ کہتا تھا بہت سا کھینچ خود کو بردباری مین

نہ نادان اسقدر ہین سمجھے پوچھے دل مین
قدم حضرت سلامت آپ کیسے ہوشیاری مین

جریبے کے بدل ہے کا گر نگڑا سو صاحب
تو کیا کمخواب کا ٹکڑا ہو ڈھیلی کی سناری مین

کوئی مینڈھا کوئی دنبا کوئی بکرا کوئی مرغا
مریدونکی یہ صورت ہے تمہاری پیر داری مین

غضب کچھ چھو کا منتر پھونکا شیخ جی صاحب
کمخواب فرق کیا ہے تم مین اور بونا چماری مین

ق
پڑی پھرتی ہے کمبخت کسی ایک لونڈی جو واعظ کو
برا نقش بنائی اپنی صورت خاکساری مین

سو اُسکی اب یہ حالت ہے کہ گاہی گاہی ہنسی سی کی
لگایا ہاتھ اسکی کان کو اور وہ پکاری مین

کفالت رزق کی کس سے کسیکی ہو سکے انشا
صفت مخصوص ہے یہ تو فقط اُس ذات باری مین

گاہے گاہے جو ادہر آپ کرم کرتے ہین
وہ ہی اُٹھ جاتے ہین یہ اور ستم کرتے ہین

جی نہ لگ جائے کہین تجھسے اسی واسطے بس
رفتہ رفتہ ترے ہم ملنے کو کم کرتے ہین

واقعی یون تو ذرا دیکھیو سبحان اللہ
تیرے دکھلانے کو ہم چشم یہ نم کرتے ہین

عشق مین شرم کہان ناصح مشفق یہ بجا
آپ کو کیا ہے جو اسبات کا غم کرتے ہین

گالیاں کھانے کو اس شوخ سے ملتی ہیں ہاں
ہیں طلب گار محبت کے میاں جو اشخاص
کوئی کرتا نہیں جو کام سو ہم کرتے ہیں
وہ بھلا کب طلب ام و درم کرتے ہیں +

ہیں مستی میں ہیں ہیں وہ یہ فنا ہے انشا
آنکھ جب موندتے ہیں سیر عدم کرتے ہیں

نگہ یہ غمزہ یہ رنگت یہ مستی یہ لعل خنداں
تبسم اور ناز خوش ہے صنما دلی پسنداں
یہ نمک یہ چھب یہ سج دھج یہ ادا کو دیکھ تیری
وہ لطیفہ گوئی او سکی وہ فصاحت اور بلاغت
فلک البروج پر سے کہیں سب ملائک آئیں
یہ نصیب اپنی دیکھو کہ سمجھ کے صید لاغر
بت سنگدل خدا کا تجھی ترس ہو جو کچھ بھی

غضب اور تپسپہ لینا یہ زبان بزیر دنداں
کہ پری فلک سے گذری یہ صدای ہمہ دہنداں
بتلاطم تحیر ہوئے غرق ہوشمنداں
ہنسیں اسقدر کہ بولے کوئی شاہ خنداں
نہ اثر ہو کس طرح سے بدعای مستمنداں
ادھر آن بھی نہ پہنچے کبھی آہ صید بنداں
تو شکستہ دل کو مت کر کہ یہ شیشہ ہے نہ سنداں

بکمال فضل و دانش یہ بعید ہے کہ انشا
غلطے پہ تو مصر ہو بمثال خود پسنداں +

نگ کی جلوہ گری پر غش ہوں
گرچہ دنیا کے ہنر ہیں لیکن +
برق کی طرح نہ تڑپوں کیوں کر
اسکی پوشاک کی سبی لاہی باس
غش نسیم سحری ہے مجھ پر

پہنے اس سبز پری پر غش ہوں
اپنے میں بے ہنری پر غش ہوں
تیری پوشاک زری پر غش ہوں
اسکی میں گو و بھرے پر غش ہوں
ہیں نسیم سحری پر غش ہوں

اس سے کچھ ہو نہ سکا انشا میں
آہ کی بے اثری پر غش ہوں

لے دود جگر نکلے سرافیل کی گردن
گردن کی صفا دیکھو تو اس رشک پری کے
لٹکا دیں سر عاشق جانوز کو انشا +

توڑا ابر سیہ کی تو وزرائیل کی گردن
تھی ایسی بھلا یوسف راحیل کی گردن
ٹوٹیگی ابھی عرش کی قندیل کی گردن

مت بھول دلا ربلا مراخات جہان پر
قابیل نے توڑی ہے نہ ہابیل کی گردن

جب سدرہ کے سایہ سے گزرتی ہے مری آہ
بے ساختہ ہل جاتی ہے جبرئیل کی گردن

زاہد کی ٹک اعضا کی طرف کر کے نگہ دیکھ
سر پیٹنے کا منفرجن کا عزازیل کی گردن

انشا جبروت اور قوانی کے دکھا وہ
سن جسکو ہلی صاحب قامیل کے گردن

عنقا ہے ابھی طائر افسوس کی گردن
پر یون وہ نہیں جیسے ہو طاؤس کی گردن

یہ خوشخبری سنیئے کہ کل رات سے صاحب
ہے بے حرکت آپ کی پابوس کی گردن

تا چند ہو طوق و سلاسل کے شدائد
گر تن سے جدا کیجئے تو محبوس کی گردن

جب تخت کیانی پہ تلاطم دل آوے
کیون خشم سے خسرو دکاوس کی گردن

چوری جو کسی رات کی پکڑی تو وہ بولے
کٹ جائے الٰہی نہ جاسوس کی گردن

جون گاؤ سر رستم دستان ہے مرا گرگ
بازو وہ قوی رکھون ہون چرن طوس کی گردن

پڑھ ریختہ اور ایسی قوانی مین تو انشا
جسپر کہ ہو خم مالک قاموس کی گردن

توڑونگا خم بادہ انگور کی گردن
رکھ دونگا وہان کاٹ کے اک حور کی گردن

خوددار کی بن شکل الف ہاے انا الحق
خت چاہتے ہین ایک نئی منصور کی گردن

کیون ساقی خورشید جبین کیا ہی نشہ ہون
سب یون ہی چڑھا جاون مے نور کی گردن

اوچھلی ہوئی ورزش سے تری ڈنڈ پہ مچھلے
ہے نام خدا جیسے سقنقور کی گردن

تھا شخص جو گردن زدنی اوس سے یہ بولا
اب دیکھئے ہے دینی جو منظور کی گردن

آئینہ کی گر سیر کرے شیخ یہ دیکھے
سر خرس کا منھ خوک کا لنگور کی گردن

یون پنجۂ مژگان مین پڑا ہے یہ مرا دل
جون چنگل شہباز مین عصفور کی گردن

تب عالم مستی کا مزہ ہے کہ پڑی ہو
گردن پہ مری اوس بت مخمور کی گردن

بیٹھا ہو جہان پاس سلیمان کے آصف
وان کیون نہ جھکے قیصر و فغفور کی گردن

بیٹھے ہے بغل اپنے مین اس زور سے جو عشق
تو توڑنے پر ہے کسی مجبور کی گردن

اے مست یہ کیا قہر ہے خشت سر خم سے
کیوں توڑنے صراحی کی بھلا چور کی گردن

محفل میں تری شمع بنی موم کی مرہم
چمکے پڑی ہے اسکی وہ کافور کی گردن

اے دیو سفید سحری کاش تو توڑے
ایک ہی سے خوں کے شب دیجور کی گردن

جب کشتۂ الفت کو اٹھایا تو الم سے
بس جل گئی اوس قاتل مغرور کی گردن

بے ساختہ بولا کہ ارے ہاتھ تو ٹک دو
ڈھلکے نہ مرے عاشق مہجور کی گردن

حاسد تو ہے کیا چیز کرے قصد جو انشا
توڑ دے جھٹ بلعم باعور کی گردن

یہ آپ حسن پہ اپنے گھمنڈ کرتے ہیں
کہ اپنی شیشہ [illegible] گھمنڈ کرتے ہیں

نہیں ہے توسن باد بہار کے جو کھنے
پری [illegible] بھی ہے [illegible] کرتے ہیں

نہ مطربوں کی کھینچے سنی تھوڑی ناچار
شروع [illegible] میوں کی طرح گھمنڈ کرتے ہیں

جو باڑ دینی پہ آجائیں کاٹ ہی چلیں
تو ہم بھی شک [illegible] گھمنڈ کرتے ہیں

اذیت اور سہیں کچھ یہ آتش افروزی
جنبکہ گھوڑوں کی اٹک [illegible] کرتے ہیں

یہ سایہ دار درختوں کی دیکھیے قسمت
کہ باں [illegible] ہی اون [illegible] کرتے ہیں

کھلا کی مال پوے ترتراتی ہوگئی ہوگ
گرد جی [illegible] کرتے ہیں

نکلتی دل سے ہے ایک آہ کے ہاتھ ہا
جو تجھکو [illegible] ہم [illegible] کرتے ہیں

شراب اون کو میں مست پالیغو [illegible]
کوزہ تو مست ہو محتسب کو بھی [illegible]

وہ جو تم لیتے ہی تاز میں [illegible] چھپا [illegible] ہیں
[illegible] وہ جھاڑ میں [illegible]

مجھے کام تجھسی ہی ایک یوں کیوں [illegible]
[illegible] قدح میں [illegible]

یہ صبا نے قیس سے آکہا کہ سنا کچھ اور بھی ماجرا
تری پاس سے جو چلا گیا تو کھڑا ہوا دو چار میں

ابھی آہ تو نے عبث کیا مرے دل کو مجھسے جدا کیا
[illegible] جلا دیا [illegible] پہاڑ میں

[illegible] ایک [illegible] قصہ [illegible] زمیں [illegible]
وہ کہاں [illegible] لطف ہے جو مزہ [illegible]

[illegible] یار کا دل [illegible] آپ اخذ
کہ درخت سے جو بھی گرا تو وہ اٹھا کے جھاڑ میں

کہین کچھ کیون کی طرف بندھی مری ٹکٹکی تو الہٰی
مری دلین نظر کا ہے کان مجھے سوجھتی ہین وہ ستیان
بڑی ڈاڑھیون پہ پھار اے سب آہوون کی ہین متیان
کھڑی ہی جھانکتی ہے وہی تری ہی ہمین شب اسمین تو وہ آئی

گل نرگس آگے لگا گئی وہ پری ہر ایک راڑ مین
کہ کچوری چوٹیون والیان پڑی پھرتی ہین سر بازار مین
یہ شکار کھیلے ہین برملا انھین چٹیون کی تو آڑ مین
وہ جو عطر فتنہ گئی پاس تھی سو رچی ہوئی تھی کواڑ مین

تو اپنی جان کو منفعل اے انشا اوسی نگاہ سے
تو وگرنہ ہوویگا منفعل کہین آ گیا جو لتاڑ مین

گل وہ یہ بولا مجھسے ہنسکر چاہ ارے میری پھیل نہین
زلف کو اسکی مین نے سونگھا خال نے بولا ہونٹون سے
موج نسیم اب سر اپنے خاک اوڑاتی ہی پھرتی ہے
حسرت و حرمان یاس و تمنا درد فراق و [illegible]

مین ہون ہنسوڑا اور تو ہی متقطع میرا تیرا میل نہین
دیکھتے کیا ہین آپ ادھر کو بیان تو یہ تو کوئی کھیل نہین
ہے ہی بندہ یا الٰہی تیری آتی نظر کیون [illegible] نہین
اپنے سر پر اپنی بلائین ناحق ای دل جھیل نہین

اوسکی نگہ کا زخم اوٹھا کر انشا تو کیون لوٹے ہے
خنجر ناوک تیر ہین کچھ برچھی بلم سیل نہین

نرگس لیے پھر نہ دیکھا جو آنکھ اٹھا چمن مین
چڑھ بیٹھا یاسمن کی گردن پہ عشق پیچا
تالی پہ میری ناچے کرنے لگی ہے اب تو
تکلیف سیر گلشن لے ہم صفیر مت دے
ہے کیوڑے کی بادہ کیا چیز جسکے جو
کچھ اوس ہی گلو پر کیون پڑ گئی بکا یک
دادو دی آج پہننے پتے کا پیرہن ہے
جھکو دکھا جوان نے کابل بنایا تو اوسکو
ایسی ہوا چلی ہے تو بھی پنو چھے کو ہے
بجلی نہین چمکتی نے ابر ہے یہ تجھ بن
ہی ہو گھڑی گھڑی ہے ترا یہ کھٹکا [illegible]

کیا جانیے کس نے کس سے کیا کر لیا چمن مین
آیا کدھر سے کافر یہ فتنہ پا چمن مین
بلبل نے یہ نکالا نغمہ نیا چمن مین
اوس گل بغیر میرا کب دل لگا چمن مین
اس بو کو تیری پہونچی وہ بو غنچہ چمن مین
دیکھو تو کن نے کھولا بند قبا چمن مین
تک سیر کیجے عالم مہتاب کا چمن مین
سنیے یہ تھے کہ شب کو نرگس کے آ چمن مین
کوئل کا جاوے کوا اگر منہ چڑا چمن مین
پھرتی ہے آگ اوڑاتی کالی گھٹا چمن مین
چلتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ہی ہوا چمن مین

کہ اہل قلعہ مجھسے ہو کر خفا یہ بولا
جا ہو وقت پکڑنا تو وہ بے عقل شتر مست

ق

میں نے جو اوسکو کانا کھو دیا چمن میں +
مجھکو اندر خندہ نے گالی کیا چمن میں

میں صدقے اوسکے انشا مجھکو جو کر اشارا
مہدی کی ٹٹیوں کی اوجھل چھپا چمن میں

ہو یہاں للمعی دکرم حسن حسین کی تہ میں
قافلہ نجد سے گذرا تو لگا اٹھنے وہیں
شور آقا کی چمک کو ہمارے ملکوت
آج عاشق کو ترے قبر میں کہتے ہیں لوگ
اسکی کوچہ سے صبا آئی تو یہاں اٹھنے لگی

ہاں وہی صاف ہر ایک جسکے سینہ کی تہ میں
درد سا ایک دل ناقہ نشین کی تہ میں
چاہتے ہیں کہ کہیں جوش ہوس کی تہ میں
دفن ایک زلزلہ ہو رہا ہو زمین کی تہ میں
ایک بھرپری سی لگ جان حزین کی تہ میں

سید انشا کے دم سرد سے اٹھتے ہی ایک
گدگدی شہپر جبریل امین کی تہ میں

آج وہ جلوہ فروز ایسے جو منظر میں نہیں +
تاب فرقت کی مری چشم مقعر میں نہیں
کوئی اس ترک جفا پیشہ سے پوچھے تو سہی
دل کے رک جانے کی حالت کو بھلا کیا سمجھے
زور بازو سے کماتی ہیں سو یہ کہتی ہیں +
ذکر مجنوں میں یہ کہنے لگی لیلیٰ اب تو
پھونک دو کان میں شہزادہ گل کے کوئی
آپ کے پاس تو ہیں سیکڑوں چیزیں جو جو
خاطر وہیں کو موہ لانے جو طاقت سمجھی +
گھڑکیاں جو مغل تازہ ولایت کو ہیں یاد
وہیں دنیا کے تماشے سبھی یاں ہیں حاضر
معنے آیہ لا استکم سید تا +

تو چمک ذرہ بھی اس جنس وفا دہ میں نہیں
صبر کا وصل کہیں اس دل مضطر میں نہیں
کیا مگر رسم وفا آپ کے کشور میں نہیں +
روک ٹوک ایسی تو کچھ سد سکندر میں نہیں
خشک وہیں مزہ ہے سو مزعفر میں نہیں
بو ہو کے چھینٹ بھی اوسکے تن لاغر میں نہیں
کہ ارمی بوبو وفا جسم صنوبر میں نہیں +
لیکن ان چیزوں سے کچھ ایک بھی قلندر میں نہیں
تاب پرواز وہ جبریل کے شہپر میں نہیں
غور کیجے تو وہ اصلا کسی سبدر میں نہیں
ہے وہ کیا شے کہ فقیروں کے جو بستر میں نہیں
جو نہ سمجھے تو وہ اسبغ کسی لشکر میں نہیں

آج کچھ کام میں ہوں کوئی جو پوچھے مجھکو / تو یہ باہر ہی سے کہدیجو کہ وہ گھر میں نہیں

لکھنے پڑھنے سے معاف آپ مجھے رکھیے گا / طاقتِ نامہ بری میرے کبوتر میں نہیں

میرے جی امید بر آتی ہے اب انشاء اللہ / کون سی چیز ہے اللہ کے جو گھر میں نہیں

دلکو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیرے انشا / کوئی گھر کے بھی تو اس گنبدِ بے در میں نہیں

ہے ادا کون سی جو اس تری آن میں نہیں / لطف ہر بیان جو ہیں کا سو وہ یوسف میں نہیں

کچھ عجب لیلی و مجنوں کی کہانی گذرے / کونسا شخص ہے جو ان کی تاسف میں نہیں

بات ہونی ہو سو فی الفور ہے ہوتی اچھی / خوب اگر سوچیے کچھ حسن توقف میں نہیں

بادشاہت پہ اونھیں لوگوں سے غش ہے نہیں تو / کانون اوچھے بھی کوئی جنکی تصرف میں نہیں

بے تکلف پڑی پھرتی ہیں مزے میں انشا / سو وہ بے شبہ کہ اقسامِ تکلف میں نہیں

لیلے و مجنوں کی لاکھوں گرچہ تصویریں کھنچیں / مل گئیں سب خاک میں جسوقت زنجیریں کھنچیں

کھچ رہیں انشا سے جو پریاں تو انکا کیا گناہ / وہ تو اُسکے سر پہ ثابت کرکے تقصیریں کھنچیں

جب ہوئیں پریاں ہوا کھانیکو کھڑیاں باغ میں / خود بخود جی کھنچ گئیں غنچوں کی کھڑیاں باغ میں

تو عروسانِ چمن کا دیکھیے گا اختلاط / چل رہیں ہیں خوب سی پھولوں کی چھڑیاں باغ میں

قمری و بلبل سے بحثیات کر ڈالا اونھیں / چھیل ڈالیں آج ہم نے سخت کڑیاں باغ میں

نوڑی دیوانی نرے تو جا بجا رہ گئیں / ٹوٹ ٹوٹ ان کی وہ زنجیروں کی کڑیاں باغ میں

خوب سے ہم تم گلے مل مل گئے باہم رقیب / تو عجائب لگ گئیں کچھ مینہ کی جھڑیاں باغ میں

چھا رہی ہیں آپ ہی کالی بلائیں سر تا ک / جنبشیں آتی نظر ہیں لینے پریاں باغ میں

شبنم و صبا و صبا و بوے گل سب ہیں خفا / رنگ گئیں ساری کی ساری چھوٹی بڑیاں باغ میں

مفت میں گل کھا گئے تنہا آپ ناحق لڑ پڑے / نرگستان سے جو میری آنکھیں لڑیاں باغ میں

دیکھ کر سوسن کی رنگت دھبیاں اپنے چڑھ گئیں / ان پریزادوں کی وہ مستی کی دھڑیاں باغ میں

اجی تو انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آگیا
تو نہ آدی اور بھی موتی کی لڑیان باغ میں

دیکھ ایک دو مجنون کی رنگ رلیان باغ میں
تھک گئیں بے لی بلائیں قمریان اور بلبلیں
کیا ہوا جو بند دروازہ کیا ہو باغبان
نرگستان پر جو عالم خواب کا سا چھا گیا
ہر روش پر لگ گئی تیغ شگفتہ غنچوں کی ڈھیر

کھلکھلا کر ہنس پڑیں پھولونکی کلیان باغ میں
تھمی ویسی آپ جو مجھکو بنفشہ کی ڈلیان باغ میں
کھلرہی ہیں ہر رگ گل کے تو کلیان باغ میں
لی جماہی اپنی آنکھیں کس لیے ملیان باغ میں
کچھ پری زادیں جو اپنی ساتھ چلیان باغ میں

پہل کسی ڈھب کا نہ ٹوٹا انشا کسیکو دکھ نہ دے
تاڑ یا کچھ گزریں سب پھول پھلیان باغ میں

کیون ہنون ہر گل کے جوڑے آج افشان باغ میں
ملکی جولی کھیلتی ہیں آج پریان باغ میں

آج شاید عرس بلبل کا ہوا ہی اے نسیم
آتش گل نے کیا ہے جو چراغان باغ میں

تفضلات نہیں لطف کی نگاہ نہیں
غلط ہے آہ کہ ہے دل کو دل سے راہ نہیں
غلام ہم تو ہیں ایسے مزاج والون کے
ہماری چوری جو ثابت ہوئی دلیل بھی ہے
تواضع آپ کی ہم کیا کریں بھلا صاحب
دکھائیاں جو یہی ہیں تو اس طرح اپنا
حرم سے دیر میں یہان آپ دوانہ لے آیا
نہ کچھ جہت نہ سبب قاہ قاہ ہنستے ہو

معاملہ ابھی مطلق وہ رو براہ نہیں
کہ تیری چاہ تھے تجھکو بھی میری چاہ نہیں
کسیکے ساتھ کسی ڈھب کی جنکو راہ نہیں
مقرر نہیں کوئی شاہد نہیں گواہ نہیں
بقول شخصے اس اپنے جگر میں آہ نہیں
نہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں نباہ نہیں
پر ب کعبہ مرا اس میں کچھ گناہ نہیں
تمہاری خوش تھے آئی یہ قاہ قاہ نہیں

کہوں بقید قسم لا الہ الا اللہ
کہ تاب ہجر بس اب مجھمیں اے الہ نہیں

یاس و امید و شادی و غم نے دھوم اٹھائی سینے میں
خوب مچی ہے آج دھما دھم یار کمائی سینہ میں

ویر کیا جو وادی مجنون ہنسے دھن میں وحشت کی
شیخ و برہمن دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہیں کیا لا حاصل
پھر کیا یہ تم نے صاحب آنکھ لڑانا آفت تھا

شکل مجسم ہو گئے جنون کی آن سمائی سینے میں
موند کے آنکھیں دیکھو تو ہے سارا ہی یہ خدائی سینے میں
چھٹ پٹ دل کو پھونک دیا اور آگ لگائی سینے میں

حضرت دل کو کب سے سدھارے خوب بھلا اور انشا اور
ایک دھوان سا آہ کا اٹھا خاک بنائی سینے میں

بس ہو چکے آغشتہ بخون دست و گریبان
یاری جو ہوئی زلف کی ہیں خیر ہمارا
احیانا اگر نام ترا لے ادبی سے
لاکھوں کی ہیں اس بادہ گلگون کی بدولت
ہوں چاہیے آپس میں نہ اک آن جدا یوں
بے شغل رہیں دست و گریبان تہ ملا میں

ہو جیسے نہ ای ولولۂ جنون دست و گریبان
تم چھوڑ دو ای اہل فنون دست و گریبان
لے کوئی تو اوسکا ابھی ہوں دست و گریبان
تر دامن آغشتہ بخون دست و گریبان
ای ولولۂ شور جنون دست و گریبان
حاشا کہ پھر اوس کو نہوں دست و گریبان

ہے قوت ایجادی اذہان بھی انشا
یا معرکۂ کن فیکون دست و گریبان

زمین پر رکھتی ہے تسبیح والے کچھ کڈھب ڈھنگ ہیں
مجھے کیا ان چلموں سے حقیقت بغض آدم کی
گگی لگ لگ کے سونا وہ جو انکا ہاد پڑتا ہے
مجھے دو جام اے ساقی کہ چھچھ ہیں ادھر پاول
عوام الناس سے مت رکھ توقع آدمیت کی

ہر ایک پھانسی میں شہر ہیں بیٹھے عراق میں بھاگ گئے
تنفر کرتی ہے وہ جو تا لیتے کسل کی رگ رگ ہیں
تو اپنے سامنے کچھ غیب سے آ جاتی تک لگ ہیں
ادھر کو ھون کی پرانے بھی کہتے تو لگ گئے ہیں
کہ اکثر گرگ و روباہ و شغال و گربہ و سگ ہیں

شب ہجران میں سانپوں کی چمکتی ہیں ہیں انشا
نہ یہ جگنوں نہ یہ تارے نہ یہ الماس کے نگ ہیں

جسپر کہ ترا سایۂ داماں قبا ہو
اوس گل کی اگر پاس ترے بو کی قبا ہو
ان آپ کے لوگوں سے بگڑا ہم نہیں سکتے

کیوں اسکے تصدق نہ بھلا باد صبا ہو
دنیا ہو غرض اور تو اے باد صبا ہو
کیا کبھی جو پہنے کے تلے ہاتھ دبا ہو

بی حسنتہ المصطفیٰ کے دعا کا ہو جہاں رو — کیا معنی کہ اُس ملک مین کچھ دخل و با ہو
بعد حیف کہ افلاس کے عالم سے ہو پامال — وہ شخص جو سر کردۂ قوم نجبا ہو
لازم ہے او سے جسکو خدا بخشی امارت — یک چشم ترحم تو بسوے غربا ہو

باندھا اور قوافی بھی کچھ ایک ایسی ہے انشا
جس سے کہ بپا غلغلۂ وانجبا ہو

کہہ بیٹھئے صاف اُس سے یہ دل جس سے لگا ہو — ری وا و زبر رو ہوا وڑ پچھو ہو ہوا ہو
حاضر یہ کتابین ہین انھین دیکھئے ہرگز — دل کا جو ستانا کسی ملت مین روا ہو
سیمرغ و بہار قصص کتان ہین مرے آگے — اس پر چڑھی کیا دھیان جو آنا سا ہوا ہو
لکھ دیجئے و یا خط غلامی انھین کر مہر — لو دستخط اس پہ کرو تم اپنے گوا ہو
واشد مری تب دلکو ہوا ابر بہاری — جب زمزمہ پرداز چمن گرم نوا ہو
اُس شوخ سیہ چہرہ کی ہنگام تبسم — دیکھا تو کہا مین نے یہ ہنستا نہ توا ہو
حاجت نہ معاذ کے روا مجھسے ہو ہرگز — ہر چند وہ چمکے ہین پٹرے پھیکے روا ہو
گاہے بدی یاد مرے یا قبلے کعبہ — کہ وہ کہ کسی شخص کی حاجت تو روا ہو

انشا کو بھی دے ڈال نہ لے بیٹھے مرہم
گر کچھ مرض عشق کے تجھ پاس دوا ہو

رکھتا ہوں دیکھ بر سر خنجر نے یار کو — مین تھام تھام اس دل بے اختیار کو
فرہاد کو جنون نے ٹھکانے لگا دیا — اب جا کے ہم لبا مین نگر کو ہسار کو
کل مین نے چھیڑ چھاڑ جو معقول اُنسے کی — غصہ ہو بولے آگ لگے تیرے پیار کو
بیطرح لگ چلی ہو جبر شرط ہے اجی — پھر زرک کہین کہیو تم اپنے یار کو

ق

من بعد مرگ ہی یہ وصیت تجھے نسیم — لانا بجا کہین ہو مجھ بیقرار کو
لیجائیو برائے زیارت نجف تلک — رکھیو نہ خاک ہند مین اس خاکسار کو
یا کربلا مین روضۂ اقدس کے سامنے — دیجو نثار اس مرے مشت غبار کو
ساقی ہوا ہے ابر ہے جلد یسی جام لے — چمکے ہے برق توڑ نشے کے خمار کو

لہرا دیا صبا نے جو گل سبزہ زار کو — دو ہیں گھٹا نے گھیر لیا چشمہ سار کو
ہوش و خرد سے عندلیب یہ دھوم دھام مجھے — ہرگز کوئی نہ کس سکے نہ پہنچا پکار کو
بجلی تڑپ تڑپ کے دکھانے لگی چمک — رونق ہوئی دوچند ہر ایک برگ و بار کو
کچھ کہا ہے ابر سفید و سیاہ و سرخ — مستانہ جھوم جھوم چلے کوہسار کو
شادابی ہوا نے یہ چاہا کہ کھینچیے — محبوس کو جو رنگ لگی ہیں بہار کو
اوڑنے لگی ملار کی تانیں فلک تلک — سازندے چھیڑنے لگے ہیں ستار کو
گویا ترانہ بہجی مطرب سے حال تھا — اشجار گلستان کی ہر ایک شاخسار کو
ہم مشرب تھے چند جوان بھی سو ہنر پہ وجد — تشریف لگئے لا مے کے شکار کو
ساقی نے جام بادۂ گلفام دی مجھے — کہتے لگا ہوا ہونٹ کے خمار کو
القصہ پھر تو بیچ میں لا کر ملا دیا — زور آوری بہار نے انشاء یار کو

انشا تو جیتے ہیں پڑے میکدے کے بیچ
کیوں سلام زاہد شب زندہ دار کو

بولے یہ عندلیب کہ باقی نہ چھوڑیو
ایسی چمن میں خواہش بوس و کنار کو

چھیڑنے کا تو مزہ تب ہے کہو اور سنو — بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
تم کہو گے جبھی کچھ کیوں نہ کہے گا تمکو — چھوڑ دیگا وہ بھلا دیکھیے تو اور سنو
یہ بھی انصاف ہے کچھ سوچو تو اپنے دل میں — کم ہو سنو کہو مری کچھ نہ سنو اور سنو
اب تو کچھ اتنے خفا ہو کہ کہو ہو مجھسے — بے قسم ہمکو ترا نام نہ لو اور سنو
غرض احوال مرا سنکے جھجک کر بولے — جا پڑی واور زبر دست چلو اور سنو
چل کے دو ایک قدم دیکھتے پھر ہو لوگو — گالیاں سن تو چکی چاہتے ہو اور سنو
آپ ہی آپ مجھے چھیڑو سو کو پھر آ بھی — آپ ہی بات میں کم ہو گئے ہو اور نہ سنو
آفریں ایسی ہی چاہیے شاباش تحسین — دیکھ روتا مجھے یوں ہنسنے لگو اور سنو
بات میری جو نہیں سنتے اکیلے مل کے — ایسی بے ڈھب کے سناؤں کہ سنو اور سنو

شکوہ مند آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا دخل
تم منالو تو کہیں چپکے چپکے اور سنو

اپنی پھر کیجیو ہماری پہلے ٹک تسلی رہو
اگر رکھو اپنا کسیکو یا کسی کے ہو رہو

صاحبو میرے سفارش اس سے کوئی مت کرو
دیکھو تو ہوتا ہے کیا آخر کو چپکے ہو رہو

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو
مجھکو بیٹھو آج اگر تم اپنے گھر جاؤ رہو

اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا دو برس
آؤ بیٹھو کھیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

دوستو انشا کے رونے کو نہ دیکھو آنکھ کھول
پھوٹ بہنے دو کہیں وسکے پھپھولے کو رہو

کام فرمائیے کس طرح سے دانائی کو
لگ گئی آگ ہے یہاں صبر و شکیبائی کو

عشق کہتا ہے یہ وحشت سے جنونکی حق میں
چھیڑ مت مجنون ملے میرے بڑے بھائی کو

کیا خدائی ہے سڑانے لگی اب خلق کو وہ گو
دیکھ کر ڈیوڑھی میں چھپ رہتی تھی جو تائی کو

وعدہ کرتا ہے غزالان حرم سے آ کر
کس سے یہ بات سکھائی ترے سودائی کو

گرچہ ہیں آبلہ پا دشت جنوں کے اے خضر
تو بھی تیار ہیں ہم مرحلہ پیمائی کو

ایک بگولا جو پھرا ناقۂ لیلے کے گرد
یاد کر رونے لگے اپنے وہ صحرائی کو

منت جاروب کشی کی ہے بیابان نے پلکوں کو
کعبہ کب پہونچی ہے میخانہ کی ستھرائی کو

جھیں کیا آ گیا انشا کے یہ بیٹھے بیٹھے +
کر لیے آنسے کیا عالم تنہائی کو ++

جوشش قلزم احمد دیکھو
دیکھو دیکھو یہ مد و مد دیکھو +

جملہ اشیائے کائنات کے بیچ
ہر طرف جلوۂ صمد دیکھو +

آیہ انما تو لو اسکا
ما حصل خوب کر کے کد دیکھو

پڑھو آگے قسیم وجہ اللہ
یعنی اس قول کی سند دیکھو

کہہ اوٹھا قیس جب انا لیلے
جذبہ عشق کی مدد دیکھو +

شل آئینہ ہیں جو یہ قصر ا
انکا سب خد و قد نسہ دیکھو +

بس ید اللہ فوق ایدیہم — پچکے سے پڑ لو ان کو جد دیکھو
یس فی جنتی سو اللہ کا — پر تو ان مین جد نہ تد دیکھو
حلقۂ نور گرد ہے ان کے — ٹک یہ لمعہ جبین و خد دیکھو
وقت کے بادشاہ ہین درویش — انکا چھوٹا سا یہ نہ قد دیکھو
ہے قلمرو جو انکا ملک جنون — ملحقات اُسکے لا تعد دیکھو
اُنکی شاہی مین کچھ جو شک ہووے — تو بھلا مجھسے شرط بد دیکھو
آنسوؤن کا جو ان کے لشکر ہے — اُوسکو تم بیشمار و حد دیکھو
دود دل کا سندھا جو لکہ ابر — سو وہ تحت آب بہ شد و مد دیکھو
گر تنا نو تو سر پر ان کے یہ — آہ کا صاف چتر رد و دیکھو

ان مین انشا جو آپ ہین ورنہ
عشق دیکھو اور اون کا قد دیکھو

مرتا ہون ابھی زبان سے بولو — بولو مجھ ناتوان سے بولو
بس حضرت دل نہ روٹھو اس سے — ق — اپنے تم دلستان سے بولو
صاحب کا نہ چاہتا ہو گر دل — تو خاطر دوستان سے بولو
بن بولے نہ رہ سکوگے ہرگز — اُس مشفق و مہربان سے بولو
مین تو عشق جوان کہان تلک ناز — ہے ہے مجھ نیم جان سے بولو
کعبہ مین نہ ڈھونڈھو میرے دل کو — اُسکے کوی نشان سے تو بولو

بس ہم سے نہو تو جاؤ اپنے
انشاء اللہ خان سے بولو

ضعف آتا ہے دل کو تھام تو لو — بولیو مت بھلا سلام تو لو
کون کہتا ہے بولو مت بولو — ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو
ہم صفیرو چھٹوگے مت تڑپو — دم ابھی آکے زیر دام تو لو
انہین باتو ن پہ لوٹتا ہون مین — گالی پھر دے کے میرا نام تو لو

ایک نگہ پہ بکے ہے انشا آج
مفت میں ہیں مل اک غلام تو لو

وہ ایک شب کو بھی مجھسے نہ روبرو بولا
پہونچی ہیکیں نہ اسکے پریشان بیں زلفین
دیکھا آئینہ میں عکس کو تو کہنے لگا وہ شوخ
صدقہ میں اس نگہ کے ترے نشہ میں بھی
یہ راگ اور لاے نیا وہ کہ کہتے ہیں
مونہہ پھاڑ کر کے جھٹ چل پڑی سرک
اے شیخ مجھکو کچھ نہیں لڑنے کی آرزو
میں جو کہا کبھی تو بھلا اوسکے جی کے ل
ہنس کر لگا یہ کہنے کہ ارے تجھکو آفرین
میں اوسکے بات کہوں منھ تو دیکھیے

ہے مجھکو سونگھنے کی ہوس سنگ کال تو
سونگھا لگا کی کھول نہ یوں کسر بال تو
تک میری گال سے تو ملا اپنی گال تو
چلتا ہوں پانوں پر مرے بازو سنبھال تو
بیٹا تو مجھسے سن لے دلی کا خیال تو
بس آ جھونں نہ مری جیکا وبال تو
سایہ میں اسکے بیٹھ کے ہو جو نہال تو
باتوں ہی باتوں میں مجھے اتنا نہ ٹال تو
رکھتا ہے میرے ساتھ یہ اچھا سوال تو
یہ چین کر رہا ہے خیال محال تو

اتنا بھی تو گلے پڑا انشا اب اسکی بس
کہتا ہوں سوچ کھیل ذرا دیکھ بھال تو

کوئی اس دام محبت میں گرفتار نہو
کیجیے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو
غیر کو صحبت دلدار میں کیوں بار نہو
دیکھ آئینہ میں منھ اپنا خریدار نہو
اسکے ملنے سے گرانی ہی مگر آجاتی ہے
کیا خوش آیا یہ مقطع مجھکو آن کہنا
سیر تو ایک طرف لاکھ غنیمت کر یہاں
چاہیے کیجیے خریداری اسی جنس کی اب
جام ساقی کا گلفام وہ کس کام بھلا

اے خدا یہ تو کسی بندہ کو آزار نہو
یعنے آپس میں کسے ڈول کی تکرار نہو
یعنے کیا ہنسی جہاں گل ہو وہاں خار نہو
اک چوٹی میں بس اتنی بھی گرفتار نہو
نکہت گل کی طرح سے جو سبکبار نہو
آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہو ہشیار نہو
سانس لینے میں کوئی شخص گنہگار نہو
جسکی طاقت کہیں کچھ گرمی بازار نہو
آدمی جیسے کہ جبھی خوب بنی سرشار نہو

سطر منصور کے تو ہو سی ہوئی یہ تحریر
یعنے سردار رہین وہ جو سردار نہو

اس سے نادان ہے بھلا کون عصا اس راہ کرے پیچ
مستعد باندھ کمر چلنے پہ تیار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اُسے بدخواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون اُسے لیکن کیونکر
مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

ہر طرف مین ترے دیدار کے بھوکے لاکھون
پیٹ بھر کر کوئی ایسا بھی طرحدار نہو

جسطرح پھول کی باس ایسی ملاقات اچھی
جس سے خاطر کو کسی شخص کے کچھ بار نہو

ق

اپنے پڑھنے کو مسجد تو خدا نے دی ہے
اب بلا سے مری جو خانۂ خمار نہو

کیون مرے چاک گریبان سے بھلا اُلجھا تھا
اب تو تختا تجھے پھر آگے یہ زنہار نہو

کھول دیتا ہون ترے کان ابھی اے گل
ایسی تقصیر کبھی پھر یہ خبردار نہو

آج ہے دھوم اسیران قفس مین کچھ اور
جا کے دیکھیو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

جھڑ لگا دی ہے ان آنکھون نے تری دید مین یہان
صدقے صدقے مری کیون ابر گہربار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین تجھکو پاوے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو

فارغ البال ہوا سو تری زلف آگئی رات
لیکن اے دل یہ کہین بات نمودار نہو

کہہ غزل اور دعائیہ بھی انشا شاید
کوئی اس یوسف مصری کا خریدار نہو

بیکلی سے تری کچھ دل کو سروکار نہو
تیری نرگس بھی الٰہی کبھی بیمار نہو

ہر گھڑی پھول لگے پنکھڑی سے مجھے چھوڑی ہار
سوچ کچھ تیری گلی کا تو کبھی ہار نہو

چلی ایسی ہوا ابھی جو بُری تجھکو لگے
پھول ایسا نہ کھلے جو تجھے درکار نہو

ہووے یری وا و زبر وجہ سے کاوٹ سارے
کیون وہ دنیا مین رہے جس سے تجھے پیار نہو

گرم ہو کر تری مجلس مین آوے جو شخص
یارب اُسکی تو کہین گرمیٔ بازار نہو

تیری زلفون کے نہ الجھیڑے مین جو کوئی پھنسے
وہ جہان بھر مین کسی طرح نمودار نہو

آوین ملنے کو اگر باغ ارم کی پریان
بن گئے اون کو بھی مجلس مین ترے بار نہو

تیری دلبر نہ کسی ڈھب سے گرانی آوے
تیری دشمن کے بھی دشمن کو کچھ آزار نہو

تجھکو وہ کا جو کسی کام مین پوری آ کر — تو وہ جو کام کرے اسکو ہنر اوار نہو
سامنے تیری جو یوسف کو بھی بیچین آکر — تو زلیخا بھی کبھی اُسکی خریدار نہو +
مانگتا ہون یہ دعا اپنے خدا سے کہ کبھی — بات جو تیرے مخالف ہے سو زنہار نہو

نت ہنسی اور خوشی ہی ہے انشاء اللہ
میرے والی وہ کسی چیز سے لاچار نہو ++

حق تعالی کی طرف سے جسے امداد نہو — تو وہ گھر تا بقیامت کبھی آباد نہو
حیف جو صحبت دیرینہ تمھین یاد نہو — سب سے کھلکے ہین اور کچھ ہین ارشاد نہو
اب کی قدغن یہ ہوا ہی کہ خبردار کہین — سوزش نغمۂ مرغ چمن زاد نہو +
باؤ کی جھوکے سے بھاگے اُنھین بھڑکایا — کہ چھپا اسمین کہین کوئی پریزاد نہو +
ہے یہ انصاف بھلا خوش ہے رہا بس تو ہی فقط — چھٹ ترے اک متنفس کبھی دلشاد نہو
خانہ آباد جو اجڑے ہوے ہون اُن کو بسا — نہ کرے یہ قصد کہ کوئی کہین آباد نہو
مٹ گیا جب کہ حباب آہ تب آئی یہ صدا — زندگانی ہے یہین جسکی یہ بنیاد نہو
داد بیداد ہے تم کیون نہ کرو ہین فریاد — کسطرح مجھسے بھلا نالہ و فریاد نہو
بیستون پر جو کھلا لالہ تو شیرین نے کہا — مجھے ڈر ہے کہ یہ خون سر فرہاد نہو
شور آغاز کر اے مرغ نواسنج خموش + — یہان کوئی دام لگا کے کہین صیاد نہو
کلیات ایکطرف مجھسے کسی ڈھب سے کبھی — امر خیری مین بھی کچھ بندے کی امداد نہو
تو بھلا سوچ تو کچھ گوشۂ دلین کیون کر — تیری شکوہ کی جگہ اتنے ستم ایجاد نہو

ہجو انشا کو اجازت نہو پھرے وہ نالہ
کبھی بلبل کے فرشتون کو بھی جو یاد نہو

غزل فقیرانہ

لو فقیرون کی دعا ہر طرح آباد رہو — خوش رہو سرسبز رہو تازہ رہو شاد رہو
ایسی غیرت وہ جو ہون شوق سے چٹ کرلو انھین — پر خداداؤن کی کرتے ہوے امداد رہو
قمری باغ بہشت اب جو یہ بے فاختہ ہین — اونھین بھی کہدو کہ تم سر سے آزاد رہو

دیدا اسکی ہے کہ جس نے بنایا سب کچھ
دام میں سے جو چھٹے ہیں انھیں یہ حکم ہوا
جا کے اوروں سے بدو یاد فراموش کیے
صورت آوے جو نظر کھینچ لو اوسکی تصویر
چمن امن و اماں کی تمھیں ہو سیر نصیب

نہ کہ ہر لحظہ فدای گل شمشاد رہو
کہ بس اب گرد در خانۂ صیاد رہو
خود فراموشوں کو مولا مری تم یاد رہو
اپنے اسوقت کی تم مانی و بہزاد رہو
سایۂ اللہ سدا بر سر ارشاد رہو

عیش و عشرت کرو ہر وقت تم انشاء اللہ
حسن چمکا ہے پھر و سب میں پریزاد رہو

فائدہ دل سے تڑپ چھٹ جس سے کچھ حاصل نہو
کیوں بھلا مجھ حال صاحب محمل نہو
فی المثل آئینہ ساں شفاف جسکا دل نہو
تا قتیل زخم تیغ غمزۂ قاتل نہو
تو خفا مجھسے عبث اے ناصح عاقل نہو
ایک تو عشق ہووے اصلا دوسر کا دل نہو
مائل جور و جفا وہ کیوں بھلا قاتل نہو
عمدۂ حق افراد انسانی میں گر شامل نہو
بندہ خانہ میں اگر تشریف لاویں آپ تو
راہ تکا کو چین کیا اے کنھیا جی بغیر
ہے یہی جی میں کہ مر جائیے رند مست
ایک اودھی کارواں پر جا گھڑے ساربان
لاکھ پردوں میں اگر بیٹھے ہیں وہ پردہ نشین
کیا کرے بیچارہ ایسا جستجو والا بھلا +
عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمر خضر بھی
گر سبک روحی بہم پہونچی تو مانند نسیم

کاش ساتوں دوزخیں پہلو میں ہوں تن دل نہو
کیا کرے مجنوں جو اسکے بس میں اپنا دل نہو
دیکھنے والوں کو تسکین اس سے کچھ حاصل نہو
دل کے بدلے کاش اک اخگر ہو لیکن دل نہو
چین تب لوں جو بٹھو کے مجھکو دیتا دل نہو
اے خدا کافر کو دوزخ سے بھی یہ مشکل نہو
جسکے چہرہ پر مروت کا کہیں اک تل نہو
ہستی موہوم کا نقشہ ہی پھر باطل نہو
واہ وا کیا بات ہے مطلب ہی پھر حاصل نہو
واقعی کافور اڑ جائے اگر فلفل نہو
حضرت قاضی کو تو بخش دے پر قائل نہو
ٹک خبر لیجو کہیں لیلے کی یہ منزل نہو
جسکے کچھ آنکھوں میں پردہ شرم کا حائل نہو
راہ بر جس کا کوئی مرشد کامل نہو
صرف گر ہو جائے تو پیدا کہیں ساحل نہو
کوچۂ تنگ رگ گل سے گذر مشکل نہو

ہے یہی نقصان ذاتی موجبِ فخر کمال
گر نہو ناقص تو قدرِ مرشد کامل نہو

درد ہر مشکل کشا کی نام کا انشا جپے +
کیون بھلا دونون جہان کی اسکی حل مشکل نہو

اس شعلہ رو کو ہو دی جب آہنگ آئنہ
سیماب وار اوڑنے لگے رنگ آئنہ

تنے کیا جو صبح کو آہنگ آئنہ
دروازۂ بہشت ہو آہنگ آئنہ

محوِ نظارہ وہ تو ہوا اپنے جمال کا
ہے مثل شہر سبز یہ نیرنگ آئنہ

مجرم ہون اسقدر کہ کہے ہے مری مثال
کیا دیکھتا ہے آئنہ لے سنگ آئنہ

ہرگز پھٹک نہ گرد معاصی سکے اے عزیز
اپنے صفائے قلب سے کو زنگ آئنہ

انشا پھر آج طوطی خوش نغمہ کے مثال
در پیش ان لبون سے ہوئی جنگ آئنہ

ای دود آہ رات نہ ٹہرے وہ بند باندھ
جا کر گلوے مرغ سحر مین کمند باندھ

دیکھے اگر ہی آنکھ تو تعویذ ان یکاد +
بازو پہ اپنے تو پئے رفع گزند باندھ

سونیکا چھلا مور کا پر ہی فقط نہین
اک زر و پوٹلی مین بھی تھوڑی سپند باندھ

اونچی بلا [illegible] پہاڑ و نشست اکھڑ
یکبار قصد قلعہ چرخ بلند باندھ

پر دون کو چھوڑ جسکی نہین احتیاج کچھ
دمی چلو تو نیزے پہ گلگون پرند باندھ

بے حکم مین پلنگ پہ ان کے گیا جو بیٹھ کر
ہاتھون سے میرے ان نے دیئے پیچ بند باندھ

گلمیخین ہین شارون کی اجزر ہون ٹلان جا
گلگون کی اوسکی نقل تب کے نعل بند باندھ

سوتا ہے شیخ ایسی ہی نیند اسکی مونچھ سے
چوہا پکڑ کے ایک پے ریشخند باندھ

انشا غزل ایک اور بھی پڑھ اور اس مین تو
مضمون چمک کے چاند سے بھی کچھ دوچند باندھ

ای آہ چین پیچ وہ محمل کے بند باندھ
گرد انکے تو شرار کے زرین کمند باندھ

سالار قافلہ کے تو اس قافلہ کے ساتھ
جا می جرس کسیکا دل دردمند باندھ

اس شعلہ رو کو دیکھ تو بس جا مشت ریز
مٹھی مین اپنے غنچہ کبھی لا دمی سپند باندھ

ہی موج لالہ جوش پہ اسای باغبان
تو اک مچان بر سرِ شاخ بلند باندھ

شیرین نے خوب رو کے یہ شیرو سے کہا
مت رسم تو مخالفِ دستاورِ بند باندھ

بولے وہ یون رقیب سے آنکھو نہین تیری لگا
تو ٹکٹکی نہ میری طرف ای بو نذ باندھ

انشا بدل کے قافیہ اشعار تازہ لکھ
اور اسمین تو معانی عاشق پسند باندھ

ڈالے جب آنکے مری جھاڑ اور پہاڑ باندھ
یکبار گالیونکا دیا اُن نے جھاڑ باندھ

تشبیہ قد یار سے دیوین جو سرو کو
آن کے گلے سے دیجئے دو چار تار باندھ

پردہ کی ہمسی ٹھہری تو چلون کی آڑ کیا
چلون پر اور دیجے دوپٹے کی آڑ باندھ

سعی و تلاش کب تلک آدل حصول کیا
تکیہ اُسکے در پہ تو سب چھوڑ چھاڑ باندھ

بد کیف یہان تلک ہے کہ اُسکی گلے کو بیچ
گاہے صدا اُسنی نہ بجز نار دھاڑ باندھ

حق مین صبا کی حکم یہی پاسبان کو
جانے نپاوے ہان اُسی لیکر پچھاڑ باندھ

انشا ہنسی کے واسطے کہہ اور ایک غزل
اور اوس غزل مین صرف تو اونکا بگاڑ باندھ

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندھ
گر قصد بوسہ ہوے تو گر اوسکی باڑ باندھ

چوٹی کسی پری کی جو چڑھ جائے دھیان مین
مضمون شعر مین اسے کالا پہاڑ باندھ

لیلےٰ وشونکی گر مژہ یاد آوین تم ابھین
تو قیس نکلے خارِ مغیلان کا جھاڑ باندھ

نے حلقہ ہای چشم کی زنجیر کر درست
پلکون مین کھول موند ہے انکی کیواڑ باندھ

تمثال سے جو آئینہ آباد ہے تو کیا
اوسکو فقط صفا کے سبب تو اجاڑ باندھ

جو وا نہانے انجم گردون کو ڈالے بھون +
اس آہ شعلہ خیز کو انشا تو بھاڑ باندھ +

نیند مستون کو کہان اور کدھر کا تکیہ
خشت خمخانہ ہے یہان اپنے تو سر کا تکیہ

تخت دل کے مسافر سے ٹھہرتے ہین یہان
چشم ہے ہم سے گداؤنکی گدرز کا تکیہ

جس طرف آنکھ اُٹھا دیکھیے ہو جا اثر
ہم تو رکھتے ہین فقط اپنی نظر کا تکیہ

چین ہرگز نہیں مخمل کے اوسی تکیہ پر
اُس پری کی لیے ہو ہو کے پر کا تکیہ

ہاتھ اپنے کے سوا اور تو کیا ہو ہیہات
والہ و دربدر و خاک بسر کا تکیہ

ق

سر تو چاہے ہے مرا ہووے ترے بستر کے
ہاتھ کا بازو کا زانو کا کمر کا تکیہ

یہ تو حاصل ہے کہاں بھیجئے لیکن مجھکو
جسمیں بالوں کی ہو بو تیرے ہو سر کا تکیہ

تکیے بن گئے تری قربان اُڑ گئے صدقے
کیا ہی بیٹھا ہے لگا کر کے سپر کا تکیہ

گرچہ ہم سخت گنہگار ہیں لیکن واللہ
ولیں جو ڈرے ہے ہمیں ہے اُسی ڈر کا تکیہ

گریہ و آہ و فغان نالہ و یارب فریاد
سب کو ہے ہر شب و روز اپنی اثر کا تکیہ

رند و آزاد ہوئے چھوڑ علاقہ سب کا
ڈھونڈھتے کب ہیں پدر اور پسر کا تکیہ

گر بھروسا ہی ہیں اب تو بھروسہ تیرا
اور تکیہ ہے اگر تیری ہے در کا تکیہ

شوق سے سوئیے سر رکھ کے مرے زانو پر
اسکو مت سمجھیے کچھ خوف و خطر کا تکیہ

جب تلک آپ نہ جاگیں گے رہیگا یونہی
سرکیگا تب ہی کہ جب کیجیے گا سر کا تکیہ

لطف ایزدی سے امید ہے یہ انشا کی
کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم عقل و ہنر کا تکیہ

پرچھائیں آپ چال کی ٹک کج کو موڑ دیکھ
گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مڑور دیکھ

پیکان تیر آہ ہے آلودہ زہر سے
بازو نہو تجھ تو مری دلکو توڑ دیکھ

مینے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہوں خیر
بولا کسی سُنا وہی ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ

چوکھٹ پہ اُسکے میں نے جو ٹیکا یہ سر کہا
دروازہ کھولتا ہوں سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑی جو آن نے تجھسے تو توڑی رقیب سے
انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ
یوں مجھسے لگان جتانے نہ ارے بیٹھ

کب تک تو ڈراتا پھریگا ہاتھ میں لے تیغ
غصہ کہیں جانے بھی دے بس خیر اِدھر بیٹھ

تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھیڑنے سب میں
ہے یہ بھی کوئی طور ظرافت کا نرے بیٹھ

کیسا ہی ملا کیوں نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس
کہتا ہوں یہی اُس سے کہ ٹک اور پرے بیٹھ

انشا کہیں ہیں بول مراجی تو کڑھا مت
ست پاٹھے کو اسطرح سے تو سر پہ دھری بیٹھ

ہے مجھکو ربط بسکہ غزالان رم کے ساتھ
چوگون ہوں دیکھ سایہ کو اپنی قدم کے ساتھ

ہے ذات حق جواہر و اعراض سے بری
تشبیہ کیا ہے اوس کو وجود و عدم کے ساتھ

کیا این و ملک و وضع و اضافت کا دخل و ہاں
ہے انفعال و فعل نہ تھی کیف و کم کے ساتھ

دیکھا نہ ساتھ ڈھول کے سولی پر اونکا سر
نخرہ وہ جو بھرتے تھی طبل و علم کے ساتھ

دیکھی یہ جاہ اُن کی اندھیرے کوئیں کے بیچ
پھیکا لپیٹ کشتہ کو اپنے گلیم کے ساتھ

کوی بتان سے طوف حرم کو چلے تو ہم
لیکن کمال حسرت و حرمان و غم کے ساتھ

تھیں اپنی آنکھیں حلقۂ زنجیر کے نمط
پیوستہ ہل رہیں در بیت الصنم کے ساتھ

کہتے ہو دون سے ہوکے اودھر آو دون چلے
کیا خوب کیون نہ دوڑ پڑون ایسے دم کے ساتھ

تم اور بات مانو اجی سب نظر میں ہے
دانتون چلے زبان و بائی قسم کے ساتھ

اب چھیڑ چھاڑ کے غزل انشا اک اور لکھ
ہیں لاکھ شوخیاں ترے نوک قلم کے ساتھ

کیا کام ہمکو سجدۂ دیر و حرم کے ساتھ
مستونکا سر جھکے ہے صراحی کے خم کے ساتھ

اوجانے والے مڑکے ذرا دیکھو اودھر
مانند سایہ ہم بھی ہیں تیرے قدم کے ساتھ

اے رہروان ملک فنا مستعد رہو
تیار ہو رہے ہیں بہت سے عدم کے ساتھ

ایک روپ میں پرے کی مجسم ہو اوسکے پاس
اوڑتی پھری ہے شب کو نسیم ارم کے ساتھ

وحشی تری نگہ کا بیابان کعبہ دیکھ
پھرنے لگا شلنگ غزال حرم کے ساتھ

گو بر گنیش تو نہ ہی ایسی ہے شیخ کے
نسبت نہو وے بھنس کو جسکی شکم کے ساتھ

ہے تب مزہ کہ آنکھ مچول کے کھیل میں
ہم سن کئی ہون لڑکے پری اُس صنم کے ساتھ

والا ہین ہر ایک کو دوڑائے اور مجھے
چپکے سے یون کہی تو لپٹ رہیو تھم کے ساتھ

پھر چور چور رکھکے پکڑ لے جو میرا ہاتھ
دی منہ سے منہ ملا وہیں لطف و کرم کے ساتھ

کم ہوتے ایسی ہم ہیں اوقات اپنی یار
پنجہ ہی کرتے گذرے ہے شیر الم کے ساتھ

مجمع الجمعہ کمیٹی جشنیہ نمبر ۱۲

نزدیک اپنے خر سے ہی ہر ذرہ و بشکی
دون دم مین منہ باندھ اسے چاند نیکو سوچ
ق
ہر چند ہو تفرعن وجاہ و حشم کے ساتھ
رکھی اڑنیچ جو کرا تا م اُمم کے ساتھ

تبدیل قافیہ سے دھوان داراک غزل
انشا سناوے اور کبھی بلغہ کے دم کے ساتھ

منہ دیکھو حور ہو کے جو ایسی پھبن کے ساتھ
اُس مین کہان اکڑ اس بانکپن کے ساتھ

بے تہرای پری تری اس زرد شال مین
آ فرنگا ہوا یہ سلسل کرن کے ساتھ

ہارے جو مجھسے آپ تو بولی یہ بول کر
یوپر مین پانسے رکھدیئے ایک نورتن کے ساتھ

ہٹ تیری راجہ نل کی تو اڑ جاے حق کرے
گنگا سا کوئی سور ہے رانی دمن کے ساتھ

سایہ مین تیری زلف کی مین آگیا کہ تھی
وہان جا گرفتہ ایک پری ہر شکن کے ساتھ

شوہر ہزار بولی گیتی سے چھٹ گیے
عقد نکاح باندھنا اس ہو پن کے ساتھ

ملے نو بہار سچ مین ہو یقین کہ کیا کہون
کس گل کو دون مشابہت اوسکے بدن کے ساتھ

کیا چیز ہے گلاب کلی اسکی جو پلشت
کر بیٹھے تنگ مقابلہ اوسکے دہن کے ساتھ

نرگس مین کیتکے مین نہ بیلا مین نہ چنبین
جو باس ہے رچی ہوئی اُس پیرہن کے ساتھ

چمپان مین ہو گر اس بد نشان مین کہان
ہے نازکی کی بہی جو ایک اسکی تن بیج ساتھ

لونڈی بھی کے روپ سے خالی ہے کون پھلا
یہ نام ملتے جلتے ہین سب یاسمن کے ساتھ

ایسی تو سیکڑون ہین کنیزان یاسر و
آیا چنبیلی اور وہ الچمن کے ساتھ

ہین دیکھے ہین جو عاشق نور محمدی کے
ان کو مناسبت ہے اویس قرن کے ساتھ

ہین جانب الیمن کا سر اٹھ جو تو کسطرح
ہمکو کھلا نہ اُنس ہو یادین کے ساتھ

انشا حسین کے جو غلامون مین ہو وے تعمیں
پیش آوے سب سے کیون نہ وہ خلق حسن کے ساتھ

واغون سے ہی لوین یہ دل بتاب شگفتہ
پھولون سے جیسے ہون گلشن سیراب شگفتہ

بیتابی دل اپنے کو کیا سمجھے ہو سس
اس نسخہ مین ہم کرتے ہین سیماب شگفتہ

اس غنچہ دل کو مرے اسے ابر بہارے
کر دی ہے فقط بو نے تاب شگفتہ

آسودہ تری کشتۂ نظارہ جہان ہین +
کوسون تلک اوس دشت مین قدرت ہے خدا کی
ادن کی قلم آہ زمین پھوڑ کے نکلے

کیونکر نہو دہان خاطر احباب شگفتہ
ہے پیش نظر نرگس شاداب شگفتہ
ہر شاخ پہ ہے دیدۂ بے خواب شگفتہ

پھولون سے مری آہ شرربار کی انشا
ہے باغچہ چادر مہتاب شگفتہ

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ
نہ اڑا جائے کہین ابر بہاری ساقی
مین کہا قتل ہی کر ڈال بلا سے تو کہا
عقدہ خوان خندہ جو تھوڑی سی بھی آجائے تو دن

ہاتھ لیکن نہ کسی دل بیتاب پہ رکھ
سنگ فرش لٹے چادر مہتاب پہ رکھ
ہاتھ تو میری تو شمشیر سے تنگ آب پہ رکھ
جوڑی سونے کی گردون کی کمبخت محراب پہ رکھ

سب مطالب تری حاصل ہون انشاء اللہ
ہر گھڑی اپنی نظر حضرت وہاب پہ رکھ

رکھتے تھے جو فقرا اپنے یقین پر تکیہ
ل گدایان فلک تہ سے اپنے تو نکر
بیخبر آپ پڑے سوتے تھے ایسے ہی کہ رات
مست خواب مے عشق ہی [illegible]

باندہ بیٹھے وہ در عرش برین پر تکیہ
خدمت بادشہ روی زمین پر تکیہ
آرہا تھا وہ سرہانے سے جبین پر تکیہ
پھینک مارے ہی رخ شیخ حزین پر تکیہ

آہ جب اپنی ملک بن کے اڑی ہے انشا
تب وہ وے بیٹھے ہے جبرئیل امین پر تکیہ

کیون نہ پھر شاہ پہ غالب ہو گدا کا سایہ
لیکئی جان اڑا ایک پری کی کا کل
عرش سے پھرتے تلے سدرہ کی جبرئیل کے پاس
سب پہ روشن ہے یقینا کہ بہر صورت ہے
یون ہی نکلے ہے صدا عرش کے دروازہ سے
کچھ تو یارون سے بھی واحد ہو کہ تا روز قیام

ہان قدم بوس کو جھکتا ہے ہما کا سایہ
پڑ گیا مجھ پہ غضب طرفہ بلا کا سایہ
تھم رہا ہے مری اس آہ رسا کا سایہ
منجلی آئینہ سے اہل صفا کا سایہ
جبکہ پڑتا ہے گروہ فقرا کا سایہ
کیون میان عرش پہ ہے تجھ پہ خدا کا سایہ

یا الٰہی سر انشاؔ پہ رہے حشر کے دن
اوسکے آقا ہی کی دامان قبا کا سایہ

اے عشق کیا عجیب ہے سرکار کی شبیہ
اللہ جیسے حضرت مختار کی شبیہ

آہ اپنے خامۂ پر جبریل سے مدام
کھینچے ہی اوڑکے جعفر طیار کی شبیہ

لوح جبین وجد پہ مین دیکھتا ہون ایک
لکھی ہوے غضنفر خونخوار کی شبیہ

اے حضرت جنون ادھر آؤ کہ آپ مین
سوجھی ہے مجھکو اودوار کی شبیہ

رتبہ کھلے جو تجھپہ فنا فی الرسولؐ کا
تو سب مین سوجھے احمدؐ مختار کی شبیہ

اے نقشبند کن فیکون ایک کھینچ دے
بندی کے دل پہ حیدرؓ کرار کی شبیہ

داتا ہماری کھینچتے ہین دود داغ سے
میان لوح دل پہ ابر گہربار کی شبیہ

صدقے مین اس مصور قدرت کے ای خیال
کھینچی ہے جس نے گردش دوار کی شبیہ

ہوتا اگر اختیار تو انسان کھینچتا
آنکھون پر اپنے صورت جبار کی شبیہ

کہتے ہین قرص مہ جسے سو آفتاب نے
لکھی ہے چرخ پر ترے رخسار کی شبیہ

ہردم یہ سوچ آپ کی اے شیخ مکہ ریش
دکھلاتی ہے مجھے ذنب الفار کی شبیہ

واہ اے میان محمدی عاشق شبیہ کش
کھینچی ہے تم نے یون مرے دلدار کی شبیہ

انشاؔ تو آگے اور قوافی مین لکھ دیا
اب اور بھی معانی اشعار کے شبیہ

دکھلا نہ مجھکو یوسفؑ یعقوبؑ کی شبیہ
طالب ہون دی مجھ مرے مطلوب کی شبیہ

ساقی اس ابر شیشہ مین تصویر برق ہن
آتی نظر ہے بارش مقلوب کی شبیہ

پانی کا منھ چڑھا کے وہ کہتا ہے واچھڑھی
تحریر میری آپ نے کیا خوب کی شبیہ

محبوب انھین کہا تو مربع سے ڈھونڈ ڈھانڈ
دی آپ نے مجھے میان محبوب کی شبیہ

آتی ہین یاد حضرت یوسفؑ کے قبلہ گاہ
اے صبر کھدے ہاتھ سے ایوبؑ کی شبیہ

ہے ہین اپنے دیکھے جا آنکھ اٹھائین
کھینچ ایک ورقہ راغب مرغوب کی شبیہ

پڑھ اور قافیون مین اب انشا تو وہ غزل

گویا ہو جس سے شاہد محبوب کی شبیہ

لکھی وہ پری اس دل مہتاب کی شبیہ — کھینچی ہو جسنے طائر سیماب کی شبیہ
عاشق کو گر غریق کیا چاہیے تو دے — کھنچوا دی اپنے ناف کی گرداب کی شبیہ
ہونٹوں کی تیری یاد میں آہیں جو کھینچیے — تو وہ دکھا دیں دود کباب کی شبیہ
تارے بنیں جو چہرۂ سرخ پہ نقاش صنع نے — لکھی ہے تیرے سند کمخواب کی شبیہ
گر آوزہ مانہ ہے تو کھوڑی سے خیال — اس بت کی مجھکو نقرہ مہتاب کی شبیہ
دیکھی جو جنگ عشق میں عاشق کو سو کہی — رستم کی ہے یہ شکل یہ سہراب کی شبیہ
ہے زور طاق ابروی جانان جوں ہلال — اور اسکی ہاتھ کعبہ کے محراب کی شبیہ

انشا بہار اور قوافی کی اب دکھا
کھنچ جائے جس سے گلشن سیراب کی شبیہ

رو دھوٹا مرغ ناسوت کے شبیہ — تا سوجھ جائے عالم لاہوت کی شبیہ
باریکی قلم پر اب اسکے تو کر نگاہ — تار نظر کی کھینچی ہے جو سوت کی شبیہ
گر اپنے لعل لب تو دکھا دے تو میں ابھی — چولھے میں جھونک دوں ہیاں یاقوت کی شبیہ
میں کانپتا ہوں دیکھ کے تصویر عشق وای — ق — یہ دیو کی شبیہ تھی یا بھوت کی شبیہ
سر جھاڑ منہ پہاڑ لیے اپنے ہاتھ میں — عاشق کے شاسیانہ ۳ بوت کی شبیہ

انشا بنا اب اور قوافی کہ جسکو سن
بول اٹھے واہ عاشق مبہوت کی شبیہ

کھنچوا کے داغ سینہ مایوس کی شبیہ — کہتا ہوں لو بہشت کی طاؤس کی شبیہ
لی کھینچ لوح دل پہ مرے آپ اے صنم — بتخانہ و برہمن و ناقوس کی شبیہ
مت جان لے سحاب یہ کھینچی فلک نے ہی — اس دل کی ابر حسرت و افسوس کی شبیہ
غش ہو کے گر پڑے نہ احباب کہیں کہیں — آنکھوں میں آن کی آگئی مجبوس کی شبیہ
رکھ دوں گا تجھے اے حجر الاسود آن کر — میں ایک صنم کے پائے بوس کی شبیہ
ہوں مشہد مقدس آقا کے وصیاں تک — میں کیا کروں گا بادشہ طوس کی شبیہ

انشا لغات اور قوافی میں اب وہ بول
لامع ہو جس سے صاحب قاموس کی شبیہ

پڑھا آئینہ میں شاعر مرتاض کے شبیہ
بولی کہ میں ہون مبدءِ فیاض کی شبیہ

ہے علم حق صفحۂ تصویر پر رقم
سب جون کی تون عباد کی اغراض کی شبیہ

کھینچے ہے لا ہی جو ہر سے لا آئینہ میں
بیان غیر حق کے واسطے مقراض کی شبیہ

میں ہاتھ چوم لون تری گر اپنی شبیہ کش
دی کھینچ مجھکو اوسکی تو اغماض کی شبیہ

آتی نظر ہے اے مرض عشق کے طبیب
آنکھون میں تیرے جیسے نباض کی شبیہ

انشا جنھین کہ دید ہے یان وہ بقید جسم
ہین دیکھتے جواہر و اعراض کی شبیہ

کسی سے اٹھ سکے کیا مجھ جلاوطن کا بوجھ
گر عشق ہے میرے کاندھے پہ لاکھ من کا بوجھ

نظر کر اپنی تواضع پہ اپنی بنیون کی نیو
جو عوج ہون تو اٹھا لون بڑے بدن کا بوجھ

ہلا کی قاف کو ہر چند ہون اٹھا سکتا
پر اپنے سے نہین اٹھتا کڑی سخن کا بوجھ

سما و ارض سے اٹھا نہ جب بہ امتحان
پڑا امانت خلاق ذوالمنن کا بوجھ

سحر صبا نے بھی سر سے ہے دوش پر پٹکا
نہ تھم سکا جو تری بوی پیرہن کا بوجھ

اگرچہ بیاہ کے دن گود مین تو لے آیا
نہ راجہ نل سے پھر اوٹھا دمن کا بوجھ

سوائے حضرت اورنگ زیب عالمگیر
سنبھال کون سکے لشکر دکھن کا بوجھ

بڑا غضب ہے کہ تجھ سے جوان سے انشا
جو اٹھ سکے نہ خم بادۂ کہن کا بوجھ

وہ شالہ کیا جسے کس گل کا دستہ
گر عشق کا اگر ہو فوج بلبل کا دستہ

کیا اون نے فیتون اُسی پیرہن کا
نہ ٹھہرا قبا مین جو کاکل کا دستہ

تکبر سے آقا کے دست متانت
ہوا پیش فیض تامل کا دستہ

لگی کاشت چکن مین ابریشم کی
اٹھین شیشہ ہائے پر از مل کا دستہ

جو خالی کرون ترکش آہ حزین کا
تو بھاگے کمانداز زابل کا دستہ

اگر سرکھی شیخ کا تو سنگھا دون
کہین سے بنا لائے ہیں کا دستہ

پھر ایک صوفی نے ایسا ہی نعرہ
کہ لٹ بٹ ہوا مجلس قل کا دستہ

یہ دل ہا دل اشکون کی ہین ہائے نکلا
غلامان سلطان کابل کا دستہ

ثوابت سی الخالق چرخ پر ہے
یہ ٹانکا ہوا خالق کل کا دستہ

جو افیون کھینچے کا پڑا ہوا دسیر
لگا رکھیے اپ ایک سنبل کا دستہ

نکالا ہے او نمی نگاہون نے انشا
غضب تیرہائے تاتل کا دستہ

ہین آپ جیسے یوسف کنعان بعینہ
چھب آنکھ ناک موکھ لب و دندان بعینہ

ہے جلوہ گر پری کی طرح تیری چال ڈھال
ٹھوڑا وہ گات سیب زنخدان بعینہ

کوچے کو تیری کیون نہ کہون راہ کعبہ مین
ریگ روان و دشت مغیلان بعینہ

کھاوے تلاش اپنے سے جو لقمہ حلال
ہے وہ تو تاج حضرت لقمان بعینہ

آزادگی سے کیون نہ سروکار ہو ہمین
ہے قد یار سرو خرامان بعینہ

کچھ شکل ظاہری ہی پہ ہین منحصر کہ ہے
سیرو جبھی تو صورت انسان بعینہ

مجنون سیاہ خیمہ لیلی کے دھیان مین
ہے تیری جبھ شام غریبان بعینہ

ہے حسن خلق نا لسم ملک جہانیان +
ق بے شبہ جیسے فصل بہاران بعینہ

محفوظ ربخ تحط سے رکھے جو خلق کو +
لاریب ہے وہ یوسف کنعان بعینہ

عالم مین جس کو ایسی سعادت علی نے دی
بانند ابر ہے وہ دُر افشان بعینہ

انشا ہے وہ صدر وسی سال جس سے ہے
ہندوستان مقابل ایران بعینہ

جگر مین ہوگئی کھا کر تری سنان نگاہ
بسان پردۂ بادام سب نشان نگاہ

نگاہ لطف نہ کیجے مدام ہمیہ اگر +
تو حذف نون سمجھیے جو درمیان نگاہ

ستم سرا تری بھی بت کیجیے کہ عاشق کے
لیا ہین آہ ہین بیٹھے نیمان نگاہ

زمانہ زیر و زبر ہو گیا برائے خدا
نہ منتظر عام کرائے نا درجہان نگاہ

ملا جو تجھ سے تو لوگ سب بولے
کہ جان دینے کو سہو کی فرشتہ خان نگاہ
تھنوں صبر و تحمل کو لوٹ لیتی ہے
غضب ہے آپ کی یہ چین قلیچ خان نگاہ
جہان کو فیض ہے عشاق کی نگاہوں سے
بجا ہے انکو اگر کیجے خواجگان نگاہ
چلا جو وادی مجنون سے ناقۂ لیلا
تو اوسکے ساتھ ہوا ایک ساربان نگاہ
خیال نرگس ساقی میں کیا عجب کہ مجھے
بعینہٖ چشم نظر آئیں آہوان نگاہ
لڑیں جو چار کی انکھیں تو یہ ہوا معلوم
کہ تحمل آہ بھی ہے سرو بوستان نگاہ
ہوا نہال زمانہ جناب عالی کا
برس پڑا وہ جدھر ابر ورفشان نگاہ
تل ایک حور بہشتی کے آنکھ کا ملا ہے
کریں تب اسکو پرزاو شیشہ دان نگاہ
بہار نرگس ساقی سے اب نہ مانگیں
گل سپید باغ و گلستان نگاہ

نسیم نرگس شہلا یہ بولی اے انشا
حضور آپ کے ہیں یہ ری عظیم الشان نگاہ

کی جو شرما کے اوٹ تکیہ کی
لگ گئی اون کو چوٹ تکیہ کی
آنسو بھر لا کے سب فرنگی جو پر
پھر تو ڈالے کھسوٹ ٹانکیہ کی
اوسکی زلفوں کی بو سے ہی اپنے
باس پر جان لوٹ تکیہ کی
لگ گئے ہم پلنگ پر اوس کے
شکل شب لوٹ پوٹ تکیہ کی

شیخ پھولو کی یاد ہے انشا
اور ظالم وہ گوٹ تکیہ کی

لگا کر گلے رفع و لگی طپش کی
بڑی آپ نے آج یہ پرورش کی
کہا میں نے سیر چمن کو چلو تک
لگی کہنے سن بات کر اس روش کی
یہی پانوں جانے میں آوشت نہیں
مرا ساتھ خاروں نے کیا نہ خلش کی
طبیعت کو وحشت نے گھبرا لیا ہے
جنون نے غرض پھیر سے ہم سے خلش کی

اوسی وو بچے رات کو کھینچ لا یا
تڑپنے نے انشا کے ایسی کشش کی

چوٹی وہ بلا قہر کہ جو ناگ کے جی لے — تسپر یہ غضب اور پیچ بھی ڈھیلے
گر ہاتھ لگاؤں خطر جان مجھے ہے — کھیلے وہ ترے زلف نے جو کالی کو نیلم
شبنم شب یلدا پہ پڑی ٹوٹ یہ جاتا — دیکھو جو نہانے میں ترے بال کھلے
مینا ہے سرخ یہ ساقی سے کہے ہے — ایک قاشق خون رکھتی ہاں چاہے ہو سو پی لے
گالی سے رکا اسکی جو غضب میں تو یہ بولا — معلوم ہوا آج کہ تم سخت ہو [illegible]
اللہ ری رنگت تری بھلا ری نزاکت — بوسہ کی تو ہم نے سرکار ہو [illegible]

مقصود جو دوست ہو تجھے دونوں جہاں کی
انشا تو ابھی اُڑ دے کے دامان جھلے

گل بادبہاری نے سو کر ہو گلابی کی — اس پردہ میں آنکھ لگے روح [illegible] کی
جون موج ہوا اپنا تھا ہوش بھی اڑ رہے — اے نکہت گل تو نے کھیون اتنی گستاخی کی
مطرب تجھال اسکے تاپیچ ہیں [illegible] — تار رگ جان کھینچے [illegible]
بجلی کی پڑی دلسی کیون شعلے نکلتے ہیں — چاہو کہ کنارے ہو تجھ جانے [illegible] کی
انداز و ادا اسکیو بر قتل ہے کرتے ہے — ایک غنچہ کی وضع تیری دستار گلابی کی
تقصیر ہے اس دل کی نے جرم محبت کچھ — پھر بھی [illegible] خانہ خرابی کی
ڈاڑھی کے منڈانے کو اندر سے جو فرمایا — زاہد نے کہا اچھا جو کچھ [illegible]

بو باس نکلتی ہے کچھ شعر میں انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی [illegible] کے

شب خانۂ رقیب میں تا صبح سو چکے — اب فائدہ مکرنے سے ہم دیکھ تو چکے
سرگرم اختلاط رقیبون سے ہو چکے — ناموس ننگ و نام غرض آپ کھو چکے
ق
کہتے ہو جنس دل کے ہماری بتائیے — بولو تجھے ہو تو قیمت کہو چکے
قیمت ہی ایک بوسہ وہم نقد ایسی جی — تم چاہتے ہو مفت میں کچھ لو نہ دو چکے
رونا ہی تھا یہ جب انشا ہی ہو ازعشق — مہربان چشم مجھے تو ڈبو چکے
تاب و تحمل شب ہجران نہیں مجھے — تم مشفق ایک بار بھلا دیکھ تو چکے

پھر جاں پوچھتے ہو جاتا ہوں جائیے
تشریف لے سدھاریئے ہم دلکو دے چکے

حیران سی تمہے سے آنکھ لڑی اشک چشم کے
ہاتھ اپنے ہم تو دیدۂ و دانستہ دھو چکے

واللہ ہم بھی تنگ ہیں اب کاش اے صنم
جو کچھ نصیب میں ہو کہیں جلد ہو چکے

میں چاہتا ہوں آپ کو پیر گرتے سوالیں
قیمت جو دل کی ایک ہی بوسہ پہ کو چکے

غیروں سے بات چیت ہی کیجے ہی مانگی
یہ حال ہی تو خیر مجھے آپ کھو چکے

خواب عدم سے شور جنوں نے جگا دیا
انشا بس اور نیند کہاں خوب سو چکے

چند روز رہت کو فراق صنم و دیر تو ہے
چلیے پر کعبہ بھی ہو آویں ذرا سیر تو ہے

کس سبب کسلئے کیا فائدہ چھیڑو ہو مجھے
جرم و تقصیر و گنہ واسطہ کیوں خیر تو ہے

ہے سنا میں نے بہت خوب بھلا سمجھونگا
تیری صحبت میں لگا بیٹھنے اغیار تو ہے

تیر فنی میں تری دریا کی عجب تھا کل لطف
پھر وہی سیر ہمیں آج جو پھر تیر تو ہے

دل نہ اوڑ جائے کہیں دام سے تیرے صیاد
گرچہ پر مردہ ہے یہ صید ولے طیر تو ہے

دوستی کا جو گماں تجھے ہوا اسکا کیا دخل
ہاں سچ واقعی انشا سی تمہیں بیر تو ہے

غیر کے ایک اشارہ پر اٹھگئے میرے پاس سے
تسپہ یہ مجھسے پوچھنا اٹھگئے ہو کیوں اداس سے

خوب جو وحشیاں چڑھگیا بوس و کنار کا خیال
اپنی تو اعتقاد میں کم وہ نہیں مساس سے

بوئے نگار کی جھکور کی باد صبا جو لے گئی
نکہت گل کے ای بہار اوڑ گئی کچھ حواس سے

ساتھ کے جتنے تھے ہمصفیر اپنے سب بے رو دیا
ایکدم سرد جو بھرا میں نے کماں یاس سے

کون کبھی روک کی آپ کی ساتھ میں چلوں
موڑ دیگا تو منہ نہیں بندہ بھی تو پچاس سے

چیخے ہی حلق سا قبا چھالی زبان میں پڑ گئے
ہو گئی منھ خشک دیکھ حال ہوا یہ پیاس سے

رخت برنگ غنچہ کیوں چاک کروں نہ یہ قبا
کھینچے ہی تجھکو بر میں تنگ دیکھ تو کس لباس سے

آپ کے اس حباب کو مہر و وفا سے ربط کیا
بندہ نواز ہے بعید اپنے تو یہ قیاس سے

اٹھتے ہیں خفتگان خاک خواب عدم سی چونک چونک
موج نسیم کو ہی یار آج تو تیری باس سے

اپنے نام سے مرا بزم میں دین جو گالیاں
تاڑ لیا سبھوں نے کچھ ہم بھی ہیں روشناس سے

سچ یہ آفت تری یہ سچ یہ خوش اندامی ہے
کہ نظر بھر کے تجھے دیکھے تو بدنامی ہے

صبح تو آ رچلی تھی لیک ترے دیکھنے کو
ایک دم اور بزور آنکھوں میں ٹک تھامی ہے

کام مطلب سے کسیکے نہیں رکھتے صاحب
ہمکو منظور فقط اپنے ہی خودکامی ہے

جام کبھی پینے کو دیتا ہے یہ سب کو فتوے
اس گھڑی پیر مغان مولوی نامی ہے

جذبۂ عشق ہے گر لا دے تو لا دے تجھکو
ورنہ یہاں اسکی سوا کون مرا حامی ہے

شیخ صاحب کی ذرا ایچ کیطرف کیجو نظر
گر بڑی ڈاڑھی ہیں سو بھی گنگامی ہے

گر نہ کیجے جو لوازم ہیں جنون کی انشا
پختہ مغزان محبت کو بڑی خامی ہے +

غیر کے مونڈھے پہ تم ہاتھ جو دھر بیٹھ گئے
ساتھ والون کو پوچھا کہ کدھر بیٹھ گئے

کچھ ضعف صدر و نغال اپنی نہیں خاطر میں
مست مدہوش ہیں ہم جیسے جدھر بیٹھ گئے

آہ جون شعلہ نہ بالیدہ ہوئے اخگر دل
کچھ چمک اپنی دکھا مثل شرر بیٹھ گئے

ضعف اس حد سے ہمیں ہے کہ کہیں گر آیا +
سایہ و تکیہ دیوار نظر بیٹھ گئے

طاقت طے مسافت نہیں اب ہمتو یہاں
تھک کے لے قافلہ سالار سفر بیٹھ گئے

ہیں یہ تعظیم سمجھتا ہوں سنا بندہ نواز +
آپ اُٹھتے تھے مجھے دیکھکے پر بیٹھ گئے

اپنی مجلس میں مجھے دیکھکے غیروں سے کہا
دیکھیں گا انھیں کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے

اُٹھ کے دلدار کو رخصت تو کیا پر دل ہی
رکھ کے ہم دست تاسف کو بسر بیٹھ گئے

سنکے یہ تیری غزل بزم میں انشا سبکو
جو اُٹھنے کو تھے اہل ہنر سو بیٹھ گئے

کل بھی محفل سے ترے ہم نہ ٹلے بیٹھ گئے
بولے اُٹھ اُٹھ سبھی یہاں تک کہ گلے بیٹھ گئے

رشک کرتی ہیں سدا اُن سے ارم کی حوریں
تیری دیوار کے جو سایہ تلے بیٹھ گئے

روٹھ کر اُٹھنے لگی ہے تری لیکن سو بار
ہو کے ہم رو بقفا ٹک جو چلے بیٹھ گئے

ہے تو وہ شعلہ برق آہ کہ لاکھوں جس سے
خرمن صبر کے انبار جلے بیٹھ گئے +

چال اپنی تو یہ ہے رات کو اٹھ سو سو بار
ہو کے ٹھٹھر اپنے ترے تلووں سے مل بیٹھ گئے

کہ دلاور بہ تبدیل ردیف ایک غزل
قافیہ اسکے بھی دلچسپ ہیں لے بیٹھ گئے

آج انشا کی بڑی خیر ہوئی غصہ میں آپ
کھینچ کے تلوار تو اٹھے تھے ولے بیٹھ گئے

طپش دل ہی سے ہم تنگ گلے بیٹھے ہیں
چھیڑ مت شعلۂ گل بسکہ جلے بیٹھے ہیں

آہ کی دھونی لگا در پہ ترے خاک نشین
راکھ جوگی کی طرح منہ کو ملے بیٹھے ہیں

سردی و گرمی و برسات جو ہو باقسمت
تیری دیوار کے ہم سایہ تلے بیٹھے ہیں

پاسبانوں نے بہت آکے اٹھایا ہمکو
اپنی ہم دل کے ہٹائے سے دبے بیٹھے ہیں

آپ جو چاہیے فرمائیے ہم تو چپ کے
کیا کریں خیر جو کچھ بس نہ چلے بیٹھے ہیں

در دولت سے ترے بندہ درگاہ بھی آج
ٹالنے سے تو کسیکو نہ ٹلے بیٹھے ہیں +

سیر گلشن کی تکلیف ہمیں دے انشا
کنج عزلت ہی میں ہم اپنی بھلے بیٹھے ہیں +

غزل در بحر ہزج اشتر

برق شعلہ زن چمکی ابر بھی خروشان ہے
گرم اسکے ہی ساقی بزم دردنوشان ہے

اسقدر شکر رنجی ہے بہم کہ کچھ ہم سے ہم
بولتے نہیں مطلق محفل خموشان ہے

بیان کیسکی کوئی بات تک نہیں سنتا
غور کر جدھر دیکھو وہ جو خود فروشان ہے

نکہت بہار آئی اب جنون کی ہے شورش
عشق شیشۂ دل میں مثل بادہ جوشان ہے

نغمہ رباب و چنگ ساز کر تو لے مطرب
عرش سے پرے یہاں اب فکر تیز ہوشان ہے

شیخ جی شغال آسا تھم ہوا صحو رو باہ
شکل قاضی و واعظ جون دراز گوشان ہے

کم نہیں خیانت سے بنگ بنرا لے انشا
بات سنکے پی جانا کار عیب پوشان ہے

سبزہ کیا خاک شہیدان سے ترے خاک اوگی
جا بجا گل جا ہے وہاں ہے دل صد چاک اوگے

جس جگہ پھوٹ بہی غم سے جگر کا انگور
سینکڑون کوس تلک وہان شجر تاک اوگے

کیا عجب کہ جہان منتظر اوسکے رو دوین
جای نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اوگے

دامن زین سے تری صید جہان چھوٹ پڑے
سبزہ اوس بادیہ کا صورت فتراک اوگے

سایۂ قامت لیلے نہ پڑی اور افسوس +
تربت قیس کے تہ سے خس و خاشاک اوگے

آکے پینک مین جہان اونگھ رہے افیونی
پھول اُس باغ کا جون کاسۂ تریاک اوگے

آہ نکلی دل پر داغ سے انشا تو دہین +
تختۂ لالہ تہِ گنبد افلاک اوگے +

کب چاہون ہوئین صرف ملاقات کی ٹھہرے
تب خوش ہو مرا دل کہ جب اس بات کی ٹھہرے

دو باتین کرون عرض مین خدمت مین تمہارے
صحبت مری اور آپ کی گر رات کی ٹھہرے

یہ تو مری چڑھی ہی کہ کن انکھون سے دیکھون
اور اورون سے یون تم سے اشارات کی ٹھہرے

ہین ہم بھی بھلے آدمی آکے ہین ترے پاس
آنکھین نہ چرا کچھ تو مدارات کی ٹھہرے

بوسہ ہی ترا قے کا مزہ کی کوئی گالی +
جھڑکی ہے تبسم ہے غرض گھات کی ٹھہرے

آتا ہے یہی جی مین کہ دستار گرو رکھ
پھر آج ذرا سیر خرابات کی ٹھہرے

جون شعلہ برق آہ نکلتی ہے جگر سے
لے ابر مژہ دیکھین تو برسات کی ٹھہرے

نیند اوڑ گئی انکھون سے چھ اس رات تو انشا
اُس شوخ ستمگر کے حکایات کی ٹھہرے

پئے تعظیم اشک اسطرح آہ سرد اوٹھتی ہے
کہ جیسے قطرہ افشانی سے بوے گرد اوٹھتی ہے

گرہ حسرت کی ہر تار نفس مین پڑ گئی جس سے
یہ کیسے ہوک ہر دم اے دل پر درد اٹھتی ہے

سپہ مجنونکو ساتھ اپنے اوٹھایا داغ غم نے یون
لپٹ کر گھر سے کاغذ کے جیسے فرد اٹھتی ہے

ہوئی امید حاصل لشکر جاے گریہ ہے لیکن
کہ رخصت کی لیے اب یاس غم پروردہ اٹھتی ہے

ظہور مہدی دین کا سنین گے آج کل مژدہ
خدا کے فضل سے اب صف نامرد اٹھتی ہے

فتنی مین لے ہی اورتی ہی نکل پردہ سے مینا کی
عروس شرم گو گر دخت رز بے پردہ اٹھتی ہے

خموش اے دل صداے دلخراش نغمۂ بلبل +
بگلبانگ شگفت غنچہ ہاے ورد اوٹھتی ہے

ق

طپش خاکستر عشاق سے جون شعلۂ آتش ٭ زمستان مین بہنگام شدید والبرد اٹھتی ہے
مسیحا کا مگر اعجاز ہے پانسون مین چوپڑ کے ٭ کہ مرجاتی ہے ہو پھر زندہ ہر ایک نرد اٹھتی ہے
بھلا اتنک وادی مین جا بس آج تک فرہان سے ٭ صدای نعرہ ہوی بیابان گرد اٹھتی ہے ۔

ہنوز اوس وشت غربت بیچ اوسکی خاک آندھی سی
برنگ سرخ و سبز و نیلگون و زرد اٹھتی ہے ۔

آنے اٹک اٹک کی لگی سانس رات سے ٭ اب ہے امید صرف خدا ہی کی ذات سے
ساقی ہوا ہی میرد کو تو سرسری بجان ٭ کیفیت اسکی پوچھ نبات نبات سے
اپنا صنم وہ فہر ہے اے برہمن کہ گر ٭ دیکھے منات کو تو گرا دیوے لات سے
کل سے تو اختلاط مین تازہ ہے اختراع ٭ رکنے لگے ہین آپ مری بات بات سے
پیش آئیے بشفقت و لطف اس سے شیخ جی ٭ بنت العنب کو چاہیے اپنی تبات سے
حاصل کیا جو ہم نے قدمبوس پیر دیر ٭ آتی صدائے عشق در سومنات سے
ہین واجب الوجود کے انوار عشق مین × ٭ اوسکی صفات ذات ہین ممکنات سے
اشعار طبع زاد مری سن کے شیخ وہ ٭ کہنے لگا کہ فائدہ اس مہملات سے ×
مطلق ملا کے آنکھ اودھر دیکھتے نہین × ٭ آتے نظر ہو آج بھی کم التفات سے

انشا نے آلگا ہی لیا تمکو بات مین ×
ظالم وہ چوکتا ہے کوئی اپنی گھات سے

کنایہ اور ڈھب کا اس مری مجلس مین کم کیجے ٭ ابھی سب تار جاوین گے نہ ایسا تو ستم کیجے
تمھارے واسطے صحرا نشین ہون ایک مدت سے ٭ بسان آہوے وحشی نہ مجھسے آپ رم کیجے
مہاراجونکی راجہ انجیون ڈنڈوت ہے تمکو ٭ یہی اب دل مین آتا ہی کوئی پوتھی رقم کیجے
گلے مین ڈال کر زنار قشقہ کھینچ ماتھے پر ٭ برہمن بنئیے اور طوف در بیت الصنم کیجے ×

ق

کہین وکلی لگاوٹ کو جو یون سوجھی کہ ٹک جا کر ٭ قدیمی یار سے اپنے بھی خلطہ کوئی دم کیجے
تو اونگلی کاٹ دانتون مین پھلا نتھنے رہاندی ہو ٭ لگا کہنے بس اب میری ٹبھائی پر کرم کیجے
پھڑکتا آج بھی ہم کو نہ پر سو نکی طرح رکھئے ٭ خدا کے واسطے کچھ یاد وہ اگلی قسم کیجے

ملنگ آپس مین کتنے تھے کہ زاہد کچھ جو بولے تو
اشارا انکو جھٹ سوی نر انگشت شکم کیجے

کبھی خط بھی نہ لکھ بھیجا پڑھایا آپ کو کس نے
کہ الفت دوستی انشا سے ایسی یکقلم کیجے

فقیرون ساتھ یہ تعلیم یعنی خم چ کم کیجے
نہ اُٹھیے مرشد اللہ بیٹھیے وا آتا کرم کیجے

جنون اے میرے مرشد ہو اگر مرضی تو یا مولی
و ربیت الصنم کے پاس وقفہ کوئی دم کیجے

زیارت کعبۂ دل کی اگر منظور خاطر ہو
تو آنکھیں موند یا موجود ٹک گردن کو خم کیجے

فنا فی اللہ کی رتبہ سے باہر جو آ گا ہی
تو کچھ جینے سے خوش ہوجیے نہ کچھ مرنیکا غم کیجے

وجود وحدت باری مین ان افراد کثرت کو
قیاس سچ و گرداب حباب و آب یم کیجے

پردہ داری ہے جسمین ڈھیر ہے مجنون سے مرشد کا
اگذرئیے یہان سے اگر سائین تو سجدہ ہر قدم کیجے

گدایان خرابات مغان کا زور عالم ہے
جو سبزہ کھینچ انکا تو میر جام جم کیجے

نہین اس شہر مین کوئی جو آنا دو نکا طالب ہو
او واسا کسی اے وحشت بن اب تک کیسے رم کیجے

ذرا اب تخت رب العالمین کو دیکھ چلکر
پھر آگے پڑھیئے وہان سیر گلزار ارم کیجے

کلیسا مین بہت کی بت پرستی بالکو دیکھو
چلو ٹک بستر اکاندھے پہ کس طوف حرم کیجے

غزل تو وہ لکھی انشا اب اپنے پیر و مرشد کی
دعا مین ایک مخمس منقبت کا بھی رقم کیجے

مخمس

جہان مین مثل تیمور اور بابر محتشم کیجے
مسخر جلد قبضہ مین عرب سے تا عجم کیجے
ورد و سورہ انا فتحنا پڑھ کی دم کیجے
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے
امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

کیا دو ٹکڑے جس قوت سے تم نے چیر کر اژدر
ہوا مفتوح جس حملہ سے تنہا قلعۂ خیبر
اسی ڈھب سے غرض ایک نعرہ اللہ اکبر کسا
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے
امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

تمہارے آسرے چھٹ کچھ نہین یہان ہیچ جز مطلق
کہین تشریف فرما ہو کہ تا جلدی سے ہو رونق
ولا دو کافرون سے چھین کر فی الحال اسکا حق
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

رسول اللہ اور تم ہو ہم اک روح دو قالب — مطالب کیوں نہ ہوں انکی جو ہو وے آپکا طالب
خدا کے واسطے ٹک آ کے یا ابن ابی طالب — سلیماں کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

کہاں تک وہ سہی بیہان کشاکش کے اٹھیئے — کمک کو اس غلام اپنے کی اتنی دیر کیا معنے
تماشا اک ید اللہی کا دکھلا دیجئے یعنے — سلیماں کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

سدا وہ چتر و تاج و تخت و فوج و ملک اور دولت — نشاط و جشن و عیش و طول عمر و سرخوشی صحت +
یہ سب اسکو عطا فرمائی بقدر یا حضرت + — سلیماں کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

دعا کرتے ہیں اب تو یہی حسب المراد اس کا — کہ ہو وہ بادشہ اور میر بخشی خانہ زاد اس کا
عنایت ایسی ہی کیجے کہ دل ہو شاد و شاد اوسکا — سلیماں کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

آتی تھی کم عور مجھے دیکھ ہٹ گئی — دانتوں کی نیچے داب زبان چٹ پلٹ گئی
آہٹ کو میری تاڑ کے چوکھٹ سے جھٹ اچک — جھٹ پٹ وہ ہٹ کو اڑ کے پٹ سے چمٹ گئی
آئی نسیم صبح جو گل کوئے یار سے — ہمراہ فوج ہوش کی لے غٹ کی غٹ گئی
تھی سلسلاہٹ ایسی ہے کچھ نرم گات میں — جب وہاں نگہ کا دھیان پڑا جھٹ پٹ گئی
شب میں نے جو میں ہاتھ لگایا تو وہ پری — بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئی +
ہم وو گھڑی بھی ساتھ ترے سو رہے نہ ہائے — باتوں میں یوں ہی چار پہر رات کٹ گئی
مجھ سے لپٹ کی آخر شب یار نے کہا — کیا جانیں ان دلوں کی یہ کیوں بات گھٹ گئی
کم بخت آ ہوا خلل انداز خواب میں + — ہے ہے خروس صبح کی چھاتی نہ پھٹ گئی +
وو چار گرم گرم جو تانو تکی لیے او پیچ — بلبل کو ہم نے ایسا ہے چھیڑا کہ کٹ گئی +
انشا کی گفتگو وہ جوان گرم ہے کہ آج

اگر بہار اسکے گلے سے لپٹ گئی

نگہ ہے اس پری کی سحر جتیون ایک آفت ہے
معاذ اللہ دیکھی جو ادھر کسکی یہ طاقت ہے

چمن مین جام صہبا ہے گھٹا ہے جای خلوت ہے
اگر ایسی مین آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

رگڑ مے وہ مجھے تلوون سے اپنی ٹک تو آنکھین تم
تصدق مین تمہاری جاؤن مجھکو اسمین راحت ہے

صبا واجھاڑ کر نیچے چمٹ جاوے کہین وحشت
بڑی تیوری نظر آتی ہے مجھکو اس سے دہشت ہے

بھلا کیونکر نہ عشق ہون ہم گر دوڑ دن وضع وای مین
لطافت ہے ملاحت ہے صباحت ہے نزاکت ہے

مجھے کیون گالیان دیتے ہو بیجے کر کے ناحق کو
ارے مکتب کے لڑکو این بھلا یہ کیا شرارت ہے

ابھی سے ست نکالو لام و کاف اپنی زبان سے تم
الف بی یاد تو کر لو بھلا یہ کون بابت ہے

بھلا آخون جی صاحب کو آئی دُکھون گا مین
کہ اے حضرت سلامت آپ سنئیے یہ حقیقت ہے

دیا ہے پانون شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب
جہان چھٹی ملی ان کو تو اک برپا قیامت ہے

کسی کا منہ چڑا جانا کسی کو بے تبے کہنا
سدا ہارے آپ جب مسجد سے یہان ہوتی قباحت ہے

کتابون پر پڑی وکر بجی ہے ساتھ پٹون کے
اگر چھپ کر نظر کیجے تو یہان کچھ طرفہ صحبت ہے

مراتب غوث کا ملتا ہے اجزای گلستان کو
بچاری شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے

ایلو آتے ہین ہنلا کھیس اوڑھے سامنے سے وہ
غرض تم صاحبون کی خوب اب ہوتی ضیافت ہے

نہین تو کچھ مجھے دینے کہو سب ملکی الیسی مین
مزی سی کھیلو کودو لوٹو پوٹو پھر فراغت ہے

بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑھ
خدا کے فضل سے تجھکو فصاحت ہی بلاغت ہے

بھبھوکا روپ سج دھج قہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا مکھڑا غضب اسکی سجاوٹ ہے

خبر لیجو یہ کسکی پانون کی آنکھیل آہٹ ہے
کہ ہر ٹھوکر پہ جسکی دل مین اٹھتی گدگداہٹ ہے

پھنس کیونکر نجادی دل بھلا ایسے پہ ای یارو
کہ وہان ٹیکا پڑی ہی جوبن ایسی گدگداہٹ ہے

ارے ظالم یہ کیون آیا نہین معلوم کچھ مجھکو
بلائین جسکی دل لیتا پڑا سینہ مین جٹ پٹ ہے

اجی کہتا ہون دروازی کی کنڈی کھول دیجے
نہین تو میرا سر ہے آج اور صاحب کی چوکھٹ ہے

بلائین مین جو لیتا ہون تو یون کہتا ہے وہ ظالم
تجھے مین خوب سمجھا ہون ارے تو ایک نٹ کھٹ ہے

کھل جاتا ہے جب مخمل کا تکیہ اپنے پہلو کو — تو یاد آتی کسی کی وہ مزے کی مجھکو کروٹ ہے
چلی آتی ہے بو نرگس کی ان لاہی کے پردے سے — کسی کے یاد مین کچھ کلبلاتا سا چھپر کھٹ ہے
چکا چوندی نہ لگجاوے بھلا کس طرح آنکھون سے — لباس برق تیا پانہ اوسکی اچپلاہٹ ہے
کہا مینے ابھی تک منھ سے بولو ہاے مرتا ہون — تو کیا کہتے ہین چل جھوٹی اری یہ سب بناوٹ ہے
تماسا دیکھکر مجھکو لگی لوگون سے فرمانے — خدا کے واسطے سوچو انھین مجھسے رکاوٹ ہے

بچاوے کسطرح انشا سراپا سے ترے دل کو
کہ لاکھون وضع کی ہر ایک موقع پر لگاوٹ ہے

ہے اور کوئی ایسا جس مین سے کہین نکلے — سچ و ہیچ اسے کہتے ہین بیساختہ پن نکلے
ایسی ہین کہین اوڑ لاگ ای لعل دل تو بھی — ہین کسب ہوا کو سب مرغان چمن نکلے
سوزش سے مری دل کی وحشت کی جو بو آئے — سب ذات ہی مجنون سے ہو مست ہرن نکلے
اے عشق تجھے ہم تو آسان سمجھتے تھے — اظہار ترے بھائی پر سخت کٹھن نکلے
یون تن وہ نمایان ہے پیراہن آبی سے — جون دھوپ کو اوڑون سے آئینہ کے چھبن نکلے
مجلس مین جو ہولی کی کل شیخ جی آئے تھے — رندون نے انھین چھیڑا ایسا ہی کہ بن نکلے
ہے یہ در گوش اوسکا اوس زلف کی حلقہ مین — مہتاب مین کالیکا جس طرح سے من نکلے
شبنم مین چھڑک رکھو دون مین اوسکی دوپٹہ کو — مہتاب کی چادر سے خوشبوے سمن نکلے
ق
آنسو نہین تھمتے شعلہ ہر داغ دل نل کے — کچھ ایسی جھکڑے سے سلگا کے بدن نکلے
دریا سے نہا دھو کر جون آخر شب کافر — ہاتھون مین لیے جو کچھ پوجا کو دمن نکلے

افشانکا وہ عالم ہے اس چاند سے مکھڑے پر
جون وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

نکلے ہی خون ٹھہر ٹھہر کی ہر ایک خراش سے — چھیڑ دو اسکو وہ وستو تیز قلم تراش سے
اسکی نگاہ برق وش لوٹ پڑی کہ شل ابر — نکلے ہے اب تلک دھوان لخت جگر کی لاش سے
کل جو رہے ہم اوسکو گھور کہنے لگا وہ خانہ جنگ — آتی ہے بو ہی خون مجھی تیری نگاہ فاش سے
ہم کو مصاحبون سے ہے آپکی کیا برابری — ہم ہین کمینہ ایک غلام فرقہ خواجہ تاش سے

موسم گل ہے دوستو جاوے وہ سیر باغ کو
اٹھنے کی تاب جسکو ہو کچھ بھی فراش سے

ساقی شوخ چشم اگر ہووے گزک تو بہر شفیق
کھینچے نقل اب شروع میری جگر کی قاش سے

بن لیے بوسہ پانچ سات ایسی ہی کوئی چھوڑ دن
پڑھ گئے ہو تم ہی ہاتھ آج بڑی تلاش سے

حضرت عشق ویرمین رہتے ہو یا حرم مین تم
مجھکو نہین کچھ اطلاع آپ کی بود و باش سے

اندنون شاید اوبھی تجھکو مزا پڑا ہے کچھ
آتی ہے کیفیت کی باس تیرے گلاب پاش سے

ہے یہ وہ زندگی ہسم کو وبال گردن آہ
ای وہ خوش تا جو چھٹ گئی وعدۂ معاش سے

لرزہ فگن خروش ہے کب ملک ایل آہ چپ
کانپے ہے تھر تھرا آفتاب تیری اس ارتعاش سے

غیر سے کھیل تاش چنگ کرتی ہین سیر دلکو شوخ
بات بعید ہی یہ آپ کی اس قماش سے

قافیہ اب بدل کے انشا غزل اور پڑھ اک
طبع کو تا سرور ہو قلب کے انتعاش سے

شہر سے دل اوچاٹ ہو انس ہین اجاڑ سے
نیچے باندھ لنگی کیون نہ بھلا کواڑ سے
سر کو پٹکیے اے جنون کونسی اب پہاڑ سے

بے خبر آگیا جو مین چپ سے شب اوسکے ساتھ
نکلے ہے جبا تک تاک کی باس کچھ اس ڈاڑھ سے

رایت آہ پیش رو فوج سر شک ور جلو
منھ کو چھپا لیا تمام ہاتھ کی اپنے آڑ سے

صبح جو اٹھ کے آ لگے ہم دل مین یہی خیال تھا
حضرت عشق آئی تو زرد ہی بھیڑ بھاڑ سے

پاؤن پر اوسکے گر پڑا مین تو لگا وہ کہنے شوخ
ترک نہ رہی ہون شاید آپ رات کی چھیڑ چھاڑ سے

قد کے تری مشابہت سرو کی ساتھ ایسی ہے
سر کو اٹھا جاؤ بھی لپٹی ہو تم تو جھاڑ سے

لپٹی جو ہم تو ان نے شب سر پہ زمین لی اٹھا
سر زہ کو جون مناسبت دیکھیے لینے تاڑ سے
دھوم سے غل ہے چیخ سے شور سے تو بہ جاڑ سے

آند و شد رہی نہ انشا جو گلی مین اسکی اب
خوب ہوا کہ بچ گئے روز کے ہم لتاڑ سے

بستی تجھ بن اجاڑ سی ہے
کمبخت یہ شب پہاڑ سی ہے

شاید کہ ہوئی سرایت عشق
سینے مین جگر پھاڑ سی ہے

ہر چند کہ بولتے نہین وہ
باہم پر چھیڑ چھاڑ سی ہے

سو رہتے ہین ایک ساتھ لیکن
تلوار کے بیچ آڑسی ہے

انشاء اللہ شاید آیا
اوس کوچہ مین بھیڑ بھاڑسی ہے

دیکھ کر کھنکارا مجھکو اور دیا دشنام بھی
مین کہا اک چٹکلے میر اگھر کہا باعث سنون
دلوبہ مین تیری چھوڑا ہم نے سُن اور خود پسند
وصل ہی مین تیری ہم سے چھٹ گیا تھا ننگ
بن ترے ہم یہ سہاگ ہین کہ ابھی چڑہی یا
چھین بھالی تجھ تلک بھی گر کسی سے اندنون
مین کہا شب خوب آئی بولی تو گھر مین تھا
بندگی ہے اپنی سب سے مہربان ہین آپ سب

جب مین جھنجھلایا تو بولا واہ تیرا نام بھی
کہہ سبب کس واسطے کاہیکو کیون کچھ کام بھی
بتکدہ بھی صومعہ بھی کفر بھی اسلام بھی
اب بدولت ہجر کی لو یہ چلا آرام بھی
ساقی و مطرب بھی خمخانہ بھی خم بھی جام بھی
ہو گئی تو ردکے کہا چپ رہو منہہ کو تھام بھی
ایک تو وعدہ خلافی تسپہ اور الزام بھی
شیعہ و سنی و صوفی رند درد آشام بھی

کچھ نئی وحشی ہی تنہا دشمن انشا کی نہیں
عشق و ہجر و نوجوانی گردش ایام بھی

جنون کی رہ نوردو نکا گو نئی لگتا کہین دل ہے
نگاہ ناز نے کیے جہان سب نیم بسمل ہے
فقط بھر کر نظر دون دیکھنا بھی سخت مشکل ہے
محیط عشق کے امواج طوفان خیز سے تسیر
فغان دل کو سن مجنون نہ در ائے کاروان سمجھا
تمھارے ہاتھ کیا آتا ہے بندہ کی کڑھانے سے
گلستان جہان مین جیسے ہم اور وہی شبت ائے
وہ انکھین جادو ہی جمشید سحر سامری چتون
مرکب چار عنصر سے نسمجھون عشق کو ہرگز
یہی صانع یہی فعال عقل جزو کل اس سے

لبان گرد باد اون کو سدا قطع منازل ہے
یہ وہ کافر یہ وہ ظالم یہ وہ خونخوار قاتل ہے
معاذ اللہ دیکھو تو کدھر آیا مرا دل ہے
کبھی ہے ناخدایان سے ہزار دن کوس ساحل ہے
چلا کہتا ہوا ور وہ کے لیلی کا وہ محمل ہے
بھلا حضرت سلامت آپ کو کیا اس سے حاصل ہے
برنگ بوی گل ہمکو سدا طے مراحل ہے
خط نو رستہ شہر سبز غبغب چاہ بابل ہے
نہ اسمین ذرہ آب و ہوا ہی و آتش و گل ہے
یہی موجد یہی مبدء یہی خود آپ فاعل ہے

خیال ہستی موہوم دل سے دور کر انشا
سفر درپیش ہے تجھکو تو اس پر آہ غافل ہے

قسم نہ کھاؤ ہو لالہ توہی گے پینے سے
اگر ہین یاد ن اکیلا تجھے کہین بیٹھے ہے
چمکتے چاند کے ہین گرد جس طرح تارے

وگرنہ ہون گے ہم آزردہ اپنے جینے سے
تو کس مزے سے لگا رکھون اپنے سینے سے
عجب مزہ ہی ترے گھڑی پہ بیٹھنے سے

وہ سنکے عرض کو انشا کی اسطرح بولا
کہ غرض ہے عبث منہ لگے کمینے سے

دیکھکر وہ لعلی گرد اس دہن کے رہ گئے
تک صفائی اس شکم کے تو نظر پھیلا کے دیکھ
بھیگتے اپنی مسو نبر و صبدم سیپرے ہی ہاتھ
دیکھ سبزی ہین چمک کانون کی اوسکی تو کہے
کاش مستونکی نہ ملتی ڈاڑہی اوگتی اسکی جا
یون ہی اے پیر مغان یہ اسکے موچھونکے بال

اوٹھ گھڑی ہوتی ہین اپنی تو بدن سے رہ گئے
سبز مخمل پر پہنونگی اس پھبن کے رہ گئے
ہین یہی دو چار موجب بانکپن کے رہ گئے
یہ بنا ہی حق نے ہین سورج کرن کے رہ گئے
پنبۂ مینائے صہبائے کہن کے رہ گئے
جسطرح ہون نافۂ مشک ختن کے رہ گئے

غور کر تک بنگ کی صافی پر انشا اسکی ہین
جون عذار یوسف گل پیرہن کے رنگ رو

کھب گئی آنکھون مین کل جلوہ نمائی تیری
اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز
شعلۂ برق شرربار کو بھی دیوے پھونک
منہ لگائی ہی مری سخت خفا ہوتا ہے +
ہائے کیا قہر ہے اٹھتے ہین بھبوکے دل سے
اب خدا کے لئے جاتے بھی دے پنجہ تو نہ گر
ای دل زار پھنسا اسکی سر زلف مین گر
کیا ہوا غنچہ نو شدت سرما مین اگر +

مجھکو کیا جانے کہ کیا بات خوش آئی تیری
گلشن یار مین گر ہووے رسائی تیری
ہو فلک سیر گر اے آہ رسائی تیری
شیخ کیون دختر رز کون ہے جائی تیری
نارہی ڈالے ہے سینہ کی صفائی تیری
کہین ایسا نہو مڑ جائے کلائی تیری
ممکن عقل نہین پھر ہو رہائی تیری
آ گئے ہم بھی جو تک کھول رعنائی تیری

مطالب حسن ہو تیرے پاس انشا
دیکھو کہتا ہوں میں ہمیں ہے بھلائی تیری

مے پیے مقصد دیتے کعبہ میں ناقوس لیے
آتی ہی بتکدۂ عشق میں پا چند قدح
دل صد چاک کسو کا نہ ہو تجھ سے ہوا
وا غنا ہے دل عشاق کی جلوی جو کبھی

اے دل آئے ہیں ہم اب فائدہ افسوس کیے
پس رفع خرد و رخصت ناموس کیے
ناصحا گر یہ ہے جبت خرقہ سالوس لیے
دیکھنے پاؤں ہے تو حسرت سے نہ طاؤس جیسے

محفل حسن میں فروزندہ ہے انشا شمع
جسکے شعلے سے جلا سینکڑوں فانوس لیے

ہم نے ساقی کی کہیں ہو شہ جو تنگ چوس لیے
دل صد چاک کو فریاد سے تو منع کرے
طمع خام کو اپنے میں کروڑوں وسناعم
کر نگاہ ہو اجا دو محشم نہ ہوا
زخمہائے نگہ ترک جفا کار اگر

خوش ہو سب اہل خرابات کی پابوس لیے
اے برہمن جو دہان و لب ناقوس لیے
جب ہوا تیری ملاقات سے مایوس تجھے
کیا قیامت ہوئی گر بے دل و کوں جیسے
ہوں کسی طرح سے جراح کو محسوس لیے

ذوق نظارہ سے ہوں مست ہزاروں آنسو
اپنی آنکھوں ہی میں انشا لیے تو افسوس لیے

دو چار سن کے تیری سخن بسم کرتے گرے
مخصوص دیر و کعبہ ہیں ہے مفتادگی
تک یوں تو آپ دیکھیے سچ ہے یہ واقعی
کر بیٹھا ہوں آج تو میں عرض مدعا
جو برخزان سے آہ جوان باغ دہر
تم نے غرور سے نہ اشارا کیا کہ بیٹھ

اٹھتے ہیں کوئی در پہ ترے جب اٹھ کے لڑے
مخمور ہیں نشہ میں جہاں گر پڑی پڑے
کیا ہو سنتے کے ہم سے ہیں جب لڑتے لڑے
انہیں جو بیچ کھینچ وہ مجھکو جڑے جڑے
اور اق منتشر کی طرح جو بھی جھڑے
اور اپنے پاؤں دکھنے لگے یہاں گھڑی گھڑی

انشا درا ہے عرش کا رتبہ ہے اس طرف
ہیں اب خیال اور ہی ہمکو بڑے بڑے

سودا زدہ دل ہے تو یہ تدبیر کرینگے — اوس زلف گرہ گیر کی زنجیر کرینگے
غصے میں ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا + — اب تو عمدا اور بھی تقصیر کرینگے
دیکھیں گے جب آتے مجھے آپ ایک ادا کر — ہو چین بجبین تکیہ بہ شمشیر کرینگے
یہ نالہ جانکاہ پر از حسرت و درد آہ — تا چند ترے دل میں نہ تاثیر کرینگے
چمکا ہے ترا رنگ جو نظارہ سے اپنے — پوچھو اہل نظر سے کہ وہ تفسیر کرینگے
چندے جو بسر یون ہوئی اوقات تو ہم یار — ٹکڑے کو ترے عالم تصویر کرینگے

دل شاد رکھ انشا متفکر نہو ہرگز +
عقدے ترے حل حضرت شبیر کرینگے

آزردہ ہم سے تو ہی جواب آسمان رہے — جی سے گئے جہان سے گئے ہم کہان رہے
اس دل جلے کو ہجر میں اے آتش فراق — ایسا ہی پھونکیو کہ نہ باقی نشان رہے
راہ جنون کی طے کی نہیں تاب ہمسفر ہو — ہو جسکی جبین جاؤ چلے ہم تو یہان رہے
یک جرعہ شراب سے لب تشنہ ہم چلے — آباد ساقیا یہ ترا قابنان رہے
کہتا ہے یہ تو مجھ کو کہ چاہے ہی اور کو + — صد حیف مجھ سے اور تجھے یہ گمان رہے

خو کردہ گالیوں کی جو ہیں ان کو دیجیے
انشا سے ایسی بات نہ اے مہربان رہے

مجھ سے فرمانے لگے اب قدر جانی آپ کی — بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
ہم کو دیکھا بھی نہیں اور اختلاط اور رونے لگا — ہو گئی معلوم اسمیں قدردانی آپ کی
سنتے ہی احوال میرا انسے یون بولا کہ بس — خوش نہیں آتی ہے مجھکو کہانی آپ کی
اب جہان چاہو سدھارو کچھ نہیں ہے غم یہان — داغ دل رکھتا ہون سینے میں نشانی آپ کی

سید انشا صاحب آزار رحم ہے مجھکو کہ ہائے
کٹتی ہی کس درد و غم میں نوجوانی آپ کی

تڑپے ہے نبض کسقدر انگشت کے تلے — دیکھ اے طبیب اپنی ہر انگشت کے تلے
گاہے عظیم و شاہ ہو گا ہے سر بیچ ہے — جنبش سے اسکے رگ زبر انگشت کے تلے

ہر تارِ چنگ ہے رگِ جان سماع و وجد
اے مطرب اپنی کر تہِ مضراب انگشت کے تلے

قطعہ

بلبل جگر کو فکر نے یون خون کر دیا
حل جسطرح ہو آبِ زر انگشت کے تلے

تلّانی فالنامہ دکھا کر کہا مجھے +
ان مین سے ایک نقش دھر انگشت کے تلے

کچھ ہی اوس کے حرف پہ بیجا رہو گیا
نقش مراد جلوہ گر انگشت کے تلے

ہر حرف سطر نامہ جانانہ اپنے ہین +
سینہ پہ سر پہ آنکھون پہ انگشت کے تلے

ہر اضافہ خانۂ شطرنج کی طرح
پھر ون رکھون ہمیں سوچ کر انگشت کے تلے

انشا گھمنڈ زورِ ید اللہ سے یہ ہے
یک ڈالون کوہ قاف تہِ انگشت کے تلے

غم بغل بیچ نہان ہاتھ مین ہے جام لیے
ساقی آتا ہے چلا ساز و سرانجام لیے +

پری کی اُس نے عجب بنکے کر آتی ہے پڑھا
میکدہ مین دو سہ قرابے گلفام لیے

گالیان سیکڑون دین پانو جو دابے ہمنے
محنتین خوب سی کین خوب سے انعام لیے

ہمصفیران چمن دیکھیے کیا ہوتا ہے +
آج صیاد پھر آیا قفس و دام لیے

بوسہائے رخ و زلفِ صنم مہر جبین +
سینکڑون ہمنے تو کل صبح سے تا شام لیے

لے خبر جلد تک اے قافلہ سالار حرم
کہ حریفون نے وہ سب جامۂ احرام لیے

بچ گئی آج بھی اوس بات کی انشا ہوتی
گھر کو پھر آئے چلے ہم مع حنام لیے +

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دلکو پھر تازہ ایک چوٹ لگی +

آ نسیم سحر گلے میرے
کل خیابان مین لوٹ پوٹ لگی

مین پکارا تو جھوٹ کہہ بیٹھے
مجھکو کیا پیاری اون کی جھوٹ لگی

دیکھ انشا کہ ایک حور نژاد +
ہے کھڑی ڈنکو ہی کے اوٹ لگی

رہتے ہین بزم گل و بو کوچہ مین رنگ گل کے
ہوتی ہین ہمارا ہین ہم یون سامنے بلبل کے

کس کس سے ہین اب بکشون مین سپر تو نالہ ہے
یون چہچہے بلبل کے ڈول تھے قلقل کے

آئینہ عالم میں تمثال جمال حق
یہاں جام وصراحی سے تو ور تسلسل ہے
والہ نہ فقط ہم ہی حیرت ہی کہ بس تیرے
ہونٹھے کا تماشہ سو بھکو سب ہوئے

آدم ہو نظر آیا تھے ہین یہ ہم کھل کے
گھنگھر سب ہین گو در تسلسل کے
شوخی کی تغافل کے خال و خط و کاکل کے
بس اور تو کیا کہیے صدقہ مین تغافل کے

جمعیت اجزا کا گل نام ہے اے انشا
ہر چند کہ جہان بر سو حلے ہین ہمین گل کے

کل وہ نگاہ اوچٹی ہوئی ایون جو پڑ گئی تو
کس کس ادا سے تاک چڑھاتا ہے دیکھیو
اس شعلہ خو کے برق نے دیکھی جو یہ چمک
الفتی ہین جو دل سے صدا آہ کیا ہوا
تاب غم فراق کسے صبر اور شکیب

بی اختیار اوس سے مری آنکھ لڑ گئی
بگل ہو تک جھنیدہ مین گردن اکڑ گئی
کھا کر سپھار گرکے زمین بیچ گڑ گئی
اس شناعت فرنگ کی چھپ کا کل کھڑ گئی
بس اے ہجوم یاس کہ طاقت خبط گئی

کیا عرض احکایات کر انشا سے یہ کہو
کچھ جھوٹ بولنے کی تمہین خو ہی پڑ گئی

ایک چھوڑا نہ زندہ جان تونے
کیا کیا آہ ناتوان تونے
بھلا ہی جو بات سمجھا ہے
آہ اے برق عشق پھونک دیا
اے طپش ننگ و نام کو چھوڑا
آفرین تجھکو اے دل بے صبر
آہ اے سیل گریہ ڈھا دیا
ضعف پیری مجھے دیا کس نے
مہربانی یہ کس نے فرمائی
بات کی پوچھتے ہی دین مجھکو

ٹھور رکھا بھون کو ہاں تونے
آگ ہی پھونک دی یہاں تونے
آپ کو شاخ زعفران تونے
صبر کا میرے خانمان تونے
نام کو بھی نہ کچھ نشان تونے
آپھنایا مجھے کہاں تونے
صبر کا میرے خانمان تونے
اے جوان تونے اے جوان تونے
مہربان تونے مہربان تونے
سیکڑوں آج گالیان تونے

قرب کن نے دیا یہ انشا کو
ملے مرے یار قدردان تو نے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
پر نام اجو چاہیے تو لگ دیا لگے سہی
گرا نہین کی کھنچے سے اتا را ہو کچھ
آگے بڑھو جو جاتی ہو کہون کون سے یہان

یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
اپنا کا بھی دم میر ادم وا پسین سہی
میری طرف کو دیکھیے بین نازنین سہی
جو بات ہم کو کہنی ہے تم سے نہین سہی

منظور دوستی جو تمہین ہے ہر ایک سے
اچھا تو کیا مضائقہ انشا سے کین سہی

بندگی منے توجی سے اپنے اٹھائی آپ کی
بندہ پرور خیر آگے قدردانی آپ کی

تھی جو وہ لاہی کی ٹوپی زعفرانی آپ کی
سو ہمارے پاس ہے اب تک نشانی آپ کی

وہ بدم کہہ بیٹھنا بس جا وا جی اون کے پاس
کیون نہین جاتی وہ اب تک بدگمانی آپ کی

کیا کہون مارے خوشی کے حال میرا کیا ہوا
آمد آمد جو ہوئی کل ناگہانی آپ کی

ہے کسی سے آج وعدہ کچھ اجی خالی نہین +
یہ دھڑی مستی کی ہونٹھون پر جمانی آپ کی

ق

ہم نے سو راتین جگا ہین تب ہوا یہ اتفاق
سو اسی دن کو دھری تھی نیند آنی آپ کی

میرے حق مین اب جو یہ ارشاد فرمایا کہ ہے
خوب یان منقوش خاطر جانفشانی آپ کی

لیک مین اوڑھون بچھاؤن یا لپیٹون کیا کرون
رو دھی پھیکی ایسی سو کھی مہربانی آپ کی +

کیون نہ عشق اللہ بولون حضرت دل آپ کو
پشوا اون نے بھی اپنی آن مانی آپ کی

دید کرڈالا بس اونے عالم لاہوت سب
جسنے لگدھی نبک کی صافی مین چھانی آپ کی

اپنی آنکھون مین پڑی پھرتی ہے اب تک وہ شب
عرش پر وا تا دہی صورت دکھانی آپ کی

اے جنون اُستاد بس خم ٹھونک کر آجائیے
ہان خلیفہ ہم بھی دیکھین پہلوانی آپ کی

صدقہ صدقہ کیون نہ ہو جاؤن بھلا غش کھا کے مین
دیکھ گدرائی ہوئی اُٹھنے جوانی آپ کی

سبزہ آغازی سو یہ کچھ تھے آفت سادگی
پھر پھر اُس بات پہ گردن ہلانی آپ کی

اپنی آنکھون مین تراوٹ آگئی یکبارگی
دیکھ کر یہ لہلہے پوشاک دھانی آپ کی

کیوں نہ لڑکے سب کہیں ہوا تھیں اے شیخ جیو — ہے جھولی کی سی صورت یہ ڈرانی آپ کی

گول پگڑی نیلی لنگی مونچھ منڈی تختہ ریش — پھر وہ رومال اور وہ واخ تھوتھا سدانی آپ کی

وہ گلابی لا کہ ساقی نے کہا انشا کو رات
زعفرانی میں احصہ ارغوانی آپ کی

زلف پیچان نے تری کھو دی ہے رونق سانپ کی — مرہٹوں نے توڑ ڈالی اپنے بیرق سانپ کی

بال اس زلف بریدہ کی گرہ یوں وقت قطع — تیغ سے اوڑ جاے جوں گردن معلق سانپ کی

پیچ پیچے کی تری حقہ یہ بولی ہیں یہی + — گر سنے کوئی عجوبہ ہے یہ حق حق سانپ کی

مار آتشباز اپنا وہ دل ہے جسکے ساتھ — لہر سے اک جاے ہے تا چرخ ازرق سانپ کی

جا چہ سیماب پر گھسنے بجاے جو گیا + — نکلے جو صورت پکڑ کر موج زیبق سانپ کی

مے کشوں کو مار دوزخ سے جلاست واعظا — خود تری شملہ کی صورت ہے جبتق سانپ کی

مدرسہ میں اہل صرف اس نحو سے کہتے تھے کل — زہی ولام وفی سے ہے ترکیب مشتق سانپ کی

ق

پیچ میں موذی کے مست آ ایک فرایج کھیل تو — آشنائی یہ بجا ہے مردا احمق سانپ کی

دب گئی ہوئی جو اسکی میرے بازو کے تلے — چلبلاہٹ سے میں پا کر یہ مرقق سانپ کی

اسقدر ادھیلا کہ وہ کافر بھی گھبرا کر وہیں — بول اٹھا کنڈلی سے کچھ بیان تھی تو الحق سانپ کی

اوسکے کاکل کے تصور نے مدوں وقت فکر
ورنہ انشا یہ غزل تھی سخت مطلق سانپ کی

لب پہ آئی ہوئی یہ جان پھرے — یار گر اسطرف کو آن پھرے

چین کیا ہو مجھے جب آٹھ پہر — اپنے آنکھوں پہ وہ جوان پھرے

خون عاشق میں ٹاکہ ہے لازم — تیرے تلوار پر یہ سان پھرے

ساقیا آج جام صہبا پر — کیوں نہ لڑتی اپنی جان پھرے

ہچکیاں لی ہے اسطرح لطمے — جسطرح گٹکری میں تان پھرے

ق

یا تو وہ عہد تھے کہ ہم ہرگز — نہ پھریں گے اگر جہان پھرے

آئے اب رو گئے ہو معاذ اللہ — آپ سے شخص کی زبان پھرے

وہ اٹھ کر اٹھ چلے تھے انشا سے
یار پھر ہو کے مہربان پھرے

دو گھڑی دن سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہی
اس کے بولی اب ہوا کیا بات تیری یاد ہے

آج تو کرتے نہ بدمستی کہ میری ہے قسم
آپ کا سیلا کچیلا پن بھی کچھ بیداد ہے

جام پر انگلی بجاتے ہیں تو ساقی نے کہا
خود فراموشی سے اپنے یاد آگئے یاد ہے

ہیں جو ایک کمخواب کی لایا تھا ٹوپی بو دا آپ
تجھ سے کیا لیجے ارے تیری بھی کچھ بنیاد ہے

خاک پر مت پھینک اے ساقی یہ درد تہ نشین
چاٹ جا دین گے حریف اسکو یہ مرگی گاد ہے

خال پشت چشم پر ہے وہ طفل انگشت کہ
پوچھتے ہے آخون جی یہ صاد ہے یا ضاد ہے

ہادی اللہ مشرب و ملت سے کچھ مت پوچھیے
قید ہو دونوں جہان کے یہ فقیر آزاد ہے

شیخ جی کو جھک کہنے لگا ایک رند مست +
الحذر اس سے کہ یہ شیطان کی اولاد ہے

قتل عالم کر چکے غمزہ تو فرمانے لگے +
کیا کیا تو نے ارے اے خانمان برباد ہے

وہ ہنسے رات کے دکھلا مجھے تو ہو لبان
صبح وہ بولے ارے تو بھی بڑا جلاد ہے

تنکے یہ اشعار سے کہتے ہیں یہ اہل رشک
کوئی اسکو کیا کرے یہ تو خدا کی داد ہے

میں کہے دیتا ہوں انشا سے ذرا بچ کھیلیو
وہ بلا ہی قہر فتنہ ہے ایک اوستاد ہے

کیا چھیڑ ہے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھے
پھر آپ ہو ہو دب ہاتھوں کو جوڑ بیٹھے

اور اس ہماری گھر سے جو تم نہ نکلے
دروازے سے تمہاری ہم سر کو پھوڑ بیٹھے

رہ جاسے آبرو کیا اے ابر بار تیری
کوئی بھلا جو عاشق دامن نچوڑ بیٹھے

کی میں نے شب جو ہوا تعریف چاند کی
میری طرف سے اپنا وہ موتھ کو موڑ بیٹھے

آزردگی خوش آئی انشا کو جب کہ یارو
وہ سب کو چھوڑ بیٹھا سب اسکو چھوڑ بیٹھے

دن ہجر کے اب اپنی طاقت نہیں بھرتی
کہتا ہے کہ ہیں یہ تو مصیبت نہیں بھرتی

وہ کون سا دن ہے کہ ترے حسن کے آگے
اب آئینہ نور کے حیرت نہیں بھرتی

وعدہ تو کیا تم نے ابھی مجھ سے وفا کا
پر دل کی طپش اسکے شہادت نہیں بھرتی

نا خوش کوئی ہوتے ہیں جو ہم اس غنچہ دہن سے
نا خوب ہے اس دل میں کدورت نہیں بھرتی

ساقی ہو جو بیتاب کہ قرابہ [illegible] ہو وقت
اے بادہ کشان مجلس عشرت نہیں بھرتی

مجنون تو چلا نجد کو اور ہم نے کہ لیلی
اک سانس بھی ٹھنڈی غم حسرت نہیں بھرتی

جب تک نہ غلامان محلہ کا جو گنہ [illegible]
رضوان پکارا ہے کہ جنت نہیں بھرتی

دو بوسہ پیاپی جو مانگے تو وہ بولی
تیری تو کسی طرح یہ نیت نہیں بھرتی

اس تازہ زمین میں تم استادی پہ انشا
اللہ کسی شخص کے ہمت نہیں بھرتی

تر و تازہ دیکھ کی آپ کو یہ گلو نپہ اوس [illegible] پڑ گئی
کرنہ بختی آج تو تجھ سے بھی وہ چمن سے بلبل اجڑ گئی

نظر اپنی اس سے جو کر گئی تو وہ چتون آنکھوں میں گڑ گئی
مزہ دل میں ایسی ہے آ گئی کہ جو بات بھی ہو بگڑ گئی

دم صبح سیر چمن میں جا جو صبا نے نام لیا ترا
تو ہوا بھی بیس میں گل کے آ وہیں ان کے کان پکڑ گئی

چلے آہ آگلوں کر قافلے رہے اب جنوں کے ہم آ کر رہ
پڑی تجھ آ پانوں میں [illegible] تو بھلا ہوا کہ [illegible] پڑ گئی

جو کہا کہ مرتے ہیں عشق میں ہم تو وہ بولی ایسی طرح صنم
کرنہ جھوٹ بول نہ کھا قسم تری سانس کیسی اکھڑ گئی

لگی ہم جوان جھکے لپٹ تو جھٹ [illegible] سینہ سے بولی جھٹ
کروں [illegible] ایسی جھپٹ کو ہٹ [illegible] ہی چھاتی [illegible]

مرے زانو پر رہی تک جو سو تو یہ بولی چونک کسو [illegible]
کروں صدقے ایسے میں تکیہ کو مری کول آ سے اکڑ گئی

یہ جو شب کو پھرتی ہو چور ہو کوئی انشا تم بھی تو زور ہو
ابھی اس گلی میں جو شور ہو تو یہ جانئے کہ پکڑ گئی

اگر یہ ڈھب ہمیں ملتا کہ اس عیار کو ملیے
تو کیا کیجے کف افسوس ہی ناچار کو ملیے

بہانہ بندہ کا مت کچھ صاحب بس چلا بندہ
جمہائی لے نہ اپنی نرگس بیمار کو ملیے

کرو افشا نے راز عشق تو جھٹ پٹ نکلوا کر
ابھی تلوون تلے اس دیدۂ خونبار کو ملیے

ہمیں جب دیکھ وہ کچھ بڑبڑاتا ہی تو کہتے ہیں
جو ہاتھ آوے تو کیا اوس لعل خوش گفتار کو ملیے

شب وصل کے جو گل کا ہار ٹوٹا گر یا تھا آ جاوے
تو کس حسرت سے چھاتی سے ابھی اس ہار کو ملیے

اگر وہ سونپ دے اپنی دوپٹہ کا اونٹا تو
مزہ سے چپکے چپکے کیا کف دلدار کو ملیے

نہ میری سامنے حجم تھوک دے جس گھیر کر تو ہے
چھٹی کا دودھ منھ سے ایک چلو بھر نکل آئے
کہ یہاں ڈھسی پڑے تو چھاتی کی دو چار کو لیے
الٰہی جونک بھی تیری لعل شکر بار کو لیے

بس اب لے حضرت عشق آپ سے طلب دو ہمہ
نہ ساری رہی یہ انشا کے دل بیمار کو لیے

عبیر کی لی جو رانوں میں چٹکی
گالیاں سن کے جس آتا ہے
جس جگہ لینے سے تو چونک پڑے
بات سن کہکے اوسکے آنکھ لے
کتنے لی میری جان میں چٹکی
لیجیے تیری زبان میں چٹکی
لیجیے اپنے مکان میں چٹکی
لیتے ہی گل کی کان میں چٹکی

لے نہ اے عشق ہر دم انشا کے
اس دل ناتوان میں چٹکی

گلی سے تیری جونک ہو گئے آدمی نکلے
خیال میں ترے جو رگ مر گیا ہو جو شخص
بعید شان سے عاشق کے آدم بھی نکلی
کہ اسکے ہوش کو کہدو اگر چلا چاہے
نشان آہ ہے چھالوں چھالوں نالوں کی
کبھی طبیعت کج فہم سے ہو خفا
تو اوسکے سایہ سے جھٹ نکلی ایک پری نکلی
تو اوسکے خاک سے سوئی کی آرسی نکلی
ولی وہ کیا کرے جب اسکی جان ہی نکلی
تو اپنے گھر سے کمر باندھ کر ابھی نکلے
چلیگی فوج سرشک آج چاندنی نکلے
کسی دوا سے دم سنگ کی گرمی نکلے

ہزار شکر کہ انشا کی محفل میں
خفا سے آئے تھے پر ہو ہنسی خوشی نکلے

ان کے دو بچے کبوتر کے جو جوڑی اوڑ گئے
نیلا ڈوری تو بھی ڈال اپنے دونوں پانوں تک گئے
بگولا واد مجنون سے آیا تھا گھر
پاپیادہ کب سواروں ساتھ پہونچے گا دلا
کوئی اتنا بھی نہیں پہنستی کہ جو آپ پر
تو یہ بولے کہ کیا ہی بے لنگوٹے اوڑ گئے
کیا بلا ہو تے کرلے سو تکی لڑی اوڑ گئے
جون جن وفاشا کہ جب بیچ گئے ردی اوڑ گئے
باتیں کرتے تھے ہوا سے اون کے گھوڑے اوڑ گئے
کیوں مقابل شیخ جی کیا سب تیہو ڑے اوڑ گئے

سنہ بنا ہی آج کیون مچھلے ہو لڑکو صمد و بکم | کیا اڑانے کو جو پھرتے ہے لعل چھوڑا سے اڑ گئے

اپنے ہاتھ سے پچھوڑا مسندی جو جل وہی پانچ آگ
تو میری سینہ کی انشا سب ورزی اُڑ گئے

ساقیا آگے ہین بادل یہ بڑی پانی کے | جلد بھر دے سبو خالی ہین گھڑے پانی کے
نام اسکو نکار دے لی جو کہین سیل ہو جند | کہنا شکوہ یہ طوفان ہر اڑے پانی کے
غور کر دیکھو تو شبنم کو بر دے سبزہ | کتنے موتی یہ بنا او سپہ جڑے پانی کے
شعلہ خو کون نہایا کہ نظر آئے حباب | آبلے پھوٹے سے وہ چھاتی پہ پڑے پانی کے
غش ہوا دیکھ کے مین تجھکو کل ایسا ہی کہ بس | چھینٹے تو کون نے میرے منھ پہ جڑے پانی کے
ہم کو کی کائی بھرے پاسے کرتے ہین وضو | تیغ گاہک ہو تمھین ایسے سڑے پانی کے
جھلکتے ہی پاؤن سے تیرے نہ ملے دریا مین | ایسے مشتاق تھے گویا کہ گڑے پانی کے
ہائے کس ڈول سے اُن انسے نہا ذہن کیا | کہین کنکرہ جو بلوے مین گڑے پانی کے

صبح کس روپ سے پی اونے پھریری انشا
کچھ در خشون مین سے قطرے جو جھڑے پانی کے

کب تک کرے ود و آہ کا تاثیر کے بھرتے | ہے سب بندا برین خو گیر کے بھرتے
روتی ترے دیوانے تو سن نعرہ ہو حق | ہر ایک کڑی خانہ زنجیر کی بھرتے
چڑھتے دل پر جو کسی سوختہ جان کے | تو را کھ مین دھار آپ کے شمشیر کی بھرتے
خاک قدم خضر جیون رکھتے تو الفت | مشکین وہ کیسے آج تک اکسیر کی بھرتے
نقاش خیال اپنے مرقع مین کئے جا | اُدس شاہد اصلی کی تصاویر کے بھرتے
لوہو مین بھرے گو ترا پیکان تو ڈوبا | پر کاٹ سکے پر کیسے بھی کچھ تیر کے بھرتے

وحشت جو ہوئی معتقد انشا کی تو ہر گز
چھو کے نہین مجنون سے بڑے پیر کے بھرتے

کیون دعا اپنی نہو باب ظفر کی کنجی | گر یہ ہے قفل در گنج اثر کی کنجی
عرش کے کیون نہ کیواڑ آہ سے اپنی کھل جائین | کہ یہ بے شبہ اجابت کے ہے در کی کنجی

قفل در ہائے فلک کھولنے کو مجھکو دے
عشق نے حضرت جبریل کے پر کی کنجی

قفل دروازہ پر اپنے تو نہ بھول اے عیار
ہے مری جیب مین زنبیل عمرو کی کنجی

یہ بھی قسمت نہ کھلا قفل در اور بہتیر ی
اوس نے شب دیر تلک زیر و زبر کی کنجی

منھ لگاتی ہے کھلا قفل در بستۂ دل
تھی زبان تیری بھی کچھ دور ہنر کی کنجی

بند شوار بھی ایک قہر تھا تیرا تسخیر
آف بی چھوٹی سے لٹکتے ہوئی زر کی کنجی

لول ہے اشک کی کیون نہ چلین لخت جگر
قصر یاقوت کو لازم ہے گہر کی کنجی

قفل ابجد ہے تری تیشش محل مین جو لگا
اسکو درکار ہے بس منظر کی کنجی

کیون نہ ہر مصرع پر ورد رہ لادے کہ شعر
اس سے گرتے ہین سو گویا کہ ہین زر کی کنجی

گنج دواج جو بہم حرفون مین گندہ آتی ہین
ملتے ہین قفل در ویدۂ تر کی کنجی

کھول انشا کے لیے قفل در بستۂ عیش
یا علی ہاتھ مین ہے تیغ دو سر کی کنجی

واقف جو ہم نہین ہین اس بزم مین کسی سے
ہین کیا عجب جو بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے

کہتی ہو نیند آئی ہان کیون نہ سونے دونگا
حد گرم الیو ایسے کیا خوب جی ابھی سے

مشکل کشا علی کے سوگند کھا نہ جھوٹے
واقف تو کیا ہے حضرت مشکل کشا علی سے

ق
کیا منھ بنا رہے ہو اللہ ری رکاوٹ
گویا کہ آشنائی گاہے نہ تھی ہمی سے

لو ہاتھ جوڑتا ہون بس کیجے جرم بخشے
تقصیر بھی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

رگ کی پھڑک نے مجھکو گھبرا دیا عزیزو
اسکو نکال ڈالو ایک تیز سی چھری سے

کیونکر ٹھہرین نہ موتی دامن سے بادلون کے
باندھا ہین ہے محکم بجلی کے اوڑھنے سے

گجرین ہو کسکو واشد اس باغ اوجڑ گئے ہین
ہین سب درخت لپٹے گو تاش اور زری سے

یون آہ سے ہوئی ہان دلکی طپش کے حالت
جیسے کوئی اوڑا دے بارود جاگی سے

ق
اے اوسکے صدقے جاون جسنے یہ مجھکو لکھا
جی ٹوٹتا ہے پر مین مجبور بے بسی سے

تو زور کچھ ہے انشا اللہ تجھکو بے کھٹے
مسرور شاد و خرم ہر دم ہنسی خوشی سے

کیا قہر آ گیا گر او سے وہ خفا کہا تو
کیا قحط خوبرو یان عالم مین پڑ گیا ہے
حالت ہی اور ہی کچھ اس مزی کی اس دم
مہندی کی ٹٹیون کی ہے اور سخت بیلے
اسبات کے لیے ہین چھپا کے جھاڑ خاصے
پھر نوکی سیج پر تو وہان چاندنی ہین سویا

رکتے ہین آپ ناحق کیون حرف واہی سے
گٹھ جاوین گے ابھی ہم ایک اور ہی پہیے
ڈھکانا ہای اپنی منھ کے مجھے ڈلی سے
اور خون ٹپک رہا ہے لالہ کی ہر گلی سے
سنہرے مزی مزی کی پاکیزہ اچھی جی سے
اور رات بیٹھے کاٹی یہان سخت بیکلی سے

کیا وصل اور ڈھب ہے دیکھے جو مجھکو انشا
مت رکھ گمان فاسد اوس مرد متقی سے

اُن اس طپش سے بن بیٹھ تن کب تلک تم پسیجے
تو چشم گریہ اوس سے لے دو دو آہ مت رکھ
اے چشم کر تصدق ور ہائے اشک حسرت
جاری ہین ہم اکیلے کیا ہے سکڑ رہی تھے

اکیاش آبر آوے یارب فلک پسیجے
کیا وصل ہے کہین جو او سکی پلک پسیجے
تا دیکھ کر دل اسکا اونچی ڈلک پسیجے
پر دیکھی اوس پری کی جو ہین جھلک پسیجے

پرواز کر سکے کیا کوئی حضور انشا
گر اس سے اوڑ چلے تو ہان تلک پسیجے

مجنون بھو پنچ شتاب کہ آفت مین قوم ہے
صدقے تمہارے لے رمضان المبارکاہ
ہجڑا ہی کیون نہ شیخ جی کے اونگھتے رہے
آغا وہ ہین جو تازہ ولایت سو رات کو

لیلے کو آج کہتے ہین جمعہ کا یوم ہے
کہتے تھے وہ بھی کل کہ مجھے آج صوم ہے
جو اوخ سوت نوم ہے یہ احنت نوم ہے
مطرب کو ڈوم کہتے ہین بولے کہ ووم ہے

انشا جو گا رہی ہین ملامت گران سودا
ہم نوم اوسکو سمجھے تھے سو وہ تو لوم ہے

لے نشہ مین تجھے جب یون قدح تنگ اوڑی
نائرہ شوق کی پہونچا نیکو چاہے ہے کہ یہ
اپنی کوٹھی پہ یہی شب کو کہون ہون اکاش

تو نہ کیون بنیر بری نکلے مرا رنگ اوڑے
بن کے ایک شکل کبوتر نفس تنگ اوڑے
یون مری نیند اوڑے وون کو ترا چنگ اوڑے

مین نے کل نعرۂ ہو باغ مین ایسا ہی کیا
کہ مہیب اُڑ گئے ہو سبز خوش آہنگ اُڑے

ساقیا بنگ مین افیون ملا اسمین شراب
تا کہ نشہ کا مرے نیلہ سر خنگ اُڑے

لیگئے مجھکو جہان عرش نما لے جبریل
حضرت خضر گئے وہان ہوش ہو جب بھنگ اُڑے

گرکو میری نہ پہونچی کبھی حاسد ہر چند
جو گئے جی پال جنھی سیکڑون فرسنگ اُڑے

شاہ اور دون مین نالہ مین بھرون یون مطرب
ابھی گر پنکھ ہو قانون دنی وچنگ اُڑے

کہون یا جی جو مخدوم جہان گشت نمط +
تو کبھی سنگ پہ بیٹھا ہون تو وہ سنگ اُڑے

گرچہ وہ پاری کا گنکا تو تھا جوگی جی رات
پر ٹک ایک سادہ گئے وہم ہم بھی لبگنگ اُڑے

اڑگئی دور ہو چل کہکے مجھے بول اُٹھی
نہ رہی تو تو نہ اور ہی یہ ترا ڈھنگ اُڑے

طرز نالیدن انشا جو اڑائی تو وہین +
طائر سدرہ وہم کرنے ہوئی جنگ اُڑے

دل خون جگر میرا ہاتھون سے حنا سمجھے
مین اور تو کیا کوسون پر تم سے جدا سمجھے

سمجھانکی جو باتین کی مین نے دلا تجھسے
اے عقل کے دشمن سو تیری بلا سمجھے

دلین مرے چٹکی لی ایسی ہے کہ وہ اٹھا
معقول جو خوش اے واہ آپ اسکو ادا سمجھے

اے بوسہ بخوت سیدھے ہین اگر سچ مچ
تو آج سے صاحب کو ہم اپنا چچا سمجھے

صاحب نے نئی یاری وحشت سی پری مجھے
اے شیخ جنون تمکو ہم خواجہ سرا سمجھے

ہنگامہ محشر بھی گر سامنے آیا تو
اوسکو بھی تماشائی ایک سوانگ نیا سمجھے

وہ وحشت محبت مین رکھے قدم اے انشا
سر اپنے کو آگے سے جو تن سے جدا سمجھے

پڑوسے وہ جو ٹک ہو خفا رک گئے
تو چلتے ہی ٹھنڈھی ہوا رک گئے

کسیکو جو یاد آوے چوری تو رات
وہ دیکھ اپنے ورد دعا رک گئے

بھری سانس ٹھنڈھی یہ کس شخص نے
کہ برق اُس سے کرنے کو تا رک گئے

تجلی جو وہ طور سینا پہ تھی
سو موسیٰ کا لیکر عصا رک گئے

نسیم سحر تھی جو پھیلی ہوئی
سمٹ کر وہ سب جا بجا رک گئے

تری دھن کا کل مین انشا کی رات
وہ چھیڑے کہ باد صبا رک گئے

کیون نہ وہ پردہ نشین پھر مجھے سمرن مارے — مین نے تھی پھول کئی جانب چلون مارے
غضب ہے نہ بھلا ہمسے کبھی جب کچھ بات — آنکھ تب غیر سے تو اے بت پرفن مارے
اسگھڑی کچھ تو لگاوٹ کی بھی ٹھہرے ایکاش — وہ مری منھ پہ اگر گوشۂ دامن مارے
آتش طور کئے گل دھن مین گئے نعرۂ گرم — بیٹھے کر منھ طرف وادیِ ایمن مارے
ق
شیر کی کھال بچھا اور ملی تن پہ بھبھوت — گاہ جوگی کی طرح رہتے ہین آسن مارے
حبس دم کرکے کبھی ہوتے ہین اونچی تو ہنسا — چرخ چارم پہ چلے جاتے ہین آسن مارے
حال انکا تری فرقت مین یہ پہونچا ہے آہ — دست و پا جیسے کہ کوئی دم مردن مارے
چھیڑ تو دیکھو سی ناگنی اس سے تو وہ شوخ — تاک کر ہونٹھ پہ میرے گل سوسن مارے
فضل حیدر سے جہان مین ہون ہین وہ دین حق — سر کبھی کھینچ کے گر تیغ بھی دشمن مارے
تو مجھے کچھ نہ ہو معلوم گر اتنا ہو — چھڑی پھولون کی کوئی جیسے کہ سمدھن مارے
ق
جسنے کل میری تسلی کو یہ کہلا بھیجا — کیون نہ اس شوخ کا پھر مجکو لڑکپن مارے
یعنے خط لکھون تو آیا کیے آنو سے وہ دو — چٹکے منھ پہ مرے مجھسے ہو وہ بد ظن مارے
اور جہانکو تو کیے دیدہ ہوائی ہے ترا — طعنہ اس ڈول سے پھر دیدۂ روزن مارے
تیری گردن کی جو ڈوریکو اوڑا جای تو پھر — چشم خورشید مین بیٹے وہین سوزن مارے
نہ فقط کعبہ مین زہاد کیے اوس نے قتیل — بتکدہ مین بھی تو لاکھون ہین برہمن مارے
یہ جو بوڑھا سا ہے دربان تمہارا ای کاش — کوئی چوہا آدمی اور اوسکی کوئی گردن مارے
کل لایلاف قریش وہ لگا کرنے دم — پڑھ گئی آتش جو ہین جانب روزن مارے
رشک کی جا ہے خوشا حال رہ افتادۂ عشق — جسکو اس شوخ کے توسن کے وہ وندن مارے
نیلے نیلے ترے ہونٹھون کو کوئی چھوڑی ہے — وہ جو دندان طمع بر سر آہن مارے

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
چہچہے سنکے جسے بلبل گلشن مارے

جب اک لڈنگ وہ پڑھکر ہٹ کا بین مارے / بھوت ہو رات لگے جن ہوا سی دن مارے

بین تو پھر انجیو ہاتھ لگایا بھی نہیں / تو بہ دہاڑ آپ مچاتے ہیں عبث بن مارے

پارہ وہ سالگی اک آفت جان ہے ظالم / جان عاشق کی بھلا کیوں نہ تراس مارے

اسفند ہے ہر گرہ اقفال بسر شک اور بخت / پاؤں شوخی ہٹ تجھی ڈرائیں مارے

مغلا بیگ جو عاشق ہیں کہاں پاویں یہ / نہ رہو اس پاس جو باری کی رسائیں مارے

اور بھی قافیوں میں چہ غزل انشا دو پرے
جسکے پیر بیٹھتے ہی چنگیا اٹھرا جن مارے

کیوں نہ پھر اوسکی لگاوٹ کی مجھے دھن مارے / جس پہ ہیں ایک ڈلی پھیکوں وہ سوہن مارے

فرہادی نہ بھلا ہو وے جو پے پردہ نشین رخ / جسکی چلون ہی سے پازیب کی چھن چھن مارے

پھول بکھرا دیئے گجرے کی جو شب میں نے توڑ / تو وہ سب اسنے مری سینہ پہ چن چن مارے

پھر کہا غصہ ہو گیا اور تو کو سوں یہ تجھے / یہی اللہ کرے ہے جو تراگن تارے

سیر کیا خاک نظر آوے جب اُس میں اپنے / تیر سا آنکھوں میں ہر غنچۂ گلبن مارے

کاش اس تاش کے دمیان بچ ہد انشا
وہ پھر آکر مجھے ایک سنگ فلاخن مارے

دیکھ اسکے پری خاتم یاقوت میں انگلی / ہارشٹ نے کی دیدہ ماروت میں انگلی

ملتی ہے مصلی کی تشہد میں سوا سحق / ہے وہ وہن عابد طاغوت میں انگلی

گھستی ہے مری آہ فلک میں تو کہوں جن / یوں ڈالتے ہیں بیٹے مسکوت میں انگلی

آلودہ ہوئے نور سے جس وقت کہ ڈوبے / جراح کے خون دل مبہوت میں انگلی

کشتہ نے ترے تھی جو شہادت کی اٹھائی / سو دن ہی کٹھری گڑ تابوت میں انگلی

ہے یوں تری بغض پہ حنا جیسے کہ تر ہو / داؤد کے خون سر جالوت میں انگلی

ناسوت سے عالم میں ہے سیر ہم انشا
کرتے ہیں تسلط طرف لاہوت میں انگلی

تب سے عاشق ہین ہم اے طفل پریوش تیرے
یاد آتا ہے وہ حرفونکا اٹھانا اب تک
می کی پرشکل جو اصل کے سی آتی ہے نظر
دال بھی چھوٹی بہن اوسکی ہی جون آتو جو
ری بھی خالی ہے اور زی پہ ہے وہ نقطہ اک
سین خالی ہے بڑی شین پہ ہین نقطہ تین
طوی بن طرہ ہے اور ظوے پر ایک نقطہ پھر
فے پہ ایک نقطہ ہے اور قاف پہ نقطہ ہین دو
میم بھی یون ہی ہے اور نون کے ہے اندر نقطہ
کیا خلیفہ جے یہ ہے بے ہی نہین سے نکلے

جب سے مکتب مین تو کہتا تھا الف بی تے ثے
جیم کے پیٹ مین ایک نقطہ ہے او خالی حے
نقطہ اوپر جو لگا خی ہوا یہ واہ بے سنے
ایک پر کالا سا بیٹا بھی ہے گھر مین اُن کے
کرشما یہ ہے جو تل ہے مری رخسار کے
صاد او رضاد مین بس فرق ہے ایک نقطہ کا
عین بے عیب ہے او رکانی میان غین ہوئے
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی ہے
مفلسا ایک ہی یہ واو بھی اور چھوٹے ہے
آنگے چھٹی ہے والیو لا ہم الف ہمزہ یے

گالیان تیری ہی سنتا ہے اب انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے الف سے جو کہے اوسکو بے

پھبتی ترے گھوڑے پہ مجھے مور کی سوجھی
تک دیکھیے گا جبہ و عمامہ زاہد
کیون مین دل پر آبلہ تاک نہ باندھون
ہے شیخ سیہ چہرہ جو مجلس مین پھدکتا
واعظ جو چڑھا ہین منبر سے زنانیت
ہاتھ اپنے سے جب چھٹ گئی اس ڈنٹھل کی مچھلی
ہان اے شفق صبح تری دیکھیے رنگت

لایا تھا ادھر وے کہ بہت دور کی سوجھے
ہے اسپہ مجھے بلغم یا عود کے سوجھے
ہے اسپہ مجھے خوشۂ انگور کے سوجھے
یارون کو یہان رنگ کی لنگور کے سوجھے
اس پہ مجھے شیطان کی ہے لپ رکے سوجھے
تب اسکی تڑپنے پہ سقنقور کے سوجھے
شنجرف کی سوجھی مجھے کافور کی سوجھے

جب پھول جھڑے نور کے اس آہ سے میری
اسپر مجھے انشا شجر طور کی سوجھی

غنچۂ گل کی صبا گود بھری جاتی ہے
کر لیے دو چار قدم لالۂ خودرو کی بہار

اک پری آتی ہے اور ایک پری جاتی ہے
ورنہ یہ کوہ سے ابھی کبک دری جاتی ہے

مونھ تو دیکھو تری چوٹی کی جو پاؤں کی پابوس
نکہت گل پڑی کانپے ہی تری جاتی ہے

ق

پہونچی ہے پر کوئی اُس گل تلک انشا کیا وصل
بلبل اس رشک تمنا میں ہی جاتی ہے

ہان مگر کھیں مین مالن کے محل تک آ نکلے
کبھی جاتی ہے تو باد سحری جاتی ہے

زمین سے اٹھی ہے یا چرخ پر سے اتری ہے
یہ آگ عشق کی یارب کدھر سے اتری ہے

اتری سجدہ مین کب تھی سواری لیلے کی
ٹک آہ قیس کے جذب اثر سے اتری ہے

ہین نسیم بہاری یہ ہے پری کو
اڑن کھٹولے کو ٹھہرا جو فر سے اتری ہے

زبان اسکو شب سے یہ چاند نے خاتم
کمند نور پہ اوج قمر سے اتری ہے

چلو دیکھیں تو کہتے ہین دشت وحشت مین
جنون کی فوج بڑی کر و فر سے اتری ہے

ہین عنق کلی ہے حق تعالے کی
جو راہ زینۂ بام نظر سے اتری ہے

لباس آہ مین تجھکے واسطے انشا
قلم دوات تجھے عرش پر سے اتری ہے

یون چلی مژگان سے اشک خونفشان کی میدنے
جیسے بہرا ہو چلے بابیابان کی میدنے

عاشقون کی باغ دل مین شورشین تا نوحی ہین
مجتمع اس جا پہ ہے آہ و فغان کی میدنے

لخت دل مسعود غازی نیلے گھوڑے داغ ہی
جلوۂ انوار ہے کرد بیان کی سید نے

ما ہبت ہر جو دکھ ملنا ہے اپنے کل کے ساتھ
پھر رہین جاویگی آخر ہے جہان کی میدنے

دم مدار آ پہونچے کنا دو پہ حضرت جنون
کانپ اٹھی جبکے آتے ہی جہان کی میدنے

اے الھن پور کی تمنا زور ہی کچھ شان ہے
کھیلنے ہے دھمال تیری عاشقون کی میدنے

ہان بدیع الدین الفت آتے ہین حضرت شیخ
دیکھنے کو آپکے دیوانگان کی میدنے

رستمانہ دیکھ انشا کو فقیرون شاہ ہین
لوگ کہتے ہین کہ آئی سیستان کی میدنے

بگڑی کسی اے جاوے نسیم اور صبا ہے
سو لاکھ کہے کچھ اپنے بھی اینٹ ہوا بندھے

عاشق کو باغ بند مین اندھاکے انسو پین
نہ پہنکے دست بقچی ہین جیسے قبا بندھے

یون دود آہ کا مری گنبد بندھا ہے یان
چھت جیسے ابر تیرہ کی تحت السما بندھے

تک عالم ای جنون تو دکھا وہ کہ جس سے صاف
لاہوت کا سمان مری آنکھون مین بندھے

سرمہ گھلا کے آنکھون مین نکلا نہ جب بھیجے
الیبا ہو کہ آپ پہ کچھ تو ستا بندھے

قدرت خدا کی دیکھو تو چوری تو ہم کرین
اور الٹے دستگیر ہو دزد حنا بندھے

الجھیڑے مین پھنسے تھے ترے زلف کی وہ
الٹی ٹنگے اسیر ہو کے یار ہا بندھے

انشا صد آفرین ترے ذہن سلیم کو
مضمون زیادہ اس سے بھلا اور کیا بندھے

کاش ابر کرے چادر مہتاب کی چوری
تا تجھسے بھی ہو جام مے ناب کی چوری

تک تکیہ پہ پھر دھر کے رہا سو تو لگائے
صاحب نے ہمین مسند کمخواب کی چوری

سیماب کے آنسو وہ صد ارے لے اٹھی
کی جنسے ہو جیسے دل بیتاب کی چوری

وہ عشق کہ بیچ آنکھون سے کاجل کو چرالے
کسطرح نہ عاشق کے کرے خواب کی چوری

مجھکو سر بازار گھسٹوا کے نکالا
کی کس لیے ہے کچھ خانۂ نواب کی چوری

جسنے کہ مرے چہرہ سے اب آہ اڑالی
ثابت ہوئی اس پر زر نایاب کی چوری

شب شنیدہ جو دی واغ ایک چور نے انشا
تو ہو گئی سب صبر کے اسباب کی چوری

اٹھتی ہے اپنے دل کے کچھ ایسی ہی ہوک سی
پڑ جاتی جس سے دشت مین ہے ایک کوک سی

تصویرین دیکھ بولی مہ بیع الجمال یون
صورت کوئی نہین مری سیف الملوک سی

تقصیر ہو معاف بھلا کیا غضب ہوا
گر آدمی سے ہو گئی ایک اوک چوک سے

کالی بلا ہے کوئی نہین ہے شب فراق
صورت حرام رکھتے ہے ایک مادہ غوک سی

انشا کے جو شفق کو سراہا تو بولے آپ
کمبخت کیا بلا ہے لہو کے ہلوک سے

اے جنون نہ لکھ قیصر و خاقان پہ چٹھے
گر دی تو مری شاہ خراسان ہے

تکیت صحرا تو مجھے بخشنے ہے اے عشق
لکھدے نہ تو پھر قیس سے دیوان ہے

یہ خط نہیں ہے خواہش بوسہ نے لگا دے
خوش ہو گئے تری سیب زنخدان پہ چھٹے

تنخواہ ہوئی آپ یہ کچھ سن نے لگے ہے
سبزہ نہیں ہے روی درخشان پہ چھٹے

چیچک کے نہین داغ یہ مہرین ہین تمنا
ہے سبزہ پری کی یہی انسان پہ چھٹے

پروانہ پہ پروانہ ہے اور سکّے پہ سکّہ
قربان پہ قربان ہے فرمان پہ چھٹے

دل بادلون نے مانگی جو تنخواہ تو پھر برق
کرنے لگے تیرے لب خندان پہ چھٹے

یون تہ مین مری دل کی ہے ایک داغ کسیکا
قیمت کے لگے جون ہو کسی تھان پہ چھٹے

لالہ مری دشمن ہین ابھی اون پہ نہ کیجے
گر دیجے کسی مرد مسلمان پہ چھٹے +

حورین مجھے کیون کر نہ لین حکم علی سے
جبریل نے کر دی مری رضوان پہ چھٹے

انشا کو سعادت ہوئی ہے باغ جنان کی
حاصل ہے یہ لیجے شہ مردان پہ چھٹے

کسیکی پری کی ہنسی دل پر اپنے کچھ ٹھن جائے
تو پھر ہنسی کہ دیوار قہقہہ بن جائے

یہ پانون خاک نے پھیلائے ہین کہ دست جنون
قریب ہے کہ گریبان تا بدامن جائے

گری ہے آج تو مہتاب چاند سے چھن کر
ہماری اور تمہاری بھی بات کچھ بن جائے

پس نسیم گئی بوے گل کی چھاتی سے
الہی اپنا بھی روٹھا ہوا کہین من جائے

کسیکو چاہنے مین اپنا دل دھڑکتا ہے
خدا نخواستہ سرکار کا یہ جوبن جائے

ہزار حیف کہ باغون مین جا کے اب کی سال
بہم نجھول سکین ہم تم اور ساون جل جائے

لگا کے اٹھے یہ ایک داغ تازہ کاہی کا
لگی ہین آہ کے زنار کا اشک بن جائے

بڑھے یہ راہ مین سکلا پسر دھرم پسنک
کہ ہندو دھرم پہ ایک وہان جھکا گردن جائے

تو سوے میکدہ یون جائے خواہش انشا
کہ جاپ تاپ کو جیسے کوئی برہمن جائے

یہ کس سے چاند نہین ہم زیر آسمان لپٹے
کہ باہم عرش پر ساری خوشی کے قدسیان لپٹے

حدی خوان وادی مجنون مین ناقہ کو لیجانا
سبادا ایک بگولا سا پیاسے ساربان لپٹے

ادب گر حضرت جبرئیل کا مانع نہو مجھکو
تو شاخ سدرہ سے سو بیرے آہ ناتوان لپٹے

سکندر اور دارا کیا کروڑوں ہی اور بھی ان سے
پڑے ہیں گور کے تختہ سے زیر ہاندان لیٹے

کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوتی ہی نہیں جن کی
ابھی وان سے لائے بزیر سایبان لیٹے

سے بولے رہو مشغول اپنی جسطرح چاہا
ادھر بیٹھے ادو دھر سوئے یہان جیٹے وہان لیٹے

ولیکن پاس کیتی ہے کہ ہونگی خواب کی باتین
نقیبین کچھ خبر ہے صاحب بتاؤ تو جہان لیٹے

کدھر لوٹے کدھر پوٹے ہنسے بولے کدھر جا کر
کہان لیٹے کہان سوئے کہان جیٹے کہان لیٹے

غزل سنّی ہین لکھ ایک اور بھی انشا کہ تا یہ
بلائین آکے ساقی لے تجھے پیر مغان لیٹے

کہا لیلے نے کچھ شعلے سے جو اسکو نہان لیٹے
یہ خوبی آنکی عادی ہے جہان جیٹے وہان لیٹے

ہمیشہ در غلانے جو کہ یہ یار کو سب مجھے
الٰہی اوسکو کالا بھوت ہو سارا جہان لیٹے

کنارے سرخ جوڑے مین تمہارے اس پھبن پر یہ
کہ دامان شفق مین جسطرح برق جہان لیٹے

اگر اتون کو آؤن تو مجھے سرکار کا گر بے
ادھر سے آ کر جیٹے اودھر سے پاسبان لیٹے

کہان ہے مغز ہین طاقت کچھ سو شیخ جیوہنا
بحث تم چھاڑ کر جیٹے مجھے لے مہربان لیٹے

کرونگا آپ رکھا یا در مجلس تمہاری مین
گلے سے میرے گر آ کر دو طفل دلستان لیٹے

پڑھی ہے اس روش سے اب وہ سنت خدا را
کہ جیسے جھجون سے عندلیب گلستان لیٹے

اسے بھی چھٹی دلا دو اسکے تم استاد سے آکر
کہان تک چھت سے کتب کی بھلا انکی نغان لیٹے

کوئی صورت ہو ایسی بھی کہ بس جز دان الملمین مین
کہیں اشیخ سعدی جیو تمہارے بوستان لیٹے

بدل کر بحر کو انشا غزل طرحی کی بھی اب پڑھ
کہ اہل ذوق باہم جس لیے ہین خرسان لیٹے

گلی سے تیرے کدھر کوئی اہل دل لیٹے
بیان تو آٹھ پہر رہتے ہین محل لیٹے

اگر چہ ہے وہ سو بار منفعل لیٹے
پر ایسے ڈھب سے نہ لیٹے کہ دل سے دل لیٹے

یہ جائے رشک ہے اُن کے گلے سے مل لیٹے
اور اپنی آنکھ کی تپلی سے خون دل لیٹے

ہو اقشون ملایک سے غلغلہ برپا
ہم جب آتش و آب و ہوا و گل لیٹے

نہ خوف تیشۂ فرہاد ہو تو شیرین کو
یہ دیو بن کے ہر ایک بیتون کے سل لیٹے

معانقہ کا کیا قصد یہین تو بوسے — کبھی ہوا ہے کہ خورشید ساتھ ظل لپٹے
یہ گرد باد بھی ایک شے ہین جسکے دامن سے — بہت سے ہین خس و خاشاک مضمحل لپٹے
کچھ ان کی تم تو گلے یون لپٹ گئے کل رات — کہ جیسے آگ سے خس ہو کے مشتعل لپٹے

کچھ اور ڈھب سے اب اشعار ایسی لکھ انشا
کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لپٹے

جنون کے دیو سے کیا عوج مضمحل لپٹے — جو ایسی سے کوئی لپٹے تو اہل دل لپٹے
کہین سنین جو کہانی مین شرم کی کچھ بات — تو اپنے تکیے سے بس ہو کے وہ خجل لپٹے
ادھر سے پھاند وہ ستے ادھر سے ہم کودی — نصیب دیکھو بہم ہو کے پا بگل لپٹے
نہ اسکو لہر چڑھے کس طرح بھلا جس کو — یہ زلف مار سیہ ہو کے مثل لپٹے
کسی حسین کا ایک منہ تو تھا ہی کلچا سا — یہ چاٹ اور ہوئی اب کہ اسپہ تل لپٹے
یہ دق کی شکل جو ور بان کھاتا ہی ترا — الٰہی اسکو ابھی موت ہو کے سل لپٹے

کہہ اور طور سے انشا غزل وہ برجستہ
کہ برق جسکی گلے ہو کے منفعل لپٹے

ضیا مین نور سما جائے ظل سی ظل لپٹے — قذو ہی العقول مین کیونکر نہ دل سے دل لپٹے
جو نعرہ کھینچوان تو اوراق آب دیدہ چند — تبسم بہار کے ہر ایک سل سے سل لپٹے
نسیم نجد مین لاوے غبار شاہد سے — برس پڑی ابھی بادل تو گل سے گل لپٹے
کسی کی خال ذقن سے اوس آنکھ کے تل کو — ملون نور ور مزہ ہو کہ تل سے تل لپٹے

لٹے جو قیس سے انشا کبھی تو ہم اوسکے
اسے جراحت نا مندمل سے مل کے لپٹے

دامن اگر نچوڑی جیحون سنک پڑے — دلبر جو دھرے ہاتھ تو بس خون ٹپک پڑے
مین بھر رہا ہون اب مجھے بس نہ چھیڑیے — ایسا ہو کہ خاطر محزون ٹپک پڑے
جس دم عرق فشان وہ ہوئی زلف مشک فام — مار سیہ کی سینکڑون آنسو ٹپک پڑے
بر آوے اپنے خرچ کے عہدے سے جیب کوئی — گردون سے جب خزانہ قارون ٹپک پڑے

مار الحیات ہے ہے کہ پسینہ پہ شیخ جیو — جس جا سے تم کو چھیڑیے اک بچھوان ٹپک پڑے
گم کی جو راہ ناقہ نے لیلے نے یون کہا — تم بیان کہان سے حضرت مجنون ٹپک پڑے

انشا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی لکھ
ہین ابر دل سے سیکڑون مضمون ٹپک پڑے

ہے منعم کہ وہ لب سیکڑون ٹپک پڑے — ٹک ان کو یون جو چھیڑیے تو خون ٹپک پڑے
گر برگ گل چھڑائیے شبنم کے سمت آنکھ — تو وہان سے دانۂ در مکنون ٹپک پڑے
ہم گو کہ اڑ ہو نڈ کے بیٹھے تو ہین و لے — ایسا نہو کہین سے وہ ملعون ٹپک پڑے
گھر کے سوائے اور ہین بات چیت کچھ — یا رب کہان سے نطفۂ میمون ٹپک پڑے
کوہ جنون کی سیر سے کھلتا نہین جو دل + — تو بیابان کہان لئے ان کی ہامون ٹپک پڑے
بندا ہین کے یون تو نہ پھر وزیر آسمان — ایسا نہو کہ زہرۂ گردون ٹپک پڑے

انشا یہ سن غزل تم ریختہ کے نمط
رکھتے تھے جو طبیعت موزون ٹپک پڑے

صاحب کے ہر زبان سے ہر ایک کو گلہ ہی — مین جو نباہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے
جو وہ خانوادہ ہین جا زبیر تن ہین — چشتیہ سب سے اچھی یہ نزد سلسلہ ہے
پھر کچھ گئے ہوؤن کی مطلق خبر نہ لی — کیا جانیے کدھر کو جاتا یہ قافلہ ہے
بار گران اٹھاتا کس واسطے عزیزو — ہستی سے کچھ عدم تک تھوڑا ہی فاصلہ ہے

دی گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگی کہ انشا اس کا یہی صلہ ہے

اشک مژگان تر کی پونجی ہے — یہ ثمر اس شجر کی پونجی ہے
آہ کو بست عنبر جان یہی — وو وہان اثر کی پونجی ہے
جو جگر ہی یاد مین تیری کٹ جائے — وہ ہی آٹھون پہر کی پونجی ہے
جلوہ یا ہے عزیز سبت — یہی اہل نظر کی پونجی ہے
ق
جلد اچھا ہو یقینا اے اللہ + — یہی انشا کے گھر کی پونجی ہے

تیری بخشی ہوئی خداوندا — میرے ہے عمر بھر کی پونجی ہے

ہین تری صدقے بس یہی میرے — دل و جان و جگر کی پونجی ہے

ساونے پن پر غضب ہے وہ جو لسبنتی شال کی — جی مین ہے کہہ بیٹھیے اب جے کہینا لعل کی

زندگی اس تار چنگ آہ نے جنجال کے — اوڑ رہی ہے انگ ہوا پر پوٹلی سی آل کی

بن لگاوٹ رہ نہین سکتا ہمارا دل کبھی — کیا تری خو پڑ گئی کم بخت بیت المال کی

ہین وہ جوگی نہ گرا بدہوت جنکی سامنے — مالکا دیو جنون وحشت پری ہی بال کے

ایسی گھوڑی پر چڑھا کر نہ نہین پھبتی تجھے — گرچہ جھالر دار ہے پھر پالکی کی بال کی

تو بھی ہے اک شاہزادہ چاہیے تیرے لیے — مورچھل ہو وہ ہون ہما کی اور سفرق تال کی

کیون نہ انگاری وہ چھالی پھر وہ افشاں رات کو — ہے ہماری آہ شاگرد اگیا بیتال کے

کب وہ آزاد بھلا مورد تحسین ہوئے — بھول جو سب کو گئی دین سے بے دین ہوئے

شیشہ خانہ مین جو تم موجب تزئین ہوئے — سامنے اپنے کئی لشکر سنگین ہوئے

واقعی مجھ سے گناہ ایسی ہے وہ تین ہوئے — کہ مرے سامنے وہ لیکے قرابین ہوئے

بعد مرنے مجھسے لپٹ کر وہ نشی مین ہولے — تم بنی باد صبا ہم گل نسرین ہوئے

بھر چکی بندہ گاہ سے اور آپ سے خیر — ہم الفت مین اگر ایسی ہے آئین ہوئے

راہ رو چونک کہ ہے قافلہ مین تیاری — محمل اونٹو پہ بندھے فوج مین سب زین ہوئے

قمری و بلبل نالان مین پڑے جو جھگڑے — جو دل غمزدہ کے موجب تسکین ہوئے

ایسی الجھے کہ دبی پانو میان بھوت چان — ہین کاندھے پہ دھرے دوسری روین ہوئے

بجھ رہی زہی جو لگا کہنے تمان باپ اسکے — ابرو دندان فرح کھول کے جون سین ہوئے

اشک آنکھون سے قدم کچھ نہین سکتے باہر — دولت شرم سے مانند سلاطین ہوئے

چین برابر و تمھین ہونگے نہ دیا منہ نے تو ہم — مرد شاعر ہوئی یا دشت چلین ہوئے

قصد بنگال مناسب ہے نہین صاحب کو — گرچہ مسلم تجارت کے سب آئین ہوئے

جی ہے اچھا نہ رہا پھر وعیا فڑگی باللہ
آئی دو تو بنی نکل فتق سے اور گھنگھے سر

فائدہ کیا جو شناسائی ار اکین ہوسے
خیر پھر آپ کی باقی نہ رہے بین ہوسے

تخفگی یہ کرلی آپ نے انشا مہندی
اور کڑے تو مرے مفت میں رنگین ہوئے

ان انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے
وحشت کی فوج کی جو دھڑلے نظر پڑے
دیکھا پری رشوں کو تو اُن کے سروں پہ آج
بلی ولایتی جو اچھی پالی آپ نے
جی سنسنا نسیم کا ای توسن بہار

واللہ تم بھی سخت چھبیلے نظر پڑے
فرہاد و قیس دونوں چھبیلے نظر پڑے
کچھ طرفہ طرفہ رنگ کے شعلے نظر پڑے
پھر کبھیو مجھکو تم تو ملیلے نظر پڑے
ایسے جنون کے دشت کے پلے نظر پڑے

اُس دیو زاد فوج جنون کی جو سیر کی
انشا تو وہان بڑے بڑے گل نظر پڑے

جو نسیم صبح پلٹ گئی کسی گل کے دامن پاک سے
کروں کیوں نہ شرف گلے پہ عشق کہ بد چرخ ہوں جن کہ تر
وہ جو محو دھوپ میں ہیں کھڑی تری آفتاب جمال کی
پڑی نرگس آنکھ نکالی جو گھڑی کان گل بھی بلائیں تو
کبھی زخمی اون کی نگاہ کی ہوئی وار دا کی جو راہ کے
یہ جو آسمان کی تاری ہیں یہیں مست کیوں نہ گنگریں
مجھی دیکھ منھ کو ڈہانک لی کبھی ٹک ادھر بھی تو جھانک لے
بندھی ناک اُن کی خوب ہی جو نگہت غیر کی ستا کے
پری اوپے عشق کے دیو دو تری آنکھی ہیں پہلا شد
دم سرد یا نہ کوئی بھر کی تجھی دیکھ دیکھ تو کیا کری
یہ زوال نور بلا ہی مر ہی اسی ہی تنگ ہوں حد سے حد

تو شعاع مہر اک چھڑی جڑی اُسکو آگ ستا کے
مجھے ہی جو دغدغہ عطش تو اسی کمہار کی ذات سے
نہ سوا ہی مر گیا او گی کبھی ان کے سبزۂ خاک سے
ترا اسا منا جو چمن کو ہو تو بھلا وہ کونسی ناک سے
تو اثر سے ایسوں کی آہ کی گئی پھول جنگلوں میں دہک کے
کہ بظاہر اُن کو مناسبت ہی ہے ایک لمام تاک سے
مری چاک دلکو بھی ٹانک لے ابھی اس ابھی کی جاب کر
تو ہزار تاک بھر اُبر انکل آوی اپنی بھی خاک سے
مجھے کہہ دیا تھا بھلا یہ کہ کہ تو بیٹھ جا ہی بھساک سے
مجھے ڈر لگے ہے بہت ارے ترے ایسی وضع کی لاک سے
کرو یا علی ولی مدد ہی اپنی پاؤں کی خاک سے

مجھے آج انشا تو خوش کر دن ہیں چاہتا ہی کہ چپ ن

غزل اور قافیہ کی کہوں ابھی حکم ہو تو جھاگ کے

بھلے آدمی کہیں باز آ اری اس پری کی سہاگ سے
کہنا ہوا ہو جو خاک سے لیے کیا مناسبت آگ سے

بہت اپنی ناک بلند تھی کوئی نہیں گز کی کمند تھی
پر اوچھال پھاند وہ بند تھی تری کیدار کی جاگ سے

بہت آئی مٹری کڑی کڑی وہ جو منڈ جی تھی پڑی بڑے
وہ ایسی تو نہ نظر پڑی کہ جو صاف پاک ہوں لاگ سے

وہ سیاہ بخت جو رات کو تری دام زلف میں پھنس گیا
اوسی آ کے وہم و خیال سے لگے ڈسنے سیکڑوں ناگ سے

بھلا اپنی بندرابن میں جو ارے کشن ہرپ کا نعرہ تو
مہاراج ناچی کودتی چلے آ کے لٹ لٹی پاگ سے

لگے کہنے گھیم کسل آ سے جو علی کے دھیان پیچ ہے
تو رہی دکھ دلدر جتنی تھی تکے بھاگ آپ کے بھاگ سے

ہوئی عاشق انکی ہیں ... انوکھی انکی بھی ... چھینیں
کوئی تازہ آئے ہیں ہمن یہ جو کاشی اور پراگ سے

نہ جھے جانتی ہیں ہم ہی بس وہ تکو بھی نہ تر ہی ...
وہ جو بھگر دی پہیری سو برس کے پرانی بوڑھی میں فلک سے

الوائی آ کے ... آپ کے گھر میں بات ... میں حیرت ہی کچھ
کچھ ایک ان فقیروں کی مجلسیں بھی تو ملتی جلتی ہیں ...

مجھے کام انکے جمال سے نہ تو پٹہ سے نہ خیال سے
نہ تو وجد ہے نہ تو حال سے نہ تو ناچ سے نہ تو راگ سے

یہ سعادت انکو ملی نئے دی جو وزیر اعظم ہند بھی
کہ بدولت آ کے جہان میں ہیں خوب تر بکریجو ماگ سے

مجھے رحم آتا ہے ایسے ہی بسر اپنی کرتے ہیں وقت جو
کسی پھل سے یا کسی پھول سے کسی پات سے کسی ساگ سے

تھی الٹ سر ان ہی میں گئی مجھے ایک عرض ... پاس سے
ابھی انشا اپنا ہو بس اگر تو پیٹ ہی جاؤں بھاگ سے

یہ جو مجھسے اور جنون سے یہاں کبھی جنگ ہوتی ہر دیر سے
سو کچھ ایسی ٹھب سے لڑائی ہے کہ لڑی شیر جیسی کہ شیر سے

بنی شکل لیلی نوجوان مری دامنا کیا کھو دن لا ہان
وہ تجلی ایک جو ہوئی عیاں کسی رات قیس گئے دھیر

ابھی وہینے سے ہوں جدا نہ تو خواب ہی میں نظر پڑا
بھلا اور اندھیر زیادہ کیا کہیں ہوگا لیے اندھیر سے

مجھے شامیانہ تلے سے کیا مرا دل تو کہتا ہے تجھسے آ
سر راہ کوٹھی پہ بیٹھ جا سیں تکیہ دے کے منڈیر سے

تری بادلیکی یہ اوڑھنی لیے برق کوندی نظر میں ہے
کرہی یہ گھٹا جو مقابلہ کسی پیشواز کے گھیر سے

بہیں انتظار کے جو صلے مجھے سیکڑوں ارے تلے
قسم اُن نے کھائی ہی ولی مرا جی ڈرے ہے ادھیر سے

بھلا تجھسے دیو کے سامنے کوئی ٹھونک سکتی ہیں خم بھلا
ارے یہ انگوٹھی ہے آدمی تو بچارے خود ہیں ٹھیر سے

وہی پی کمان وہی پی کہاں یہی ایک ٹہی جو ہر سو ہے
مہاراج چوٹ سی لگتی ہے مجھے اتنی پیسے کی ڈھیر سے

غزل انشا اور بھی ایک لکھ اسی بحر اور ردیف کے
کر زبر کی قافیہ جس میں مجھے نفرت آ گئی زیر سے

نہ تو کام رکھیو شکار سے نہ تو دل لگائیو سیر سے
بس اب آ گئے حضرت عشق جی چلو جاؤ گھر ہی کو خیر سے

وہ جو گنگا پار ہیں سامنے منہ میں لے پڑی اڑ بھڑ تی ہیں جو کچھ بچھو
سو تو بھرت پور کو اور اس جے چلے آ ایسے قلعہ دیر کو

سنیں ہوتی عام کے روبرو ہیں قبلہ خاص کی آرزو
کہ خدا کرے پڑے گفتگو کسی پیر و مرشد دیر سے

کہو کس وسیلہ سے شیخ کی شک و شبہ ہووے کمال میں
کہ جو نعمت آپ کو پہونچی ہے سو میاں غلام زبیر سے

جو خفا ہوے تو ہو اجی جو لڑے بھڑے تو لڑے سہی
گلہ ہے سو یار عزیز سے نہ کہ شکوہ صورت غیر سے

مجھے ایک حیات دوبارہ دی اسی قدرت اپنی نے کبریا
کہ خطاب فقرہ کم تھبت کیا تھا جن نے عزیز سے

وہ جو ہے علی ولی وصی ہے محمد عربی امی
سو تو عبد خاص کریم ہے اور سے دشمنی ہے جو

یہی چال اپنی ہے انشا اب کبھی تو در خون خلق ہیں
کبھی ہے صبا سے خطاب کچھ کبھی وحش سے کبھی طیر سے

ٹک ایک اے نسیم سنبھال لے کہ بہار مست شراب ہے
وہ جو حسن عالم نشہ ہے وہ سو لب کی عین شتاب ہے

یہ گھٹائیں چھائیں جو کالیاں جو ہیں بھیگی بھیگی ہوائیں
اور بہار آئیں پھولی لالیاں تو بجا ہو آب شہاب ہے

یہ وجود نشو و نما کو تو نہ سمجھ کہ نقش بر آب ہے
یہ سر آب ہی نہ حباب ہے فقط ایک قصہ خواب ہے

عرق بہار شراب ہے وہ ہی آج چھڑکیں گے آپ پہ
نہ تو بید مشک ہی اشکر ہی نہ تو کیوڑا ہی نہ گلاب ہے

انھیں کتنے نشے سے پیر ہے مجھے جو وے آئیں سے تو بچکر ہیں
یہ غرض کہ رند ہی سیر ہے نہ سوال ہے نہ جواب ہے

کدھر آ امان کرو دن سو کیا مزاج ہے ناک میں آ گیا
نہ تو عرض حال کی تاب ہے نہ تو صبر خانہ خراب ہے

مجھے وحش و طیر سے رشک ہے کہ کبھی انھوں کو کسی نے
نہ سوال ہے نہ جواب ہے نہ عذاب ہے نہ عقاب ہے

مری بات مان سنا دلا نہ تو عرض فرض ہی جی چلا
کوئی انکو ٹوکے سو کیا بھلا کہ وہ عالی اونچی جناب ہے

ارے انشا اب جو یہ دور ہے تری وضع ان دنوں اور ہے
یہ بھی کوئی زیست کا طور ہے نہ شراب ہے نہ کباب ہے

آج بجلی سے بنی ہفت طبق ہونے لگے
یوں جھمکتے میں پڑے جیسے ورق سونے کے

اوس پہ پی ناظر کی گردوں پہ اری لگی
ابھی برسانے لگے پھول شفق سونے کے

زلزلہ آہ شرربار سے ہے سپہر کو ہوا
کوہ لنکا میں ہوئے سیکڑوں شق سو سینکے
نقرۂ دم کو نہ چمکا تو پرے لے جگنو
اور اڑتے پھرتے ہیں یہاں رات کو بق ہو نکلے
واہ کس لطف سے رات اٹھتے کہا گرمی میں
ہم نہیں ساتھ ترے کرکے عرق سو نکلے

دو دار کا گلشن کو گردی تھی عجب کیا انشا
گر محل ہمکو میسر کرے حق سونے کے

ہے ہمیں قفل خانۂ خمار توڑ لیے
یعنی در بہشت کو یکبار توڑ لیے
کیوں قید خم میں دختر رز ہی پڑی رہی
یہ مہر ریسمان سروکار توڑ لیے
ق
شاگرد امیر حمزۂ صاحبقران کے ہیں
کیونکر بھلا نہ قلعہ اشرار توڑ لیے
کیجے لقائے باختر بے بقا کو قید
بختک کے سر پہ گرز گران بار توڑ لیے
چوٹی پکڑ کے نرگس جادو کی کھینچیے
کلی کو اوسکے ماریے للکار توڑ لیے
رستم سے چھین لیجیے دیو سفید کو
اور اوس کی وہ مروڑ کے تلوار توڑ لیے
سد سکندری بھی جو چڑھ جائے دھیان میں
وہ بھی طفیل حیدر کرار توڑ لیے
آجاویں ہفت خوان طلسمات سامنے
تو جیسے انھیں بھی بتکرار توڑ لیے
حصن زمردین عدو کوہ قاف پر
ہووے تو اسکو بھیج کے عیار توڑ لیے
زنبیل ہے عمرو کے دل فکر خیز میں
اسکو کسی طرح سے نہ زنہار توڑ لیے
ہے عزم جزم کہ نہ بر دستی آج تو
بند قبا ہے موسم گلزار توڑ لیے
ایچھیڑنے کو آپ کے ایک جھٹکا مار کر
شلوار بند برق شرربار توڑ لیے
جی چاہتا ہے لیکے بلائیں تمہاری آج
پوریں ان انگلیوں کی سب اے یار توڑ لیے

انشا دکھائیے اور بھی ایک جلوۂ غزل
بند نقاب شاہد اسرار توڑ لیے

ہے یہ تو کیا کہ آپ کی دیوار توڑ لیے
ٹکرائیے تو سینکڑوں کہسار توڑ لیے
گر جسم کے بل سے کیجیے ایک حملہ تو ہیں
آثار گیر گنبد دوار توڑ لیے
ہے کو حسن کر دیجے مولوی کو دم کو شتاب
شہ کانسے کے لیے سر خنکار توڑ لیے

صیاد یہ تو رسم نیا ہے کہ لیجیے آپ
بازوے مرغ تازہ گرفتار توڑ لیجیے

یون چاہتے ہین آج بہر کیف میکشان
یعنی کہ قفل خانۂ خمار توڑ لیجیے

توڑے جو چند رشتۂ زنار کیا حصول
اک بت سے لا کے گردن کفار توڑ لیجیے

عزّا کو میں ڈوالیے اک لات مار کر
اور قصر سومنات کو اکبار توڑ لیجیے

ای دل طفیل سایۂ نعلین مصطفے
خسرو کے سر کے پیزار توڑ لیجیے

سایہ مین جس درخت کے آرام پائیے
کیا ظلم ہے کہ اوسکے ہی اثمار توڑ لیجیے

نیر دیجیے تو سر بیمار عشق پہ
ظرف اگلے شربت و دینار توڑ لیجیے

اس تاک پہ یہ اپنی اچھل پھاند ہے کہ بس
دروازۂ قفل گلزار توڑ لیجیے

انشا یہ جی مین ہے کہ غزل اور پڑھیے اب
بند قباے نخوت دلدار توڑ لیجیے

یہ کیا کہ ان کے دل کو نہ زنار توڑ لیجیے
سو بار جا کے جوڑ لیجے سو بار توڑ لیجیے

آؤ تو ملکے بیٹھتے ہین بے شغل ہم سو کیون
کٹ کیجیے انسے بار ہی اب یار توڑ لیجیے

ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سر رشتۂ بگاڑ کا
تو لڑکے ان کے موتیون کا ہار توڑ لیجیے

یا چھیڑ چھاڑ کے لیے اک سنگ فرش سے
دس پانچ ان کے رخنۂ دیوار توڑ لیجیے

یا لال چوری ڈالیون کی توڑ تاڑ پر
رغبت سے ایک غنچۂ گلنار توڑ لیجیے

شوخی تو دیکھو آج یہی قصد ہے کہ خیر
جس طرح سے ہووے خاطر دلدار توڑ لیجیے

دو دو کچھ کہین پہ اپنی ہی بس گاڑ جائیے
اوزان و ہنر کو کوئی طرحدار توڑ لیجیے

یا کود پھاند جول بھی آن کے پلنگ کی
بس ہنس کے لڑنے بھڑنے کو تیار توڑ لیجیے

پھول انکی کیاریون سے کسی اور روپ کا
کچھ کر کے بات چیت کی تکرار توڑ لیجیے

سبزی کو روند ڈالیے پاؤن سے باغ کی
تارنگیان ہی جھٹکے سے دو چار توڑ لیجیے

انشا یہ ردیف اب اٹھا ہے اک تاؤ بھاؤ کی
اس توڑ جوڑ کا نہ کبھی تار توڑ لیجیے

پیسے کی چوٹ سے سر کم ظرف توڑ لیجیے
یون آبخورۂ خنک برف توڑ لیجیے

آ تا جگاہ کیجے اور مجھ پر آپ
شنجرفی اس دوپٹہ کے اوصاف گہی تو
دم پڑھ کے کیجے صیغۂ الفت تو اچکیار

صد تیر ناوک نگہ زرف توڑیے
لیکر دوات و خامہ شنجرف توڑیے
صد قفل ملت کتب مرف توڑیے

بولا وہ باغ نامہ انشا کو دیکھکر
بس ہو تو اسکے پھول سے یہ حرف توڑیے

سیلے عصا کے واسطے اک تاڑ توڑیے
کیا اگو وقانہ گنبد گردون کی سقف کو
ہوتے حقیقتاً جو یہ شور جنون ابھی
کچھ منھ سے پھوٹتے تو سہی پھر ہمین کہان

پھرتے ہین پہاڑ کے سب جھاڑ توڑیے
مین چاہتا ہون ہار کے چنگھاڑ توڑیے
کیہ بیٹھتا کہ چرخ کے اڑواڑ توڑیے
آپس مین ہے حجاب کی جو آڑ توڑیے

بادل کے ایک پاڑ سر ہے گرد بام چرخ
انشا یہ دھن ہے آج کہ وہ پاڑ توڑیے

بھٹی اور یان تھی بڑی انسی اڑی مینھ کی لگی
بیطرح چھت سے بندھی یہ تو جھڑی تشکل کچھ آج
جھیلتے تھے جو کڑے آپ کے دیوانہ لوگ
بادبان سحری بھرنے لگے کرچھا لین
معرفی ان بوندونکے گتھ گتھ کے لگی کرچھالین
یہان سے گذرا تھا کوئی ابر بڑا سا شاید
تھا غضب کون کہ جسنے نہ طمانچہ کھایا
بیٹھے بیٹھے جو لگا نیچے چھپائی سے ہمین
کل تو سنا ئے سے برسا ہی کیا ساری رات

یون جھڑی آنسوؤنکی وو نکو جھڑی مینھ کی لگی
چھوری چکلی بہت اور لینی بڑی مینھ کی لگی
اُن کی اُن بڑیون مین اور کڑی مینھ کی لگی
اُسکے پٹھو نہ جو ایک آکے جھڑی مینھ کی لگی
انکی دو لڑی سے منی اور لڑی مینھ کی لگی
ورنہ کیون باس بھلا مجھکو بڑی مینھ کی لگی
کونسا پھول تھا جسکو نہ چھڑی مینھ کی لگی
اب تو بجلی بھی گلے ہو کے کھڑی مینھ کی لگی
آنکھ کم بخت ہین کوئی گھڑی مینھ کی لگی

اب وہ کس دل سے آ دیکھے یہان اے انشا
ساری فکرون مین مجھے فکر بڑی مینھ کی لگی

بوسہ جو دیتے نہین مجھکو تو چھڑکی ہی سہی
نہین دروازہ جو کھل سکتا تو کھڑکی ہی سہی

کچھ مرے چڑھ بیٹھیں پر آپ کی خاطر کیلیے — باتیں جو پڑ کچھ گئے ہیں خیر وہ چڑکی ہی سہی
سڑی سودائی ہیں سڑکی جو مجھ پہ چپ جا کے — پھبتیے سب لوگ کہیں ہیں سڑ گئے تو سڑکی ہی سہی
نیے تو چھیڑی ہیں شیخ جی صاحب شراب — چلو تم کہتے ہو ہاں چھیڑ کی تو چسکی ہی سہی

رنڈ تو بجتا نہیں پڑھتا ہوں غزل میں انشا
پنج ل رنڈ کے جو ٹھہرا وہیں تو زرکی ہی سہی +

وہ پری ہی نہیں کچھ ہو گئے کڑی مجھ سے لڑی — آنکھ نرگس سے دو چار گھڑی ہی مجھ سے لڑی
واسطے تیرے مرا رنگ محل ہے دشمن — تیری خاطر تو ہر ایک چھوٹی بڑی مجھ سے لڑی
جھڑ لگا دی مری آنکھوں نے تو لو اور سنو — لنگی باندھ کے کیوں مینہ کی جھڑی مجھ سے لڑی
رات لڑ بھڑ وہ جو چپ ہو رہی تو ان کی عوض — بولتی تھی وہ جو سونے کی گھڑی مجھ سے لڑی
بیٹھے بیٹھے کہیں بلبل کو جو چھیڑا میں نے — تو نسیم اوسکی بدل ہو کے کڑی مجھ سے لڑی
کونسی ہو رہیاں کھیلنے جو بھی آئی — لو ہی گل لے کے جو پھولوں کی چھڑی مجھ سے لڑی

روٹھ کر ان کی گلی میں جو لگا تو انشا
ہر ایک اس دولڑی کے سو تیکی لڑی مجھ سے لڑی

زنہار ہمت اپنی سے ہرگز نہ ہاریے
اوضاع ڈھونڈھیے یاروں سے سیکھیے
اے اشک گرم گرمیٔ دل کا علاج کچھ
جو اہل فقر شاہ کمہارے کے ہیں مرید
گلنے کی دال یہاں نہیں بس خشکہ کھائیے
کل جنکو کھیرے ککڑی کیا گوس کاٹ کر
ہو آب میں کدر تو سمجھ جائیے تک ایک
ہے کونسی یہ وضع بھلا سوچیے تو آپ
پوچھی حقیقت ایک نے جو اس راہ کی
خطرہ نہ آپ کیجیے بس اب غیر شوق سے

شیشے میں اُس پری کو نہ جب کر اوتار لیے
ہوتے نہیں جدا نہیں ہم سے نیار لیے
مشہور ہے کہ چوٹ کو پانی سے ہار لیے
پالے ہیں اُن سبھوں نے کبوتر کمار لیے
اے شیخ صاحب آپ نے شیخی بگھار لیے
آج اوس پری نے اُن کو دیے زم ار لیے
ولیکن کدورت آوے تو کیونکر نکھار لیے
باتیں ادھر کو کیجیے اُدھر آنکھ مار لیے
تو بولے سر جھکا کے سپاہ وہ مدار لیے
سونا اوچھالتے ہوئے گھر کو سدھار لیے

ہے جو بلند حوصلہ اُنکی یہ چال ہے — کیا پھر اُنھیں بگاڑیے جنکو سنوار لیے
پنڈت جیو ہم میں اُن میں بھلا کیسی جو بنکی — پوتھی کو اپنے کھو دیے کچھ تو بچار لیے

انشا کوئی جواب بھی دیتا نہیں ہمیں
بانگ جرس کی طرح کہانتک پکاریے

اپنے کونے میں اگر رات کو کُڑ لیتا ہے — تان بھر دل کی جو یہ مرغ سحر لیتا ہے
خیر خواہی سے چمن کے عوض ابر بہار — باغباں آکے پکڑ نہری کر لیتا ہے
مجھے اُس نخل پُر انسودہ پہ آ آہ ہے جسم — پیاس کے مارے جو لبِ آب تک لیتا ہے
کن نے اب یاد کیا اسکو نہیں کچھ معلوم — ہچکیاں آج جو وہ رشک قمر لیتا ہے
پیاس بادل کی سمندر سے نہیں بجھتی جو — تو پچھوا کے مرا دامن تر لیتا ہے
چھند بند آپ کے اس عالم بیداری کا — گوہر عقل فلاطوں کے جھڑ لیتا ہے
ایک کوڑی کو نہ لیجے جو فروشندہ کے — ہے لگاوٹ کوئی زنبیل عمر لیتا ہے
سجدہ کرتا ہے یہاں آکے وہ مقراض بکف — مونچھ جو شیر نیستاں کی کتر لیتا ہے
اور چلے ہے جو کوئی ہے سے وہ کیا آپ کوئی — کانٹھ دم اپنی میں سرخاب کا پر لیتا ہے
اشتر و نافہ رہ عشق سے گذرے کیا دخل — ٹھوکریں واں تو پڑا پائے نظر لیتا ہے
وہی اس موج و گل و لالہ کی پاتا ہی تھاہ — ہاتھ کو سر سے بلند اپنے جو کر لیتا ہے
ق
کیا فقط اُن کے نچھاور کے لیے اے انشا — اپنی مٹھی میں ہر ایک غنچہ زر لیتا ہے

تاکہ چھڑکاؤ کرے سامنے ایک طور کی شام
کھینچ سب خواجہ خضر آب گھر لیتا ہے

الٹ پھیری جو ترا خاک بسر لیتا ہے — تھام جبریل امیں اپنا جگر لیتا ہے
ساتھ اپنے کوئی اسباب سفر لیتا ہے — تو فقیر اُس گھڑی سر زانو پہ دھر لیتا ہے
پھر جھاڑ اپنی اُوڑا کون سکے ای قبلہ — برق سے دام کوئی مشت شرر لیتا ہے
دیکھتے کیا ہو چلے جاؤ میاں اپنی راہ — کون یہاں ہم سے غریبوں کی خبر لیتا ہے
باغباں کا یہ نہیں جرم نصیب اپنے کہ وہ — چھانٹ کر سب میں کمر میری پکڑ لیتا ہے

کوئی سہ کار جنون کی نہیں لازم اب
لے لیے کیون نشو سبزی کہ سخن میر اسکے
سینۂ نخل سے آتی ہے اُبل دودھ کی دھار
ہووے پر لوک اودے یہان تو لا اگھتام
نونہالانِ چمن کو ہو بھلا کیونکر چین
آنکھے قائین بھی ترانہ یہ سُنا جاتے ہین

کام جتنے ہین وہ سب آپ ہی کر لیتا ہے
دائیہ ابرِ بہاری کے ہنر لیتا ہے
کھینچ اُس کا جو کوئی طفل تبر لیتا ہے
اُن کے چھپکنے کے لیئے سول اگر لیتا ہے
توڑ گل اونچی کوئی کوئی ثمر لیتا ہے
کہ تبر لیتا تبر لیتا تبر لیتا ہے

اس زمین مین وہ ہے ایک باغ لگا انشا
جو کہ طوبے کے بھی چوٹی کو کتر لیتا ہے

یعنے اور ایسی غزل لکھ کر بس ایک مطلع چھیڑ

گھیر شاخون کو جو گل زخم تبر لیتا ہے
دیکھ جب پھل کے جگر رشتہ تبر لیتا ہے
باغبان خون جوانان چمن کے دولت
مین تو انصاف پر اُس شخص کے غش کرتا ہون
قہر باغ پر آیا کہ گل و بہ کی طرف
پھول یہ دیکھ ستم کے کہ درختون سے نہین
کیا غضب ہے کہ بر و برگ کی جا اہل نظر
جتنی شاخین کہ جھکی بارے ہین ایکی سال
ایکی شاخ و بر و برگ وہ کافر نجار
ہے برومندیہ بیداد کہ ہر شاخ سے توڑ
یاس یہ باغ مین چھائی کہ درختون سے کوئی
عوض برگ و بر اس دھر مین سر پہ ہر گل
فقط بیزم یہ ہوا ہے کہ وہ نجار پسر
حق تعالیٰ نے جو چاہا تو بس انشاءاللہ

جسمین ہر بحر کیسے ہی اُوپے تبر لیتا ہے

چمن جب قاطع اقسام شجر لیتا ہے
تب تو سکھ نیند یہ سنجار پسر لیتا ہے
بوسۂ دست نگارین تبر لیتا ہے
جو رگ گل کے ڈرانے کو تبر لیتا ہے
جو کوئی ہاتھ اُٹھا دے تو تبر لیتا ہے
بر لیا چاہے تو توڑ ایک تبر لیتا ہے
دیکھ ہر شاخ مین مقراض و تبر لیتا ہے
ایک شخص اتنی بھی ہول آج تبر لیتا ہے
سول صد تیشہ و منشار و تبر لیتا ہے
باغبان بر کے عوض ایک تبر لیتا ہے
بر نو خاستہ چاہے تو تبر لیتا ہے
ہے کیون صدمۂ منشار و تبر لیتا ہے
بوسۂ دستۂ چوبین تبر لیتا ہے
ایکدن چھین ہے تیرا یہ تبر لیتا ہے

کہہ کہانی کے سے کی غزل ایک انشا اور
کربلا میں تری یہ پچھلا پہر لیتا ہے

بے پری تیرے مزے ایک بشر لیتا ہے
ہمہ جو فضل خدا شانہ پہ کر لیتا ہے
اژدہا ہے شب یلدا کو کرے ہے گھونٹ
اسکو خواہش یہیں ہوتی ہے الوپ انجن کی
منہ پہ جوگی کے کھڑا وہیں وہ پکارہی ہے
کوئی دیکھے اسے اور وہ سب کو دیکھے
قدرت ہے ہر شاخ کی دو چھٹنے کی صورت نہار

اور خرانٹے پڑا دیو سحر لیتا ہے
دو چابک رو کوئی گھر پہنچ کے پڑ لیتا ہے
اور وہاں گھڑدوڑ کو وحش زیر سپر لیتا ہے
باندھ کر سوت پہ وہ تار نظر لیتا ہے
بس توکل پہ فقط باندھ کمر لیتا ہے
ٹوپی اس روپ کی کب کوئی اتار لیتا ہے
ہاتھ میں ایک کوئی نوش کا تبر لیتا ہے

فکر کی چیز تو رکھتا ہے نہیں کچھ انشا
صفر ہمت کو فقط سامنے دھر لیتا ہے

ہیں جو مروج مہر و وفا کی سب یہ رشتہ بھول گئے
جب دیکھو تب لاٹھی ٹیکے گھٹ گھٹ گر گر پڑیں
انگلی پکڑتے ہو صاحب سیر چمن میں و مجلس
قاضی جی کے دونوں بیٹے ہم سے کھنچ گئے ہیں وہ مشغول

پھر گئے تم تو قول و قسم سے اپنے نوشتہ بھول گئے
اور تے ہیں کوئی شیخ جی صاحب انکو فرشتہ بھول گئے
اپنی تڑپتی زخمی سب خون میں آغشتہ بھول گئے
گھر میں فرشتے کی فارشتی سو خارشتی بھول گئے

نسل بڑی آدم کی انشا کون کسکو پہچانے
باعث کثرت ہمدیگر کے ناتی رشتہ بھول گئے

یہاں یہ ترک وصل میں بھی دم سرد ہی سو ہے
خالی نہیں یہ علم رمل بھی مزے سے واہ
کچھ اور بھی دوا ہے ترے پاس اے مسیح
شاکر نہیں ہے آدمی یوں ہی اسے مدام
یوں کہنے سننے کو تو سیانے مرد ہیں سبھی
دیوانہ کیونکر پچھاڑیے ناصح کہ ایک ہے

چٹکے گئے ڈر سے چہرہ ہی زرد ہے سو ہے
وہاں بھی تو رنج اور ہی درد ہی سو ہے
یا آفتاب ہے کی طلا ورد ہے سو ہے
اندوہ جو ہے وہ عزیز ہر ورد ہے سو ہے
پر سچ کہوں تو ایک جوانمرد ہے سو ہے
آواز پاسبانی ہے شبر دہے سو ہے

انشا گمند پھینکنے والون کی ٹوہ مین
نہ سنگیے والا کافر بیدردی سو ہے

دل مین بدولت آپ کے اک دردہی سو ہے — وہ آہ سوزناک و دم سرد ہے سو ہے
مخدوم پیرمرد جہان گشت کے فقط — اپنا خیال بھی یہ جہان گرد ہے سو ہے
مجنون تو سوکھ ساکھ کے اک خار بن گیا — لیلےٰ کا چہرہ مثل گل ورد ہے سو ہے
کھینچا آتش نے گرچہ انھیں مثل کہربا — پر عاشقون کا رنگ وہی زرد ہے سو ہے
ہین وہ کھلاڑی ایک کہ جنکی بساط مین — ہرٹتے اک دغل کے گھسے نرد ہے سو ہے
ق
جھوٹا یہ عہدنامہ پڑا کس دلیل سے — صاحب کی مہر اور وہی فرد ہے سو ہے
تسپر فشانی آپکی سنہ ہجری بھی وہی — اس سے نہ پھیرے قول جوان مرد ہے سو ہے
درد اپنا ہر گھڑی ترے ہاتھون سے اے عزیز — دردی کہ دل بعشق تو میکرد ہے سو ہے

انشا نشان قافلہ کی کچھ خبر نہ پوچھ
بانگ جرس ہے اور وہی گرد ہے سو ہے

نہ پیالہ اپنی بیچے بہت سے نخورے ہے — تجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے
نشہ ہین کیون نہ کرین عشق جو دکھا دیتے — وہ دونون عید سے مے ناب کے کٹورے سے
بلا سے جام نہ ہووے نہ ہو کہان ہم لوگ — چڑھا گئی ہین گھڑون کے گھڑے سکورے سے
لگا کے خوانین بھیجا نہ تجھے کچھ بیسنی ہین — خدا کے واسطے ہم گزرے ایسے اوچھے سے
ہین جو رات کو جاگے تو کیون اودھر آگئے — یہ لال لال کچھ آنکھون مین ڈورے ڈورے سے
بھری جو نیند دم سرد تو لگے کہنے — نزے ہی آپ دکھائی دیے چھچھورے سے
ق
کل ان کے پانون لگا دانے تو یون بولے — ہمارے سر کی قسم اور زور سے نرورے سے
یہی تو شغل ہے انشا کے نزدیک پڑے ہین — قلم چھپائی کاغذ کے مسودے کورے سے

گھسیٹ ڈالیے جو مہر دار تاؤ ملے
کہ ہاتھ پانون ہین انکے بھی گورے گورے سے

ہے آنکھ پہ ساقی کے مے ناب کی چھینٹی — چھپ جائے نہ کیون گھر پہ مہتاب کی چھینٹی

وہ رنگ تر و تازہ انگور کا ڈھلنے بتدریج
ل خط شعاعی سے جو پھوٹ نکلا پڑا عکس
بھی باندھی اس لطف کے ساتھ آج کہ ہیرا
لفظا وے سب وقت اب کیونکہ بنا کہون
جب پاس کہ ستولا گھر روپیہ کا بھی نہین ملک
ال گرگڑی اور روپے کی تکھی ہے تو ہرگز
ہرچند تکلف سے مخضب ہوا اثر اہر
غلبان اس لب کے تصور نے ستایا
بیان جنکی سب منہ پہ ہوائی لگی اڑنے

ہے جو نعرہ دل کے کہی گلاب کی بھپتی
یا نہین تو ہمنے کہی کمخواب کی بھپتی
شب کہنے لگے کچھ مہتاب کی بھپتی
ہے لب پہ ترے دانہ عناب کی بھپتی
اس شخص پہ اصلا نہین نواب کی بھپتی
پھبتی نہین اسکندر و داراب کی بھپتی
پراسپہ نہین کہنے کے ہم شاب کی بھپتی
مین کیون نہ کہون شربت عناب کی بھپتی
اسنے ہی کہی آن کے مہتاب کی بھپتی

کیا لمع جبین پر مرے نواب کی انشا
چھپ جاتی ہے خورشید جہانتاب کی بھپتی

یا رب ترا ہی ذکر بیان جب تب رہے
بے چین میری چھیڑ چھوڑے سے نہین ہوئی
لکھا گیا یہ بیتیں کو ہے مغتنم سب
ہم تو نہ ہونگے اور بیان انتظار مین
تا شکر لوگ ہین سو یہی ان کی گفتگو
پروردگار تیری ازل سے ہے چشمداشت
بخشے براے آپ لب پہ رکھ کے اے عزیز
لوگون نے ڈھونڈ کر انھین پوچھا تو ہوا
ہے مالدار کسب آیا فقیر آن مین
اہل و عیال کھا دین بیٹھین پھر کمانے کچھ
ق

ہر دم کے ساتھ ایک حرکت زیر لب رہے
سوتے ہی آپ رات بنایت کڑھت رہے
جون شمع لیلے آج اگر شب کی شب رہے
بھیجے جام بادہ نمط جان لب رہے
ہر دم کے ساتھ سیکڑون رنج و تعب رہے
جسکو مدام درد اسیر غریب رہے
کچھ چند بھاگ کر کسی کونے مین دیا رہے
واللہ صور سے بھاگتے کا ہو سبب رہے
ان مال ہو دے یعنی سو وہ ماکسب رہے
منکا آہی فکر مین ہر روز و شب رہے

انشا بھلا وہ زاہد زرینہ کیا کرے
جو جسکی جھانک تاک مین بنت العنب رہے

این مطلع تبرکاً نوشته شد زیرا که مصرع اول گفتۂ حضرت است

پگڑی تو نہیں ہے یہ فراسیس کی ٹوپی
یہاں وقت سلام اوتری ہے ابلیس کی ٹوپی

ہے شیخ کی سر ایسی ہی تلبیس کی ٹوپی
بس سچ ہے پگڑی کا نہ کہ ہے ابلیس کی ٹوپی

دیتے ہیں کلاہ اپنے مریدوں کو جو صوفی
لیتے ہیں یہی سی سر جبیس کی ٹوپی

سو حکمی ہوئی ہے یہ منغص کہ جہاں میں
ایسی تو نہ ہوگی کسی سائیس کی ٹوپی

ہدہد کو خوشی تب ہوئی جب دم نظر آئی
ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کی ٹوپی

کل ہو زن عیسیٰ میں پر و خط شعاع ہے
خورشید نے سی حضرت ادریس کی ٹوپی

کیوں واسطے جبرئیل کے بیری نہ ہو حاضر
غلمان کی اور حور فرادیس کی ٹوپی

پریوں کی گھروں میں وہی حوری کی عروسیں
جن پاس جو ہو ان کی جو اسیس کی ٹوپی

ممکن ہو تو دھر دیجیے بنا کر ترے سر پر
زربفت و سمور و نہاہرہ و برجیس کی ٹوپی

انگریز لگے اقبال کی ہے ایسی ہی رسی
آویختہ ہے جس میں فراسیس کی ٹوپی

انشا مرے آغا کی سلامی کو جھکے ہے
سکان سرا پردۂ تقدیس کی ٹوپی

جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتار لیجے
اور تا کمر ختاخ سے اک دھول مار لیجے

سو توں کو پچھلے پہر سے بھلا کیوں پکاریے
دروازہ کھٹکنے کا نہیں گھر کو سدھاریے

کیا سرو اکڑ رہا ہے کھڑا جوئبار پر
ٹک آپ بھی تو اکڑی سینہ ابھاریے

بیکار فانہ دیجیے ٹک آپ وہاں سے
بس سوں کھینچ جا لے یہاں دم نہ ماریے

ناصح نے میرے حق میں کہا اہل بزم سے
بگڑے ہوئے کو آہ کہاں تک سنواریے

انشا خدا کے فضل پہ رکھیو نگاہ اور
دن ہیں کسے کاٹ ڈالیے ہمت نہ ہاریے

غزل در لہجۂ مغل کہ خود را اردو دان شمارد

تمہارے ہاتھ سے ساقی جو شیشہ ٹوٹ گئی
بلا ہوا کہ دگر تم بلاے چوٹ گئے

پہ جو تہ جوت در وغے کہ نا کہیں ہم ہو
سنبل جو تم سے ملا قسمت اسکی پھوٹ گئی

بان بلبل شوریدہ اندرین باغ سم
نجاست ہجو عرب گر کہوں تو موت گئی

مثال ماہی بے آب میں تڑپتی ہوں
نکل کے دل سے آن ہہ پیچ جوت گئی

چہ چیز جالہ مگر ہی است ذال محتاط
جو لیکے تارنفس راجو عنکبوت گئی

عنایہ سخرہ چون خدا سے سخرہ او
اور اسکی زلف کی جوں پا کے بچت ٹوٹ گئی

جو اس پری کو میں دیکھا ہی کیا انشا
کہ فوج صبر لڑائی سنبل کو لوٹ گئی

کیا چیز بھلا قیصر فریدون تک آ گئے
کانپے ہے پڑا گنبد گردوں مر گئے

رندان او لے اختجہ نا سند کبوتر
کرتے ہیں سدا غنچے غریو غرغ ہر گئے

مطلق متوجہ سخون ہر چند گذر دامن
صد قافلہ لیلے کہ مجنوں بھر آ گئے

نت کبھی نہ کردن لادہ کہ کوہ کہ زمین پہ
لاوے کوئی گنجینات روز ہر آ گئے

سنو دیکھو جو نقارے پہ سپہ فلک کبھی
نقارے بجا کر کہیں وروز بے آ گئے

ہواں وہ چیز دی کہ گردہ عکا سب
چڑیوں کی طرح کیسے جوں پنجے مر گئے

ملتے ہیں بھی خانہ کہ کس کس کو میں نہ بولا
بادل سے چلے آتے ہیں مضمون بھر آ گئے

ہے دورہ گیتی جو بنا یہ کرتے شکل
بے شبہ و شک چپکے چلوں پون مر گئے

محبوب کو مرتے ہیں خشرہ بیچ پہ نا جنم
شیریں بھی کہے آکے بتا لون مرتے آ گئے

پیتا ہے دل دیکھ کے سیاہ بیچ پھرتا
کہف لاوے اگر ہوتی جیبون مرتے آ گئے

کیا لگے ڈراوے مجھے زلفت شب یلدا
بے دیو سفید سحر سے بون ہی آ گئے

رہا فلک کا گلستان نام ہے جس کا
کیا دخل جو ہاں کیا کہے کرے خون بھر آ گئے

ہے مرجالہ جسم نقد ہر آنکھوں میں چھایا
کیوں چھپ نہ رہے خم میں فلاطون مر گئے

میں شاہ خراسان کے غلاموں میں ہوں انشا
مصروف ہے سو کئی وہاں ہے بھر آ گئے

تشریف اگر لے جو شہ مشہد مقال سے لڑکے
تو بس یہ سمجھو کہ ہم سارے ہی جہاں سے گئے

بسان چرخ زنان پیر چرخ تو کیا ال
جو حکم ہووے تو بندہ فرشتہ خان سے لڑے

دعا یہ مانگتے ہیں اب کہ جس طرح سے رات
خفا ہو اپنے ہم اُس یار مہربان سے لڑے

اوسی طرح سے الٰہی بہم طلاب ہین بھی
وہان وہان سے لڑے اور زبان بازی سے لڑی

ق

یہ رات آئی عقد مین حضرت انشا
کہ آگ بنگئے اور جملہ سے کشان سے لڑی

کر ڈالون گا دیوار ابھی چاند کے ٹکڑے
دربان کے تیرے لیے اور چاند کے ٹکڑی

اُس طفل عرق کش نے گلاب آگے جو کھینچا
تو سیر لیے بھیجے ہے چاند کے ٹکڑے

ان مین سے کئے ہین جو بنارس کے دوپٹے
چنگیلے تو رکھ چھوڑ کر دو چاند کے ٹکڑے

لے بادہ گلفام تری کھلہ ری تیز ری
جس چاند مین تھے کر دی اُسی چاند کی ٹکڑے

ہے جال تو کیا چیز سیہ مست تو انشا
کر ڈالتے ہین ہاتھیون کے پھاند کے ٹکڑی

ہونی نہ تھی سو اے دل پُر درد ہو گئی
پوشیدہ بات چاہ کی بے پردہ ہو گئی

دارو جو سوتا کی تھی شیشہ مین ساقیا
ٹھنڈک سے ماہتاب کی سب سرد ہو گئی

فرہاد آفرین تجھے کوہ جی دیا و لیکن
مشہور تیری بات جوان مرد ہو گئی

ظاہر کی گرمیون سے رہا کیا حصول پھر
جب جا بنین کے تہ دل سرد ہو گئی

چمکی جو برق وادی مجنون کی ایک سمت
لیلی سیاہ خیمہ مین تھی زرد ہو گئی

مانع کمند پھینکنے کو آج رات کے
آواز پاسبان شب گرد ہو گئی

ڈوبی ہوئے عرق مین تم آئے تو بزم عیش
سب غرق بوئے عطر گل ورد ہو گئی

جاری ہووے دفتر عالم مین وفل کیا
میان مستخط حضور سے جو فرد ہو گئی

عاشق تیرے ایک دم سرد جو بھرا
خوبی نسیم صبح کے سب گرد ہو گئی

انشا غزل ایک اور بھی لکھ یہ غزل تو خوب
ضرب المثل میان زن و مرد ہو گئی

گرمی کے جو شکوہ تھی سب گرد ہو گئے
دو چار بوندیون مین ہوا سرد ہو گئی

آگے تو ابھی درد سے ربط درست تھا
پر اب طبیعت آپ کی بیدرد ہو گئی

شاہ جنون ہمیں بسر جوش اب کی سال
تھی اوسکی جتنی فوج سو نامرد ہو گئی

اس داغ دل کی شکل میں سوز فراق میں
انند آفتاب جہان گرد ہو گئی

اے نادر جہان تری میں قدر دم سے
وضع چمن بسان ابے گرد ہو گئی

کر آب پاشی آن کے اے ابر نو بہار
اوراق گل پہ جمع بہت گرد ہو گئی

کرے بگولے تھکا خدا کا بھی خوف ہے
اک پردہ دار جاتی تھی بے پردہ ہو گئی

ق

پڑیوں کی چوپٹ کرے جو افشاں کسیلی آج
پوشاک بانیوں کی وہیں زرد ہو گئی

ان میں زہ بسرہ رنگ ملیں جھنگے روپہ پر
غش عندلیب کلکدہ پر درد ہو گئی

جوڑے گلابی ایسے پہن بیٹھے آسمان
شرمندہ جن سے بیری گل ورد ہو گئی

کالی گھٹائی جتنیں ایسی ہی چھائیاں
بجلی کی گرمی دیکھ جنہیں سرد ہو گئی

جتون کے ساتھ ساتھ لگی ہونے کود پھاند
ہر ایک چور آپ ہی وہاں زرد ہو گئی

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار میں ہے

مزا جو آپ کے سینہ کے کچھ ابھار میں ہے
نہ سیب میں نہ بہی میں نہ وہ انار میں ہے

خدا کے واسطے اے صاحبو کہو تو سہی
کہ رسم مہر و وفا بھی کچھ اس دیار میں ہے

کسی نے اوسکی شکایت جو کی تو میں بولا
وہ کیون نہ جبر کرے کسکی اختیار میں ہے

ملے شراب جوانان باغ کو کیون کر
کہ آپ پیر مغان رنجش خمار میں ہے

میں جو دستۂ نرگس انھون نے کل بھیجا
تو اوسکے معنے یہ ہیں جان انتظار میں ہے

لگی ہے مینہ کی جھڑی باغ میں چلو جھولیں
کہ جھولنے کا مزا ابھی اسی بہار میں ہے

سوائے آپ کے یہاں کون پوچھے عاشق کو
وہ کس شمار میں ہے کونسی قطار میں ہے

جو ہم سے پوچھیں تیری جان کہاں تو کہیں
ہماری جان ترے موتیا کے ہار میں ہے

پکار پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑون کی آبشار میں ہے

پیالہ دور کر اے ساقی اب تو رندون کی
روانہ کشتی مے موج لالہ زار میں ہے

خرام ناز سے ٹک آپ آ کے کھو دیجے
بگولے وادی مجنون مین اٹھ رہے ہین آج
کدھر سے آتی ہے آواز دوست اے مطرب
یہ چاہیے کہ بتخت زمین ہووے سو معلوم
مجھے یہ آج پری پیکرون نے لکھ بھیجا
بچھا ہے شہر کی خوش آیندہ ہے بہت سا وقت
مجھے یہ آٹھ پہر سوچ ہے کہ کیا ہوگا
ہم نہ ملنے کے شکوے عبث ہین آپس مین

اگر سماع ہو رہی صحرو جوئبار مین ہے
گر عماری لیلے اسی قطار مین ہے
نہ تلق انگلیون مین ہے نہ چوب یار مین ہے
جو آدمی کو مزاج خود انکسار مین ہے
کہ آئی چمن نرگس انتظار مین ہے
شراب پینے کا موقع اسی بہار مین ہے
یہ ایک گل سو بھنا سو کروڑ خار مین ہے
ہر ایک شخص لگا اپنے کاروبار مین ہے

بدل کے قافیہ انشا اب اور تازہ غزل
کہ یہ غزل جو سنائی سو کس شمار مین ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ مین ہے
گھڑی جو کوئی کواڑون کی اپنی آڑ مین ہے
صبا یہ جا کے تو کہہ جو بید مجنون سے
یہ کاش دیدہ ویران کے بیچون بیچ پھرے
سکونت اپنی کدھر کیجیے کہ جنگل تو
یہ مجھ سے کہنے لگے ایک شخص تھے جو اول
ہزار طرح کی فکرین خراب کرتی ہین

کہان ملاپ مین وہ بات جو بگاڑ مین ہے
تو کیا ہنود جھمکڑا ہی اسی دراڑ مین ہے
کہ ناقہ شاہد ہی کا کھڑا اوجاڑ مین ہے
نکیل چول لگی تیری جو کواڑ مین ہے
پڑا اوجاڑ مین ہے کوہکن پہاڑ مین ہے
مزا جو پوچھیے سچ مچ تو چولھے بھاڑ مین ہے
غرض نہ پوچھو کہ انسان کس لتاڑ مین ہے

گھر آگئے شور سے دل باول آج دیکھ انشا
کہ بے طرح سے پھنسے برق بھڑبھاڑ مین ہے

مت ہاتھ اٹھا اپنے تو بسمل کے گلو سے
کیا ان کو سروکار بھلا جام و سبو سے
تار رگ گل بھی نہ میسر ہو تو جبرا آج
اے شوخ پری چہرہ عجب لطف ہو جس دم

تا آب دم تیغ لب زخم تو چوسے
وہ مست کہ ہو نشہ جنھین نعرہ ہو سے
باز آ تو جاک دل بلبل کے رفو سے
ہین ہونٹ ترے چوسون مرے ہونٹ تو چوسے

توسایہ فگن ہووے توجون سروِ پرافشان
آہ دلِ عاشق بھی دمِ گریہ کسی طرح
تم تم یہ ترانہ کے سے کیا بول ہین صاحب
ہنسنے بھی ہنسی جاتا کیا کیجے کسی نے
ہین جھوٹ نہ بولون گا کبھی تمسے ہم لعنت
کر قتل شہیدِ رہِ الفت کو یہ بولے

ظاہر ہے بیٹھا ہو مرے ہر سرِ مو سے
کچھ کم نہیں لے فاختہ سرو لبِ جو سے
نفرت جو نہ سمجھے تم سے ہی سو وہ نہین تو سے
اک ابرِ سیہ اُن کے جو اُٹھا سرِ کو سے
بیٹھا طرفِ کعبہ ہوا سو فقط وضو سے
ہے بو لیے شراب آئی مجھے اسکے لہو سے

انشا جو یہ ہے ریختہ گوئی کے عمارت
تو اُن مین لگا اور فصاحت کے مجو سے

معلوم نہین روٹھے ہین کس آئینہ رو سے
کیونکر نہ لپٹ جاؤن صراحی کے گلو سے
اے حضرت خضر اُن کو بھلا ڈھونڈ سکو کون
ناصح مجھے مت چھیڑ کہ رکھتا نہین ہرگز
اب کوئی ہما ہو تو اُسے ذبح کرین ہم
ہو اک سرِ مو حیدرِ صفدر سے جنھین بغض
عقبیٰ کی بھی کچھ فکر ہے ان کو اگر
شغل ہے کوئی غولِ بیابان کے ڈھونڈھے
ہے عشق کی وہ راہ کہ اب جنکی بدولت
کیا غم ہے اگر خیر نہین آنکھ لڑائیے
دل سے ترے حسن کے ہے فتنہ آفاق

پانی جو اترتا نہین غنچون کے گلو سے
بیعت مجھے پھر تازہ ہوئی دستِ سبو سے
منبر سے جو اوگئین آپ کی اس آب وضو سے
کچھ چاک گریبان سحر کام رفو سے
تعویذ بہت لکھ چکے ہُد ہُد کے لہو سے
الحق گروہ کافر ہین احادیث کی رو سے
مرغی کی طرح بیٹھ کے انڈے ہی تو سے
تو بھی نہ ملین شیخ جی صاحب سے ٹھٹھے
ہین بڑھے چلے چیلے گئے ہین اپنے گرو سے
یہ نرگسِ شہلا تو فقیرون کی کدو سے
تھے دوست مرے جتنے وہ ہین بنتے عدو سے

اب قافیہ باندھ اور کسے انداز کا انشا
ہے تجھکو گذرنا شعرا کے سرِ کو سے

مین آوے نہ کیون ایسے پری زادون کی بو سے
اب بیچ کے لوگون کی کیا چاہیے صنعت

ہین مانگے دلِ حسن لئے مجھے آن کے تو سے
دل ہم نے دیا تھا سو انہین کے تو بھرو سے

معقول چہ خوش واچھڑے انصاف کی خوبی
جو شخص دعائین تجھے دے تو اُسے کوسے

کیون کسلیے کسواسطے آزردگی اتنی
باللہ کہ تنگ آئے ہین ہم آپ کی خو سے

کیا کیجیے بن بوے رہا تو نہین جاتا
اللہ کہا تنگ کوئی اس دل کو مسوسے

شیفتہ ہون دہن ہین تو ستر نکی تسلی
ساقی کوئی ہوتی ہے بھلا ایک سبو سے

ہے ایک قناعت کو فقط نان جوین بس
درکار نہین اُن کو تکلف کے سموسے

امرونہ کبھی کیجیے مہ و مہر کو ہرگز
ہین ہم بھی اوسی زمرہ مین جوتے ہوے ہین کھوسے

کچھ فائدہ بھی بحث سے اے ناصح مشفق
آتے ہو نظر تم مجھے کچھ بیہودہ گو سے

انشا غزل اک اور قوافی مین بھی کہہ ڈال
داد اوسکی بھی مانگ ہے ہر اک ریختہ گو سے

ہو تو جو شکن کج دلا تو سر نو سے
کپڑے وہ نہ چھڑک مرے گوارا شمع گرو سے

ہو عاشق صادق پہ ترا اک سکا در
دسن ہین تو کیا چیز وہ ڈرتا ہین عدو سے

اک بوسہ پہ دل تجھکو لگا دینے مین ہم ان لو
جیسے متمتع ہو کوئی مال گرو سے

گھر بیٹھے دہین فضل جدا ساز تیرے یہ
جب ہین نہ پڑے بات کچھ اپنی تگ و دو سے

ہیہات اہل توکل اُنہین اشخاص کو ہین
محظوظ پیاز و نمک و کردہ جو سے

کیون منہ پھرا کے ہو مرا ناصح مشفق
گر بختیے جا کر تو کسے حرف شنو سے

یاد آتی ہین اک پیر مغان کی مجھے ابرو
ہے اس سبب افراط محبت مہ نو سے

ایدل وہ خوشا کشت برومند کہ جسکو
خطرہ ہے نہین تہلکۂ وقت درو سے

افواج گل ولالہ مین ہے زلزلہ انشا
اس ابر بہاری کی سواری کے جلو سے

یہ نہین برق ایک فرنگی ہے
رعد و باران قشون جنگی ہے

کوئی دنیا سے کیا بھلا مانگے
وہ تو بیچاری آپ ننگی ہے

واہ دلی کہ مسجد جامع
جس مین براق فرش سنگی ہے

حوصلہ ہے فراخ رندون کا
غنچہ کی پر بہت سی تنگی ہے

لگ گئے عیب سارے اُسکے ساتھ
دُرد و وحشت کے دھوم دام ہوئے تم
جوگی جی صاحب آپ کی بھی واہ
آپ ہی آپ ہے پکار اُوٹھا
چشم بد دور شیخ جی صاحب

یون کہا جسکو مردِ بنگی ہے
وہ تو اک دیولی و بنگی ہے
وہ ہرم مورت عجب کو ڈھنگی ہو
دل بھی جیسے گھڑی زنگی ہے
کیا ازار آپ کے اونگی ہے

شیخ سعدی وقت ہے انشا
تو ابوبکر سعد زنگی سے

شب خواب مین دیکھا تھا مجنو کو کہین آپنے
دیکھے ترے جلوہ کو یا من کی جو بیٹی بھی
ہے جنس پری سا کچھ آدم تو نہین اصلا
اسطرح کے ملنے مین کیا لطف رہا باقی
ہنگام سخن سنجی آتش کے زبانیں کو
ہر امر مین دنیا کے موجود جدھر دیکھو
گرمی سی مری دل کی اس موسم سرما مین
رو وادی ایمن کے لیتا ہون کہ گھبرا
ہے ہم سے بھی ہوسکتا جو کچھ نہ کیا ہوگا
چل بٹ کبھی پڑے بجلی دل بادہ تو مجھکو لیکر

دل سے جو کراہ اٹھی لیلیٰ کو لیا تپ نے
موبہ سے وہین گلے کو یکبار لگے چھپنے
اک آگ لگا دی ہے اوس مرد فروش گرنے
ہم اُس سے گر رکنے وہ ہم سی لگا چھپنے
شرمندہ کیا ای دل اُس شوخ کو گپ شپ نے
آدم کو کیا حیران شیطان کی لپ جھپ نے
گنبد گردون یکبار لگا تپنے
اُس دل کی بدولت یہان مجھکو طرف چھپنے
مجنون سے جفا کش نے فرہاد سی سر کھپنے
دبلا ہے دیا میری تلوار ون کی شپ شپنے

کب نہ کراہون مین نالہ نہ سہ رون کیونکر
مین کیا کرون اے انشا اب جی ہی لگا کھپنے

ملکئے پر حجاب باقی ہے
بات سب ٹھیک ٹھاک ہی یہ ابھی
گر چہ معجون کھا چکے لیکن
جھوٹے وعدہ سو آن کو یہان اب تک

ق

فکر و ناز و عتاب باقی ہے
کچھ سوال و جواب باقی ہے
دورِ جام شراب باقی ہے
شکوہ بے حساب باقی ہے

گاہ کہتے ہین شام ہوئی لر بھی — ذرۂ آفتاب باقی ہے
پھر کبھی یہ کہ ابر مین چھپ کر — پرتو ماہتاب باقی ہے
ہے کبھی یہ کہ تجھ پہ چھڑکین گے — جو لگن مین شہاب باقی ہے
اور بھڑکی ہے اشتیاق کی آگ — اب کسے صبر و تاب باقی ہے
اوڑ گئی نیند آنکھ سے کس کی — لذت خورد و خواب باقی ہے
ہے خوشی سب طرح کی آج کا — خطرۂ انقلاب باقی ہے
ہے وہ دل کی دھڑک سو جو تھی یون — جی پر اسکا عذاب باقی ہے
جو بھرا شیشہ تھا ہوا خالی — پر وہ بوے گلاب باقی ہے
اپنی امید تھی سو بر آئی — یاس مشکل تُراب باقی ہے
ہی یہی ڈول جب تک آنکھون مین — دم لبان حباب باقی ہے

مثل فرمودۂ حضور انشا
پھر وہی اضطراب باقی ہے

یہان زخمی نگاہ کے سینے پہ حرف ہے — ہر دل پہ اپنے زخم کہ سینے پہ حرف ہے
زر خرچیان کہان تلک اپنی یہان کہین — قارون کی بھی یہان تو خزینہ پہ حرف ہے
ملتے تھے جو تہے پاجزین وہ رفت ہوگیا — اب یہ کہ چار پانچ مہینے پہ حرف ہے
کیا دخل وہ جو ہاتھ سے میرے تھین سزا — وہان کتنے کتنی بات بھی پینے پہ حرف ہے
طوفان اشک نوح علیہ السلام سے — بولا کہ آپ کے بھی سفینہ پہ حرف ہے
تا چیز آپ جاتے ہین اسقدر مجھے — الفت تو جا دے ہمارے مین کینہ پہ حرف ہے
تا صبح جگر کے زخم کو جراح کیا سیکر — یہان سوزن مسیح کے سینہ پہ حرف ہے
یہان ہر بن مسام مین خون تھا یہی یہان — نکلے تو خون ہی نکلے پسینہ پہ حرف ہے
انشا کی مہر پڑے ہے بھلا آشنا سا ہو — کندیدہ کوئی اسکے نگینہ پہ حرف ہے

اب یہان گر کے دیکھیے کیا ہی گٹھا ہوا
اسکا ہر ایک اپنے قرینے پہ حرف ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سے سامنا ہے اُس چاہ کی کلی کا
مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
زباہٹ اُنگلیون کی اُن کی نپوچھ مجھسے
مجھسے نہ اوڑناخی تورات کو کہین تھے
ہاتھون سے تیرے ہین تو کمبخت جا جزائی
مین کیا کہون دوگانا اُس کل کے دوڑ ذبحی
کیونکر قدم رسوبون جا کر پھرون نہ چوکی
دل گدگدا رہا ہے جس شخص پر کل اُسکی
جوڑی بغیر گذرے کسطرح مرد و زن کے

ہے ورد مجھکو حضرت مشکل کشا علی کا
بے اختیار مجھکو اِک پھول کی کلی کا
ہے صاف وان تو عالم اِک مونگ کی پھلی کا
ہے رنگ کوئی چھپتا ایسے ملے دلی کا
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہلبلی کا
جبر چال ہو گیا ہے اِن پانون کی نلی کا
رکھیے جو آسرا تو ایسے مہابلی کا
زانو کے نیچے گھوڑا اتھا بھیرا اٹھلے کا
یہ چال ہے ولی ہے یا کام ہے للی کا

انشا سوا اپنے اللہ کے جہان مین
ہے کون کھونے والا اس دلکی بیکلی کا

وصف بیان کیا کرون رات کی مہمان کا
رات جو مین نے سنا قصہ پرستان کا
تجھ سے پری بھی کوئی ہووے تو شانکا ہو
پس وہ گیا مر دوا ٹھوڑ رہا غش ہوا
یہ بھی تو ایک ہی تھی ڈھب کے ہو جون کرن
بات جو کہنی نہ تھی سو وہ دوا سی کہی
ل تو مری یاد تھی ان کی تک انگلیان

آدمی زادہ بنا جان سبھی جان کا
خواب مین آیا نظر تخت سلیمان کا
ہمنے تو دیکھا نہین آدمی اس شان کا
بھاپ لگا گدگدا جسکو تری ران کا
لیجیے لہنگا پہن ہان دلی کے تھان کا
موںہ نہ دکھاوے خدا آپ سے نادان کا
پھپک دی ریشمین تو ہار بدن بان کا

بتری تو انشا کبھی بات نہ باور کرے
جامہ مین کر اگر آوے تو قصہ ان کا

اللہ کرے سلامت جم جم یہ رہے یہ بیڑا
کیون گیلی انگلیون سے تو مجکو ہے لیتی
بندی کی دشمنی مین ناحق جو ہون الہی

ہے جسکی دم قدم سے دنیا کا سب بکھیڑا
ہے ہے تری گلہری کیا ناچتی ہے بیڑا
لگجاوے ان کے موںہ پر زینب کا تھپیڑا

باجی سے اپنے ہنس کر کل وہ پری یہ بولی
کیون تمنے میرے انشا اللہ خان کو چھیڑا

کرون لبستار کیا اپنی دوگانہ کے رکھانیکا
بنا یہ سوہلا سننے لگا ہو وہ مین میرے
ہی جانے کہ کیونکر بات جیت ان کی گئی تھی
بھلا حاصل جو دیکھے وہ ہوئی دریا سے سات پانی کے

دماغ آکر اسہنین مین ٹھس رہا ساری خدائیکا
ہوا دربان کا لڑکا تلنگیدڈ منجھلی بھائیکا
دوا کا آسرا ہے یان بھروسہ ہو نہ دائی کا
کہ یان گھر گھاٹ سب معلوم ہے انکی صفائی کا

تجھے پڑا نہ تھا انشا سے تیری بات کرنی کل
مگر ناکام ہے تیری ہی سہان تو بھیائی کا

چوٹی تری سانپ کی ہے لہر دوگانہ
چتون تری بس دیکھتے ہی یاد پڑی ہے
نوج ایسی کہین اور ہون گھر کھوج مٹی لوگ

کھاتی ہون ترے واسطے مین زہر دوگانا
دلی کی وہی چھیل وہی نہر دوگانا
سب تاڑ گئی ہے یہ بڑا شہر دوگانا

بن بیٹھے ہین دولہا دولھن اسوقت جو ہم تم — تو لاکھ روپیہ کا تو بندے مہر دوگانا

ہین تجھ سے سمجھ لونگی بھلا کون ہے انشا
اللہ ارے تو ہے بڑی قہر دوگانا

تم نے پر تجھے کہانی تو بتیرے انا — آپ بیتے تو کوئی بات نہ چھیڑی انا
بلبلی ٹھیکری اک ڈھونڈھ کے لا دی جسسے — اپنے رگڑا کر دن ہین باونکی ایڑی انا
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا — کھٹ گئی بینے مرے پاؤنکی بڑی انا

سہین سنگار لیا تو نے تو پھر انشا نے
میرے دروازہ کی کیون چول اکھیڑی انا

تھام تھام اپنی کو رکھتی بہت سا لیکن — کیا کہون تم سہین سکتا مرا اندر والا
اپنے کوٹھے پہ کبھی اس ڈھب سے نہ نیلا کرکے — لیگیا جان اڑا اک کبوتر والا
سیدی عنبر کے جو آئینہ کا یہ ڈھب ہے کہین — وہی قصہ سنو در پیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا ہی ان پریون سے
اوڑ گیا ہو دے نگوڑا جو کوئی پر والا

آگ لینے کو جو آئین تو کہین لاگ لگا — بی بی ہمسایہ نے جب مین مرے آگ لگا
نہ برا مانے تو یون بیج کوئی مٹھی بھر — بیگما تیری کیاری ہین نیا ساگ لگا
مٹھی بر اگن اگر اپنے درختون مین تو بھر — پھول اور پھل کے جگہ دی ہین بر ایک لگا
ارگئی فاختہ کیون سرد یہ دم دیتی ہے — اجی اسکا نہ کچھ اچھا مجھے کھٹک لگا

شوق سے سونگھ لے انشا مرے بو باتون کی
دے جعل خور کے ہونٹوں مین تو اک ناگ لگا

ہاے پھلیل آنسو کے بدلے لگی نکلو نکرا تیے — جوتی بلی کا یہ تل میرے آنکھ کے تل مین مٹھ گیا
جھونک گیا خاک آنکھین سب کے ایک بگولا جو آیا — بند توڑ اکر بڑے ادڑ اکر اس محمل مین بیٹھ گیا

ہے یہ نہ سمجھتی کون سے منزل انشا اسکا نام ہتا
ڈر سا میرے دل کے اندر اس منزل مین بیٹھ گیا

اپنا جو جتاتا ہو ہمین زور نگوڑا
سوتی تھی مزے مین کہ گئی نیند اوچٹ ہاے
مین چیخ پڑون کیون نہ جو لی چٹکی ہی آنے

صدقہ اُسی کر ڈالئے در گور نگوڑا
کیا جانیئے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
ڈالی مسل اونگلی کے مرے پور نگوڑا

ہمسائے مین کو ہلبل ہوئی کل رات کو انشا
گھس اوسکے زنانے مین گیا چور نگوڑا

زری مہر گر پڑی تو اری سر تھام اپنا
کمبخت ہے وہ کام ہو گا نا بہت بُرا
لو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤنکی ساتھ
کیون آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے مجھکو تو
دلسوز ہے وہ امری پر اُسکا ہر گھڑی

یمنی ہے اچھی اسپر تو کھدواے نام اپنا
صدقے گئی تھی ہے یہ زمانہ بہت بُرا
پانی مین ہے یہ آگ لگانا بہت بُرا
ہیگا کسیکے جی کا ستانا بہت بُرا
لگتا ہے انگلیون کا نچانا بہت بُرا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یہ کہا
لگتا ہے مجھکو ٹسوے گھلانا بہت بُرا

بیگما مین جو بُری ہون تو بھلا تجھکو کیا
تو تو اوکئی سہنن جائیگی مری عیبون مین
اپنی بجلی کی سی تو چھب کی جھڑلے باجی
کسی کا باغ تو لوٹا ہینن ہے مین اپنے

پھینئے پوشاک زری ہون تو بھلا تجھکو کیا
اپنے مین عیب بھری ہون تو بھلا تجھکو کیا
گرم مین گو کہ زری ہون تو بھلا تجھکو کیا
گو وبھولون سے بھری ہون تو بھلا تجھکو کیا

نئے دھانون کی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڑہ ڈہی اور ہری ہون تو بھلا تجھکو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی مین اسیکا جھلکا
مشک کی طرح سے گال اپنے بھلا تا کیون ہے
ٹپک رہی ہے یہ جو کیچڑی سی سبھو ہینن جسمین سے

چھوڑ دینا ہین وہ یا جن نے یہ تپلا گل کا
اری او سقہ کی لونڈی تو نہ پانی چھلکا
اُسکی اب تک نہ گلی دال نہ چانول اُسکا

ہاتھ آیا سو ہتیلے سے ہتیلے ملنا
چوٹھے اور بھاڑ مین جاوے یہ نگوڑا چسکا

چوٹے اور بھاڑ میں جا وے یہ نگوڑا چھپکا

چنبی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا — کوئی سادی سے میرے واسطے لا ری انگیا
گوکھرو لہریت ڈاک ستاری کیا چیز — اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنواری انگیا
گیند اس بن نے جو چھکے تو چھنک اُن نے — کچھ عجب ڈول سے کل اپنی سنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سیلائیں نخشیں آئی پسند — بیگما جی نے وہ سر اُن کے سے اتاری انگیا
جس میں بو باس ہو تیری وہ نشانی دے ڈال — چھلا میں کیا کروں گا لے تری داری انگیا
اور ڈھنی مجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان — وہ بھی ایک دیجے جو ہو بھاری سی بھاری انگیا
تھی عجب کوئی اُسگھڑ جسنے یہ کاڑھی بوٹی — واچھڑی بنگئی اک پھولوں کی کیاری انگیا
نوچ بیٹھے کوئی شبنم کی کٹوری صاحب — تارہی یوں ڈوب گئی دونوں کو سدھاری انگیا
اتھری تمنے جو دھر لی تو اجی یہ سٹھے — تاڑ اور آن کے گویا کہ بٹاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھو جو گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

تو قیامت ہے سنہری ہے حد بڑا تیرا گلا — خوش ہیں نا ہیں ہے فاختہ یہ جو چلا
روپ آنو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالی بلا — تب تو ہے مٹے بڑہن کا لوبلا کا لو بلا
کیوں پڑا ڈھلکے نہ جی میرے کلیجے میں بھلا — ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونیکا ڈلا
سیل کے کونڈے اُسیکے آج ہیں کیا اس دوا — ہے چھوٹا سا جو لڑکا تیری گودی کا پلا
جان صدقے اُس پری پر یوں کہا جن نے مجھے — آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چلا

دنیں ایک انشا کی چٹکی لے پر کوہٹ گئیں
واچھڑی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

تنے جو میرا اور ہاڑو پٹھہی یہ دوگانہ بات کڈھب — لگتا ہے اسمیں دونوں کو ٹیہ یہ دوگانہ بات کڈھب
ایسی نہ جائیں چل تو ہی ہمدم جا پھرے جو لوگ کہیں — آئیسیں ہے اِن کی سٹا ہی یہ دوگانہ بات کڈھب
اور کچھ پھیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم — جاہی ہی جی میٹھا گھٹا ہے یہ دوگانہ بات کڈھب
اکھایا ئی خوب ہیں کچھ جانے وہ ایسی باتوں کو — لگ گیا میری منہ کو نہٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہیے کوئی بوڑھا
انشا تو ہے ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

لہرین چوٹی کی تیرے ڈر کی ماری کانپ کانپ
نوچ تم کو نگے پر آئین اے بڑی دائی الو
کوئی او انگل میرے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
تو جو کہتی ہے کہ مجھکو چھاپتا ہے اک جنان

چونک چونک اُٹھتی ہو ان مین راتوں کو مکر سیاہ پر نپ
لوگ سب سوتے ہوئے تم نے جگا ہیں اتنے پانپ
قد بڑھایا ہے گمانی میرے قد ہو نا تب ناپ
کیا ڈرانی مجھکو لگتی ہے یہ تیری چھاتیان ہانپ

ہو بڑا جگرا تیرا انشا ارے تو قہر ہے
کب تلک مین تیری کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھونپ

کوٹھے پر سپرٹیو نہین یا کہ منڈیر پر بیچ اوہر
سر بلائے سے بھروسا نہین پڑتا کسو وقت

صحن مین ڈیوڑھی مین یا اور کہین منہ سے پھوٹ
کس جگہ کب وہ کدہر یان گو وہین منہ سے پھوٹ

لوگون کی چرچی کا ہوتا جو تجھے ڈر انشا
تیری کیون آنکھین بھلا پھوٹ نہین منہ سے پھوٹ

بس بلائین مری نہ لے چٹ چٹ
سیج پر تو ہی جو سو تو سیان
مجھے ٹوکے جو رات کو اُس کا
دم دلاسا عبث نہ دے انا

اے دوگانا تو ایک ہی نٹ کھٹ
چین مجھکو نہین کسی کروٹ
سینہ یوکے طرح سے جاوے پھٹ
چل مجھی دور ہو یہ بھی ہٹ

چوٹ اک دلکو لگ گئی انشا
جب سُنی اُسکی پانؤن کی آہٹ

مردون سی برج تو ست حسن ہے پری کمبخت
مٹ او جو گئی ہے پڑا ور غش نہ کہا کہا اگر
چاہ کیا پڑی وائی صورت اوسکی کیسی ہے

اب بھی آ تو جا زدی در گذر اے کمبخت
بیکلی نہ کر آخر چین نے ور ہی کمبخت
مین نہین سمجھتی یہ تیری نہ رنگ گری کمبخت

ہاتھ مین سدا اپنی رکھیو دلکو انشا کی
بات مان سے مین ہی تیری بہتری کمبخت

نہ مجھے کچھ شرم ہی ہے بیٹھ رے او کمبخت — تاڑ جاوینگے برے لوگ ارے او کمبخت

غزل ذو بحرین

سانس یہ ٹھنڈھی ٹھنڈھی کیا راتونکو بھرو عشق ہو — اٹکی کس سے ہو اجی ہم سے مکرتے ہو عبث

پھری دوگانا اور ہین یوں ہنسین ہین جیسے ریختہ — دونون کی جاہین ایک ہین ملنے جو کرتی ہو عبث

کوٹھے پہ پیاری مت پھرو کانٹے بھری ہین ستیان — خطرہ لگے ہے کیون بھلا چڑھتی او اترتی ہو عبث

جاہی نہ وہ جو آپ کو کیون پھر اسکو چاہیے — ایسے پہ مرتے ہو عبث جیسے گذرتے ہو عبث

انشا سے ملتی کیون نہین عشق ہو بھلا اور کیا
جی ہی یہ کھیلے ہو تو پھر لوگون سے ڈرتے ہو عبث

سارے بھونون سے پری ہے یہ ہوا خو جا غنیمت — مجھکو کھو رہی کرے ہے یہ ہوا خو جا غنیمت

رات بھر کھانسا کرے ہو نیند آتی ہی نہین — موت کی اب دن بھرے گی یہ ہوا خو جا غنیمت

بوٹ کی جو ڈالیان آئین تھین ہاں ہین باغ کی — سو گدا ہین کر چری ہی یہ ہوا خو جا غنیمت

توڑنے کیا جوڑتا ہے اسکو مجھ تک کھینچ لا — دیکھیو کوکا ارے ہے یہ ہوا خو جا غنیمت

بیگما انشا سے جیسی نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مری ہے یہ ہوا خو جا غنیمت

کوئی چاہت مین کسی شخص کے بدنام ہو نوج — اے دوا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج

مردوا جھوسے کہی ہے چلو آرام کرین — جسکو آرام وہ سمجھے ہو وہ آرام ہو نوج

آگیا تیری رضائی مین پسینا مجھکو — گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دل دھڑا ہی رہے جی تو بچے امی انشا
کلموہے کالی بلا ہے وہ بھی شام ہو نوج

صدقے اپنے نہ ہو اسکے کوئی قربان ہو نوج — ایسے لوگونکا کسی شخص کو ارمان ہو نوج

یون انشا سے کہا مجھسے خفا سی کیون ہو — جان اور بوجھ کے ایسی کوئی انجان ہو نوج

پڑھون لاحول نہ کیون ہے تجھے شیطان لگا — لاگو ایسے کی نکوڑی ارے موے شیطان ہو نوج

بی جی کہتی ہین کہ اک مرد کے بڑ عشق ہے تو — مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

دل کے انشا سے پشیمان ہے ہوہن بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو سوچ

بگیا جا کے دریا کے بڑی پاٹ کو سوچ — نہ دھڑک پاؤں نہ دھر ہلیے تو گھر گھاٹ کو سوچ
بہے جاتے ہیں پہاڑ اسمیں ہیں گھل پڑا — دہار تلوار سے بھی تیز ہے اُس کاٹ کو سوچ
لے دوا ان سے چلے جا دو دبی پاؤں ابھی — دیکھ کمبخت کھٹولے کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ
کاٹ کے ٹکڑے یہ کھینچا جو انکھیں تو بولیں — میرے کپڑ دل کی طرف دیکھا اور اس پاٹ کو سوچ

موتیوں ہیں انھیں آنکھوں کی تر از دیر تول
اے انشا نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح — کیوں مرے سامنے کمبخت ہنیں ہوتی صبح
کالے بادل نہ گھر آئے تو اے لوگو ن — ابر جواج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح
ہیں جو بکھرے ہوئے سبزہ پہ پڑ گیا بھر گو ہے — لائی تھی تیری نچھاور کے لیے موتی صبح
پیالیاں گل کی جو دھوتیں تو بلاسے اجی — کاش دھبا کو میرے دل کی بھی کچھ دھوتی صبح
ہر کسی شخص کے امید کی کھیتی ہر ہرے — بیج ایسا کوئی مالن ہیں کیوں بوتی صبح
میری آنو جی یہ بوڑھی ہیں کہ ان کے گویا — رات پائی ہوئی جشن ہے یہ اور بوتی صبح

اُس پہ لو نیہ پڑے تو نہ بچھو انشا
یہ کسی کے لئے ہے آنسو دن سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے دل کی طرح — کہ پڑی پھرتے جلے پاؤں کی بلی کی طرح

ایضاً

کھلکھلاتا ہے مرے آگے جو ہو کر گستاخ — کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ
کان کی لو میں گھسی ہوٹی سی بالی کیونکر — جسکا ہو سوئے کی ناکی سے بھی ننہا سوراخ
اے ہنس کھ تو اسی پھول کلی کھلے پکار — کھلے پڑتے ہی یہ کرتی ہوئی لو لوگوں سے ذاغ

کرتی ہے تنگ مجھے گھورے ہو کیوں انشا
کیوں بے لونڈی ارے نرگس اے اودیدہ فراخ

باہیں جو لیں اونکی کل چٹاخ چٹاخ ۔ تو کس مزے سے کہا ہے گا نے چل گستاخ

شب برات جو آئے تو دیکھیو انشا
کو بچ رہی ہے پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

مین تری صدقہ گئی اے مرے پیارے مت چیخ ۔ مت جگا نیند بھرے لوگون کو واری مت چیخ
لگتی ہے چوٹ تو لگنے دے مسوس اور ذری ۔ ایک دم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھیلا اے بلبل ۔ کہدیا مینے نہین تجکو کہ ہان ری مت چیخ
کیون مرا مغز پھراتی ہے اری مینا چپ ۔ اوڑ گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتی ہوئی انشا سے نہ لڑ
بواب منتین کرکے تری ہاری مت چیخ

مینے جو حوض مین ایک موم کی چھوڑی بطخ ۔ تو لگی دہوم مچانے یہ گنوڑی بطخ

ایضاً

جاڑا لگے ہے کھینچ لے مجکو لحاف مین ۔ پاجامہ یخ ہے برف ہوا او لا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
وہ گبھہ وار آپ نے تولا ازار بند

تیرے ازار بند کی کیا بات ہے پری ۔ ہے سب ازار بندون مین چھیلا ازار بند
بجلی سی ایک کوند گئی اپنی آنکھ مین ۔ کالی گھٹا مین تیرا یہ چھیلا ازار بند
کیا بھر گیا ہے آج کہ جسکے سبب ترا ۔ ہے سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازار بند

انشا اور اپنی ثانی نہ دیکھیے
دیکھے تو اپنا میلا کچیلا ازار بند

ہے تو سہی اجی یہ نکیلا ازار بند ۔ لیکن کسیکا خوج ہو ڈھیلا ازار بند
ہے ظالم اسے دوگانہ ترے ڈھیلے پائنچے ۔ نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازار بند

ہے زہر ہمیں تو وہ موئے سانپ سے بھی تہر
نیفے میں تیرے ہے جو سپیلا ازاربند

انشا کو اوڑا اپنے نشانی ندے ارے
ستے نکال دے نہیں لا ازاربند

اے دوگانہ مجھے کشتی کھیلنے کا ہے گھمنڈ
تو کیا کرتی ہے تو بھی ایک اکیس ڈنڈ
چوری مہندی لگا دی اوسکی باندھو ہاتھ پاؤں
لوٹتی کیا کیا مزے ہے یہ موئی مشغل ارنڈ
ابھی بچی دائی گئی گندری ہوئی باتیں نہ چھیڑ
نوچتی کیوں ہے بھلا اس دل کے زخموں کی کھرنڈ
آپ کی گائیں کی تعریف کیجیے واہ واہ
کوئی ڈھولی گھاس جیتن دیپ گا ہو وہی گھمنڈ

پھر رہے ہیں اپنے ان آنکھوں میں انشا رات دن
دھورے دھورے نور تن اور گورے گورے اونگ ڈنڈ

چیلے ایک جوگی دیکھے ہمنے ایسے لنڈ منڈ
لوٹ جاویں دیکھ جنکو سینکڑوں پریوں کے جھنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتی ہیں یہاں
سب ہمارا جوگی نہ ابھی پڑے ہیں جو منڈ
ایک محلی پر خفا ہو کر دوگانا نے کہا
کیا کرے مجکو بھلا کوئی ارے ای سوکھی ڈنڈ

سیکڑوں آنکھیں کتیا نکے غوطہ کھا گئیں
کیونکر انشا ناف کو تیرے نہ سمجھے برمہ کنڈ

اجی کس ڈول سے بن جاوے ہے گھوڑا کاغذ
ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ
اودہ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
پر کبوتر نے نہ وہ جو پیچ سے چھوڑا کاغذ
اوس سے کہدو کہ نہ بھیجا کرے لکھ لکھ کے ہمیش
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چھیڑ تو دیکھ ٹپاجے کی طرح انشا نے
یوں دکھا کر مجھے پٹ دینے سے چھوڑا کاغذ

جا کے کیلوں میں چھپو سب سے اکیلے ہو کر
تاڑ لے کوئی تو تن جاؤ کیلے ہو کر

یوں سے دو ان جاکے دو اڑکے اودہر سے چپکے
او نہیں حمام میں لیجا ڈھلو لیے ہو کر

کیا پڑی پھرتی ہی اوسکے ہر طرف رو نظر
ہے پری براق سا چہرہ کیسی جنت نظر

درسے عشق کے دوگانا جان بھی پس گئیں
ان کے ہاتھوں سے دولہن جی [illegible]
بن پری سے ایک جوگی جی پڑھے [illegible]

آگیا جو گومتی کے موہنہ پہ انکو کف نظر
جنکے ہاتھوں میں [illegible] سہرے [illegible] نظر
دور سے آتا نظر ہے جنکا وہ سہرا [illegible] نظر

وہ جھگڑا اور ادائیں دیکھ اس البیلی کی
مجھکو انشا آگئی پریوں کی صف کی صف نظر

فانی چاہ کہ وہ جھاڑ پہاڑ
جو مجھے ٹوکے سو الٹی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند
ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری [illegible]
کھیلئے اپنے ساتھ لاتے ہیں
کیا کروں جانتی ہوں چاہت میں
جب تلک ہو سکے دوگانا جان
آگئے پھر یا نصیب یا قسمت

سیکڑوں گھر کے ہیں جن سے اجاڑ
ہوتے سوتے کو اپنے لیاوے باڑ
چھپ رہے تھے ہم اک [illegible] کی آڑ
ارسے ادھے [illegible] گھوڑے کو اڑ
آپ ان لونڈیوں کی دیکھی [illegible]
لاکھ طرح کی ہے او کہاڑ پچھاڑ
ق
کیجے اپنے طرف سے دور و بار
جو بڑا ہے سو اٹھا کے پچھاڑ

لے چلی انشا مجھے کچھو رستے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ

دن میں سو بار چھاتی سے [illegible] گر جائے [illegible]
بیگما نے جو کیا جھک کے سلام آتو کو
دن تو کھلنا تجھے اور دور ہوں بنا نا ہو نصیب

اپنے کرتوتوں سے پر ہم کوئی آتے ہیں باز
آغا میانے سنائی اسنے یوں ہی آواز
بیاہ ہو سوینگی سہرے سے ترے عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گتھ گئیں بطنہ سے انشا کی تمہارے بے ناز

کوئی کمبخت ہمارا نہیں ایسا دلسوز
گورے دولہ کے لگی ہاتھ دولہن گوری
میر لوٹے کو پڑھایا کرو آتو جے تم

کہ ملا دیوے کسی [illegible] ہیں اجکر روز
نقرئی گھوڑے کو نصیبوں سے ملی گھوڑی نور
خوب بولے گی ابھی ہے یہ ابھی نو آموز

چھری کی خوب سی ہیرا اور چمک کی لٹکو
بھیجی اُن نے انگوٹھی بھی فیروزہ کی
گل چمن پہ جو چمک ساتھ پڑی پھیکی ہے

اُڑین گے انڈے لڑائی کو کل خانور
اسکی یہ ٹھنی کہ ہین ٹوہ مین خواجہ فیروز
شاید اب اسکا کوئی یار ہوا ہے سردز

جونہی کھینچا تمھین انشا نے تو بس کہنے لگے پن
ابی لاحول ولا تم سے گری یہ نا بون

آجکی باس مین جو بچی اک جہنی کی باس
ہین یہان دھری جو پھول پھولونکی بو گئی
انشا کو تو اکیلا ہی کچھ لگا ہے بھلا
چاہت کی آگ ہے یہ بجھا دل کو ای دوا
انس پڑھی یہ آنکھون کی بھونرونکی ہے پھیر

تو ٹھیک ٹھیک ہو گئی دلہن ہی کی باس
صدقہ گئی تھی تیری سونگھنے کے باس
ہم تو یہی کہین گے اجی اپٹنے کی باس
گود مین اپنی بھر گئی بھوننے چنے کی باس
ہو گی کسی پری مین نہ اس ٹھٹکنے کی باس

پھولون کی بو بھی پھوٹی اب انشا جو تو منا
اپنی سماری ہی تھی ترے روٹھنے کی باس

گود پھولون سے بھری میری دوگانا شاباش
اوٹ مین اپنے دکھا دے مجھے اُس شخص کو آج
میری خاطر سے جو دکھ ہو تو بڑا ہو سہ لے

تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانہ شاباش
مین ترے صدقے ارے میرے دوگانا شاباش
اور بھی ایک دری میری دوگانا شاباش

بیٹے انشا کے دکھائیگو جو دہانی پشواز
ٹانگنی سنہری میری دوگانہ شاباش

سینون تر یوں کے پھینکی ہین پر غش
آئی را بیل ہو گئے ہین آج
یون ہی مین غش ہوے دوگانہ پہ
کیا ہی سنانے کے ہوا آئے

مین تو ہون تیری سادہ پن پہ غش
گوری گوری ترے بدن پہ غش
راجہ نل جیسے تھا دمن پہ غش
ہو گئی جان اسکے سن پہ غش

باغ کی سیر مین ہوا انشا
ترے پیجامہ کے چمن پہ غش

باجی تم چاہتے ہو ہر بند پہ ہے ایسا اخلاص
اجی نہ دو کواریون مین نوج ہو ایسا اخلاص

نہ تو لے مجھسے وہ یہان اور نچھو ہو جاؤ
کسکو کہتے ہین محبت اجی کیسا اخلاص

اور یری دل سے نہ ملو نسو بچو تیلین حرفت
جیسے منہ ویسی تھپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص

باس کچھ ہو وے تو چاہت بھی پڑے کچھ معلوم
سچ کر آندھی ہے پڑا ہونیکو ایسا اخلاص

ہین یہ دولہ دولھن اخلاص محبت انشا
جیسے چل بخت یہ کمبخت وہ میٹا اخلاص

کام کسی پھول سے یہان نہ کلی سے غرض
ہو مجھے اے بیگما تیرے گلے سے غرض

چڑیا کے پھندے چھڑا دے وہی دادا سنجی
ضد تو گئی ہے یہی بندہ علے سے غرض

اور ونکی سر جا چڑھو مجھسے نہ لو لو دوا
رکھو نہ او جبڑی ہو بی بجنون جلی غرض

خوش نہین آتا یہان یان الائچی سنو
رکھتے ہین ہم تری منہ کے ڈلی سے غرض

آئی ہون انشا فقط مین تو یہان سیر کو
پھل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پھلے سی غرض

مت دیا کر نت نئی ہر روز پوشین اغلط
چال وہ چل بگیا ہو جسمین اپنا غم غلط

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
سچ تو یہ ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط

آئے وہ جم جم سے پونچے مجھے مجھسے بہت کہیو دیا
جانتا دل کی خدا ہے ہر یہ سب جم جم غلط

دیکھیو نکو ذرا قربان ایسے وہم کے
یہ بھی ہے کیا بات جو تم سے کہین کچھ ہم غلط

ای نہ صاحب وصل یہ کیا ہے کہ انشا کی سوا
بھید سے لینے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب زناخی مرے پاس آئی تھی کل رات غلط
مجھسے اس کیسے ہوئی کس طرح ملاقات غلط

چارپائی وہ لگا پھاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سی اجی یہ بات غلط

دو نگوڑی کوئی چڑیا تھی کہ اوڑ سوچی یہان
ہاتھ کیونکر لگے کھلے کے اوسے گھات غلط

چکیون مین ہی اڑا دیونگی یہ شاگردین
آتو جی کی کوئی یہان کٹتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنے تو کس فکر مین ہے اے انشا

ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

تیرا ہے رکھنا لحاظ اتنا بھی مت ہو دل لحاظ
صد ہنسن آوینگی تیرے دیکھنے کو بیگما
ہوتی سو ہونا سو کہوا دی چہ خوش اے واہ جی
ہین تمنی اسقدر بجالے کیا فائدہ

سانس مت بھر او دو گا نہ چپ آرا دی لحاظ
انکو تو یہاں سے اٹھا دے ہو دین جو دل لحاظ
دال فی ہو یہاں بھلا کیتی ہو کس کو دی لحاظ
تا رسب جاوینگے بے اتنی بھی مت دو دی لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اسکو نہیں ہے وہ اتو ہے لحاظ

نہیں یاں کسی آشنا کی توقع
اوڑ پچھو ہوئیں دائی جی تو کبھی کی
اجی بی بی سیدانی صدقے گئے تھے
جنہیں برف و شورہ میسر ہوئے
نہ کرتے پر ائے کبوتر اوڑانے
نہ صاحب یہ جھوکون کے سردار نکلے

ہمیں ہے بس اپنے خدا کی توقع
رہی اتو بڑھیا دوا کی توقع
مجھے ہے تمہارے دعا کی توقع
انہیں ہو تو پھوا ہوا کی توقع
گئی ٹوٹ کل بیگما کی توقع
نہ رکھے کوئی ان بچا کے توقع

پڑی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتے ہیں مشکل کشا کی توقع

ہمنے یہ دیکھا ہے ایک میلے کچیلے کا دماغ
ایڑیاں رگڑی جہاں مجنوں کی لیلی کا دماغ

ہے درختوں سے زیادہ اسکی شاخوں کا دماغ
بڑھ گیا بیٹے اناروں سے پتاخوں کا دماغ

بیگما جی ہے بچھو دار آہوں کا دماغ
سیکڑوں ہاتھی کوئی لادے تو بھی لد سکیں
سُن صنوبر کی کہانی اے دوا جی بڑھ گیا

ہاتھ جوڑے جھک گئے بادشاہوں کا دماغ
کم نہیں یا دل سے کچھ تیرے گناہوں کا دماغ
ان نگوڑی حبشیوں بھتنوں سیاہوں کا دماغ

اوس پری کی آنکھ میں کوئی سماتا ہی نہیں
قہر ہے انشا وہاں دیکھے نگاہوں کا دماغ

بی توچھوئی ہی کھائی نہ ارے بے انصاف
شمع کی تو تو مرے دیدون سے نکلے ہی دیکھ
دم دلاسی ہی سہے تو نے برائی کے سوا
اپنی گھٹ چالیون سے باز نہ ۲ کی آخر

کل بھی وعدہ سے نہ آئی ارے او بے انصاف
تو نے یہ جان جلائی نہ ارے بے انصاف
کچھ نہ کی ہم نے بھلائی نہ ارے بے انصاف
دم مرا ناک مین لائے نہ ارے بے انصاف

سب سے کہدے وہ جو انشا سے کہتی تھی کہین
سنو تی اتنی سمائی نہ ارے بے انصاف

نہین جاتی کہین مہمان مرے دلکا شوق
ہار گوندھی یہ مل ڈالونگی مین پانون تلے
بات جیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہین
ملنے مت دو مجھے ہان ہان ابھی سمجھاتی ہون

تمکو کیا اس سے دوا جان مرے دلکا شوق
چھیر پھیکونگی یہ دو لمیان مرے دلکا شوق
نہین اسکا مجھے ارمان مرے دلکا شوق
جان اور تو مجھ سے انجان مرے دلکا شوق

نہین مت کرو انشا کی طرف سے اسپر
ہین نہین کرینگے احسان مرے دلکا شوق

بنگما جاہ بھی پہاڑ ہے ایک
اپنی آنکھون مین اس پری کے بغیر
ہمنے کیا اوسکے کوئی پیاری
ہی جو دروازہ وہ دوگانہ کا
اوسکی زنجیر بھی نہین لگتی +

اسمین ایک ٹھنڈی سانس جھاڑ رہا ہے ایک
شہر آباد اور اجاڑ ہے ایک
لاکھ تارون مین اپنی تاڑ ہا ہے ایک
اسمین بن جول کا کواڑ ہے ایک
آگے ہی نقش قدم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحون کے ہین سنوار انشا
اور یہ نام کو بگاڑ ہے ایک

نے دیکھی ہے اسکی کان مین لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی

کیون خوش آوے نہ مجھکو پان مین لونگ
تھی ایک اسکی پاندان مین لونگ

مین جھجکا تھی لیکے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران مین لونگ

چڑھ کے کوٹھے دھوپ مین تم تو ادہر آئے تنک
پگھلی چاندی کی طرح سی ہو جھلکتی چاندنی
بات آتو جی کی ہے ہرگز نہین کچھ انتی
کیا بھلی لگتی ہے اٹکیلی کسی کی واہ واہ

اہی دوگانا چاندنی مین یہان اوڑھا چاہا رنگ
آج کوٹھے پہ لگا دو میرے سونیکا پلنگ
سچ تو ہے یہ بیٹھا تو نے ہرکی سیکھے بن ہنگ
اور وہ نام خدا اٹھتی جوانی کی مہک

جان صدقے اس پری کی جبن نے انشا سے کہا
اب ترے ہاتھون سے یہ مہندی بہت اترنگی

بیکا جس طرح ہوتی ہے جوانی کی سنگ
تو اسی ڈھب سے سمجھ دل کی پانیکی امنگ

ایضاً

سینہ پہ میرے اپنے کھلے سر کے بال ڈال
کیا چیز ہے جو دھیان مین اپنے نہین ارے
جسدم چڑھا ہین دائی کے سر ہون یان لوگ
تیکھو نکو وہ ہر کے اپنے بدل اٹھ پلنگ سے
زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا
یارب لگائی آگ ہو جسنے یہ میر کی
ہولی مین جوگن ایسی بنی وہ کہ جسکو دیکھ
مین پھنک گئی ہون چاہ مین ایک دو کے گف
مین صدقے تیرے تو مرے نالون کی راہ کے

بے ریشہ ہین ارے ان کے بال ڈال
ہون بات بات مین بھی اگر تو ہی ٹال ڈال
اسوقت میرے ہاتھ پہ اپنا او گال ڈال
اپنا لحاف اونپہ اوڑھا انپہ شال ڈال
تھوڑا سا انپہ لیکے کہین سے پیال ڈال
پانیکی دیگ مین اسے لیکر ابال ڈال
آمراد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال
اس میلے سر کو میرے دوگانا کھنگال ڈال
جتنا بھرا ہوا ہے دھوان سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل مین کچھ انشا سے تو نہ رکھ
سینہ کی آرسی کو نہ ناحق اوچال ڈال

اے بی ایک ہی عیار ہو تم
چھیڑ کی بات سوا اور نہین
کس سے اقرار ہوا جو ہمسے
بیٹھتے پاس نہین جو آ کر

ناک چوٹی مین گرفتار ہو تم
یعنی لڑنے ہی پہ طیار ہو تم
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

سچ بولے بھوا انشا سے چپ رہو
اجی سب چھوٹون کے سردار ہو تم

ہے اندنون مین ان کی جو آواز ڈوگ مین
باجی نکال ہاتھ دوشالی سے کون آ
تیری گٹھالے آنکھ مین ہے بیگمات کے جو
ہے ست باس کے جو دوگانہ مین اک بھنک
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
امن کے لڑکے کھول کے یونہی بچار تو

تو گھر وہ راہٹ اور ہی شوخ چوک مین
پانی پلادے تو ہی مجھے اپنے اوک مین
سو وہان مین چھری کی نہ چاکو کی نوک مین
سو دخل کیا کہ ہر چہ کسی مست بوک مین
میری اپیل ہے کہ رہا روک ٹوک مین
مجھ سے پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک مین

انشا کی بات چیت مین جو چھیڑ چھاڑ ہے
سو لذت النسا مین کہین ہے نہ کوک مین

مین تو کھیلی ہین ہون ایسی کچی گولیان
سہنا نے بگیا ہے تو پڑی پھرتے ہین آج
انتظار مین تیرے کل باغ سے جو رنڈیان
بس کہین چپکے بھی ہوا ایسے کہین نوچی کر ڈور
کیا سیکھے ور وسمجھین رنڈیان بیاہی کی اچی
باہم ڈھیلے قبا مین سب نے کہین اب ٹھیک ٹھاک
کچھ نہین معلوم پوچھو کونسا میلا ہے آج

جو نہ سمجھون گی زنانی جان تمہاری بولیان
ٹھنڈھی سانسین بھر بتان اسکی کبھی بھولیان
لائیان تو پھول نرگس کی ہم بھر بھر جھولیان
جیب مین میری بھری ہین لولیان و رکھولیان
ٹھوس ہین اوپر سے اور اندر سے ولسی بولیان
اوڑ گئی وہ لینو داسن اور اونچی چولیان
باتیان ہین جو کھیچ کھیچ ڈو لیون پر ڈولیان

مطلب انشا کا سمجھے ہی نہین او چھوڑی
بیگمین اور خانمین جو ایسی ہی تو بھولیان

پھولون کی اندنون مین گلشن سے جھڑ رہی ہین | اتنے کہ اس پری کے دامن سے جھڑ رہی ہین

انشا

نین تو پردہ والیان تجھکو بہت ہی لگتین
انگلیان تھین پری سجیون کی دستی چٹ پٹ بو لیتین
تبھی کالی کنڈی ہی تو کیا تھا سہاسا ہاتھ دکھا
ٹک نہ کچھ جو لین کواڑ تو کی نو چٹ پٹ بو لیتین

یا نہین تم سچ کہو ہے یہ بھی ہوتا پھر بھلا
بطعنین سوتنین تمھاری کیون نہ منھ پھیر بیٹھین

بیگمان نے ہے لیا شیشہ تو ساری گائنین
کیا صراحی نکلے ہین اُس سے غٹا غٹ لوٹتین

تاک کے سایہ مین اگر بیٹھا ہین باغ مین
بلبلین ہین سُنکے انشا تیری آہٹ لوٹتین

کل دوگانا بن جو پریان باغ مین پھر آگئین
تاک پر سبا و نکے چوٹی دار آہین چھا گئین

ایضاً

کیا ترے سر آج چڑھی چار ونکی چار دن الا مان
شاہ دریا تیغ سدو زین خان نتھی میان

ایضاً

سوتنین کمبخت وہ جو پیر دوڑاتے رہین
اُنسے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتے رہین

ایضاً

اے دل کچھ انھین تیری خبر نہین
تری چاہت مین نگوڑے اثر نہین

نہ کرون شکوہ شکایت سو کیون بھلا
میری حالت پہ تجھے کچھ نظر نہین

جو کبھی ایک گھڑی ہان بھی ہو گئی
تو رہی پھر دہی دو دو پہر نہین

جو کہا ہنسے کہ غش ہون تو وہ پری
یہ لگی کہنے کہ کچھ اسکا ڈر نہین

ابھی اوڑ لا گئے یارون کی طرح
یہی افسوس ہے انشا کو پر نہین

کیا یہ چھڑ کھا نکی باتین کیے ہم سے چھیڑ یان
سیکڑون تم سے یہان رگڑا گئی ہین ایڑیان

قید سے چاہت کی لگ کھا سکی تو کچھ وہی
پائو نہین سہون جسکے کوئی لا کھ مین کی بیڑیان

ایضاً

وہ مین جو بن کی بھری ہین جو لونڈون کی گھڑیان
لیتیان ہین صحن اور کوٹھوں پہ موچک پھیریان

سب کی سب گہر گنجیان ستاری ساری ڈھیریان
دیکھ لے بس ہمنے رانی جی تمھاری چیریان

ایضاً

نظر آوین ہین اُس مین پھنگے گن
جیسے کھیل مین بھی لگے ہو یہ دہن

الف دو زبر اً دو زیر اٍ دو پیش اٌ
سُنی تھی کسی سے جو بحر تقارب
کہ تولی ہے اپنے سبق پر یہ کہکر

سو نام خدا ہیگا ہی ارے سُن
اوسی کر لیا گھنگھرو نکا تُن تُن
فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم ایسے یہ تینو کہ انشا
تصدق ہو اپنے طنبورہ کے تن تن

بلا سے اگر آئی ہولی کہارو
کہا مینے ہنسکر بھلا کیا کرون مین
مٹک چال چلنے یہ مت مان کیجو
کنارے لگی کیسے کیا لال ہوتے
ٹکے پیسے صدقے کیے کیا بلا ہین

نہ مجھسے کرو بولے ٹھولی کہارو
تو ہنسکر کے اُن نے ٹھٹولی کہارو
کہ حاضر ہے اپنے مجھیلی کہارو
یہ کس گانونکی ہیکی بولی کہارو
روپیہ دو نگی مین بھر کے جھولی کہارو

مجھے جلکے پہونچا دو انشا کے گھر تک
نہ وہ پرچھو کر گئے پیسے ڈولی کہارو

نگوڑی چاہت کو کیون لن سمیٹا جھنکے جھکے جھنجھوڑے جھنبلیو
ہزار فوجونکو جو کر رہین کہین کے ہم تو نہ مرد انکو
ڈھکیل دینے سی تیری کو کالچک سے اُنکی کمر مین کیجے
بھسل پڑی جو گلاب نیر جو جونکی آؤ تو تو ہی لیجیو

دوگانا پیر جاے ٹیکی ایسی تمہاری اٹکھیل کھیلنے کو
ارے تو جگر اسرار انکا کرجاوین یہ تو نکی تیغ کو
بلا سے بیٹھے اور آگ لگجا ہی ایسی تیرے ڈھکیلنے کو
گئی تھی مین ہو کے خوب پیاسی گھڑونسی پانی انڈیلنے کو

نصیب جاگین کبھی یہ کیا جی تو مین بھی آپ رنگ گرونگی
ابھی تو انشا کی ساتھ سی بیان پڑی ہین ہار سی بیلنے کو

ابت وہ لا ہے کمبخت جو جت جا ہی ہو
جو بولا کھون گی کچھ مین تو یہ لفنے دوگے
وانکھ وہ جو بڑی چیز تھی اُسکی انگیا
ارو جا کو مذاق ہلا سوم کے مریم ہے شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھ تم تو بڑے داہی ہو
پھر ایسا نکرو تم ابھی بن بیا ہی ہو +
تب سیوان ساری کی ساری ہی جو ایک لاہی ہو
چل ہے چل صبح ہوئی اب تو کہین راہی ہو

دیکھ لینا تو مجھے آج سے انشاء اللہ

ضد سے آ تو کے وہاں بیٹھوں جہاں ہاں ہی ہو

تم بڑے قہر ہو اے باجی جان
ٹانگ بجلی ہے اگر میرے لئے
بینے چٹ پٹ کی اُسی سے ٹھہرے
اے ہوگا نا ترے مشغولے کو

توبھی تم سے کوئی چھتیسے ہو
تو نے انگیا کوئی چھوٹی سی ہو
کھیلنے والے جو چھچھیسی ہو
چیز اک موم کی بتی سی ہو

وہی انشا سے ملا دے مجھکو
میر چاہت میں جو باجی سی ہو

جی ہی کچھ رکھتی ہیں وہ تڑ ہیں گٹھری پوپلی ہی تو
ہی تری منھ کا او گال اس پیٹ کا میرا دیا
بات دنیا کی سمجھتے ہی ہیں نام خدا
سنسنا جاتا ہے جی اپنا وہ گانا اونگھڑی

اے دوا فرہاد کش بڑھیا کی بھولی ہی تو
میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
دیکھیو میری طرف کیا خوب بن بھولی ہی تو
گھر کیے جانیکو منگاتی جس گھڑی ڈولی ہی تو

دھکٹ انشا کی سرکہہ جی کنھیالال کی
جن گھڑی ہوڑا دھکا جو کھیلتے ہولی ہی تو

ارے موٹی ادھر آ تو
رہ گئی دیکھ اونکھین گل
مارے کیا ہی کود گے
کچھے کیا ہے اسند میں
مرے دل کی بھی خبر ہے
کوئی منت ہنو گی

گھر سکھا لے ہنر آ تو
پکڑ اپنا جگر آ تو
جا وتے انچے جو گھر آ تو
دیوے چھٹے آگر آ تو
تجھے اے بے خبر آ تو
کہیں تجھ سے گزر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

ادھر آ او ستا او
ہو جہاں خوش وہیں جاؤ

پاس اپنے خدا بلا تو
چٹکیوں میں غم اوڑا تو

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ
یہ نہیں فتنہ کا عطر جس سے ڈر ہو
کچھ نہیں ہے جو کیدار جس سے جھجک ہو
آؤ چلو میری ساتھ سانڈھی ہوئے دم

ہوتے ہو کیوں بجواس خوف نہیں کچھ
آتی ہے پھولوں کی باس خوف نہیں کچھ
ٹیلا ہے اور اسپہ گھاس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا دھیان آلکھوں کا
پھولی ہوئی ہیں پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کھیو پھر کے الله الله
ایلو تم نے مری کیا چیز نکالی
تمھاری دولت ابتو ہو گئی ہے

اجی استاد جی الله الله
یہ کیا ہے ہر گھڑی الله الله
نہ تھی جن سے کبھی الله الله

اجی انشا کو حد تم نے ستایا
یہی تھی منصفی الله الله

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
بگمان راہ میں آج ایک پری نے مجھسے
پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنے لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے آگے دوگانا جی نے
تیری فریاد کروں کس سے زنا خی تو نے
خوب اب جاگ چلیں رات کو جو آئی ہے

مینھ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
آنکھ ایسی ہے لڑائی کہ الٰہی توبہ
دم یہ بلبل نے پھلائی کہ الٰہی توبہ
ککلی ایسی ہے گائی کہ الٰہی توبہ
یہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ
تمنے لے ایسی جمائی کہ الٰہی توبہ

میرے منھ سے جو کہیں نام سنا انشا کا
تونے یہ دھوم مچائی کہ الٰہی توبہ

میں ترے صدقے نہ رکھ اے مری پیاری روزہ
نس اور برت کے کوزدن تھی ہوئی تیاری

بندی رکھ لیگی ترے بدلے ہزاری روزہ
آج کس شخص کے رکھی کبھی دولاری روزہ

بولی نرگس کے جو گیا رین نہ دیکھا پانی | ہر ہماری سی طرح تجھکو بھی کیا ری وزد

دن دہاڑے ابھی رات کو انشا اللہ
تیری قربان گئی ہے مجھے وارے روزہ

کلی و لگی بھلا کیوں جھنگیوں میں وہ مسل ڈالے | یہ دونوں پھول جیسے ہیں ٹھہر تیرے کوئی آل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اُس سے کتھا ہون | نہ رکھے بات کچھ جمین بھری ہے سو اگل ڈالے
فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی کیوں پینا ہے | بڑا دانا جو ہے چکی میں گیا جھوٹو نگو دل سے ڈالے
بڑائی میری ٹھنگنے پر خدائی رات میں میں نے | بڑی ایسی بہت ساری کڑاہی بیچ تل ڈالے
مجھے ڈبے چھیرا ایک جو ہے تاکند سا بھرتا | سباوا ای دداجی وہ کمین تمکو گھنڈل ڈالے
غلیلہ پھر اُسی گھڑیاں کا کیونکر نہ ٹھہرا دین | نگوڑی ہاوی چڑیا مزی میں جو خلل ڈالے
دوگانہ مدہ میں جوبن کے بھری وہ وقت آ بچھے | کہ کوئی پھول اُسکی گود میں کوئی لا کی پھل ڈالے
اسے تو اکیلی ہی پڑتی ہے مارے جھل کی امی بڑی | خدا ایسی بھی دیدون میں کسیلے نوچ جھل ڈالے
بھلا ہوتا ہمیں دنیا میں سموں کے برتنے سے | جو اپنی خیر چاہے سو تری ہیت بدل ڈالے
گھڑی جیسے فرنگی بولتی ہے دل بھی ہے یونہی | یہ خطرہ ہے کہ تو کوئی بگاڑا اسکی نہ کل ڈالے

کسی کوٹھی کی لگی رہ وہی جو ایک رخنت انشا
اکٹھے تین چار اُسمیں سے آنگے میں نکل ڈالے

کل ایک گھر میں جو سب چھوٹے بڑے لڑے | ہاتھوں سے ہاتھ اور گردوں سے گرد اڑے
چھلنی سے بیاجہ جھاجھر سے چھلنی الجھ گئی | مٹکوں سے مٹکے ٹوٹے گھڑونسی گھڑی لڑے
لڑکوں سے لڑکے جیتے جوانوں سے جوان | ہڑیوں سے ہڈی گرڑ دن سے کڑھی لڑے
چھوٹوں سے چھوٹے گھڑے جو لوں سے چوپیاں | بیٹھوں سے بیٹھے لپٹے کھٹوں سے کھٹے لڑے
حقوں سے حقے چلموں سے چلمیں بھی تو ہیان | نیچوں سے نیچ گرگا گرد دن سے گرگڑی لڑے
سب مل گئی لڑائی ترازو کے تول میں | باتوں سے بات ٹوٹی دھرون سے دھڑی لڑے

انشا یہ دیکھ اٹھے بھی اُس دھوم دھام میں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر سے لڑے

جو ہکو چاہے اس کا خدا انت بھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کسلیے جا کر منا لیے
جھلساؤں اسکے منھ کو جو چاہت کا نام لے
لے دور مجھسے بھی ہنوی چل چخی دور دا
افسوس اس خیال میں جو جی میں چھگیا
دائی کے دشمنوں کو نکالے سو ہی اہیل

دودھوں نہائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
ست کسی نگوڑے کی اپنی بلا کرے
اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے
وہ اڑ گئے جو کوئی ترا اترنلا کرے
دونوں یہ ہاتھ کوئی کہاں تک ملا کرے
کچھ جا کے بدعا نہ کہیں کلکلا کرے

آواز بجھ رہی ہو دوگانا کی آج ہے
انشا سے کوئی کہدے اب اسکا گلا کرے

جو ذلکی آرسی کو ہمارے جلا کرے
کیا بند آوے اسکو یہ پھولنی نکیسا
میں اپنی ہاتھ سے اُسکے گلے میں چیٹ
بندی کی وہ جو تو ہیں ہوں آمر خدا

اوسکا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے
جبتک نہ زوری نوری سی منھ پر ہلا کرے
جو کوئی انسے جا کے ہمارا گلا کرے
اک مست ہاتھی غیب سے اپنر پلا کرے

کچھ بندہ باندھ ایسی طرح کا کہ اے دوا
انشا اب اوکے جلکی تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بیگما ہو لیے ہیں جنت در ہی کھلے
ارے نوڑیوں پھیر جا چھپو کہیں جیسو نکو نہ جانیو
جو گیا ہیں ایہنیں دوا تو خدا کیو اسلی دمی سنا
جو گناہ کرکے پھیر آوے تو اسے آنکھ دکھائیو

وہ جو تاک میں ہیں سو نشہ میں ہیں انہیں کوئی او ورے
کہ یہ چھوٹے چھوٹیسی کڑیاں ہیں تو چھوکری دور رہے
کہ نگوڑی دونوں کی سرین ماکو نئی سانس بہانت بھرے
کہ رہی حیا نہیں جب تک قصور پھر نکری ڈرے

نہ یہ حال لال پری سی کہ نہ تو تریں جان ولی سی کہ
اری انشا اپنی ہی جہین کہ کر کسی یہ دل نہ دھکے دھکے

ہزاروں دیو دیکھو بہائی پریوں نیچے پچھاڑا ہے
بولے کچھ نہ چھیڑا ہے کسیسے اب تلک ان کو
بدارن کھو اوجاڑی ہاتھ سے ان تا بنا پونچھے

یہیں یہ لکھنؤ اس اچہ اندر کا اکھاڑا ہے
ابھی سے بیگما جی نے بھلا کیوں منھ کو بگاڑا ہے
جنہوں نے اس موئی بلبل کے کھونڈ کیو اجاڑا ہے

رعنائی شال کی اوڑھو چلو ہم تم چھپ کے ہین — ہوائین ٹھنڈھی ٹھنڈھی آ رہی ہین خوب جاڑا ہی
گرایا کل دوگانا کو جو مین نے کھیل کر کشتی — تو کو کاون پکار اُٹھی پچھاڑا ہتے پچھاڑا ہی
بھلا باتین کرے کوئی کہان تم سے جہان دیکھو — تمھارے ساتھ اک لپٹا ہوا ڈہاڑیکا و تاڑا ہی
نہین بھاتا نگوڑے بادلیکا یہان یہ تمگیرہ — ابھی بس چاندنیکی سیر ہے اور بس نواڑا ہی
اُسی نے پی لیا ہی عاشقونکی جان کا لوہو — وہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لیتا سرخ نارا ہی
بگاڑو گے وہی تم بھی ذرا جی مجکو دھمکا کر — جو سب لوگون نے اے میرے فلانونکا اکھاڑا ہی
جو سوچا خوب بابینئے تو انکی دوست کا ڈھب بھی — نہ سیدھا ہی نہ ترچھا ہی نہ ٹیڑھا ہی نہ آڑا ہے

بھپارا اگر مخلطی کا نہ دیکھے اب انشا کو
تکلف برطرف صاحب کو اُسنے خوب تاڑا ہی

اس گھڑی اک دھیان مین جون آنکھ مین بولتی — ڈر لگے ہے ربت ہی رات سن سین بولتی

ایضاً

گوشت ایک گاڑی بھر الیکر جو جکت پیاسی ہے — تاک ہی کوڑا سی اسکی جان سوتیا سی ہے

ایضاً

کیا خبر ہے دھیان کسی شخص کی کنگھی چوٹی — ہے میرے پاؤن تلے لال بری کی چوٹی

ایضاً

یہ کیا تجھے ہے خواہی نہ خواہی — مجھسے بکھناوا ہی تباہی
انگیا واکی تب تو نے ایک — ساری کی ساری جب ہو وی لاہی
طوفان تینے مجھ پر جو باندھا — کوئی بھی دیوے گا اسکی گواہی
بیری بدی مین جو کوئی ہووے — اس سے سمجھ لے تو ہی الہی
دشمن جو میرے تھے اک جنہ وہ — از غیبی آئی اُس پر تباہی
ہمنے بنا ہے تم سے تو پیارے — لیکن نہ تینے مطلق نباہی

انشا نے بھی اب تلوار باندھی
کیا خوب اے واہ الٰہی سپاہی

بس مرا سر نکھار سے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
تو ہی بتا یہ لے سمجھ

دور ہو چل تجھی پہ رے
کھیت ہیں سب ہرے بھرے
تیری باتوں پہ دل دھرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نہ کیوں لگے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے ہی
پڑتی ہے مینھ کے پھوار نیند میں سب لگے ہیں
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
سینک سے پار ابھر اپیٹ میں کوڑی ہی اوپر

جھوٹ جو بولوں تو یہ تاروں بھری رات ہے
ایسے میں آجایئے زور ہی کچھ گھات ہے
وا چھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
منہ پہ انہیں کہا یہ بھی تو ایک وبات ہے

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آہ
بات میں اسکی بھری ایک کرامات ہے

میں نے جو بیچ کچا کر کل اُن کی راہ کاٹی
لیلی کی آگے کیا وہ مجنون کی آہ سنسل

تو اُن نے کس مزے سے میری زبان کاٹی
سر مونڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹے

ایضاً

اُڑ کی چلی تو کبھی جونک کی بھی سیر رہے
اپنوں کی جتنے اجی ہنسنے تو اپنا پیٹ کی
طہر ناچاہ کی نذری میں ترا کام نہیں

اور کیا دولہا بہادر و منہ کی خیر رہے
پھر یہ قسمت میں کہ وہی غیر کے تم غیر رہے
جنکی قسمت میں کہ لکھا تھا وہی طیر رہے

ایضاً

یوں جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیوں بگل پڑیے نہ ہے روپ یہ کچھ اسکا تو
یوں ہی ہر بات میں بولا کرو سکر سروا
کوئی اللہ کرے چھینک پڑے جلدی سے

تم تو وہ چاہتے ہو سوئی میں دھاگا جیسے
سونے روپے کو گلا دیوے سہاگا جیسے
ابھی آغا کو بہک کر کہا آگا جیسے
وہ چھپر کھٹ میں تو ہے چھوڑ کے بھاگا جیسے

مین تو دو کہا ہین گا نگوتری پر یہ کہا
گا مین گا وین امیر دنی گھر وہین نہ کہ وہ
تال سُر سم ہے جو گادی تو بھلا گائیے
قائین قان آکے کرین صبح کو کا گائیے

ڈھال تلوار لیئے لانگ چڑھائی انشا
تجھسے یون رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہے بنی یا بنی رہے
روٹھی ہوئی ہے وہ تو گئی پر یہ سوچ ہی
مانگونگی آدھی رات کو سر کھول کر دعا
نواب دولہا شیر بہادر رہ نہ یرے کے
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا
قائم رہے وہ چاند سا مکھڑا احبان مین
جم جم وہ انکھ اوسکی جو برچھی سے تیز ہی
پر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیونکہ ہو کہ یون ہی منی تو بنی رہے
آئین کے کہنے کے لیئے اور ایک جنی رہے
جسم جسم سی ملکون ملکوین نت روشنی رہے
یارب بنی بنی مین ہمیشہ بنی رہے
اُسکا بُرا جو چیتی اُسے جانکنی رہے
دشمن کے دلمین چبھتی اوسکی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہارئے انشا یہ چاہیے
جو بات دلمین ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادھر کی ادھر کو جاہی
وہ ہے اب تجھسے کھیلے پہیلی
منہ سے تک پھوٹ تو انار کلی
ہے جو کوٹھی تلے کھڑا اوسکو
بڑھے خوجے کے کس طرح خوجا ہے
جان ٹیاسی اپنی جو کھو جا ہے
ارے کس طرح تیری ٹوٹو جا ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی کہو کہ گھر کو جا ہے

کہ کہانی تو ایسی ہی انشا
جسمین آ تو نگوڑے یہ سو جا ہے

آج وہ بات سہی جسمین تری کل کل جا ہے
یون لگی کو سنی چوپڑ مین جو ہاری وہ پری
ڈھلتی پھرتی ہوئی ای چاند جو وہ اتراوین
آہ کی تو جو ہے چبوترے سے نکلے باجی
کیا کرون لیکن اگر کوئی مینا مل جا ہے
ستی ہو جائیے وہ من مر ترا راجہ نل جا ہے
حق کرے تیری طرح اوسکا بھی جوبن ڈھل جا ہے
شمع یہ بجھتوں چلے کیون نہ بھلا جل جل جا ہے

اوسی قربان کرون جو مجھے چھیڑی انشا
میری چھاتی جو چھوئی اوسکی ہتھیلی جلجائے

سیدھی لوگون سے بھی رکھتی ہو کبھی بے سُنیے
اُئی اتنک نہ مرے دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی چھپا ہو تو اسوقت تصدق ہو جائے
چشم بد دور قضا بہ یہ تمہارا ای واہ

کیا بُری خو ہی تمہاری بھی اجی بی سُنیے
ای نواب صبح کی نوبت بھی بجی بی سُنیے
اوڑھنی زرد عجب تسپہ سجی بے سُنیے
گرم کتنی ہوا ای او چھے جی بی سُنیے

ابی انشا کو نہین دھیان ہمارا مطلق
آبرو ہمنے عبث اپنی تجے بے سُنیے

پڑگیا نیل میری گال مین کیا قہر ہوا
دُبلی پتلی ہون مرے تو نہ پھنبو کپڑے
مین نے لی اتنی سی سبزی کہین پیچھے جاکر

ارے کمبخت نگوڑے پڑی تجھ پر ٹسکی
ارے او جان ارے خیلا اری او مٹکی
پہلے باجی ہی معجون کی کھائی غٹکی

ہوگئی ران تو سب لوہو لہان اے انشا
دیکھ مین چیخ پڑونگی نہ مرے لی چٹکی

کوئی لجی ہے گنی ہر بات کا پکا سمجھے
کوئی چمگادڑ سا حاجی ہو نگوڑا اوڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہ تو پہیلی سمجھے
اُٹھے کوپل اور چاہت بیگما کیا قہر ہے

گر پڑے تو اوندھی موہنہ شیطان کا دھکا تجھی
ای دوا جواب دکھا دے کاٹ کا ہکا تجھی
ارے زنانخی تو بڑی سیر تئین جھکا تجھے
چاند جیسا لگ گیا بیڑول یہ لکہ تجھے

چھلکے دینی کھول کنڈی لیا انشا کو بلا
ڈر بھلا کیا چاہیے دربان تو یک کا تجھی

سچ کہون بات جو بُری نہ لگے
کیا وہ پنجری سیلی بلی اجی
آغا مینا او جبڑ گئی سمجھ کو
چودھری جی چلے وہ کیا گاڑی

کیا وہ دکھتے کہ جون چھُری سے لگے
جو کہ ہونٹون مین پھُبھری سے لگے
چاہیے کوئی بے سُری نہ لگے
کبھی پھیون مین جو دھڑی نہ لگے

وڑہی ہے کہ میرے بھیجے دوا
یہ نگوڑے اکل کھری نہ لگے

میر انشا وہ ہے کہ رستم کیسے
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا مین لیے
ہے سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے
اے لواس کوٹھری مین میرے ڈرانیکیلیے
اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
پادشاہزادی ترے سامنے باجی باجی
ایک عبا اوڑھ کر بن بیٹھے ہین حاجی باجی

کر دیا تو نے خفا مجھسے مرے انشا کو
تیری یہ راج کرے شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلس کی اوڑھنی
بن سر ڈھپے ہوئی تجھے کیا چاہیے بھلا
کوکا جی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بکے
اوس اودی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھنو
لادی وہی دو دامجھے ململ کی اوڑھنی
بوٹی سی قد یہ اس کڑے آنچل کی اوڑھنی
پشواز اودی اور چھلا جھل کی اوڑھنی
نبھائیگی یہ کوٹھری کاجل کے اوڑھنی

انشا کی سونگھنی کیلیئے اُن نے بھیجدی
جالیکی کرتی اور وہی ہلکی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی
لے نہ اے نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

ایضاً

چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہمرو ملے
کیون نہ ہنسنے سے بھری اوڑھ کر زرد و زر جھول
جیسے ہین بوزقرا گوز کے صورت آیا
تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر ہے کہ مجھے
ہے مثل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز
چاہیئے ہفتہ مین دل سوز ہی دلسوز ملے
وہ بندوڑ آج کہ ہمتا جسے زر دوز ملے
اُنھین گھوڑا بھی کوئی بوزقرا گوز ملے
نت نیا اور ہر ایک ماہ شب افروز ملے
اور وہ جو کہ نیا ہو قسے سو نوروز ملے

ہین اندر سے اگر شور ملا تو انشا

مونھ بنائے ہوئے پھرے کیوں میاں وزیلے

کیا غضب ہے تری چتون میں بری آن کی
تو بھی کچھ قہر ہے اللہ رے بھاگ بھری

رباعیات

اے بی بی ہیں شاندار بھائی تیرے
وہ جال نہ چل کہ نام رکھے کوئی
صدقے قربان جائے جانی وانی تیری
بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیری

ایضاً

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے
آئی تو نہیں ٹھہرنی یہ رنجش ہے
گھر میں میرے آگ لینے آتے کیوں ہے
بیفائدہ یہاں تو آتے جاتے کیوں ہے

ایضاً

جہان کا تونگر عبث فضیحت ہوگی گو
جا میں یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق
آنو یہ سنی گے تو قباحت ہوگی
انگریز بڑی بڑی فضیحت ہوگی

مقطعات طلسم

دودھ میں خوب گھول نوسادر
حرف جب سو کہیں پوچھے ایسا
سادہ کاغذ دکھائی دیوے گا
آگ پر سینکنے کے ساتھ اس میں
برآت دیکھ کر جب نے
اُس سے لکھئے جو ایک کاغذ پر
کہ نہ معلوم ہووے لکھے وہ کدھر
اے دوگانا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آئیں گے کالے کالے حرف ابھر
تو کہہ اٹھے حف کسکی نظر

ہمنے بھیجے ہیں اپنے ان کے پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگا دی شمع کے پیندے سے یہ شیشہ کا جیٹا
ملی گی وہ موتی جوں جوں ابھرتی آوے تھی
سہارا کھاتا ہوا اور اسکو حوض میں چھوڑ
نہ ڈوبے گی نہ بجھے گی ہنسیں گے سارے عقلمند

ایضاً

کھینچ کو دا دیا سلائی کا
سینک مضبوط سی کوئی لیکر

کر کے خالی چیونٹوں کے گھروں کو / اسکی گود ہی کو اس سلیقہ سے بھر
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھ / ہریکے اور دون سے شکر لے کچھ اسیر
کہ ابھی اگ گئے ہیں چنے و ککھو / نخود کے ایک تہ میں خاک کر اندر
اور یہ پانی چھڑک دے تھوڑا سا / پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ چھو منتر
ان چیونٹوں سے وہیں سرک جینے / پھوٹ نکلیں گے کونپلیں باہر

ایضاً

لکھے جو خط عرق سے لیموں کے / سادہ معلوم ہوئے گا لیکن جب
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف / نکل آویں گے ہے عجائب سب

خط موزون

مشفقا مدظلہ العالی / بعد اظہار اشتیاق و نیاز
ملتمس یہ کہ خط جو لکھ بھیجیں / تو اسے چاہیے کوئی ہمراز
سو تو کم بخت ٹھنڈی سانس سوا / اور اپنا نہیں کوئی دمساز
دل پہ جو ہے سو جانتا ہے اسے / پاک پروردگار بندہ نواز
جی نگوڑا تو بس گیا ہے ہے / آپ تو سنیے تو آپ کی آواز
اڑ گئی شمع نے کہاں پایا / وہ جو ہے ہم میں ایک سوز و گداز
گڑ ہو بیچو نہ تم سفر میں کہیں / اور پڑھا کیجو پانچوں وقت نماز
عمر کوتہ سفر کے ہے مشہور / چلنے والے کی عمر ہے سو دراز

واقعی سچ کہا ہے انشا نے
بیچ دنیا کے ہے نشیب و فراز

ایضاً قطعہ

وسوسہ مت جھوٹ کر یہ مفت بڑے بکھیڑے / کیوں کلیجے میں مرے آگ لگاتے ہو تم
عیب ہے ان کے جھلسا گر اس جا انکو / کس لیے آ کے بھلا اور جلاتے ہو تم
پھیر دیں ہے نہ یہ پھیر دن الہیا نہ ٹلت / چیز جب دیکھو تو کچھ اپنی ہی گاتے ہو تم

یعنے معقول یہ خوش و جھڑی کیا خوب الیو | چٹکیون مین مجھے بھی اب تو اوڑاتی ہو تم

کہتے سمجھون کی بھلا جسمین ہین انشا اللہ
کیا کیا مین نے جو ہر روز دھراتی ہو تم

قطعہ بطور خط

خان مولد المکان سلمہ ربہ | آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام
فضل الٰہی سے یہان اور تو سب خیر ہے | کٹتی ہے اچھی طرح شکر ہو اسکا مدام
لیکن ابھی کیا کہین کہنے کے قابل نہین | اب تو جدائی کے ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام
دن ہو گئے سے کچھ لگتے ہین آٹھون پہر | کوئی اُسے کس طرح رکھے بھلا تھام تھام
روز جو وعدہ کی تھی گنتی ہو گنتا ہون مین | انگلیون کے پورے سوجھ گئے ہین تمام
پردہ دوری کہین بیچ سے اوٹھ جائے جلد | پردہ نشینون کی ہے آپ دعا صبح و شام
کرتے ہین مہربان باغ تماشے کی سیر | اُن مین مجھی رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام
ایمین جو روتے ہوتے کسی نے لیا | تو یہ بتا ناگہ ہے رات سے ہمکو نہ کام

تبین ہین انشا کی اور اپنی صنیچے وہی
اسکے سوا اغذون کچھ نہین بندھی کا کام

ایضاً

میرزا صاحب الطاف نشان سلمہ | بعد اظہار تمنا یہ ابھی ہو معلوم
تمنے مدت سے سدہار نہ کبھی خط لکھا | ہمکو اک پیسہ کے کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ در بیان طلسمات

گر سے لکھے جو ایک وصلی پہ | اور سکھلا دے لفظ ایسے پیارے
کوئلے سے ملے یہ وصلی کو | کہ وہ کالے ہو حرف بھی سارے
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر | چھینٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہین سفید سفید

چمک اٹھین گے جس طرح تارے

کھیے چونے سے کچھ ایک کسی فرد پہ
فرد تو سادی ہی پھر اسکو نظر آوے گی
صاف اور پھر آوین گے حرف چمکتے سفید

اور سکھا کر اسے خوب مٹا دیجیے
ڈال کر پانی مین پھر سیر دکھا دیجیے
ایسی کرامات کے دھوم مچا دیجیے

ایضاً

عرق لیمو آوے شیشہ مین
اسمین اک چٹکی بھر کف دریا
ابل آوے گا وہ عرق منھ تک

کھدے ایک آدمی سے بھر لاوے
پیس کر چھوڑ دے تو اے پیارے
سانپ کیطرح مار فنگا رے

یہ عجائب طلسم ہے استاد
دیکھ جس کو بھبک رہین سارے

مستزاد در فہمیدن نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سی ہے ہاتھ کو سوکیا — کچھ سوچکے تبلا — ہے اسمین کلائی

ایضاً

نوبت کو ترے نام سے ہے میل یہ کیسا — مت کر تو اچنبھا — کہد ہے ارے باجی

ایضاً

وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے — ایک ہے اسی نسبت — اور جی نہین آسمین
کبوتروں کے پروں سے جو بنی سونکی چڑیا — یعنی تری انگیا — اے جان زناخی

ایضاً

کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کون سی نسبت — کیسوا کے کل کیون — آنکھو پہ تمھارے
جو لوٹ گیا دیکھ کے کل پتلیوں والا — کرنے مین تماشا — اسمین ہی پتلی

ایضاً

کل کے کے ٹھوکے وہ پری مجھسے یہ بولے — دن رات سی نسبت — کیونکر نہ تجھے ہو

تولا تجھے ان آنکھوں کی کانٹی میں گھسیرا — تولا کہ ہے ماشا — دیکھا یہ تماشا

ایضاً

جنڈی سے بھلا دھان کو بھی کونسی نسبت — فرمائیے صاحب — اسکو بھی نہ سمجھے
لو بوجھ چکے اور بس اب کھائیے غشکا — ہو جب کہ پھیرا — تو اب بھی نہ سمجھے

ایضاً

ہی مردوں کی ناموں میں خط سی کسی نسبت — پر اُس سے کہ جن بن — کچھ کام نہووے
پہلے وہ لکھا جاوے نبے جبکہ لفافہ — ہے یہ تری انشا — اللہ کی خوبی

پہیلی

تالاب میں ٹھیرا کرے دن رات جو چڑیا — کیا ہے وہ بھلا جی — بوجھو تو پہیلی
ہر شخص اُسی دیکھ کے سنوڑا دے سر اپنا — یہ چال انوکھی — ہے قبلہ نما کی

ایضاً

با بنگو نیکے منہ لگے ایک کالی سی جبشن — دو ناکرے جوبن — وہ کیا ارے سوسن
لوہے کی جنی ہووے او سی سب کہین نا بنا — صورت مین پری سی — وہ یعنی کہ مستی

ایضاً

تاروں کی بنائی ہوئی ایک ناگنی ایسی — سر جسکا سنہرا — ایک رات مین ظالم
پیاوے جو تالاب بھی ایک ساری کا سارا — یعنی کہ جلائی — ہے وہ تو جو وہ بتی

ایضاً

اندھیاری مین جو پیٹ سے ہو کون بھلا وہ — جھٹ جن چکی ہو دین — جب پاوے اُجالا
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بھوت سے کالا — اری دائی جنائی — پر چھائین ماری

مستزاد خماسی

بن پھاند کر کل رات جو دیوار بجاتی - کنڈی نہ ہلاتی - جا کر نہ جگاتی - نیند اُسکو نہ آتی - جو بنکی وہ ماتی تیوری چڑھاتے

ڈونگیو نین سے تیتین صبح اوڑاتی - ہاتھو نسے بجاتی - گاتی نہ بجاتی - کھانیکو نہ کھاتی - پھر تو نہ بلاتی - سو سو بلی گاتی

پہیلی

وہ کون جسے یون ہے اور دھر دیکھو تو چھو
گھر والی کے آنے کی خبر ہے وہ سُناتا
دہیٹر نہ وہ آلو آگی ہی سے آ کر
مت بھول دِوانی کوا ارے جانی

ایضاً

ہے کون درخت ایک کہ بادن تو پھل اُسکو
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھڈی پہ تارا
اور پھول سو اُسٹھ پہ چار ہین نیے
دنیا مین الہی قائم رہے اسکے

ایضاً

وہ کیا ہے سقنقور کو لگہ سنو اس سے
کہتے ہین بھلے لوگ جسے جان چٹاخا
دکھلائی نہ دیوے پر دھوم مچاوے
سو کیا کہ وہ سمجھے واللہ کہ آچھے

ایضاً

وہ چیز بھلا کیا کہے جتنے نہ بنا کے
چھوٹے بھی آپ رہے جیسے کا تیسا
اللہ میان نے سو سب ہین اسی مین
اور کارروائی کر جاوے وہ سبکی

تمام شد دیوان ریختی





بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خداوند مہ و مہر و ثریا و شفق — لمعۂ نور سے ہے تیرے جہان کو رونق

بیٹھکر مکتب ابداع مین تو نے کھولے — دفعتاً نسخہ افلاک کے جون سات ورق

تذکرہ پھر تو ہوا مسئلۂ وحدت کا — عقل اول نے پڑھا تجھ سے تادب ہو سبق

ذات کو کنہ کو کیا فہم کرینگے اوہام — سیکڑون نوع کی ہین جسمین دقایق مغلق

کیجیے گر نظر غور بانواع صفات — خیرہ ہو ذہن کہے ہے یہ مسائل ہین ادق

ربع کو عالم تعلق بجسد فرمایا — تاکہ اشکال ہیولا و صور ہو مشتق

فیض سے چار عناصر کو یہ دی کیفیت — قید ہستی نے کیا پردۂ اطلاق کو شق

خلق انسان کو کیا ناصیہ اوسکو بخشی — ہیئت جسم کو کر کے متشکل ز علق

جلوہ دی مجسم کی تصویرین کو تا غازۂ سحر — ایک پردہ مین قوا اخذ کرین اپنا حق

ہین سب اعصاب و شرائین و رباط اسلیئے تا — روح کی آمد و شد کو نہی سنج و فراق

واسطے فائدہ کے سب یہ بنائے اعضا — عانق و کتف و دیدہ ساعد و رسغ و مرفق

سمع و ذوق و بصر و لمس و شم و وہم و خیال — بن کہے تو نے دئیے ہمکو کریم مطلق

صدقہ اس بندہ نوازی کی ترے ہم جاوین — باپ مان ہو ہین کب ایسے شفیق و اشفق

جوہری وضع سے ہین تیری مقولات عشر
فعل ملک این ومتی با کم وکیف وہم وضع
تیری سطوت کے جو وادیکو نظر بھر دیکھے
بحر مواج حقائق سے گذر کون سکے
وادر ابیچ کر سزاوار پرستش تو ہے
روز وشب حضرت خلاق ترے حکم مین ہین
بحلا رہی قطعہ افطار سموات علا
ہے موالید ثلاثہ کو ملے قدر المحال
لطف فرما جو ترا ظل ہمایون ہو ٹک
فی المثل توسن ایام ولیالی پر بیٹھ
ملبدہی سمجھے مضمار حقیقت کی شمیر
سعی بیفایدہ سے کیا تجھے حاصل ہوگا
سیکڑون طرحکی خلقت کو تو ہے رازق کل
تو نہم فیض نہ چھڑکے تو میاہ الابحار جمع بحر
حمد کے بعد یہ شکریہ ادا کرتا ہوں آن جمع یار بمعنی آب
کر مجھے دین محمد مین کیا تو نے خلق
قابل ام واب وروح قدس ایک گروہ
راہب فاقہ کش اسلام کی گر بو پاوے
زند واستا کی ورق کھولکے سب گبر ومجوس
شر ووسواس شیاطین سے بچالے مجکو
نہ تو کچھ دین سے بہرہ نہ مجھے دنیا سے
وسعت رزق تفضل ہو مجھے صحت ساتھ
رزق کو تو نے تکفل کی قسم کھائی ہے

سب امورات ہین ہر آن رفیق وارفق
انفعال اور اضافت سے بہر شی ٹک
توسن وہم کو یکبار کی آجاے عرق
ہان مگر فضل سے تیرا ہی بجاے ورق
بیشک وشبہ سمعنا و اطعنا الحق
عرش ولوح وقلم وشش جہت وہفت طبق
قاف تپتہ نہو جبکا نہ سمندر خندق
تیری ہی فضل سے محصول سدا استبرق
چشم تحقیر سے عنقا کی طرف دیکھے لق
چیونٹی گو کر ستم ہو کے سپر ابلق
عبرت اودن نہین مبہم ہو گئی اے احمق
راہ لگ اپنی یہ صحرا ہے بڑا لق ودق
بھیجتا نعمت الوان ہے پے طشت وطبق
اور چلین ابجرہ ارض سے مثل زیبق
شکر صد شکر ہے اے حمد وثنا کے الیق
ورنہ تھی اور بھی انواع کے ادیان وفرق
ہے جیسے عیسے مریم کہی کہے ہے افسق
لوہو اپنا وکلیسا مین بہے مثل علق
ذکر زرتشت سنا کرتے ہین با فرط شبق
تیری سایہ مین چھپا آگی ہون اے رب فلق
سن لے اس بندہ انشا کی بھی اے برحق
جلد ایسی کر کرنے پڑی مجھکو زق زق
ہے قسم تیری تو اوفی واابر واصدق

عمر تا بکصد و بیس سال عنایت ہو مجھے
لیک یہ شرط ہے اس ساتھ نہ ہو کچھ بق بق

تا کہ مشغول عبادت رہے انشاء اللہ
ضائع اوقات کو کھویا نہ کرے حق نا حق

ابن اطفال و عیال و پدر و مادر ساتھ
روز و شب ورد و وظائف میں رہے مستغرق

ہاں اس عرض تمنا کو تجھے لائق ہے
خاطر اقدس مختار و وصی بر حق

قلم عفو مری لوح جرائم پہ کھینچ
از پئے حیدر کرار امام اصدق

کلمہ مونھ سے دم نزع مرے جاری ہو
جب تلک آنکھیں رہیں جاگی در بھی رق

ہاں سے ساقی کوثر کے پلا دینا جام
عطش روز قیامت سے نہ ہو مجھ کو قلق

اہلبیت نبوی کی لئے اپنے بار الہ
کچھ نہ پہونچے مجھے آسیب جہنم مطلق

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

کرہ افلاک کے سب پھونک دوں اطباق آتش
سو منھ تو دیکھو کہ کرے آ مجھے احراق آتش

نفس گرم وہ رکھتا ہوں کہ جس سے ہو جائیں
نسخہ آگ کے یہ مجموعۂ اوراق آتش

آنکھ اگر مجھ سے ملا بیٹھے تو قصد کو چھوڑ
بھاگ جاوے طرف عالم اطلاق آتش

چشمہ نور ہو ہر ایک شرر سے جاری
آگ دینے کو مرے جا رہے چقماق آتش

ہیں وہ دل سوختہ ہوں گرم خروش اے بلبل
کہ مرے سامنے مطلق نہ ہو چراق آتش

میری نعرہ اگر ہو میں کھینچوں ہو سست
ہو گریزندہ سوئے وادی قبچاق آتش

گرچہ ہیں نوع بشر میں ہوں و لیکن حاشا
کر سکے میری عناصر میں نہ اتفاق آتش

سا نہ جلیے مری آہ سے رکھتی ہے گرم
تب سے ہے برق شرربار سے سباق آتش

بے ادب ہو گئے اگر مجھ سے کہیں اے صاحب
ہے یہ مدت سے جلانے کو مشتاق آتش

تو اہ خورشید کہ ہے باپ کی جا گہ اوتن
صاف گھر پھاٹ یہ کہہ سکتے ہیں چھپے عاق آتش

میری سینے کے اگر آگ سے واقف ہوتے
پوجتی رہتے سدا حضرت اسحاق آتش

ہاں دش سا میری گناہ ہو نہ چو مار غضبناک
سیو دے گردن زدنی لائق شلاق آتش

انس و دو عا رو وہ رہ ڈالوں ابھی گر آگ
جس کی امواج میں شرف ہو باحراق آتش

خالق ارض وسما کا ہی وہ نوبت خانہ
کہ وہاں پھنکنے کے جسکے ہی مشتاق آتش

سامعہ بجلی کے تڑپتی ہے کڑک اٹھی ہے رعد
زور نقارہ ہے یہ جسکی ہی مطراق آتش

غوطہ زن لجۂ حیرت مین ہو فی المجال اگر
ہو مشرف یہ قدم بوسی عشاق آتش

اپنی مولی کی محبت مین ہون مین مثل خلیل
کوئی ممکن ہے کہ ڈبوے مجھے مشتاق آتش

یا علی جب کہ زبان سے کہے انشاء اللہ
کرہ نار مین سب بجھ گئے ہو بیباق آتش

طائر سدرہ سے مین گرم سخن ہون مینجا
کب کرے مثل کلاغ آ کے وہاں عاق آتش

آنچ دوزخ کی نہ پھٹکے مرے دامن کے گرد
گرچہ ہو وہاں کی مخشب شہرۂ آفاق آتش

کیونکہ مین اسکے غلامون مین ہون جسکا اُن نام
سوکھ کر خار نہ شرمندہ سے ہو قاق آتش

یعنی وہ شیر خدا حیدر صفدر جسکے
جملہ خدام سے پیش آئی باخلاق آتش

روز و شب کشتۂ آفاق ہے جسکے ڈر سے
ماذانہ کرے خاشاک پہ اشفاق آتش

اوسکے اعدا کا جلانا جو ہوتا منظور
خلق کرتا نہ کبھی حضرت خلاق آتش

اوسکے ذمہ جو شفاعت نہوئی ہوتی تو
دیتی عالم مین لگا صورت فساق آتش

کیون تب محرقہ دشمن کو نہو دی اوسکی
پھونک دیتی ہی ہے اندر سرہ اعداق آتش

اوسکی صمصام کے اوصاف مین مطلع وہ کہون
چھوڑ دے جسکے تئیں نار کا مصداق آتش

مطلع ثانی

ذوالفقار اوس شہ دین کے ہی باحقاق آتش
یہ وہ ہے آب کہ ایسی نہو براق آتش

فرق اعدا کو وہ جب کاٹ تو ریش کے ساتھ
دوڑتے آوے وہ لیٹی ہوئی تا ساق آتش

نکلی اوسکی لب ہر زخم سے آواز حزین
کسوت آب مین ہے وائے یہ حراق آتش

اثر وہ شکل عیان زہر وہ اپنا اوگلے
رکھی اس دشت مین خاصیت تریاق آتش

اوسکی دلدل کے تصدق ہون کہ جسکا ہر گام
نعل مین خورشید صفت ہو تو باشراق آتش

اب دعائیہ پہ کر ختم قصیدہ آتش
کہ بہانے تھے مضامین مین بہت شاق آتش

پاسبانی کرو تم سرے متاع دین کی
کہین ایسا نہو دے جسکی سے سراق آتش

اپنے دروازہ کا مجھکو بھی مجاور کیجئے
دل مین بھڑکاتی ہے ہجران شدت اشواق آتش

دیکھتے دیکھتے راہ آنکھین پڑی جلتی ہین
و بلا پھیپھوتین سوسے بجفت بہر خدا
روز محشر مین بھر دیا ہو تمہارا جسکو
جسکو بہر کار گے الفت نہو پھونکی اوسکو
بلکہ جیا و سدا نار جہنم سے بھرے
اور بلیمہ ثعبان بہین ہو وہ لعین
بی النش آپ کے حاسد کو ہو گر میل غذا
یا شہنشاہ حسین ابن علی کا صدقہ ملے
نزع کے وقت دکھانا مجھے اپنی صورت
دیکھ جانا مجھے جنت مین کئی ہو ناچار
آپکے ساتھ ہو فردوس مین انشا اللہ
شعرا سنکے یہ بول اٹھین کہ ماشا اللہ
آجتک ایسی بندھی ہے نہ بندھی گی گاہے
انش آتش کے ردیف اوسمین یہ گرما گرمی
صاحب علم لدنی کا فقط ہے یہ فیض
فارسی مین کہو دھوان دھار قصیدہ سنو اور
قافیہ اس سے بھی صد چند ہون مشکل ایسے

دوستو نکی ہوئی عینین کے احداق آتش
کہ جدائی کی تمہاری ہے بہت شاق آتش
روز ہی اوسکی نکرے حضرت خلاق آتش
رہی اس امر مین یہ صاحب اشراق آتش
دی انھین رزق کی جا قاسم ارزاق آتش
مطلقا اوسپہ نہ ہرگز کرے اشفاق آتش
نان اوسی شعلہ شر شیر ہو فیماق آتش
نہ کرے عنصر خاکی میرا احراق آتش
تا نہ دوزخ مین مرے تن کی ہو مشتاق آتش
بیدبا غانہ مزاج اپنی کو ناچاق آتش
نکرے اوسکی عناصر مین کچھ احراق آتش
لمعہ نور سے رکھتی ہے یہ اشراق آتش
جیب سے وار دہوے از کشور شیاق آتش
بیٹھے یون جسکے قوافی مین باغلاق آتش
ورنہ کب رکھتی ہے گنجایش اوراق آتش
سیاتون دوزخکو جلا جو کرے سباق آتش
چھوڑ کر بھاگے جسے صفحہ آفاق آتش

قصیدہ در منقبت حضرت امیرؑ

دارم آہی کہ بود جملہ صفاتش آتش
تخم نخالہ فرو ریخت بدل دانہ اشک
شرر ریخت مرا سوے جگر عشق کہ آہ
نفس سوختہ ام صاعقہ دریوزہ کند

با دوش برق پسر شعلہ و داتش آتش
بار ور گشت بجاے ثمر آتش آتش
رد نہ آورد بہ نا ورد نباتش آتش
مے رہد رہ بقفا از نہ کاتش آتش

یارب این بادهٔ عشق چه صهبا باشد
شعلهٔ طور تجلی بود م سینهٔ گرم
لن ترانی بجواب ارنی شاید گفت
خر موسی صفت عالم بیهوشی خواند
پر حذر باش ازین صاعقهٔ نعرهٔ گرم
گبر آتش کده فرتوت بسجده شده است
هست هر مصرعه برجسته من برق تپشے
نقطهایش همه چون خال لب غلمان است
گر بایران برسد شعر ترم مے افتد
ور بتبریز از بر غش طرف رکنا باد
سید انشا نفس از مهر علے باید زد
حیدری نعره کنون درکش و مردانه بزن
آن شه قلعه کشا ساقی کوثر که گهے
جامی کوثر زند دم زد لای حیدر
گردم از فرط ودادش نه زند با دم بهار
گر ز احکام تو فرمان بتر دا بر مطیر
خادم درگهت از مهر نبودی مے برد
با ادب خم نشدی چرخ اگر پیش درت
صرصر قهر تو گر دواز ده او را میسوخت
هر فنی گر ندارد و سپهرت باد و ا
همه حسرت بر دم منفعت از عالم کون
بر دو چرخ شرف گر بقدم بوسی تو
بجهنم برود مرد اگر حاسد تو

که بود موجب تثبیت بناتش آتش
که کنون سر کشد از جمله جهاتش آتش
چیست در کسوت نور از کلماتش آتش
عشق سوزاند دل وز دو بیاتش آتش
که امان می طلبد از حرکاتش آتش
هست گویا که از خیل بناتش آتش
که زند لفظ و معانیش و نکاتش آتش
گر بیش چون شرر جمله نکاتش آتش
در دل طوس و صفاهان کلماتش آتش
شعلهٔ حافظ شود و شاخ نباتش آتش
سوختی تا بکجا این همه آتش آتش
بر سر تکیهٔ ولات و مناتش آتش
شعلهٔ سر بن نکشد از برکاتش آتش
بارد از چرخ بکوه عرفاتش آتش
در روز و تا به ابد از تقی کش آتش
بچکد همچو شرر از قطراتش آتش
از دهاد از تف قبر ظلماتش آتش
عرش منبر و بجمیع طبقاتش آتش
غلط میخورد و تیوی شبکاتش آتش
بر شد و راه بر متقدا تش آتش
نقمت حق بکند در عشراتش آتش
جمله زاید بجهان از حرکاتش آتش
در دل انگاشته از مغتماتش آتش

شیوهٔ مدح ترا شاعری از قوت کند
هست انشا ز غلامان تو یا شاه نجف
گوشهٔ دامن عصیانش نگیرد حاشا
بهره از تشنگی روز قیامت نبرد
نور باران شود این کالبد خاکی او
ای خوشا وقت که خاتون قیامت گوید
عوض جرم بهر شعلهٔ آه او را
نفس سوخته داشت که اکثر زده بود
ورقه امین بدانسانش ببر سوی بهشت
رحمت آن لحظه مجسم شود و فرماید
اشک از بهر حسین ابن علی ریخته بود
در فردوس گشودند یا ریش همراه
داخل دار دگر آنکه و داشته باشد سروکار
اهل بیت اند شفیعان معاصیش که
دارد امید شفاعت تو انشاء الله

خامه‌اش سوز دهد به دو آتش بر آتش
دیده از لطف تو لاریب سخا آتش آتش
حیف باشد که چرد مثل بنا آتش آتش
نکند طعمهٔ خود بعد وفا آتش آتش
نگذرد هیچ گهی در خطر آتش آتش
داد امش نکند در عصا آتش آتش
سوی دوزخ که بلرزد ز صفا آتش آتش
فتنه انگیختن شطِ فرا آتش آتش
کالاعمی نبرد از عبرا آتش آتش
نرسد از حرکات و سکنا آتش آتش
سرگردیده کنون زان قطرا آتش آتش
که رجوعی نبرد هیچ [illegible] آتش آتش
گشت خاموش بهنگام حما آتش آتش
میکند خوف و خطر از حضرا آتش آتش
بگریزد ز شکوه در جا آتش آتش

قصیده بے نقط در منقبت حضرت امیر المومنین ع المسمی به طور الکلام

الا ای مروحهٔ آه سرد کو هر گام
که دل کو آگ لگا کر هوا هوا آرام

در وصال دل آرام دو روزه [illegible]
مراد مرحله گرد ساده دو واد [illegible] ام

الم مولد سودا او در دگر [illegible]
سواد دوره صحرا مصور دو دوام

ده گر سوده الماس کل هلاهل دار
هوا کا لطمه محل هلاک و در طمه سام

هوا ستوده سرد آه [illegible]
محل صد الم و دود دل اصول مسام

ده آمد آمد گل عهد لاله [illegible]
سواد قاره دل مسود احلام

گر اسعاد و صلاح و سداد کو اعمال — ہمہ سحر رہ دلدار و ماں اگو ہ ملام

اشعار ترکی

کورار کورار کولار اول کور و کلکوار ہ — سو کار سو کار و کولر کا السام اور کلسام
کورار اولار سحر اول اولکہ کا سرہ سور — سور ولسہ حال دلمرآہ سوار ہ ہو السام
ارادہ کر ودم سرو آہ دو د آلود — کہ رسم موسم سرما ہو گرم ہو حمام
احاطہ آگ کا وہ لال لال گر ما گرم — وہ لو وہ دو دو وہ اُسکا علو وہ اسکا کام
علو جو صلہ صاعد ہو کس طرح اللہ — حمام روح کو طول امل کا م سو دام
ملال وسوسہ مرگ و روح سر در گم — آل و حال و کلال و حواس اور آلام
ہوا و حرص سواس حد کو اور سوا عمل — حصول ہمکو وہ کس طور ہوا ہم مرام
مگر ممد و مدد گار رواد رس ہو وہ — مہ سما کرم مہر سا طمع احکام
ہوا ارادہ مداح اسطرح اسد م — کہ واہو سلسلہ کا کل عروس کلام
کلام وہ کہ ہو وہ روح محمل سلما — کلام وہ کہ مصور ہو حور سا سر عام
کلام وہ کہ ہو وہ ماہ مصر اہل دلا — کلام وہ کہ مصور ہو حور سا سر عام
کلام وہ کہ وہ ہو سرود سماع ملک — کلام وہ کہ ہو مسکر گرودہ کرام
کلام وہ کہ وہ ہو موسم گل احرار — کلام وہ کہ سکار اکو ہو وہ کاس مدام
کلام وہ کہ ہو طور الکلام اوسکا اسم — کلام وہ کہ گل اُسکا ہو صادر گا کام
کلام وہ کہ ملوک الکلام کا ہو ورد — کلام وہ کہ وہ کل ہو کلام مدح امام
مدا و مردمک حور و کلک سدرہ کو — گر اوسکو سطر الواح دو اور اعلام
در محوطہ لا الہ الا اللہ — رسول کا ولد عم و حاکم احکام
اساس دہر کا ملاک ارحم الرحما — امام کل وہ ولا سادہ کرام دعوام
وہ سالک گوہر اسرار داور داوار — وہ اعلم العلما وہ رہ ہدا کا ہمام
ہو الامام و عم الرسول والدہ — امام عسکر و کرار حائل اعلام

مطلع ثانی

ادھر کو داد دہش مدہر ہوا گروہ امام	ادھر مہر مدر مہر سام کاسہ سر سام
رہا دام مددگار آدم و حوا	رہا دہ مالک مولود و عالم ادعام
وہ ملک کوہ ہمہ کا علوم کا دانا	وہم ہلاک ہوا آمد والد حسام
ہوا سہل آمال اہل عمر و رہا (یعنی دریا)	سرور والدہ والدہ دل اعمام (پسر روح)
معلم ملک سدرہ سرور مسعود ہو	کمال صدرہ علا مکمل اصوام
ہوا معطر و گل مسک در دارم اسا	درا سکو گلکدہ روح حور روح مدام
مسلم اوسکو وسادہ رسول اکرم کا	عماد علم و در علم احکم الحکام
گل کلاہ علا داور سراسر عدل	ودا دا او ہمہ دام آمدہ مراد حمام
دہ مرد معرکہ آرائے دور کوہ احد	دلا در ہمہ عالم محرک اعلام
امام مورد ملک ماہر علوم رسل	سرور روح محمد مؤسس اسلام

اشعار عربی بکمال درستی ترکیب نحوی

هو الامام واهل الولا عسکره	هو المطاع دلماه لکل اهل کلام
هو الامام لکل الوری هو الاعلا	مکرم اسد صائل مع الصمصام

یک مصرعه در عربی و مصرعه دوم در فارسی

مطهر هم الله اصل مولده	گدا در گه او لامحاله در احرام
در اصل مالک دار السلام وصل اصول	سوار دلدل و سردار کل مدار مهام

مقطع در صنعت بے نقط بدین تاویل از نہانخانہ فکر بعالم ظہور ثبت شد یعنی انشاء اللہ یعنی اینکہ اگر بخواہد خدا و معنی لوارادہ اللہ اینکہ ارادہ کند خدا پس ہر دو بمعنی متحد شد لہذا لوارادہ اللہ آوردہ شد و معنی معلوم لوارادہ اللہ یعنے چیزیکہ دانستہ شد و لوارادہ اللہ مراد از انشاء اللہ است

مقطع

حمد و مالک معلوم لوا را دا بتدء — ملال اسکا کرو ورود لکو دو آرام

اشعار دعائیہ

مطاع دہر ہو ملال ہر معاملہ ہو — گرہ کو کھو لو کرو دلکو وا امام ہمام
عطا کرو اسد اللہ سرور اسکو صلہ — اور آہو سے حرم مدعا کو کرو ورام
مراد اوسکو دو اور رکھو سالم الاولاد — دوارہ و سدرہ کرو دو رصد مہ آلام
و داد آل محمد مدام ہو ہمراہ — دوام درد سحرگاہ ہو درود سلام
طلاء احمر و الماس و لعل و دُر کا دو — گہر اسکو اور مدام طہور و حور و طعام
امام ہر دو سرا ہو عطا کرو مولا — سرور ہر دو سرا و السلام والاکرام

این شعری است کہ تصدق ممدوح علیہ السلام ملائکہ ملاء اعلیٰ از استماع این دعا برائے ممدوح دو صد ہزار آفرین کردہ باشند و ترکیب نحوی درست و تمام در ودرین مجبت

مجبت موزون شدہ است

ہو الامام و روح الرسول صلی علی — محمد و علی آلہ الالاعوام
رواج اور یہ ہے وہ ہو آشنا انشا — کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام

ازینجا صنائع دیگر کہ ہم داخل قصیدہ میتواند شد و ہم خارج از قصیدہ مقلوب کل لفظین باید دانست کہ مشکل ترین صنعتہا مقلوب مستوی است کہ امیر خسرو دران گفتہ بجز اذوے وزرات بر کشن و این شعر در مدح امام علیہ السلام در صنعت جمع شدہ یکی ہمان مقلوب مستوی است و دوم ہمہ بے نقط والحمد للہ علی ذلک

اول فقط این شعر دعائیہ است

ہو ارادہ دل رو کرو ادہر اللہ — کہ ہو معطل و معکوس کا سراسر کام

ہر دو مصرعہ مقلوب مستوی نیست

مراد روح درد اد روح دردارم — ہال کل امور سرو تال کلام

سیرالی ۱۲

صنعت محتمل اللغات کہ امیر خسرو دوران گفتہ اند۔ من کہ چنین جوہری پاکی در عالم مشہور است در نشر لؤلؤ بفضل الٰہی بتصدق ممدوح علیہ السلام بتمام مصرع موزون با معنی بہم رسیدہ کہ در ہر سہ زبان یعنی فارسی و عربی و ہندی معنی خیز است این قطعہ

دالا دو مصرعہ یہ کہکر ملک کو کر سامع	اور اوسکا مصرعۂ اول ہو مصدر کلام
بیابیا جب من حالیا بہ پا کی باش	بیا بیا جب من جالیا پیا کی باس
بیانا جب من حالنا بیا کی ناس	کہ مدح سرور والا سرودہ ام سر عام

در صنعت منقوط کل

زہے شفقت ذی زینت بنی تقی	ہمہ مراد ولم داد واحد علام

این شعر در دو صنعت واقع شدہ مصرعہ اول در صنعت رقطا یعنی یک حرف با نقط و حرف دوم بے نقط و مصرعۂ دوم در صنعت خیفا یعنی یک لفظ با نقط و دیگر لفظ بے نقط این است رقطا و اینست خیفا بنظر انصاف باید دید کہ چہ طور این ہر دو صنعت گفتہ شد

شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوی	جبین لامع زینت حصول جشن مرام

قصیدہ در منقبت حضرت دوازدہ امام علیہ السلام

نوع بشر میں تھی یہاں آتش و باد و آب و خاک	عشق نے کر دئے عیان آتش و باد و آب و خاک
آہ و نفس اور اشک کا معدن نشو ہو جسد	دیکھ لے یہاں تو توامان آتش و باد و آب و خاک
تن میں ہمارے جلوہ گر جب نہ تھی تپ اور ہر	پھرتی تھی مثل یکسان آتش و باد و آب و خاک
جوش و خروش عشق سے کچھ نہیں تھا نہ ہوش و گوش	کرتے تھی نالہ و فغان آتش و باد و آب و خاک
اور نفخت فیہ کا آئین جو آسما گیا	ہو گئی عرش آشیان آتش و باد و آب و خاک
دل بے جھکڑی نور کے بکی اوڑی سرور تھے	قدرت حق کے تھے نشان آتش و باد و آب و خاک
پھولوں وہ باغ بوستان لائق سیر دوستان	آئی ہو نکی درمیان آتش و باد و آب و خاک

عربی من کہ چنین جوہری پاکی
فارسی من کہ چنین جوہری پاکی
ہندی من کہ چنین جوہری پاکی

نحمدہ و نشکرہ نعبدہ و نسجدہ
زور ملا دینی یہان آتش و باد و آب و خاک

کھیل کھلاڑی کے یہ دیکھ کیا ہی بہم ہو گئے
ایک یہ ایک مہربان آتش و باد و آب و خاک

چار ہی اٹھہ ہو گئے کون سی تو گنو سنو
نور و ظہور و جسم و جان آتش و باد و آب و خاک

بخششیں لاتعد ہو ہیں حد و حساب سے فزون
اپنے نسق پہ اب کہان آتش و باد و آب و خاک

ہوش و ذکا و فکر و وہم شوق سے جو دہرے لگی
واسطے اپنے ارمغان آتش و باد و آب و خاک

بہر خدا نکل آن ملی ہو گئے ورنہ مضمحل
جاتی ہیں سوئے لامکان آتش و باد و آب و خاک

جب نہ رہیگا امتزاج روح کریگی ابتہاج
دیکھیں گے سوئے آسمان آتش و باد و آب و خاک

پھینک گئی اور گئی بھی دفن ہوئے جو اہل دل
الفت او نہیں ہوئی میان آتش و باد و آب و خاک

مطلع ثانی

ہیں یہ بسان طائران آتش و باد و آب و خاک
ڈھونڈھتے ہیں اپنے آشیان آتش و باد و آب و خاک

چاہتے ہیں نفس کو توڑ ساری مؤانست کو چھوڑ
پھر ہوں اسیطرف روان آتش و باد و آب و خاک

جان پڑی غشی میں ہے ایسی کشاکشی میں ہے
کیا کریں ہائی بی زبان آتش و باد و آب و خاک

پھانس جگر میں ہے گڑی سانس اڑی ہے ہر گھڑی
کہتے ہیں اور چلو وہان آتش و باد و آب و خاک

انشا بس آگے بڑھ تو لکھ وصف دوازدہ امام
خاصہ جنہونکی چاکران آتش و باد و آب و خاک

وہ حضرات اہل بیت ہیں جو علیہم السلام
چاروں ہیں اونکے مدح خوان آتش و باد و آب و خاک

ہیں جو وہ بارہوں برج چرخ کو جنکسے ہے عروج
حکم میں جنکے ہر زمان آتش و باد و آب و خاک

دیکھ مراتب اونکی تو صل علے محمد
تابع اونہوں کے انس و جان آتش و باد و آب و خاک

اونکے ولا کے واسطے دہر میں اسطرح ہوئے
موجب رونق جہان آتش و باد و آب و خاک

جنکے سبب سے پائینگے جن و بشر میں کر ظہور
حور و بہشت جاودان آتش و باد و آب و خاک

کن فیکون سے تھا غرض خالق کل کو اونکا خلق
ہوتے وگرنہ رائگان آتش و باد و آب و خاک

اونکے تفضلات سے رہ گئے زیر آسمان
شوکت و عز و عظم و شان آتش و باد و آب و خاک

ق

اونکے عدو کے واسطے حق نے جحیم کی ہے خلق
دشمنوں کے ہیں درمیان آتش و باد و آب و خاک

ہیں جو گروہ اشقیا اونکے سب اہل بغض و کینہ
جنکے ندیں کہیں امان آتش و باد و آب و خاک

اک جلاوے اک ڈراوے ایک ڈبوئے ایک اڑائے — یون ہین پٹ پٹ کے جانین آتش و باد و آب و خاک

ق

میرے عناصر وجود ایسے کہ ہین یہ سب نمود — یعنی کہ ہین جو دو بتان آتش و باد و آب و خاک

قصیدہ و بیت سال تک انمین نہ ہووے کچھ خلل — چھوڑین نہ آشنائیان آتش و باد و آب و خاک

جادہ اعتدال سے انکو نہ ہووے انحراف — کچھ نہ کرین خرابیان آتش و باد و آب و خاک

اور مین کدورتین نہ آئین ایسا ہو کہ روٹھ جائین — دین نہ بہم دکھائیان آتش و باد و آب و خاک

جلوہ گر ہین بحال انمین نہ آوے اختلال — روح کے ہووین پاسبان آتش و باد و آب و خاک

اور یہ غرض ہے کہ جب چھوڑ دے ہوئیت بدن — اپنے طرق کو ہو روان آتش و باد و آب و خاک

میرے مواد جسم کے انمین سے جسقدر رہین وہ — پہنین لباس عرشیان آتش و باد و آب و خاک

بتکدہ وجود مین گرچہ صنم پرستیان — کرتے ہین جون برہمنان آتش و باد و آب و خاک

واقعی انمین شک نہین رکھتی ہین یہ زمانے مین — ذوق پرستش بتان آتش و باد و آب و خاک

یون ارکان جاوین مل مبدء کل کے ساتھ مل — کوئی نہ جانے تھے کہان آتش و باد و آب و خاک

دامن شعلہ فغان تر ہے گنہ کے گرد سے — کیون نہو انسے اوٹھ دھوان آتش و باد و آب و خاک

ابر کرم لطف احمدی سایہ فگن ہوتا نہو — شامل خیل کافران آتش و باد و آب و خاک

مجھکو جلا اوڑا بہا گاڑ ندین گناہ مین — اے شفعائے عاشقان آتش و باد و آب و خاک

انشاء اب آگے ختم کر تجھ مین ملے ہین جسقدر — وینگے وہ عرش پر اذان آتش و باد و آب و خاک

انشاء میرے قصیدہ کا تو جو روت اسطقس — ہے ارکان امتحان آتش و باد و آب و خاک

قصیدہ در منقبت حضرت امام المتقین ثامن آل عبا حضرت امام علی موسیٰ رضا

این وقت است کہ چون کیکاوس — انگر لالہ کند جشن جلوس

داغ دل با شبر رود داغ جگر — جلوہ افروز شود چون طاؤس

لالہ زار و گلہ از فرط غرور — ہمچو دیہیم شہان تاج خروس

در چمن باد صبا اندازد و — و فہ غلغلہ دقیانوس

دو رسد عنبر و پیرو نہ بہار — علم افراشتہ با نعرہ کوس

سبزه و شاداب شود کشت امید — نکهت آرا چمن بوی عروس
رصد از علم کواکب بندد — طارم تاک شود بطلیموس
بدهد خوشه انگور مراد — واد فرعون نمار معکوس
چادر آب که ریزد از کوه — بهر زهاد کنند کار عطوس
باز وقت است که بر فرق الم — رستم رعد بگوید دبوس
موج گل جوش زنان مست رسد — کف بر آرد چو لب دقیانوس
پیکر حور در آید بنظر — روح بر سبزه چو افتد معکوس
عندلیبان همه بالمره شوند — مترنم بلغات قاموس
نوج گل همچو فریدون ریزد — خون ضحاک خزان منحوس
عیش مانند سکندر تازد — گاه بر روم و گهی بر سر روس
دشمن آل نبی را بکنند — در نهان خانه دوزخ محبوس
غم که از صلب بنی عباس است — شود از صبر خلافت مایوس
باز وقت است که رحمت بیند — خارجی از مرض ایلاوس
باز وقت است که هارون خزان — نشیند به عباسه عبوس
باز وقت است که مامون گردد — دود آتشکده گبر مجوس
برو در بتکده کشور هند — بانگ لبیک بر آرد ناقوس
اندرین بقعه ملقب گردد — گبر دیرینه به عبد القدوس
تا کجا هرزه ور آئی انشا — بگذر از خرقه مکر و سالوس
حرف سنجیده بر آور ز دهن — جمله هستند ملایک خاموس
در عمل کوش ازین علم چه سود — چه شوی خاک در فیلاقوس
دست از فن طبابت بردار — فرض کردم که شدی جالینوس
مرض سرفه عصیان نرود — زین بهی دانه وزین اصل السوس
مدح سلطان خراسان می گو — تا شود روح خباثت محسوس

تا برای تو درین ظلمت قیر — لمعه نور فروزد فانوس
نور بخشی علی ابن موسی — نور حق پادشه کشور طوس
بو الحسن کنیت اعنام رضا — ثامن آل عبا راس رئوس
تا من صحت این نامه سیاه — نیر برج شرف شمس شموس
حالیا مطلع دیگر خوانم — در خصوصت بامید ملبوس

مطلع ثانی

ای بفرمان تو ارواح و نفوس — جمله اجسام ز لطف تو مانوس
شد ز حکم تو در اشکال قیود — این هیولای مجرد محبوس
اسطقسات موالید و جهات — همه مشتاق تو بهر پابوس
بر سر خوشه اگر قهر آری — مغز چون برگ شود برگ سبوس
بی رضائی تو حمارے گردد — گر مهندس بکشد شکل عروس
آنچه دارند گدایان درت — داشت این رتبه شان کیکاوس
داد بیداد شهازان جهتے — که بود اسم معلاش فلوس
خوف ز امراض دماغی است از آن — خواهم از ابروت اسطوخودوس
تیرگی های گناهم نه شود — متشکل به وصال کابوس
گیرد از لطف تو انشاء الله — هرچه خواهد ز دو دو قدوس
عمر و اقبال بقای باید — باشد از جمله بلاها محروس
زن و فرزند سلامت باشد — از مرض هیچ نگردد محسوس
تا بود دیکه سوار گردون — زینت زین مرصع قربوس
ناظم ملک جهان افزاید — شوکت و حشمت تخت طاوس
بر زر و سیم زند سکه چو مهر — همچو تیمور کند جشن جلوس
حکم نواب امین الدوله — قیصر روم رساند تا روس

اشعار ترکی

یاشلاریم فرسخ دین از نوع پولدی / یار چہ پا زوق بیلہ افسوس افسوس
رحم قیل تینگری ایجوان یا شیمغہ / از در خویش مگردان مایوس

قصیدہ در مدح الماس علیخان بہادر

ساقی کوثر نمی خواہد کہ باشم تشنہ کام / غیر ازین رطل گران چندین بس تا ہم مدام
چون شہان طرف کلہ گر کج گذارد مو سزد / از ولائے شاہ مردانم بود عمامے مقام
سایہ ام را پایۂ کمتر نباشد از ہما / طائر اوج تحشم باشدم در زیر گام
داستان امرء القیس و لبید از یاد رفت / ای صبا از من بسبحان وائل را پیام
کے بگرد توسن چالاک نطقم در رسد / اشہب ذہن فرزدق گرچہ باشد خوش خرام
فاضلم علامۂ دہرم وحید عصر خود / دیگرے چون من نباشد شاعر شیرین کلام
دارم آن تیغ زبان آبدار بی نیام / کز نہیبش خون خود را میخورد این حسام
گر فرس تقریر من راند بمیدان علوم / مثل چاوشان نماید این حاجت اہتمام
جملگی خضرا ہمہ را گوش سازم رنگ گل / از ولائش خسرو را می آورم در انتقام
تا ازین دود جگر یک گنبدی بر پا کنم / در فلک ثابت نماید وضع خرق و التیام
مرغ روح قاضی بیضا پرد زین ناطقہ / تا نماند گوشش از من مبحث علم کلام
از برائے آنکہ دارم سایۂ شاہی بسر / آنکہ دارا و بہزاد او سکندر صد غلام
نور ذات کبریا یعنی علی موسی رضا / ثامن آل عبا و ثامن خیر الانام
آن شفیع ابن شفیع ابن شفیع ابن شفیع / وان امام ابن امام ابن امام ابن امام
مثل رضوان می شود آدم ز طوف روضہ اش / میرسد از روضۂ او نکہت دار السلام
زین چک و چانہ نمی آید ثنائے ذات او / منکہ ام پابند اعصاب شرائین و عظام
ہر زمان من می تم گر صد زبان پیدا کنم / در ثنا ہم ہم شوم چون خضر تا روز قیام
ساعتے ساکت نباشد از بیان معجزات / دفتر کلیاتش تا ہم بماند نا تمام

جز بعیش و عشرت و شادی مرا فکر چیست ‌ ‌ فکر و غم آخر چه چیز آقا الم یعنی کدام
هیچ ازین اسمای لاطائل ندارم اطلاع ‌ ‌ این بلوری اند تنها یا که از سنگ رخام
هست از ادنی غلامان درش شخصی گروه ‌ ‌ بهره ور میگرد اینجا عالمی از خاص و عام
پیش دست ابر رحمت بحر علم و سخا ‌ ‌ یعنی الماس علی خان بهادر نیک نام
خست جنگش اگر رستم ببیند میر مد ‌ ‌ از مخافه میشد بر باد نام زال و سام
با همه ریش دو شاخ و جامه چرم پلنگ ‌ ‌ گاو سر را افگند بر خاک آن مردم تمام
مدح غایب تا کجا حاضر شدم تا در حضور ‌ ‌ باده نورانی وصلت بر بزم یعنی جام

مطلع ثانی

ای اجازت نباشد در میان روم و شام ‌ ‌ الله الله این چه شان است و شکوه و احتشام
خسرو پرویز برمی جست از جای خودش ‌ ‌ گر بدیدی این متانتهای طرز اهتمام
چو توشخصی را اگر بر روی کار آرد فلک ‌ ‌ میشود بارے امور سلطنت را انتظام
ابلق ایام را در پویه آرای چیره دست ‌ ‌ تا کجا او هرزه گردد بی عنان بی لجام

مطلع ثالث

ای غبغبت آفتاب چهره ات ماه تمام ‌ ‌ ابروانت چون هلال و رو و مویت صبح و شام
این فضیلت را چه گویم ای مه ذوالاحترام ‌ ‌ بهره از هر جنس بر میگرد اینجا هر کدام
از قدم بوست شرف روزی که حاصل ساختم ‌ ‌ سوی خانه سر نمودم مرکب خود را زمام
پس همان روز و همان ساعت همان لحظه فرید ‌ ‌ چابکی ناگرم کرده بی قعود و بی قیام
با مرزا و کنم خوش مژده آید بگوش ‌ ‌ شد مبارک باد هر سو گشت شایع این کلام
ز تجلی آئینه امید من شد و ان مثال ‌ ‌ صورت آدم گرفت و در پذیرفت ارتسام
عمر با شد دود مانم بی چراغ افتاده بود ‌ ‌ زین تاسف دود بر میخاست از راه مشام
بود انشاالله اینک حق تعالی از کرم ‌ ‌ داد فرزندی بمن او را تعالی کرد نام
شکر خالق میکنم الحمد لله العظیم ‌ ‌ کو مرتب ساخت از کل شکل اعضاد عظام
این هم از فیضان اسم قائم آل عباست ‌ ‌ آنکه هست او مهدی دین دافع کفر و ظلام

انچه گفتم واقعی بود است بی اغراق و ننگ — اندرین گنجا نیستی ریبی نباشد والسلام
بنده انشا زین سبب معروض میدارد بلی — در جنابت شفوای مرد سعادت التزام
راستی اینست گر حال درستی داشتم — منفرشادم بخدمت چیزکی آش و طعام
چون چنین ها هیچ نحوی لایق و موقع نبود — کردم انشا این قصیده آمدم بهر سلام
ور قصاید رتبه آقائیش ظاهر بود — آنکه دارد با شهنشاه خراسان التزام
من لهذا اسم او آغا قصیده کرده ام — از دل و جان چون جنابت شاه را هستم غلام
اندرون دین و دنیا هر چه پیش آید ترا — بار الها از تو باید زود طرح انصرام
تا بود لیل و نهار و آسمان و ماه و مهر — باشدت طول بقا و جاه و حشمت را دوام
تا نیاید صاحب الامر آن امام جن و انس — دولتت باشد کنیز و خواجه اقبالت غلام

دیگر

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد — بهر یک لقمهٔ نان تابع دونان باشد
ثمن بخس بقیمت ندهند و نخرند — سر بازار اگر یوسف کنعان باشد
رستم زال چه باشد پسر رودابه — کی نپرسند اگر سام نریمان باشد
قصه کوتاه که از چشم حقارت نگرند — فاریابی هم اگر شاعر ایشان باشد
فهم ناکرده سخن خورده بجا گیرند — آنکه در شعر و سخن همسر سحبان باشد
کمتر از مور ضعیفی به پی دانه رود — خود درین عرصه اگر شاه سلیمان باشد
بدل ما یتحلل چو رسد قرض حسن — آه از آن شخص که از اهل صفاهان باشد
وقت آنست که از گرسنگی جان بدهد — بادشهزاده که از اولاد تمرخان باشد
شکر لله که درین معرکه بعث نشود — کاندران بوعلی وقت هراسان باشد
دست همچون من ناکاره بگیرد شخصی — که مجسم همه چون ابر بهاران باشد
عزت و حرمت انواع تفضل بکند — ور پی پرورشم برزده دامان باشد
جوهری که ازان صورت الماس [illegible] — جمع در نام همان مرد مسلمان باشد
یعنی الماس علیخان بهادر که مدام — در جهان دست سخایش گهرافشان باشد

این رحمت حق است بلبلے در گلشن
همت او پے ارباب غرض ای انشا
ذاکر اللیل و سحر خیز انیس الغربا
سبزوار است از و کشت امید عالم
نقش موجب تنبیت نباتات بود
چهل سال است که اوقات شریفش تغنیت است
با همه کر و فر حشمت و جاهے که وراست
رکن دین است همان عابد و رکن الدوله
تیغ جنگ است ز دستش که نصیر الملک است
محسن عالم و بیدال سخاوت پیشه
خالقش تا صد و بیسی سال رساند او تعالی
مع نجابت چه تسلی و بدهم به که دگر
چند اشعار دعائیه کنون می خوانم
تا جهانست و مه و مهر و عطارد و فلک
عشرت هر دو جهان و طرب انشاالله

قوت نامیه موسم باران باشد
هست خضرے که بسر چشمهٔ حیوان باشد
این چنین کسے بجهان قادری قران باشد
چون به خاک قدمش کحل صفاهان باشد
که همه مائدهٔ نعمت الوان باشد
کس ندیدم بعبادت که بدینسان باشد
زندگانی بکند شخص چه امکان باشد
ایزدش در همه احوال نگهبان باشد
حامی و ناصر او شاه خراسان باشد
آنکه شرمنده از و حاتم دوران باشد
صحتش تا به بقا تابع فرمان باشد
روبرو عرض کنم هرچه که شایان باشد
یارب این ذات تو رونق ده ایمان باشد
ناصر جمله امورت شه مردان باشد
همه در حصهٔ الماس علی خان باشد

قصیدهٔ در مدح بادشاه عالی گهر

جشن و نشاط و خوشدلی و عشرت تمام — عیش و خوشی مین چین سے خوش وقت هم بهم
زندگی بخت په نازان تھے اپنے سب — هر ایک نغمه سنج تھا یا طوطئ ارم
فیض سحاب فرح سے تھی مزرع امید — گل گل شگفته تازه شاداب سبز و نم
بلبل کو یه طرب نهو هرگز بفصل گل — غنچون کو یه شگفت نهین هوتی صبحدم
قمری کو وصل سرو کی اتنی نهین خوشی — آهو کو یه سرور نهووے بوقت رم
جو کچھ که جوششین تھین غرض ان سبھونکے ساتھ — ممکن نهین که کیجے بیان اونسے بیش و کم
تعیین اون سبھونکی کیا مینے التماس — شادی کی وجه کیا هے خبر یادین مجھکو هم

بلا دی یہ کیا نشاط ہے ہم بھی تو کچھ نشین
شامل مجھے بھی کیجئے اس عیش مین کہ مین
سلک گہر پرو صدف لب سے یون کہا
دینے چلے ہین اوسکو مبارک کہ آج جو وہ
وہ واجب الاطاعت و مسجود خلق ہے
معنی آیہ واولی الامر منکم آ
یعنے وہ شاہ عالم و فخر جہانیان
خورشید آسمان تہور فلک جناب
شاہ نجف نے قبضہ مین دی جسکی ذوالفقار
ہے لا کی نہی و نفی مخالف کے واسطے
جو حسن خلق اوسمین ہے ہر خلق مین کہان
جسکے رکاب مین ہین سلاطین روزگار

خوشبو سے فرح کے ہو ہمارا بھی تر دماغ
خضار بزم خاص سے ہون منورد کرم
اون سب سے کیا تجھے نہین معلوم یہ کہ ہم
شاہنشہ زمانہ ہے بر مسند حشم
دوران کے بیچ مین وہ جو ہی شاہ محترم
تفسیر بیچ دیکھ لو قرآن کی قسم
عالی گہر خجستہ سیر معدن ہمم
عالم ہے جسکی ذات سے جون ذرہ منتظم
دو ٹکڑے جس سے ہو وے عدو بیش ہو نہ کم
ایجاب کرکے گر وہ یہ لین کہین نعم
ذات ستودہ الغرض اوسکی ہے مغتنم
گردن کشان دہر ہین جسکے کہ سب خدم

مطلع ثانی

مستجمع المکارم مستحسن الشیم
میری زبان سے موج کہان اوسکی ہو رقم
طالع ہین جسکے ایسے کہ تاج سکندری
ہے فوج فوج راحت و آرام جسکے ساتھ
غمگسار روم و کنگ و فرنگ اور شاہ مصر
مجرے کو بار پاگئے ہون زہے شرف
خاقان چین کو چین جبین اوسکی کھینچ لائے
دولت سرا کے جسکے غلام غلام سے
ناگاہ اونہون نے مجھکو کہا تو بھی چل وہان
حسب الاشارہ اونکے یہ مطلع پڑھون وہان

ینبوع فضل و جود سخا معدن کرم
توصیف مین ہے جسکی زبان قلم قلم
کھاوی ہے اوسکی طالع بیدار کی قسم
ہے روح روح گنج تنعم سے ملتزم
حاضر ہین جسکی خدمت عالی مین دمبدم
ضحاک و کیقباد و کیومرث و کی و جم
ضیغم کے جیسے پنجہ مین ایک بچہ غنم
ہوشنگ و شام بیژن و اسفندیار کم
عاجز ہو مت چھوڑ تکلم کر ایک دم
اے معدن سخاوت و اے بحر کرم

مطلع ثانی

ہے تجھ میں وہ کمال کہ ہم لوح و ہم قلم
منطق میں تیری حکم کے حیران ہو رہ گئے
کیا عرض عام و خاصہ و کیا جنس و نوع و فصل
تفصیل وصف کو ترے مجمل نہ کر سکیں
دریا تمام دہر کے ہو ویں اگر مداد
مشرق سے دل کی مہر معانی کریں طلوع
ہو جائے سینہ دشمنوں کا چاک دیکھ کر
ہمت کے تیری صیت سے اے معدن سخا
اک دم تو دیکھنے کو نکالی تھی اپنی تیغ
اک طرح اوسکی آب بھی چشمہ ہی فیض کا
جلدی کمیت خامہ میں اتنی کہاں کہ اب
مثل شرار نعل کے ہنگام ترکتاز
شبنم عرق ہے باد صبا کا کہ ایک گام
دو نعل و مہر و مہ یہ فلک پر جو ہیں نمود
ساحت میں جسکے تندروی کی زبان شنگ
روداد شکوہ کے تری ہوتی ہے سامنے
اوسکو چمک سے مار کے ہر چند کہہ رہی
بجا کا سنبھل سکا نہ عداوت کے کہنے سے
دزدان گلو کبود ہے تا حال دیکھ لو
یہ بات کچھ چھپی نہیں ہو خلق پہ عیاں
ہے عدل تیرے عہد میں اتنا کہ بر فلک

تیری رضا کو سب پہ مقدم کریں قسم
چاروں مقولے این و متی کیف اور کم
یا ضبط و ربط کل و تقاریر منجم
کو صرف حل کے وہ کریں ابن نجوسب حکم
اشجار سب جہان کے ہو جائیں گو قلم
باہم نہ تیری وصف میں ایک ذرہ ہو رقم
طم و طراق ذکر دفتر فوج کو خشم
کھا کر کے شرم حاتم طائی ہوا اصم
اندام خود یہ لرزہ ہے تا حال ملتزم
دشمن کے وسطے ڈھونڈیکو اندوہ و درد و غم
گلگونکی طرح مدح سے کچھ ہو سکے رقم
اوسکے تڑپ سے برق ابھی پیچھے سو قدم
ساتھ اوسکے یہ چلی تھی جو کر ڈی لگی ہے دم
پونی سے اوسکے اڑ گئے ہیں وہ اے قدم
کچھ توسن شعور بھی اب رہ گیا ہے تھم
پیل فلک نے ایک ہی ٹکر میں کردی رم
جی چھپی پر وہ پروگی کہل دیکھ سیل ہم
چنگھاڑ مثل رعد بغرہاد نیر و بم
مستک پہ اوسکے خون شفق رہ گیا ہے جم
سچ ہے کہ اوسکی پشت سے اب تک گیا نہ خم
بلدہ بہ فوج نظم و نسق سے ہیں منتظم

میزان و قوس و سنبلہ سرطان و دلو و حوت
عقرب اسد حمل ہوئے ثور و جدی بہم

جوزا سمیت رہ گئے ہیں تیرے خوف سے
ورنہ زیادتی کریں ایک ایک پر بہم

یا وصف ایک ایک کے خوراک ہو وے
کیا دخل دیکھے کوئی کسیکو بچشم کم

اقرب سمجھ کے اپنے سے وہ جا گرے دین بسر
عقرب کے نیش پر بھی جو رکھدے حمل قدم

ہرگز جدی نہ دیکھ سکے سوے سنبلہ
کیا دخل پہونچے حوت کو سرطان سے کچھ الم

حملہ کرے حمل جو کبھی ثور کے طرف
آواز جدی سنکے اسد بھی کرے تنعم

اللہ رے یہ نظم ترا عہد رے نسق
اضداد جس سے جمع ہیں آپس میں لاجرم

اسلام تیرے عہد میں ازبسکہ ہے قوی
خوار و ذلیل کفر ہے آوارہ و درہم

غم سے ہے تو نے مغ کو مسلمان کیا لقب
پائی جو بو ہے کفر کی پچھتاوے ہیں منکم

تھا لفظ قشقہ جبین کا شوعہ ہو گیا
اب عین فیض ہو کے بھی ہے تو بستان ارم

میم اوسکی ہے مراد برار ہی ہر ایک کی
ہے آخر الحرام پرستندہ حرم

یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اوسے
تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

قدرت خدا کی دیکھو تو اسلام کا شرف
دم مارنے کی جا نہیں مارے نہ دم

در حال کفر جس سے کسیکو ملال تھا
اسلام لا کے اب وہ ہوا معدن ہمم

حاصل کلام یہ کہ غرض تیرے عدل نے
آزار دینے والے کو چھوڑا نہ ایکدم

انشا تری دعا میں ہے مشغول روز و شب
ہر وقت و ہر گھڑی و ہر ایک آن و دمبدم

سب خوبیان جہان کی تری نصیب ہون
یارب طفیل شافع دین سرور امم

شاہ نجف امیر عرب مرتضیٰ علی
قبضے میں تیرے کردے عرب سے لتا عجم

حامی ترے جمیع امورات کے رہیں
اثنا عشر ائمہ جو ہیں مظہر اتم

بھیرون بھیاس کنگلے توڑے اساورسے
سارنگ و پوربی و ادین و کانھرا بہم

تیرے ہی مجرے میں رہیں سازندے روز و شب
نوبت قیام دہر کو جب تک ہے ملتزم

شادی کی شادیانہ تیری در پر نت بجین
کرنا و طبل و بوق و دہل جہانجھ و زیر و بم

قصیده فارسی در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

اردوی بهشت زد بخیابان دگر کمند
آمد زمان مستی دردی کش ترند

مختل دماغ وی شده از جنبش نسیم
سوزاند شعلهٔ گل حمراش چون سپند

در برگها شقایق نعمان کشیده سر
باد بهار پرتو خود در چمن فگند

افروخت شعله لاله خودرو بکوه و دشت
از باغ در گذشت خزان مثل دردمند

گسترده فرش سبزه زمرد بهر طرف
وضع شگوفه زار چمن گشت دلپسند

زر دشت وش عنادل بستان بزمزمه
مشغول در مسائل پاژند و درش زند

بیدار گشت طالع خوابیده ام ز خواب
با من خطاب کرد که ای مرد هوشمند

افسردگی بخاطر عاطر برای چیست
داریم مژده که بود میرزا پسند

اورنگ و چتر و تاج سلیمان شکوه را
اثنا عشر ائمه ز الطاف سید هند

امسال در ممالک محروسه ای عزیز
هر جا بنام نامی او سکه می زنند

یکبارگی جلوس نماید بفر و زیب
ارکان سلطنت همه شان نذر آورند

گیرد بضبط و حکم اقالیم سبعه را
الیاس و خضر به کمک هر دو حاضر اند

برنا و پیر و رند و وضیع و شریف دهر
از جود و بخشش همه آسوده می شوند

بهر هر فنون صاحب رایت ز فوج او
کوس تهور لمن الملک می زنند

عفریت وش عدوش اگر فی المثل بود
از زور اسم اعظمش از جای می کنند

القصه چون ز بخت شنیدم من این خبر
گفتم بذهن و جودت طبعی کمر به بند

ابیات چند بهر شکون ارمغان بر
در حضرت که جمله غلامان این دراند

زان جمله مطلعیست که ارباب فهم و هوش
هرگاه بشنوند و صد آفرین کنند

مطلع ثانی

ای رفعت ز رتبهٔ گردون هزار چند
شد پایهٔ سریر تو از آسمان بلند

یعنی آیه واولی الامر منکم
گویا ز آفتاب چنین نوشته اند

خود راہنمای اوج سعادت بدام تو — دانستہ فخر خویش بہ یکبارگی فگند
باشند مذاق روح مرا از رو نیاز — خاکِ در تو خوش مزہ تر از نبات و قند
جمشید خصلتا چو سلیمان شکوہ تست — پیشیت زنیم نام سکندر زنی برند
الحق کہ می زند حشمتان شام را — ادنیٰ غلام خاص تو راند اگر سمند
ہر خانہ فراد خویش اشارت اگر کنی — سہراب را ذبیح کنند مثل گوسفند
در افگند بمعرکہ اسفندیار را — یکبار قاف را بدہد او کساد کند
ریش دو شاخ رستم دستان برزم گہ — بگرفتہ گویدش کہ خبردار اے لوند
مالد بخاک خامہ چرم پلنگ را — از ہم جدا نماید از اعضاش بند بند
در بزم گاہ تو نہ چو دواج تہ و تیان — بر ریش سام و زال نمایند ریشخند
از ہر دو دست تیغ کشند از نیامہا — گویا برزم از پر شمشیر می پرند
از ذوالفقار شاہ ولایت حمایت است — تیغ ترا کہ از خطر اعدات می پرند
بی شبہ ہست تیغ قضا را نمونہ — حُسّاد زخم اُو بعوائق می خورند
نی نی غلط کہ چشمۂ فیض است پر رشش — اعدای تشنہ کام از و آب می چشند
آنہا کہ خیرہ خیرہ نگاہ تو دیدہ اند — یک یک تنہ مقابل افواج می شوند
خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ — فرمان حکم تو بسر و چشم می برند
کاؤس و کیقباد و کیومرث یزدجرد — پیوستہ در رکاب تو فخریہ می روند
ہر کس کہ سر ز حکم تو پیچید میرسد — از گلستان زندگیش دفعتہ گزند
گویند گر خدیو جہان می سزا ترا — کرّوبیان بگوش من ارشاد میکنند
لرزد ز بیم سطوت تو یزد و کاشغر — جرباد غان و مرد و صفاہان و ہم خجند
تا ہست آفتاب و مہ و خطِ استوا — تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند
باشی تو شاہ نادر کشورستان بدہر — مرزا فدی بخدمتت انشای ارجمند

ایضاً قصیدہ مسمی بہ نیر اعظم در مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ

چنان بمحفل وردے گلستان شدم ملحق — کہ بادہ می چکدم از مسام جای عرق

جہان قرار بگیرم ز سوز بیتابی — بتوی سینہ دلم معدنیست از زیبق
شرار ریخت از آذر بجست برق و شی — بدست جاذبہ ام قدر روانہ حریق
شہر دع کرد با حراق شعلہ زد بالید — درید سر زدہ سوزان ز ساعد و مرفق
دو چشم ساقی ہوشش در ہمیانہ ربود — بخلوت و گرم برود کرد مستغرق
کتاب اہل سموات را نمودم سیر — قلم بلوح ہمین رفت از ورق بورق
بگوش خویش شنیدم ز عالم علیا — معاملات و مقولات مبدء مطلق
زبان کہ ز السنہ شان توقف می دوم — زفیض حضرت الفت کہ یا من است ارق

مطلع ثانی

بگفت نیر اعظم با برق و شفق — کہ اے بہار خیابان گنبد ازرق
کنون مدار جہان جہان گر شخصی است — بسان آیۂ رحمت برای جملہ فرق
میان دہر کسے را بروی کار آمد — بدیع فطرت و خلاق صبح در ب فلق
کہ ہست معدن الطاف منبع اخلاق — شفیق کافہ خلق و مقبل و اشفق
خدیو عصر سلیمان شکوہ کافضالش — بلند مرتبہ باشد ز کاخ ہفت طبق
ہمائے اوج سعادت بدام او آید — بہیچ وجہ نگردد رہائیش مطلق
عطارد آنکہ دبیر فلک بگویندش — رسد بخدمت والاش بہر اخذ سبق
از آفتاب چو بشنید این سخن انشا — بہ بحر مدح در افگند فکر را زورق
بجای نذر بہ پیش تو سلک نظم آورد — نثار ذہن نمودش ز نور چند طبق
قصیدہ گفت مسمے بہ نیر اعظم — کہ اوج چرخ نشد با حضیض او ملحق
طلوع مطلع ثالث چنین ضیا گسترد — قبول خاطرش از حق بود وہد الیق

مطلع ثانی

بزرم و جاہ و جلال و شکوہ و ضبط و نسق — فزودہ تو اقالیم سبع را ازرونق
کنون وادی توحید گرم جولانی — مدام میشود ت کشف عقدہ ہاے ادق
ز رخامہ عنبر شمامہ ات گردید — بفور شرح دہ صد دقایق مغلق

اگر حذاقت علم در شاوتت بیند
هرآن دُری که بریزد ز لعل خدانت
سیاستِ مدنی را اگر کنی توضیح
به اشراح حقیقت اگر دلیل آری
چمن چمن شگفاند ز گلشن تقریر
نسیم بادبهاری وزد ز الفاظت
ملک نژاد تو هستی به هیکل بشری
رجوع همت عالیت دائما باشد
چو صیت بذل و سخای ترا شود سامع
به پیش کالبد پیل کوه پیکر تو
ستاره باف جل اعم که از سقرلاتست
هرآن لئیم که تخم عداوتت کارد
اگر بحصن جلالت نگه کند دشمن
بود نمونهٔ قهر آله شمشیرت
عنانِ جزو و کل و مهر را بدست تو داد
سر از اطاعت فرمان تو همی تابد
کنون گلو آورم منفشار و گوید
هر اهل دانش و بینش بلی نهفته نماند
ترانه سنج دعا میشود ناچار
نگاهدار تو بادا خدای عزّ و جل
بقای ماه و خور و انجم است تا فلک
سر خود و دولت و اقبال و عیش و صحت باد
هموم بطشه غضبی نصیب اعدایت

حکیم عصر فلاطون بخواندت احذق
آلهیات ریاضی از و شود مشتق
ابو علی شود از انفعال غرق عرق
ز فیض نطق تو جذر اصم شود منطق
نسیم عطر فشانت بپاس مداری حق
هزار غنچهٔ سربسته را نماید شق
درین مقدمه گویند صوفیان الحق
بیاد مبدهٔ فیاض خویش مستغرق
ز شرم حاتم طائی شود بآب عرق
شکوهِ قاف نماید بقدر قامت بق
بسانِ انجم افلاک باشدش رونق
ز برق نقمتِ حق خرمنش شود محرق
ز بیم بغلطد و افتد بخضرهٔ خندق
به بیرق برش آتش مشابه دادفق
کریم قادر بیچون ز قدرتت مطلق
بود بحکم تو لیل و نهار را ابلق
خموش و هرزه مپیمای و دق و بق و بق
قوارهٔ جبروتی قوافی مغلق
که سینه های عنادل نموده ناطقه شق
بفرق سایه فشان باشدت حفاظت حق
دهی تو موسم اردی بهشت را رونق
علی الدوام بذات مقدست ملصق
برای خیل اخبار سد ز غیب طبق

مدام پوشش خدام بارگاهت باد
حریر و سندس و زربفت و اطلس و استبرق

بتربیت تو جمله بسر برند
چه چیز کامل و فاضل چه عاقل و احمق

جمیع نوع بشر تا سباع و وحش و طیور
ذباب و نمل و جراد و فراش و قمل و بق

وظیفه خور همه هستند در ته دریا
نهنگ و ضفدع و حیتان و سنگ پشت و علق

نگاه لطف و کریمانه بر اجواشش
تفقدے که دگر وا رهانیش ز قلق

ایضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

جرعهٔ می بیاور از اشفاق
ساقیا تا شود دماغم چاق

واشد خاطرم اگر طلبے
تم فیضے رسانیم بمذاق

تا بیابم بسان خم در جوش
روح را این قیود تا شتاق

از حقیقت درے بمن بکشای
تا ببر شوے منزل عشاق

باده و نے کنون همی خواهم
همدم مطربان شوم بوثاق

اعتقادے بجا نقاهتم نیست
دم زنم از ریاض استغراق

رحم فرما بما به اے خدا
میپسندم دگر بدرد و فراق

دست من گیر چه مقتدایم شو
ظل لطفے فگن باتحقاق

لوح سینه‌ام مصفا کن
هم بشویش زبوث بے اغراق

آوخ آوخ که قدردانی نیست
لمحه تا بدون بغض و نفاق

عیب جوئی گذارد و گوید
آنچه باشد میان این اوراق

لیکن الحال نیر طالع
یاورے کرد و گفت از اشفاق

قابلیت نما با وطنا هر
که بود جود و نکته سنجی طاق

یعنی آن پور شاه کشور هند
مظهر لطف و معدن اخلاق

آن سلیمان شکوه ظل الله
صاحب هند و روم و شام عراق

الغرض قصه مختصر گفتم
پیش آن شاه صاحب اشراق

چند ابیات بر زبان آمد — ناطقہ را ز شدت اشواق

مطلع ثانی

اے سراپا تلطف و اخلاق — کرم تست شہرۂ آفاق
بار احسان تو کشد بر دوش — گنبد لاجوردِ کہنہ رواق
لطف تو میکند بچشم زدن — آب را شیر و شیر را قیماق
قرص خورشید توی مطبخ تو — ہست چقدر تر ز نان رقاق
جوش صفرائے عالم افلاس — می چشید از بر تو آش سماق
بدل کردی چنان کہ شد منفک — طمع از آشپشت و ابو اسحاق
نرسد از حفاظتِ اصلا — ضرر منِ علم و فضل را احراق
مثل دزد خاش خون ریزد — دست برد می نماید از سراق
در گلوئے صراحی از عدلت — می نیافتد بہ بزم پیچ فواق
مزرعہ را اگر برد سیلاب — کنی ابر بہار را شلاق
میگریزد ز بیم موج نسیم — لغزد از پائے شیشہ از طاق
سید انشا کنون عنان درکش — مرکب تست خانہ زاد براق
بود غائیہ ختم کن الحال — در قوافی نماند جز اغراق
یاوریت باد حضرت داور — ہست تا جرم شمس را اشراق
چادر ماہتاب تا باشد — صاف و شفاف گشتہ و براق
دائما در کنار تو بادا — دولت نو عروس سیمین ساق
ایلخان دستگاہ حق بدرت — کہ قمر را بر آورے ز محاق
بر جمیع دفاتر عالم — دستخطے سازی و کنی الحاق
بر کسے کہ دشمنت باشد — اجل او را کشد بضرب چماق

ایضاً قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ

صبحدم سینے جو لی بستر گل پر کروٹ — جنبش باد بہار ایسے ہی آنکھ اُچٹ

دیکھا کیا ہون سرہانے سے کھڑی ایک پری
بٹھا دین دو ہی ہوتی زور رہے بو باس اوسکی
آفتاب اوسکی جبین سے ہے جو مقابل رہو سے
تو مونہہ سے جو بھری مانگ وہ دیکھی اوسکی
جانا مین نہو معلوم کدھر ہے وہ پری
اوس در گوش پہ تھی زلف جو گنڈلی مارے
تھی وہ دونو بھوین ہوتی ہے ظالم بیلدار
دور سے آنکھو مین چھپے ایسے ہی کافر خونخوار
ہائے خم جیسے سیہ مست پڑا ہو کوئی
حرکت اوسکی تھی یون غمزہ چالاک کے ساتھ
جیون آنکھیل بلا نرگس جادو آنکھین
شوخی اس روپ سے اوس تار نظر مین کھیلے
صف مژگان رسا مین یہ ستم تیزی کچھ
نوک مین لیوے سے جو چھیڑکو وہ ٹھیلے ہی
دیکھون نہو غرق تحیر مرج البحرین آ
حال اوس شوخ کی برزخ کی طرح بیچ مین ہے
تھا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم
نام حق جون بہم الحمد مین رہے لپٹا ہو
گرچہ تمثیل یہ دلچسپ بندہی ہے لیکن
خوشنویس ازلی نے خط قرانی سے
گال گدرائی ہوئے چومنے کے لائق ہو
دو دیہون دھار دھری دانت سو موتی کی لڑی
گردن اس پیچ سے صراحی ہو سجے جیون

جسکے جوبن سے ٹپکتی ہے نری گدراہٹ
بل پیچ پیچ بل کے بل ہے تری نرماہٹ
صدقے صدقے ہو گئے اُف بھی تری جھمکاہٹ
سیر سے تارون بھری رات کی جی جاتے ہٹ
سر کے سوندھے کی مہک کی اگر آ جاے لپٹ
سانپ کے منکے اگر کہتے تو پیچتے ہے نپٹ
انکھڑیان سحر نگہ فتنہ غضب گرماہٹ
کہ رگ گل کی نزاکت کو لگا دیوین ہٹ
گوشہ چشم مین یون خال رہا تھا وہ لپٹ
زند جوانی کے میخانہ مین لیوین کروٹ
نگہ ایسی ہے کہ دے برق کی جھپک کو الٹ
آتا جاتا ہو رکشن پر کوئے جیسے نٹ
دست اندیشہ عشاق جہان جا کے کٹ
عقدہ راس و ذنب چاند کو لگیا دی چھٹ
بہم امواج مین آنکھون کی یہ ہے او جھانٹ
تا دو چشمی نہ ایک ایک سے ملجا دین جھٹ
اوسکے مضمون کے پہڑک مین ہی غضب گرماہٹ
کشمکش ایسی ہے سد ہوٹ ایسی ہے پاکیزہ پلٹ
ایک مضمون منعو تم اور بھی پاکیزہ نپٹ
دو کو اللہ کی بہاں نور سے وہی جھمکاہٹ
نخغب اور سیب ذقن بو سونکے قابل ہے جھٹ
تہ مین انداز تبسم کے ہر چین شرماہٹ
خون عشاق چڑہا جانیکر حافظ غٹ غٹ

تھی برو دوش مین بالیدگی ایسی کہ صاف
آستین کو جو مہتاب نظر آتی ہے
سینہ جون آئینۂ شفاف شکم ایسا صاف
سبز سبز اوسکے وہ سب رونگٹی یا وادی نیل
قمقمۂ نور کی تھین اوسکی کچین وہ دونو
گزک بادہ کشان زنگترے سے دونو
نیم شگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو
بنت انگیا مین ٹکی زور پڑاقے کی ہین
گدگداہٹ پہ اگر ناف کے پڑ جائے نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
نقش پا اوسکو ذقن کا پہ پھسل آیا ہوگا
بند شلوار سے چسپیدہ ہو اوس رنگ سے ساتھ
سیل جون ہو کے پھرا کوچۂ نیفہ مین خیال
تھی رگ جان تمنا کہ دکھائی نہ پڑی
بیچ مین تو نگہون تھی بگمان کچھ تو سے
کیا کرون اوسکی بیان خوش کفلی کا عالم
گات زانو کے وہ پاکیزہ طرحدار کہ ہاے
قامت ایسی کہ قیامت بھی کرے جسکو سلام
شور محشر کو یہ کہہ بیٹھے خرام اوسکا صاف
چھلے ہیرا انگلیو نکے نپور وہین مہندی نے شوخ
سرخی اون ایڑیونکی موتیونکو جو تکیے
نشہ مین قلقل صہبا سے یہ ہنس رہا اونکو
سرو و شمشاد و صنوبر سے کہے چلتی ہو

جیسے کہتی ہو کسی ساتھ گلے سے لپٹ
اوسکی ساعد کے وہ ڈلک مین تھی کچھ بھلاوٹ
جسمین مخمل کی شکن کی سی پڑی تھی سلوٹ
سکی ایسی ہر مو ہون جیسے کہ سنبل کی لٹ
ہوا نہین دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ
دل یہ چاہے ہے کہ اونہین چوڑی کی لیجاے جھپٹ
گول گول اوبھری ہو بھجو تر ہو ستارا جیسے لپٹ
رکھکر بازے کہ جنھین جی جائے لوٹ
چٹ کف دست خیال اوس سے وہین جاے چمٹ
گھر کے سارے ہی نزاکت سمین آئی ہے سمٹ
دیہیا نہین پشتہ عاشق کے تر اوس سے ہے پٹ
موم پر مہر کوئی گول سی جون اوبھری اوچٹ
کھونج مین اوسکی کمر کے ہوئی اوکتاہٹ
لیکن آفت تھی وہ پیام کہ جنت کی
جسکے باعث تھی خوشی نہ وہ یہ سب گڑکاہٹ
حسن و خوبی نے وہین آکے کیا تھا جمگھٹ
دہیان کے ساتھ جہان پانو نظر جا رہے پٹ
اوسکی اٹھلاتی ہوئی چلنے کے سنکر آہٹ
دال ف عین اپنے دور پھری ہو چلی ہٹ
گو نہ عیاشی کے جنت مین بھی ایسی ہو تمٹ
گھگھیان کر کے دکھا دیجے تجھے ایک آئین جھٹ
کیا جوش آتی ہے صدا مجھکو یہ تیری عشرت
کھیلنے جاتے ہین ہم آج چمن مین جھرمٹ

نہ دوپہر کی ایسی وہ بیباک کہ گرمی نہ بچے
کچھ نہ گھٹا نہ جواہر نہ تکلف نہ بتاؤ
کنٹھیان دیکھ جواہر کی یہی کہہ اوٹھنا
پھلنے لگتی جو بناوٹ سے بھلا کیا حاصل
بادلہ پوشی و آراستگی اور سنگار
سانگ ہولی مین حضور اپنے جو لاوین ہر رات
گوپیان ہو کے پڑی ڈھونڈین کدم کی چھائین
گاؤن گوکل کا ہے پنڈا ہی نرالا ہو کہین
گاگرین لیوین اوٹھا اور یہ کہتے جاوین
ہونے روپے مین جو لدجائین گنوارونکی طرح
باندہی مضمون جو روپیکا تو بول اوٹھین یہین
الغرض تھے جو اس اوصاف سے موصوف اونکو
مجھسے سن رکھو کہا دولت بیدار ہوئین
مجلس آراستہ ہے سالگرہ کی اوسکے
یعنے وہ شاہ سلیمان کہ شکوہ اسکے سے
جشن شاہانہ ہے ہین امرا حاضر وقت
ہے یہ دوپہر کا ڈہل وکوس کی آواز دن سے
چپڑی صاحب بھی یہ کہتا ہے در دولت پہ
ہین سلامی کو کھڑے باندہ کے صف سب انگریز
بزم ایسے ہی مرتب ہے کہ سبحان اللہ
اللہ اودہم ہی کچھ سو دن ہی لگے آئینہ
ارغنونکی کہین آواز کہین ناچ کی ہے
واسطے نذر کے گر تو بھی قصیدہ کوئی عرض

ریش قاضی مین وہ صہباکی لگادی چھینٹ
سادگی اپنے سے مسرور خوشی سے غٹ پٹ
کسکو ہے ایسی غرض مفت کرے جو کھٹ پٹ
فائدہ فرق سے لے پانون تلک جاوی لپٹ
چاہئے گا تمنکو اپنے کہ ہو چمکاہٹ
کہ کنہیا بنین اور سر پہ وہ دہر لیوین مکٹ
بانسری ہونٹ پہ ہو کہاوین وہی جمناہٹ
گوالنین نکلے کہین منسکے و دے بنسی بٹ
دیکھت ڈھونڈرہی جو ذرا اوتی ہو گھٹ
دہام گھر کو کہین نزدیک کو بولین پنگھٹ
چاہیے بزم مین آنسو ہے۔ جیسے کہ رہٹ
اپنے گھڑے سے دو پٹہ کے مسلسل کو اولٹ
خواب غفلت سے بس اب چونک گلے میرے لپٹ
جسکی ہر لحظہ دعا دینے مین ہے سب کو رٹ
نیر حشمت و اقبال کو ہے چمکاہٹ
اوسکے مجریکو کھڑے فوج کے ہین غٹ کے غٹ
سینہ گاو زمین آج کہین جائے نہ پھٹ
روح بخشندہ ہے عیسے کی قسم یہ چوکھٹ
مارٹین اور برن راابل و ابل ارنسٹ
جسمین اقسام تماشا کا ہوا ہے جمگھٹ
طرفہ گسترده جواہر کی چھپر کٹ سرکٹ
خفقان جس سے کہ جاتا رہے اور گھبراہٹ
اودھ مکر باندہ ابھی جلد چلا چل جھٹ پٹ

سنتے ہی سُنیے یہ دولت سی خوشی کا مژدہ
شرف اندوز ہوا خدمت اقدس مین جہت

بار یا محفلِ شاہانہ مین مطلع وہ پڑھا
جسکی سطوت سے ہوئی جان عدو کی ملیٹ

مطلع ثانی

عازم جنگ ہو جس لحظہ تو گلگون کو ڈپٹ
گاو سر پھینک کے جٹ سام سا بھاگے چھوٹ

نار چنگھاڑ عرق زال کرے دہشت سے
پانون رستم کا گل و لا پہ پھسل جاوے رپٹ

جامہ چرم پلنگ اپنے بدن سے پھینکے
ہاتھ سے ریش دو شاخ اپنے کو دیوے اوکھاٹ

حیدری نعرہ تو جب روز وغا مین کھینچے
لشکر سام ترے آگے سے کھاوے گھونگٹ

بر سر قاف ہو گر قلعہ عدو کا تیرے
منہدم کر دے اوسی گاو زمین کی کروٹ

گر پڑین ٹوٹ کے سو ٹکڑے ہو لیک آنچ بیچ
تیرے للکارتے ہی اوسکے کیواڑونکی چپٹ

قہر خالق کا نمونہ ہے تری یہ شمشیر
لاکھون سرہای عدو جس سے کہ کاٹین جھپٹ

کمر کوہ پہ لاگے تو کرے دو ٹکڑے
نہ جھڑے کچھ نہ مڑے رک نہ رہے اٹکٹ

صاعقہ جسکے دم آب سے تھر تھر کانپے
صولت برق کو کہہ بیٹھے چمک جسکی ہٹ

الامان بول اوٹھین قیصر روم و خاقان
گر کہین ہاتھ مین تو لیکے اوسے جاوے ڈپٹ

دیکھکر تخت ہوادار کی خوبی تیری
کہکشان ابر کے دامن کا بنالے گھونگھٹ

گر نظر چرخ کرے چتر کو تیرے تو شہا
پنجۂ مہر سے لے اوسکی بلائین چٹ چٹ

بادپا کا ترے کیا وصف کرون خوبی کا
ہلہ رے اوسکی وہ جلدی وہ اولٹ اور پلٹ

شرق سے غرب تلک ایسی کہان ہے وسعت
کہ کبھی کھول کے دل تو اوسے پھینکے سرپٹ

پہونچ یون جاوے تو معلوم کرے یون خلقت
گرا ابھی باد بہاری سے گیا جاکے چمٹ

ہوش کھو دیوین غزالانِ جہانکے یکبار
چارون پانونکی جاوٹ وہ اوچک اور رپٹ

صاف آنکھوین چھلاوا سا دکھائی دی جاوے
بات کہنے مین اگر باگ کہین جاے پلٹ

یہ تنک دو کہ جسے وہم نپاوے ہرگز
اسقدر جاوے کہ جون نکہت گلشن کی لپٹ

گونجی کو ترے ہاتھی کے اگر رعد سنے
رفعت و منزلت اپنی سے وہین جاے گھٹ

ہفت اقلیم کے باشندے قدمبوس کرین — دیکھ اجلال وہیں ساری جہان کی نٹ کھٹ
ایک ہی لقمہ کرین طوم مین وہ قاف شکوہ — گشت آنال کو کفار کی کر جاوے چٹ
اوسکے دانتونکی بلندی کو اگر پیل سحاب — کبھی دیکھے تو یہی گذرے خیال اوسکا چپٹ
ہاتھ ملنے نے اوٹھاتے ہین دعا کو دونون — لیلۃ القدر فرح بخش کی پاکر آہٹ
ختم کرتا ہے دعا یہ انشاءاللہ — یارب اس درپہ ہو عالم کی خوشی کی آہٹ
نعمت و جشن و نشاط و طرب و دولت کا — حسب دلخواہ رہے ذات سے تیری جمگھٹ
خوبی و خورمی و راحت و آرام و سرور — تیری دروازہ کی تا حشر نچھوڑین چوکھٹ
وہ سہانی رہی بجتی تری نوبت شب و روز — کہ جگر دشمنوں کا دیوین ٹکورین ہی ولٹ
نوبتی گاوین سب الغوزہ شہنا مین سدا — دھرپت اور قول و خیال اور ترانہ تروٹ
ایسی جسوقت کہ وہ بولین یہ لہرا اوٹھی — لیگیونکی گتو متوار و جی تمہارے انوٹ
تیرے ہی مجرے مین ہو نغمہ سرا صبح کی وقت — بھیرویں کنکلے ٹوری و الہیا اور گھٹ
ارنا و ڈہل و بوق کی آوازون مین — ہمکو سو جہاکرے آرام و خوشی کی کروٹ
کہا کلازنگ گرین تیرے سبھی اعدا اوٹن — راگ مالا مین کھنچی جیسے کہ ہو صورت نٹ
بس سلیمان جہان تو ہی ہو اور دنیا ہو — جب تلک گنبد مینا مین رہے جمگاہٹ

قصیدہ فی المدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

ہمای اوج سعادت بہ کنگر اقبال — فشاند سایۂ خود با شکوہ جاہ و جلال
نوید داد بہ کیہان کہ داور دادار — گشودہ است بروی جہان در افضال
بروی کار در آورد آن وزیری را — کہ فتح چند قدیم آمدش باستقبال
ہوای تازہ وزید و دمید سبزہ و گل — رسید صبح طرب با ہزار غنج و دلال
زہے بہار ریاض وزارت آنکہ نمود — قشون بہمن و دی را بفور استقبال
سعادت کہ علی داد نام پاکش را — حصول این ہمہ باشد بشہریار محال

یمین الدولہ بہادر کہ ناظم ملک است	جناب عالی فرخ شیم باستقلال
شجاع دعاون برہان ملک صفدر جنگ	وزیر اعظم ہندوستان بجود و کمال
نسیم تازہ دماغی ز باغ رعنائی	نمودہ سبزہ کشت امانی و آمال
لوای شوکت و شان مدظلہ العالی	سحاب لطف و کرم در اقارن امثال
غرض شنیدہ چو این نغمہ سید انشا	قصیدہ کرد رقم بر سبیل استعجال

مطلع ثانی

توان دلاورے اے تیر پیشہ اجلال	کہ می زند ز تو فوج عدو بسان شغال
در اوج فوج ظفر موج ہمچو گشتند	سفید دیو دلیران سام و رستم زال
چہ وصف ہمت تو سر کنم کہ بیرون است	ز عقل و فہم و قیاس و گمان و وہم و خیال
ترا نشاند بہ مسند لطیفہ غیبی	بخاطرت چہ نشیند غبار رنج و ملال
بلے اعانت و امداد کس نمی خواہد	کہ خود معونت خالق تراست شامل حال
ہر آنکہ نرد دغا باختست ز شومی بخت	نماند ہیچ برایش ز جنس مال و منال
سہ خال بہر خود انداختن کدام کدام	نمک حرامی و نفرین خلق و فرض محال
بروی تختہ عالم کہ پر ز نیرنگ است	دو شش دو بار ترا آمد اے خجستہ خصال

مطلع ثالث

جلوس کردہ امسال و سال حال الحال	فزون دوازدہ است از دوازدہ سال
عدد ائمہ اثنا عشر بود نہ درست	خوشا سعادت طالع زہے ہمایون فال
بلے برائے ہمین اختیار تاریخ است	کہ اختیار ترا داد قادر متعال
نفوس بستی بد خواہست آن لئیم دژم	کہ حک شد است کنون از خیانت عمال
چہ معنی است کہ طفلان برای لعب کشند	بروی تختہ کاغذ ز زر چوب و زغال
وجود خارجیش بود مثل شکل حمار	چو جزو لایتجزاش کردہ شد ابطال
ز تباہ بعد مجسم چہ سان برون آمد	کہ خود اعادہ معدوم محض ہست محال

ظلال او نه بود از لب ابائع مردم
گزیده است ترا لطف واجد اول
به دفع اینکه سر خوز حلم تو پیچید
قبول خاطر د لطف سخن خداداد است
همه بلندی جاهت ز حق همی طلبند
ز دور بهر تو بر داشتند چرخ زبان
به قوم نبود احتیاج چون تو چرا
کنیک هیچ تعلق نباشدش او هم
خدائش جمله مرادات زود بر آرد
نگاه دار بحفظ امانش تو داور
غنیمت است که شتے سفید تو سانید
بهر طریق د بسر کیف میکنند بسر
بود ز ذات شریف همین ز سر چنین
شهر لکهنو آباد اهل اسلام اند
خدایا بسلطنتش امداد کن بشرق و بغرب
طفیل حضرت ختم محمد عربی
کنون برای دعا جبهه بر زمین سایم
بحق رتبه صوم و صلوٰة و حج و زکوٰة

بحق اشهد ان لا اله الا الله
امام ضامن ثامن ترا نگهدارد
بنور حضرت مشکل کشا درخشان باد
امیدوار رسید است سیّد انشاهم
امید او تو بر آور که تا امید تو هم

پذیرد از چه هیولا تجدد امثال
که هست مبتدء فیاض و عقل را افعال
کرامت زهره دیار اکرامت تاب و مجال
و دعائے جمله خلایق برائے قت الحال
چه کهنه پیر و جوان و چه خورد سال اطفال
بصدق نیت خود ها ز حبس بال جلال
درین مقدمه درکار نیست استدلال
موظف است بدینسان نشته در اشغال
هر آنکه هست بد اندیش او شود پامال
ز جمله صدمات و مخالف اقوال
نجات یافته خود افتاده اندرین احوال
شکسته حال غریبان چند بے اموال
ظهور پاره ایمان و این همه اشکال
بفرق شان مرسان صدمه خرد چگال
که در احاطه حکم آیدش جنوب و شمال
مساجد او کند آباد بر بحار و جبال
که نیست ناطقه ام را بمدحت تو مجال
بحق نور محمد که هست بد ره مثال
بحق مرتبه عالی اذان بلال
بعیش و صحت و آرام تا صد و سی سال
مه جمال تو و آفتاب جاه و جلال
حضور همچو تو دستور صاحب اقبال
بر آورد ز کرم زود ایزد متعال

ایضاً قصیدہ جلوس میمنت مانوس جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

نظر آئی مجھے کل با ظفر و طوع علم — صورت فتح مجسم ہو لشکل آدم
سر پہ اک خود وہ ہری جیسے بڑے سی کلغی — ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دو دم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اوسکے — جبروت اوسکا فریدون فرو جمشید حشم
خضر والیاس جلو اوسکی مین جون چاؤشان — بہلی سطوت قیروزی و اجلال و حشم
لمعہ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر — سب کا باب اوسکی مین موجود ہنا و دیدم
اوسکے افواج کے گھوڑ دینہ کیا خوب دنیا — تو وہ فکار بڑ کو پھرتی تھے مثل ضیغم
دیکھ القصہ اوسے چونک گئین یون آنکھیں — دفعتہ چونک پڑین جیسے غزالان حرم
باادب مینے یہ معروض کیا اسم شریف — بارے فرمائیے اے مخزن الطاف و ہمم
تو یہ ارشاد ہوا تجھکو نہین کیا معلوم — نیر طالع فیروز ہین اوس شخص کے ہم
وہ سعادت علی عالی اعلےٰ جو ہے — معدن جود و سخا لجۂ احسان و کرم
آج صد شکر خدا اوسنے کیا جشن جلوس — جسکی توصیف کی انشا مین قلم ہے ابکم
یعنی نواب فلک رتبہ یمین الدولہ — ناظم الملک بہادر وہ وزیر اعظم
بزر زور رستم و سہراب سے ہو جسکی غلام — بیژن و سام و نریمان سے کئی جسکی خدم
جسکے اشفاق سے ہے مزرع عالم شاداب — جسکے الطاف سے آسودہ ہے اصناف امم
شیر مردان و غار رستم دوران جسکو — بخشش فیض سے شرمندہ ہے بذل حاتم
الغرض تہنیت جشن جلوس اوسکا سن — سید انشا نے کیا تازہ قصیدہ وہ رقم
لائق اوس طرز فصاحت کو سمجھ کر اوسکو — روح خاقانی و عرفی نے لئے چوم قدم
ہو وے ہی ارشاد تو اب مطلع ثانی وہ پڑھے — تہرتہر اوٹھے جیسے سنتے ہی کاؤس اور جم

مطلع ثانی

کیون نہ بخشے تجھے پھر شاہ ولایت چم — تو من اللہ مؤید ہے خدا ہی کی قسم

اس وچن امرد ہوا کیوں نہوں مان بردار   ہے ترے نام کو خاصیت اسم اعظم
کیوں نہو زیرنگین تیرے سبھی ہفت اقلیم   سایۂ مہر نبوت مین ہے تیرے خاتم
اے وزیر ابن وزیر ابن وزیر ابن وزیر   کانپتے تیری شجاعت سے ہین ضرغام اجم
و غلامان غلامان غلامان ہین تیرے   سب مہیا او نہین انواع کے ہین ناز و نعم
عدل یہ عہد مین تیرے ہی کہ جسکے ڈر سے   شیر و بز غالہ مین ہے ربط محبت باہم
ہمدرد الفت و شفقت ہی کچھ ایسی ہی کہ آپ   بچۂ شیر کو آ دودہ پلاوے ہے غنم
ہم معشوق سے کہتے ہین گروہ عشاق   عوض اوسکی کہ دیا کوئی گھڑی دکھ و الم
آپ کے مسند کو ہم نوچ جبین سے لینگے   ہم بچا کر کے تمھین چھوڑین گے باحفظ حشم
تیرے رتبہ کا بیان کس سے ہو ماشاء اللہ   نہ فقط ہند ہی کے لوگ ہین کچھ تیرے خدم

اختلاف السنہ

شاہا یہ داں یہی لکھتا ہے تجھی عرضی نیز   ہر کہ من ہم ز عنایات تو خطی بیرم
بادہ بدی آنکس کہ مرا شاہ ہے داد   بندۂ حلقہ بگوش تو و چاکر ہستم
عرض کرتا ہے یہی وائے ترکستان بھی   شاہ سن ایلہ گدا او ستنہ انشاہ کرم
یہ موقوف و کل دیرہ سے تنکری خلق   او لملک خلق جہان ایجرہ سند آدم
کہ ما مین تیری زبان عربی مین اشعار   شعرا پڑھتے ہین مسرور ہوا پس مین ہم
مثل لیس شجاع و امیر فی الدہر   عمت اللہ مغیثا لجمیع العالم
اور اطراف خراسان کے جو باشندے ہین   تیری خدمت مین اسی طور سے لکھتے ہین ہم
دو کہ در عشق تو دریا در غم   ہر مین در مسلیم ہوا در محہم
دلبر و منشا پور و خوانے بستہ   تو ببین مور گجا تا بکجا اد زجہسم
اللہ عہد مرا نوشت آج شاہ بداغ   ہو تک خورده زلار مطبخہ منتظر مدرم
راج بخش بہر پام اکھنڈت پرتاب   کہکے آتشیر بجن ڈلوے ہے ناقوس صنم
اور جنی جنگ سپاہی کے یہی کہتی ہے   کہیے کہوے تنڈی جا وان بینڈ سنہری ہے نالم
کہ این دشمن کے ترے یو نہین کہین من جیوت   کا ئین باندھا چھری بیری جو نہو جا بہسم

ٹھاکران انھین براجے رہو کہتین چاہتے
اور زمان شاہ بھی لکھتا ہے یہی کابل سے
اوسی لارڈ لیو نو اور منی یور سلیو
وادارڈ اکرے الہ تجہ سلمہ اللہ ری ہوا
اور کشمیر کا حاکم بھی یہی بولے ہے
زری بل محلہ کیون سکونت ورزید
تیری آنکھون کو کنیا سمجھ اودر اوسکا عکس
ڈہونڈری درم کے نگہٹ ہون بہی اوتر
اور دولت جو وہ چہمی ہے سو کہتی ہے یہ
تیری شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف
خلق دشمن کے لئے زہر بھرے آبکے ساتھ
کیا چمن بند نے جو ہر ہے پری زادای واہ
ہے وہ ثعبان مبین شعلہ فشان خون آشام
اوسکے جوہر جو جواہر سے بڑے مول مین ہین پیدا
اوسکو کچھ چھڑنے سے اور مڑنے سے خطر ہی نہین
کیون نہ قبضہ مین وہ کر لیوے جہان تنگ تاقاف
دیکھ کر کہتے ہین سب اہل خراسان اوسکو
ہے پیر کی تری پر زور قوی وہ اوجہڑ
بادپا کا ترے کیا وصف کرون جس سے ہے
ایکدن اوسکے جلو مین جو کہین دوڑی تھے
قوت منفعلہ اوس کی سے ٹپکا ہے عرق
اوسکی کب گرد کو پہونچی ہے نسیم سحری
میوہ اوسی رخش فلک سیر کا ایک نعل ہلال

کہانین تیرے تصور سے یہ کہتے ہین بس
تر زنوماران زماد وار تیاپس ہنر جی کرم
کنک انگریزیہ بولے ہے ترا اوکھنت
عیشو ایسے ہے تحلا مو نکو یہہ کرتا ہے رقم
ہند ابھی قدری تجھکو ہے بدام زرم
ہاتہین مجھکو دیا جاہے گا اوساک کرم
گوئین برج کے کرتے ہین یہ مینے ہر دم
بہوم سے پیام برن کیس جہٹ چھٹکے ہم
تیرے چرنون لگی ہون جہاز اوڈی ہگردم
گہاٹ پر جیسکے رہا خون ہے اعدا کا جم
صاف ایک برچہ الماس ہے اور کاٹہ سم
تیغ مین اوسکے کہون یا کہ گلستان ارم
شکل برق و شفق و صاعقہ و موج یم
سو وہ ایسے ہین کہ جیسے خط یاقوت رقم
کمر کوہ پہ لاگے تو کرے صاف قلم
رشک ابروی پری اوسکی ہر ایک موقع کا خم
ایسی دیکھی نہ سنی شاہ خراسان کی قسم
کہ ہو جھٹ جس سے عدو ذرہ سپر ملک عدم
ابلق مردم چشم پرے ہو یہ مین کم
آجتک تاک مین ہے باد بہاری کا دم
سب جوانان چمن کہتے ہین اوسکو شبنم
نکہت گل کے جو سرپٹ ہی سو اوسکا ہر قدم
دیکھنے آدمی ہے ہر ماہ جبے اک عالم

جی مین ہی اور بھی اک مطلع ثالث پڑھ کر — پھینیں یون کالبد چرخ سے تارے کی جھلم

مطلع ثالث

سامنے تیرے جو ستم بھی کبھی ٹھونکے خم — تو وہ ہانفتہ وکا وہی طور سے رہجاوے جم
غیب سے ایسا ہی ہوا اولٹا بہتا — کہ مسل ڈالے اوسی ٹاپ مین تیرا ادہم
یان تلک تو ہے ترا عالم تیر اندازی — کہ تجھے کہتے ہین اوستاد عرب اور عجم
طائر قبلہ نما پر بھی اگر سیکھے خیال — تو وہ بھی تڑپے ہے گھڑی مین او تو رنجم
تیری بندوق لگانیکا بیان ہو کس سے — جانور اوڑتے گراتا ہے تو لاکھون بہم
کم انداز تو ایسا ہے کہ جس کے آگے — بھول پرواز گئے طیر سب ابر آپہ رم
توپخانے کے ترے سنتی ہی آواز اکبار — رعد اور برق شرربار ہوئی دونون بہم
اوسکے فوج ظفر موج کا اب کس سے شمار — اوسکے اعداد سے ہے ذات خدا ہی محرم
تیرے دشمن سے نہ زائل ہو کبھی روسیہی — سینکڑون غوطہ وہ گر کھاے آب زمزم
وصف تحریر کرون کیا ترے ہاتھی کا مین — بھلا رے اوسکی شکوہ اور وہ اوسکا خم کر
آسمان اوسکی ہے مستک کی بلندی سے خجل — آنکھین یون اوسکی ہین جون نافہ غزال الحرم
دو دندان اوسکے جو پاکیزہ ہین الی الی — سونڈ وہ ہین طعنہ زن طیر مسیح مریم
فی المثل صور سرافیل ہے اوسکے خرطوم — وہ اوسے ٹیلے زمین پر تو زمان ہو برہم
اژدہے کی سے سمٹ اور لپیٹ اوسکی — بعضے موسیٰ کا عصا کہتی ہین بعضے ارقم
بیر اور پہار ہی ڈالے ہے معاند کو ترے — آہنین گو آئی وہ باعوز کا بیٹا بلعم
ب میدان مین کھلے ہو رکے جون چوگان — دم پر ہی زاد جو ہے اوسکا یہ کہے ہے عالم
دل کفار یانو نکو اوسکے یہی کہتا ہے خیال — سقف رفعت کی جہان مین یہی چار ستون بہم
تو ندہ مین برق کی زنجیر طلائی لیکر — ق — اوسکی ٹکر کے اگر سامنے آوے اکدم
لوگو اس رد سے پھر بھاگ چلے پیل سحاب — کہ زمین نیچے سے آواز اک اوٹھے کہم کہم
ورتے اپنے مہاوت سے وہ بہتیرا کہے — دہت بر دہ میل الکہ پھر لگی یون جی کھل سہم
اب دعا مانگے ہے تیرے لئے انشاءاللہ — یارب آمین کہین سن اسکو ملایک باہم

ناظم الملک بہادر بھی ہوا در دنیا ہو
ہر تئے پھرتے رہیں جبتک کہ یہ چار دن ہو

صحت و طول بقا و طرب و دولت و جشن
ذات سے تیری رہیں تا بہ قیامت توام

تیرے ہی مجرے میں گایا کریں سب اہل نشاط
قول و آہنگ و دُہرا ہا تما ترانہ سرگم

بھیرویں لنگلے اور ربانسری اور سارنگ
پوربی گوری میں پرچ ہیں اور جتنے نغم

سامنے تیرے ہی ہر وقت رہی انکی صدا
تا میں لہرائی رہیں ایسے ہی جوں موجہ یم

راجہ اندر کے اکھاڑے میں ہو جوں پریوں کا ناچ
در دولت پہ ہمیشہ رہے یوں ہی چھم چھم

ایضاً قصیدہ در مدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

کیا چیز دیو مرد سخنداں کے سامنے
پر جلتے ہیں فرشتوں کے انساں کے سامنے

صدمہ ہی پہونچی رعد کے گردنیہ ایکبار
آدے کبھی جو نعرہ مرداں کے سامنے

جاری میری زباں سے ہو سو زندہ رود شہد
گویا اگر ہوں اہل صفاہاں کے سامنے

دیکھے ترے آمد صہبا سے جام میں
میلا ورود زمزمہ مستاں کے سامنے

ہے سنگ زنگ ڈہنگ یہ اپنے کلام کا
ہو جائے جھٹ جو لعل بدخشاں کے سامنے

لیلی کا ہاتھ پکڑے ہوئے قیس ہو نمود
گر آ کھڑا ہوں خار مغیلاں کے سامنے

میری بلائیں لیتے ہیں جنات عدنین
حوریں ہمیشہ مجمع غلماں کے سامنے

ہو جاویں مست وحش و طیور و سباع سب
ہوں گر اکٹھوں جو دشت و بیاباں کے سامنے

قانون بو علی سے نہیں کم کسیطرح
میرا کلام مرد شفاداں کے سامنے

ہے وحشت آدمی کی جو سر جھاڑ منہ پھاڑ
چاہے تو ہووے شاہ جہاں کے سامنے

کیونکر نہ یہ گھمنڈ ہو بیٹھا ہوں آج میں
کیسے وزیر اعظم ذی شاں کے سامنے

یعنے یمین الدولہ بہادر کہ جس کا حسن
ہو جاوے آفتاب درخشاں کے سامنے

کیونکر نہ کہتے ناظم ملک جہاں اُسے
ہیں جملہ جسکے دست زر افشاں کے سامنے

ذی جسکے نام کو یہ سعادت علی نے ہو
ہیں جیسے نسیم بہاراں کے سامنے

برہان ملک و جعفر و منصور رویہ تجاع — جاگر ہون جسکے سام و نریمان کے سامنے

ایسا ہے شیر بر کہ جسکے جلال کا — مذکور ہو وے قیصر و خاقان کے سامنے

جو معرکہ مین رزم کے دیو سے گھرا ہوا — مو چھونچہ تاؤ شیر نیستان کے سامنے

ہمت ہے اوسمین ایسی کہ یہ چرخ گوزپشت — خم ہے اوسکے رتبہ احسان کے سامنے

انشا تو باریاب ہوا بزم خاص سے — خم ٹھوک لے نہ رستم دستان کے سامنے

بارے بیت ہے دم صبح وطن ہوئے — مدت کے بعد شام غریبان کے سامنے

اس وقت ایک قصیدہ کوئی دھوم دھام کا — پڑھ اس وزیر حاتم دوران کے سامنے

جسکے ہر ایک شعر پہ دلچسپ شوخیان — ہین قوت فصاحت سحبان کے سامنے

مطلع ثانی

حاضر ہوا ہون یوسف کنعان کے سامنے — یا آ گیا ہون مین مہ تابان کے سامنے

یاد آوے تیری چشم کی شوخی تو پھر مین — ساقی کرے مراقبہ فنجان کے سامنے

گو بو فراش شہرۂ آفاق ہو وے — کیا دخل ہو جو تیری ثناخوان کے سامنے

اگر حضور قدس عالی مین ہون کھڑے — جو لوگ بیٹھ جائین ترخان کے سامنے

یون خلق تیرے حکم مین جون خیل گوسفند — ہون گلہ گلہ موسئ عمران کے سامنے

ہم زنگی مین آتے ہین اسطرح سے نظر — حساد تیرے نطق غلامان کے سامنے

جس طرح سے مسیلمہ کے مہملات کا — ہو مرتبہ بلاغت قرآن کے سامنے

مسرور ہو وے تیرے جو ذہن سلیم کا — آجائی ذکر حضرت لقمان کے سامنے

قمری کی طرح طوق غلامی پہن ہی لے — جو آوے تجھسے سرو خرامان کے سامنے

نسبت علی ہے تجھکو یہانتک کہ تیرا ذکر — جنت مین ہے ابا ذر و سلمان کے سامنے

ہے قوت مقررہ کا تیرے تذکرہ — مشہور مخزن خطۂ یونان کے سامنے

شادابی اوسمین ایسی کہ جون خضر سبز پوش — بیٹھا ہوا ہو چشمۂ حیوان کے سامنے

اور جائین ہوش توسن باد بہار کے — گر دوڑین کبھی تیرے یکران کے سامنے

اوسکی دوڑین کو دیکھ تو غش کھا کے لوٹ جائے — موج نسیم خیل غزالان کے سامنے

سب کھیتیان ہری ہون اگر تیرے فیل کا / لین نام پہلی ابر بہاران کے سامنے
اوسکا سواد لون شب قدر کے تمیطے / ہو وے نمود زمرۂ مستان کے سامنے
در نور وہ دانت اوسکے مسیحا کے ہاتھ / ہو وین بلند صاحب عرفان کے سامنے
ہے مرتبہ یہ عدل کا تیری کہ مور ہو / اس عصر مین جنود سلیمان کے سامنے
گر برق تیغ کے تیری دیکھے چمک عدو / تو سمجھے یہ کہ ہے دم ثعبان کے سامنے
تجھکو ضمان ضامن ثامن مدام ہے / مقبول ہے تو شاہ خراسان کے سامنے
انشا تری دعا مین ہے مشغول رات دن / اپنے کریم و قادر سبحان کے سامنے
جب تک ہو کمال درخشندگی انیب / جرم سہا کو مہر کے لمعان کے سامنے
آسان رہین یہ غنچہ کی عقدہ کشائیان / تانا غن نسیم بہاران کے سامنے
حاضر رہے بہار و سرور و نشاط جشن / یارب ہمیشہ تیرے گلستان کے سامنے
افواج روم و شام و ولایت نہ سکے / ہرگز کبھی ترے صف مژگان کے سامنے
ثنایان ہے یہی کہ ترے دست جود کا / مذکور کیجئے موسم باران کے سامنے
ہرچند ہون مین بے سر و سامان لیک آج / آیا ہون تجھسے با سر و سامان کے سامنے
کافی مجھے بھی ہوے تعجب نہین کہ تھا / ہدہد کے سر پہ تاج سلیمان کے سامنے

قصیدہ در مدح دولھن جان

سحر بہار نے خوشبو مین آگئی یہ لپیٹ / کہ صاف چاند سے مکھڑون کے کھل گئے گھونگھٹ
ہوا او باغ مین باد بہار کے یہ بھری / کہ گھوڑیان عربی جائین جسطرح سرپٹ
صبا کے جھوکونے کچھ ڈالیان جو لہرائین / تو خوب پہولونکی چھڑیان چلین بہم سٹ سٹ
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کہے / اکھاڑے پریونکی گویا اوتر پڑے جھٹ پٹ
چمن مین ایسے ہی اک چاندنیسی پھیل گئی / کہ دیسی تارون بھری رات بھی نہ لے کروٹ
غرض مین آگئے جوانان باغ جتنے تھے / صراحی مے عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ
نصیب سوتے ہوئے تھے جنہوں کے چونک پڑے / گئی اونہونکی بھی اس ولولہ سے نیند اوچٹ

صبا یہ آتی یقیناً ہے اوسکے کوچہ سے
وہ کون یعنے پریزاد عرف دولہن جان
گذر صبا نے کیا ہے جو اوسکے کوچہ سے
نظر پڑا مجھے بلور کا احاطہ ایک
ستون صورت غلمان رشک بیر بہشت
ہزاروں رنگ کے فوارے اور چادر آب
چھتوں مین موتیوں کی جھالرین لٹکتی ہوئین
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے
لگی ہوئی گہر شب چراغ اکثر جا سے
کہین تو شیشہ کے فانوسونکی چمن جڑی
کھڑے ہوئے جیسے وہ غلام باشتیش
سوکانے ٹیکے ہیں گویا رخ نزاکت کے
ہر ایک طعن یہ کرتا تھا شاہزادۂ گل
کہین تہانیکے آوازا اور کہین کا مود
بہاگ تھا کہین توڑی کہین تھی جالسری
کہین تو پر ملو کا ناچ تھا کہین سنگیت
بنے ہوئے کہین رادھا کہین کنہیا جی
وہی کریل کے کنجین تھین اور بندرابن
نہانے دھونے وہی ٹھیک ٹھاک سب بائین
وہی وہ گوپین سولہ سو اور اونکا روپ
وہی سلاسری چنیا کلی وہ وہی گہنین
اوسی طرح کی گنوئل توڑنے کو ادبسے
اوجھری چھاتیو نپہ ہین کر دکھاتے ہین

کہ جسکے نام مین ہے چاند کی سی چمکاہٹ
بلائین لیتی ہین جسکی جھانیان چٹ چٹ
سہاگ لہر کے تاثیر سے تجھے غیر کی چھٹ
مکان سارے فرش عجیب اک جگمگھٹ
انوکھی ڈول کے ہر جا چھپر کھٹ اور کھٹ
ہر ایک سمت پہ جی پیکر وئکے غٹ کے غٹ
سب ایک ڈال زمرد ہر ایک کو اڑ کپٹ
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ
ڈلک سے جنکے بہت دور تک ہو جھا اوٹ
اور اونکے بیچ سے چھٹنا پٹا خونکا جھٹ جھٹ
کہ جنکے دمعاق کی رنگت سے ہو خجل سلہٹ
کہین نظر نہ لگے اسلئے رہی تھی لپٹ
کرے نہ تو بھی صنوبر کو پنجہ جھاڑ جھپٹ
کہین تو رام کلی بھیروین کہین کھانٹ
کہین کدارا کہین کنکلے کہین تھا کھٹ
قیامت اونکی اوٹھنے تھے اور قہر لپٹ
پتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رکھی مور مکٹ
سہانے دہن وہی مرلی کی وہی ہٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا ہاٹ
سبھونکی ڈول وہی اور وہ ہی گھبراہٹ
وہ ٹیکہ بینی وہی چھلکے اور وہی لوٹ
اوسی طرح کی بھسل پڑنا اور وہی رٹ
جو اونکی بانسری لیتے تھے کوئی چھین جھپٹ

دھوے تھے گلشن نے جتنے کہ روپ جوبن
ہے وہ وہی دہی وہ دھوبی کل کہ یہ بنیے
سبھی ہین رہین آنند سون ہین اوت ہین
کہین جو دیکھو تو سب مارواڑ کا عالم
اوبار دیشی وہی اور وہی کا تین چھ
صدا بلند اوسی ڈھب کے دیس گانے مین
کہین تو بھرتری کا سانگ ہیچ کبیر کہین
کہین تو سادہو کے جوگ وہ پہ بزادین
وہ چھیڑ چھاڑ بہم اسطرح کی گرما گرم
غرض کہ تھے وہ پرہزاد ایسے ہی دلچسپ
شراب حسن نزاکت جو پاس ہے اوسکے
نگہ مین اوسکے یہ کچھ نوک جھوک جو دیکھے
مقابل اوسکے جو آجائے رستم دستان
وہ آہوان ختن مشک نافہ ہین جسمین
کبھی جو انگلیونکی فندق اوسکی دیکھی تو
مسی کے رنگ مین خنکار کو بھی دی غوطے
بھی وتین ہین ہین جہان مین مشہور
ہزار کوس دلندر وہین کہسک جاوے
بسان سیب جنان ہے جو اوسکا سیب ذقن
وہ گات ایسی طرح صدا رکھے یہ پاکیزہ
نہ کچھ بھی خسرو پرویز کو خیال مین لاوے
لطیفہ بن کہے جو چین لے سو کیا امکان
جو وی الشکل ادے شیرین بھی اوکو چھلکے

وہ چیر گھاٹ وہی سیو اینج اور پنگھٹ
یہ آنسو اچھار ہے پر ہین ما بجھنے چاپیرٹ
بہو بچار مین کیہون کہ کیسی آے پلٹ
وہی کٹار وہی بکر مان وہی کہٹ کہٹ
وہی پہاڑ وہی ریت اور وہی اوبٹ
کہ جہاری سانورا متوار و دیکھو ہاورٹ
کہین ہلاتے ہوئے سر کو اپنی باندھی بہٹ
کہ راجہ اندر کے سہری کو جو کرین چوپٹ
کہ جنکی شوخیونسے جی کو ہو سر و ریٹ
رہا یہ باغمین نکہت سے روپ جرکا جنٹ
اوسی شراب کی غررون پانی ہے تلچھٹ
تو وو وہین برق شرربار کو کرے تلپٹ
تو اوسکے حق مین یہ کہہ بیٹھو پالٹ بھی نٹ کھٹ
بدام شو نگمتی ہین اوسکے سرکی بانونکی لٹ
بہار سیر چھٹی کے طرح سے جاے سمٹ
ادا و ناز سے سب دم و شام والی اولٹ
وہ کون راج ہٹ اور بال ہٹ کہ تریا ہٹ
کبھی جو اوسکے دبی پانون کی سنے آہٹ
زیادہ ہے ذقن حور سے بھی گدراہٹ
کہ سیوتی مین ہوگی ایسی نرماہٹ
غرور حسن پہ ہے بناپسے ہی جیوٹ
کبھی نہ بی نہ شہزادیو نسے یہ منہ پھٹ
تو سارے ذات وصفات دیکھو وہین ذرا ادا نٹ

اگر خلاف مزاج اوسکے ہو کوئی حرکت / تو جاوین شاہد جی کے بھی سر کے بال گھسٹ

پھیری آنکھون نہین اور اوسکی تیغ ابرو مین / کہ جیسے مردم جنگی کسی سے جاوین ڈٹ

جو اوسکے توسن انداز کا کرون کچھ وصف / کہان خیال کے گھوڑے مین ایسی دوڑ جھپٹ

مناسبت اوسی مہتاب سے چمک مین ہے / مگر یہ فرق اودہر چیٹ نہین اودہر ہی چٹ

وہ اپنی مانگ سنوارے جو لیکے آئینہ / تو کہکشان کی وہین قدر ساری جاوے گھٹ

بس اب دعا پہ کر انشا تو اس قصیدہ کو ختم / الہی اوس سے نزاکت سدا رہے غٹ پٹ

مدام عقدہ کشا رکھ اوسے زمانہ مین / اوسی کے ہاتھ رہے میرے دل کی سلجھاوٹ

دعا خیر مین و نہرات اوسکے رہتا ہون / علی الصباح سے بس شام تک یہی ہے رٹ

دعا یہی ہے کہ دنیا ہو اور دولہن جان / نشاط و جشن و طرب کا وہین رہے جمگھٹ

رہے مدام سر و کار عیش سے اوسکو / نہونے پاوے کسی طور کا اوسے اٹ سٹ

قصیدہ در سالگرہ بادشاہ ولایت انگریز بہادر مشتمل بر تعریف گوہر بہا

کلیان نور کی طیار کر اے بوے سمن / کہ ہوا کھانے کو نکلین گے جوانان چمن

عالم اطفال نباتات پہ ہوگا کچھ اور / گورے کالے سبھی پہنین گے نئی کپڑے پہن

کوئی شبنم سے چھڑک بالو پہ اپنے پوڈر / بیٹھ کر جلوہ کریسے پہ دکھاویگا پھبن

شاخ نازک سے کوئی ہاتھ مین لیکر اک بیت / ہو الگ سب سے نکالے گا نرالا جوبن

نسترن بھی نئی صورت کا دکھاویگا رنگ / کوچ پر ناز سے جب پانون رکھے گا بن ٹھن

اپنے لیلاس شگوفہ بھی کرینگے حاضر / غنچہ گل سبھی وہان کھولین گی بوتل کے دہن

اہل نظارہ کے آنکھون مین نظر آوینگے / باغ مین نرگس شہلا کے ہوا سے چتون

اور ہی جلوے نگاہون کو لگین گے دینے / اودی بانات کی کرتے سے شگوفہ سوسن

جھاڑ بل کے بجاوین گے فرنگی طنبور / لالہ لادیگا سلامی کو بنا کر پلٹن

کھینچ کر تار رگ ابر بہاری سے گئے / خود نسیم سحر آویگی بجانے ارگن

اپنے نگینین چمکینین ہو تیرہ دکھلاوینگے / آپڑے گی جو کہین مہر پہ سورج کی کرن

دھوے تھے گلشن نے جتنے کہ روپ چونگن
بہ وہ وہی وہی و دھوبی کل گئے بنے
کہی ہین ہین آنند سون ہین اوت ہین
کہین جو دیکھو تو سب مارواڑ کا عالم
اوبار دیشی وہی اور وہی کا تین چھہ
صدا بلند او ہی ڈھب کے دیس گانے مین
کہین تو بھرتری کا سانگ سچ کبیر کہین
کہین تو سادھو کے ہوئے جوگ وہ پریزادین
وہ چھیڑ چھاڑ بہم اسطرحکی گرما گرم
غرض کہ غنے وہ پریزاد ایسے دلچسپ
شراب حسن نزاکت جو پاس ہے اوسکے
نگہہ مین اوسکے یہ کچھ نوک چوک جو دیکھے
مقابل اوسکے جو آجائے رستم دستان
وہ آہوان ختن مشک نافہ ہی جسمین
کبھی جو انگلیونکی فندق اوسکی دیکھی تو
مسی کے رنگ مین خنکار کو بھی دیہی غوطے
بھی وہ تین ہین ہین جہان مین مشہور
ہزار کوس و لندر وہین کہسک جاوے
بسان سیب جنان ہے جو اوسکا سیب ذقن
وہ گات ایسی طرحدار کچھ یہ پاکیزہ
نہ کچھ بھی خسرو پرویز کو خیال مین لائے
لطیفہ بن کہے جو چین لے سو کیا امکان
جو فی المثل ادے شیرین بھی اوکو چیلکے

وہ چھیر گھاٹ وہی سیو کنج اور پنگھٹ
یہ آنسو اچھارے ہے برہین ماجھ جلیبی پٹ
بھو بچارہ مین کہنون کہ کیسی آے لٹ
وہی کٹار وہی بکریان وہی کھٹ کھٹ
وہی پہاڑ وہی ریت اور وہی اوبٹ
کہ جھاری سانوراستوار و دیکھو ہاوٹ
کہین ہلاتے ہوئے سر کو اپنی باندھی ہٹ
کہ راجہ اندر کے سہری کو جو کرین چوپٹ
کہ جنکی شوخیونسے جی کو ہو سرور نیٹ
رہا یہ باغ مین نکہت سے روپ جگا جنٹ
اوسی شراب کی حورون کے پانی ہے تلچھٹ
تو وہ وہین برق شرربار کو کرے تلپٹ
تو اوسکے حق مین یہ کہہ بیٹھے بھی نٹ کھٹ
مدام شوخ لگتی ہین اوسکے سر کی باتونکی لٹ
بہار پیرہنی کی طرح سے جاے سمٹ
ادا او ناز ہے سب دم وشام والی اولٹ
وہ کون راج ہٹ اور بال ہٹ کہ تریا ہٹ
کبھی جو اوسکے دبی پاؤن کی سنے آہٹ
زیادہ ہے ذقن حور سے بھی گدراہٹ
کہ شوقی مین ہوئیگی ایسی نرماہٹ
غرور حسن پہ ہے بر ایسے ہی جھوٹ
کبھی نہ پی نہ شہزادیوں سے یہ شہرت
تو سارے ذات وصفات اوسکی وہین فی الوقت

اگر خلاف مزاج اوسکے ہو کوئی حرکت
تو جاوین شاہدچی کے بھی سحربال گھٹ

پتیری آنکھوںمین اور اوسکی تیغ ابرومین
کہ جیسے مردم جنگی کسی سے جاوین وٹ

جو اوسکے توسن انداز کا کرون کچھ وصف
کہان خیال کے گھوڑے مین ایسی قوت جھپٹ

مناسبت اوسی مہتاب سے چمک مین ہے
مگر یہ فرق اودہر جیٹ نہین اودہر ہی چٹ

وہ اپنی مانگ سوارے جو لیکے آئینہ
تو کہکشان کی وہین قدر سارے ہو جاوی گھٹ

بس اب دعا پہ کر انشا تو اس قصیدہ کو ختم
الٰہی اوس سے نزاکت سدا رہی غٹ پٹ

مدام عقدہ کشا رکھ اوسے زمانہ مین
اوسی کے ہاتھ رہی میری دلکی سلجھاوٹ

دعائے خیر مین و مبرات اوسکے رہتا ہون
علی الصباح سے بس شام تک یہی ہی رٹ

دعا یہی ہے کہ دنیا ہو اور دولہن جان
نشاط و جشن و طرب کا وہین رہے جمگھٹ

رہی مدام سرد کار عیش سے اوسکو
نہو نیسے یاد سے کبھی طورکا اوسے الٹ سٹ

قصیدہ در سالگرہ بادشاہ ولایت انگریز بہادر مشتمل بر تعریف گورنر بہادر

نگہبان نور کی طیار کرائی بوی سمن
کہ ہوا کھانیکو نکلین گے جو انان چمن

عالم اطفال نباتات پہ ہو گا کچھ اور
گورے کالے سبھی پہنین گے نئے کپڑے پہن

کوئی شبنم سے چھڑک بالو نپہ اپنے پوور
ہیچھ کر جلوہ کرسی پہ دکھاویگا پھبن

شاخ نازک سے کوئی ہاتھ مین لیکر اک بیت
ہو الگ سب سے نکالے گا نرالا جوبن

نسترن بھی نئی صورت کا دکھاویگا رنگ
کوچ پہ ناز کے جب پانون رکھے گا بن ٹھن

اپنے گیلاس شگوفہ بھی کرینگے حاضر
غنچہ گل سبھی ہان کھولین گی بوتل کے دہن

اہل نظارہ کے آنکھو مین نظر آوینگے
باغ مین نرگس شہلا کے ہوائے چتون

اور ہی جلوے نگاہو نکو لگین گے دینے
اودی بانات کی کرتے سے شگوفہ سوسن

ابی اہل کے بجادین گے فرنگی طنبور
لالا لاویگا سلامی کو بنا کر پاسٹن

باغ کر تار رگ ابر بہاری سے کتے
غوغو نسیم سحر آویگی بجانے ارگن

اپنے نکلنین چمکینین ہو تینر دکھلاوینگے
آپڑے سے گی جو کہین مہر پہ سورج کی کرن

نے نوازیکے نئے کھول کر اپنی منقار
اڑ دیئیکے جو گران ڈیل ہین ہونگے سب جمع
آتے گا نذر کو شیشہ کے گھڑی لیکے حباب
نکہت آویگی نکل کھول کلی کا گھرا
عوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہونگے
جب ہوا کھا کے گھر آوینگے تو دکھین گے ناچ
کیا تعجب ہے جو فوارونکی ہو سارنگی
تانک لے باویگا آب روان سے نغمہ
اوڑہی ایک لاہی کی بادل سی ہین کر پشواز
چاند تارہ کے دوپٹہ کو شب ماہ سی اوڑھ
ناچنے کو ہو کھڑی آنکے چنبیلا بانی
گوٹ کوٹ اوسمین بھرا ہے ید قدرت نے جمال
یعنے وہ رشک پری کہتے ہین بجلی جسکو
ہے وہ نک سک سی درست ایسی کہ سبحان اللہ
لشکر ہند و حبش مین ہوی حائل ایک نہر
چین سے راہ جبین اوسکی بہت ہی پرپیچ
دو سرے جیم کے اول قلم قدرت نے
کون دو نقش کہین یعنے جمال و جلوہ
جنکا اوس شکل پری چہرہ پہ ہے ابرو نام
حق تو اوس شوخ کے چہرہ پہ کئے دو ہر صاد
دو رہے آنکھونکے جو ہین اونکا بنا کر پھندا
اوسکی مژگان سے میرے دلمین کھنکتے ہین تیر
ہے خط نسخ مین اللہ کے جو اوسکے ناک

آنکے دکھلاویگی بلبل بھی جو ہے اوسکا فن
کرنا پھویگا جسوقت کہ اسکندر سن
یاسمین چوٹنکی پیشی مین چلی گی بن ٹھن
ساتھ ہوویگی نزاکت بھی جو ہی اوسکی بہن
اوسمین ہووینگے پریزاد بھی سب عکس فگن
قمع بر ہند کے ہے باغ مین جسکا مسکن
رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون مست ہرن
ڈال کر سبزہ سے ٹانگون مین ازار ابرون
گل مہتاب سے گوٹہ کا لگا کر دامن
مینہ کی بوندون کی بجاتے ہوئے گھنگرو چھن چھن
چوکڑی بھولین جسے دیکھ غزالان ختن
روشنی مانگ لین اوس ٹکھڑے سے نسرین و سمن
تیرہ ہو جسکی جدائی سے جہان روشن
بل بے دہیج بل بے اکڑ بل بے ترا متکا پن
مانگ مین اوسکے عبث کرتے ہو کچھ اور سخن
ہے اسی پیچ سے خورشید بھی گم کردہ وطن
کھینچے تا اون سے ہویدا ہین یہ دو نقش کہن
دو سرے جیم کے ہین دو نون ہی ناگ کی بہن
جنکے خاطر ہے مری جیکا زمانہ دشمن
شاہد ین اوسکے ہین بے شبہہ دو چشم پرفن
لیگئے سینکڑون دل کھینچ کے یہ دو رہزن
بارکی جست سی کچھ کم نہین اونکی چتون
کیون نہ خود بینی انکو ہے اوسے سب آدمی بن

باکونی دائرہ مین جیسے مثلث کھینچیے
بارہائی صدفِ نور تھے وہ دونون کان
باہر اونمین سے نکل جبکہ ہوا جلوہ فروز
تب جدائی پڑی آپس مین تو ناچاری سے
دونون خسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس
کہ بڑی چشم خماری کا ہے گویا ڈورا
نظر آئے مسی آلودہ وہ دندان اوسکے
منھ مین حیرت سے کبھی کی تھی جو اونگلی و اوسنے
لبِ نازک وہ سمٹ جاتے ہین آہٹ سے جھجکے
روشنی چاند سے ٹکڑے پہ اسی چاہ سے ہے
صبحِ محشر کی یہی سر پہ بلا لا دینگے
اوسکی گردن کی جو ڈوری کو اوسنے اوڑا جا تو چھٹ
دیکھ لے آئیہ دھوان دھار کبھو رے چوٹی
اوسکے حلقوم مین ہے نغمۂ داؤد اگر
کوئی لگ نہ سکے اوسکو بلورین گیلاس
بسکہ ہے اپنے رخِ خوب پہ عاشق وہ آپ
ہین وہ آئینہ کے مانند جو دونون شانے
کیا کرون اوس بتِ کافر کی کچھونکی تعریف
ہین شگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو
وار بار آنکے یا بیٹھے ہین جسکو ایسکو ہی
ڈیر جاتے تھے وہ دریائے نزاکت گویا
بغلمان ہین جو دھوان دھار بجلا دین اونکو
یا ہوا کھانے کو مہتاب مین دو کالے ناگ

گول چہرہ پہ ہے اسطرح سے کچھ اوسکی پھبن
ایک ہی روح تھی اون دونونکی اور ایک تھا تن
گوہرِ قدرتِ حق یعنے وہ روے روشن
ایک نے یون کو کیا ایک نے دونونکو سکن
شمعِ کافوری حسین اوسمین ہوئی ہے روشن
ہے غلط فہمی اگر کہیے اوسے غنچہ دہن
حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
عکس نے اوسکے کیا اوسمین زبان ہو مسکن
اوسمین آتے ہین نظر جیسے بوٹی کے چپلن
چاہِ نخشب اسے اب مین کہون یا چاہِ ذقن
کچھ قیامت ہے غرض اوسکی بیاضِ گردن
چشمِ خورشید مین جیسے وہ ہین مارے سوزن
گرند کبھی ہو کسی شخص نے اوڑتے ناگن
ق
اور گلے مین ہے کیا اوسکے صفائی ذوالمن
ہووے بالفرض بہا اوسکا اگر ملکِ ختن
تا نظر آوے اوسے وہ رخِ زیبا و بدن
داہنے بائین اونھین رکھتی ہے وہ کارشکِ چمن
ہائے ہائے اونکا اوبھار اور وہ اوٹھا جوبن
گول گول اوبھرے ہوئے بھورے جنکی ہی بہن
ہے وہ موتی کی لڑی بیچ مین دریائی چمن
تو ہے چھاتے کے تلے بیٹھے ہو وہ پرفن
گھنڈیان ریزۂ نیلم کے کہون شیام برن
گنڈلی مارے ہوئے بیٹھے ہین سکھی اہرمن

تب بنایا وہ شکم جبکہ بہت جمع ہوا
حسن کے بدرہ سربستہ پہ ہے ناز کی مہر
یا انگوٹھی کی گھڑی ہے وہ نزاکت سے بھری
آہ مونڈھی کی سی صورت ہے کرون آہ بیان
یا یہ کہیے وہ شکم آئینہ سان ہے شفاف
تھرتھراتی ہے جو لٹ ماتھی پہ اوس کافر کے
فی المثل فرض رگ گل مین گرہ کیجیے اگر
یاد دلواتی ہے چوٹی وہ گندم کی چھامین
چھاتیو پھر جو پڑا عکس دو گوش آگے تو پھر
تار لینی کو رگ جان تمنا کے لیے
شاخ طوبای بہشت اوسکی وہ دو بازو ہین
اور سقنقور زر و تارہ ہین دونو ساعد
اک ہوا وصف کف دست مین ایسی ہے چلی
موج دریائے نزاکت وہ لکیرین اوسکی
اونگلیان اوسکی سقنقور کے بچے ہی ست
شاخ مرجان پہ نمودار ہے شبنم ہو بجھ
آنکھ پڑتے ہی پھسل جائے تو کچھ دور نہین
چاہتا تھا کہ مین تک بڑھ چلون آگے لیکن
ہین وہی رانین یہ کیلونکی درختونکی شبیہ
وضع زانو کی طرحدار یہ پاکیزہ کہ ہائے
پانوون بھی ایسے کہ ہون جیسے سنہری مچھلی
انکھین اوس فندق پا سے یہ پایون ہین بچی
سرخی اون ایڑیونکی موتیونکو جو دے کے

سودۂ اختر دُر رہا سے مہتاب مین چھن
ناف کہنا اسے ہے سخت اجی بیسلا پن
جسپہ قربان کئے سیکڑون نیچے ارگن
آہ کا پوچھیے تو بے شبہہ یہی ہے مسکن
میرزا شور جگر اوسمین ہوا فلک افگن
اوسی کے عکس سے ٹھہرے ہین رتہ و ماہ دل پرچین
ہم سے تب وصف کمر اوس کا ہو مثل امن
پیٹھ کو کیونکر مین کہون اوسکو وہ ہے بندار ابن
کھڑکیان اوسکی ہوئین واہ رہی شفاف تن
رہ گئے دونو سرے شکل طنبورہ و کرین
اوسسے حاصل ہو وہی جی مین جو کچھ چاہوں
مست ہون دیکھ جنہین مرد لیکر تا زن
کہ لگا اوسکے سبب کرنے مرا جی سن سن
اور پورونکی دمک ایسی کہ جیسے کندن
قوتِ باہ کی پھپہان آشوب زمین
اوسکی اونگلی پہ وہ ناخن کے سپیدی کھین
کہ پڑی نار کئے ناز سے ہے یہان رہین
اٹھتے مین شرم نے پکڑا ہے مرا آدامن
شوق کے پیل کو دکھلاتے ہین جو بن کجلی بن
ساق سیمین کو اگر پوچھو تو بلور مین
اونکے دھونے کے لئے چاہیے روپی کا لگن
کہ نظر آنے لگی نرگس شہلا کی پھبن
کنگھیان کرکے دکھادی تجھے پہ تصیا جن

ادس کی اس سادگی و شمع پہ صدقے کیجئے
ہین جوان خوبون کے ساتھ وہ ناچین گے آج
آج ہے جون مہینے کی یہ چوتھی تاریخ
آہین ہے سالگرہ اوسکی جسے کہتے ہین
عیش و عشرت کی یہ بو باس ہوا اس مین رچی
دیکھے اس شب کو تو مجنون نہ ڈھلے لیلی پر
دھوم دھام ایسی ہوئی ہے کہ نہ دیکھی کسی نے
جلوہ گر توپ ہوائی ہے ہزارون شب سے
مہرین بچھے ہوئے ہین اور بڑا کھاتا ہے
برج اوڑتے ہوئے گر دیکھیے تو یون عقل کہے
ہین یہ گھوڑ بلیان ہین اب اوڑتے ہوئے پیا نظر
منتظر چرخ پہ خود حضرت عیسے آوین
کچھ نہ لندن ہی مین یہ زمزمہ عیش ہے آج
بلکہ ہر سو یہ ہوا شادی وہ فخر آفاق
یعنے نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر وہ جناب عالی
وہ سعادت علی خان عالی اعلے جسے
کس نے اس شان کا دیکھا ہے وزیر اعظم
صفدر معرکہ منصور و شجاع و غازی
انتظام اوسکا اس سے ہوا ایسا کہ جسے
فصل کے کیڑے بنے اوسکے عدو مرتکو
ہے یہ ہر بان سے ہویدا کہ مبارز ایسا
پھر کمر باندھ کے عازم میدان ہو وہ

ہین غرض جتنے کہ سنگار جہان تک ابرن
آہین گر شک ہو تو پھر سن لے تو ای بو سمن
کیون نہ اوس روز مبارک کی اوٹھائی پھبین
جارج ثالث وہ فلک مرتبہ شاہ لندن
جیسے سچ مچ کی ہو دولہی نول بیاہی دلہن
راجہ نل کی نہ پڑے آنکھ کبھی سونی دمن
بنتی بارہ دری ہے اور اتارونکی چمن
جھاڑ شیشونکے ہوے لاکھہ طرح کے روشن
سارے ایک ڈال مرصع کے لگے ہین باسن
جوگی جے پال چلا مار ہوا بیر اسن
کچھ تعجب نہین ہے سنکے جو انکی گہن گہن
دید یہ بزم کرین چھوڑ کے مینہ کی چلمن
ہند مین بھی تو ہر ایک گھر مین ہے طبلہ کی گن
جسکے مقدم کے سبب ہے یہ جہان رشک چمن
حاتم عہد و جم وقت فلاطون زمن
دب گئے جس سے زمانہ کے سب آشوب و فتن
جسکے ہے نکہت اقبال سے عالم گلشن
جسکے گھر ہووے سلاطین کا مقر و مامن
پردل و پیل کش و شیر فگن قلعہ شکن
منتظم رشتہ مین جسطرح سے ہو در عدن
کیون گر اوسکو نہ کہون کوکب تابان من
آنکھ سے اپنے نہ دیکھے گا کبھی چرخ کہن
پیتا آوے ہما بر سر نعش بہمن

دیکھے اوسکی نگہ ور کی ابھی عین نگاہ — سام و گودرز کا دیکھا تھو جن نے مدفن
جس جگہ دیکھی سنان اوسکی چمکتی رنگین — تو یقین ہے کہ دبے پانون کھسکجاے پشن
زور یہ اوسکی عطا حق نے کیا بازو مین — ہو اگر رستم وغا اوسکا مدد رویین تن
خاک تودہ کی طرح دم مین بنا دی غربال — میر نواب فلک رتبہ مخالف کا بدن
کیا کرم اوسکا بیان کیجے کہ دوزا اوسکی مین ہے — ورنہ نایاب گدا اوسکا طمراز دامن
جود کا لفظ بیان اوسکی زبان پر گذرے — ورد مین تا بہ قیامت ہو زمان کا مخزن
اس خوشی کا یہ سبب ہے کہ سب انگریز کے راز — اوس فلک وید پہ سب آئینہ سان ہین روشن
اور انگریز یہ بھی ہین جو وہ اسرار مخفوب — پرتو انداز ہین جون شب ہین صبح کی کرن
جب ہم رابطے یہ ہون تو ہو وہی کیونکر — اس ہماسایہ کا دل گنج طرب کا مخزن
کیونکہ مالک ہو سب انگریز کا وہ شاہ بزرگ — جسکا جارج لقب اور ہی سلطان ختن
وصف مین اوسکے سنو مطلع رنگین اک اور — روے سے جسکے ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثانی

اوسکی یون فرق پہ ہے تاج مرصع کی پھبن — صبحکو جیسے نمودار ہو سورج کی کرن
باندھتا گر سر اعداے نہ یہ کلہ با — شکر ایزد نہ بجا لاتے کبھی زاغ و زغن
اوسکی بخشش ہے نہ بھر جاتین جو جل تھل کیا دخل — جھڑ لگا دیتے کو دنیا مین وہ ہیچون ساون
تہ ہر علم کی کی اوسنے یہانتک کہ ہے — سیکڑون جمع ہوے فضل و ہنر کے خرمن
اوسکی افواج نے جا کی مدد قیصر روم — مصر کے ملک سے سب مار نکالے دشمن
قوم نے اوسکی جو دوڑاے سمندر مین جہاز — وہ کیا کام سکندر سے نہ جو آیا بن
جستجو دیکھ نئی اور نکالی دنیا — راج اوس مین کیے ایسی ہی کہ جیسے تھے چلن
اک الگ طرز سے ایسی ہے بنائی جسکو — کبھی دیکھے تو فلاطون ہی سرکن برکن
ٹیپو سلطان کا قصہ تو سنا ہووےگا — کر کے کیا کام پھر اوہان جو گیا تھا چلن
لارڈ احکام نے ایسی ہی کری ایک اور — دفعۃً کانپ گیا جسکے سبب سب دکھن

دم انگریز یہہ ہین ایسے کہ جن سے کانپے | آدیے گر فوج عفاریت سمٹ آہرمن
دبدبہ اونکو خدا نے وہ دیا جسکے حضور | چینر کیا ہے وہ بھبھکین تو کہان کا راون
جیت کر اوے لڑائی جو مہابھارت کی | تو جد ہشتر بھی کرے نذر سر جرجودہن
کیون نہ اس قوم سے ظاہر ہو شجاعت ایسی | انکے ہے سر پہ وہی مہر لقا سایہ فگن
تہتھراوے وہ سمک گاو زمین ہے جسپر | وہ فلک رتبہ اگر ہاتھہ مین لے اپنے ڈگن
دلہین ہے کرکے مخاطب اوسے اک مطلع نو | پڑہیے ایسا ہی کہ غش سنکے کرین اہل سخن

مطلع ثالث

بیٹھے جب تخت پہ تو وقت سخاوت بن ہن | مورچھل ہاتھہ مین لیکر ہو کھڑا راجہ کرن
جود کا بھی ترے کچھہ اور سنا ہے انداز | اور ہی ہاتھو مین تیرے ہی سخاوت کے ہین
بنے تو سر پہ رکھے جسکے ٹک ایک عالی ہاتھ | وہ جسے چاہے اوسے بخشدے ملک ارمن
مانگنے کی ہے تری دور مین سائل کو قسم | چاہیے گو کہ اوسے بخت کے اقلیم سخن
کیونکہ عادی ہین ترے دور مین سب اہل دول | کہ جسے دیکھین خلائق سے گرفتار محن
جوکے ساتھ کہین اوس ہو کہ لیجے صاحب | ہاتھہ مین لعل بدخشان و گہر در عدن
عدل سے تیرے برابر ہو عدل کسرا | کہے اوسکو جو کوئی سو ہی وہ کیا اوسکا دہن
حکم سے تیرے جہان تک کہ زمین ہی معمور | بسکہ ہے جور کے اخراج کے ہر جا قدغن
جا بجا پاتر دہنا ہاتہ مین مجنونون کے | اس سے اوسکو کہین پہر اور نشو جہانا من
اور کہین زخم مین رہجاوے اگر جور ذرا | تو وہین واسطے جراح کے ہے دارو رسن
ال گئے خاک مین کٹ کے وہ سیہ بخت سبھی | جو اوڑا جاتے تھے آنکھونسے چرا کر انجن
اس ستم پر کہ لگاوے دل پروانہ مین آگ | شمع کو گاڑتے ہین تا بہ کمر لیکے لگن
بزم شاہانہ مین اب قصد یہی ہے میرا | عربی بول کے دکھلادون ٹک ایک ہنر مین
قدر علم العدد الیوم علا فی عہدک | زانہ جودک من جاہد فی ہذا الغصن
المدامال اسے الهندسة الارواح | فعلی بابک مشتاق العلماء السکن +

حین صورت من العقل سفاک الکائنات
قم یلد مثلک من قبلک ام الدّنیا
یعرف الہمۃ فی تربیۃ الطفل ابوہ
کل یوم یصل الفیض من العقل الیہ
انت انزلت علیٰ قومک الیوم کما
وخل تھوڑا سا مجھے لہجۂ ترکی مین ہے
اتینک ازرہ منب اول حاق باغلاش لی
الدیک مارجہ جہان اوس گوجہ لندن وتن
اوّل کشی کیم انی ہر دید وہر سر و تنگ
نیل فی کیسی الحون باسقاری اوی دین لڈنک
کوردی ہر چاق کہ قوزیفان توبو بلمیک توسکدن
یافدی او بعیدہ ہو ولدی توتکمہ فور بوش قدہ تن
بورشنک باش اشتداق سی قوملون یوینسون
فارسی بولتی اب عزم ہوا یہہ باجزم
از پئے تہنیت مبدم اسے والا قدر
تنگ شد غنچہ وگل صورت دف پیداکز
سرو باانیہمہ گردن کشی و رعنائے
جابجا دست دعایت شدہ بر شاخ نہال
نہر قانون شدہ تار بود ہر سو جوش
تال ہندی بکف خویش حباب آوردہ است
قوت نامیہ راگو کہ درین ماہ سفید
میشود قطرۂ شبنم گرہ اندر دل باغ
بین کہ از بہر تماشائے جمال توچسان

من بنا الراس علیٰ الجسم شبیہا بالبدن
جوزالخلق لہم ایک بعضہم المامن
کلما تصبح بالناس ہوا المستحسن
جند العاقل من سکنہ فی البدن
انزل اللہ من العرش علیٰ موسیٰ بن
اوس زبان مین بھی سن اشعار کچھ اے شاہ ہمن
خسرلی محترمی درت یا سا ہوسن
اسدی الیک خطائی بتہ الیک جستن
بیدکہ اننک عطا ایلدی نوزنک عدن
خوف دین نبی ولایت اردوتوشی لسون
رنگ تی اسناسکی قاضی سرکن گن
پارچہ فورکر لاری کوک ایلدی لا پیراہن
کیم بری خلق بدن روح کی سن درمن
کہ دکھاؤن تجھے شیراز و صفاہان کی چلن
میچکد نغمہ نواز لب بلبل بہ چمن
بہر رقص آمدہ در بزم تو نسرین و سمن
عجبے نیست کہ پیش تو کند خم گردن
جز ثنایت نبود ورد زبان سوسن
حکم خواہ است طرب از تو پئے سازدن
سوہ او کن نظری گوش مکن گفتۂ من
خاک را خلعت سبزی بکند زیب بدن
چند بیرون بخرامی پئے سیر گلشن
دیدۂ شوق بود نرگس شہلا ہمہ تن

ہونگے ضعیف ترے کرچ کا کس سے پورا
آنکھ بھر دیکھے اودہر گیو تو تھور جل جائین
کیا ترے سامنے ہو سکتے ہین وہ کوزنمک
صادق آئے وہ مثل حق مین ترے دشمن کے
رزم گہ مین غضب آلودہ تو جسدم آوے
کل تری فوج مین ایسی ہے پڑی اُنکی کہ وہ
ہو پریشان ہون کہین خویش و برادر رفتے
علم گر تیرے زمانہ مین ہوتا رائج
بسکہ اکثر کسی فن کے نہ رہتی باسے
تھے ریاضی مین جو ماہر حکماء یونان
ہر ترے عہد مین موجود جو ہوتے تو اونہین
ہوتین تصنیف کتابین جو ترے عصر مین مین
سامنے اونکے ہین تحریر مجسطی ایسی
اب دعا یہ بھی انشا کہو انشاء اللہ
جب تلک مزرعہ سرسبز فلک ہے شاداب
جب تلک پھولین پھلین ساری یہ اشجار جہان
جب تلک ماہ کی گھوڑی کی فلک ہو کبھی
جب تلک چرخ کہن شکل گوزنین رہے
شاہ انگلس بھی جارج رہے با عظم و شکوہ
بعض ایسا ہے اسی گرگو کرے اوسی حکم
فتح و فیروزی و شادی ہین سب اوسکی نصیب
یعنی نور کی جب تک کہ رہے یہ قایم
جب تلک کرسی زرینہ پہ خورشید رہے

ہے نمونہ اوسکا مہر درخشاں کی کرن
جاہ مین کانپ اوٹھے اوسکی چمک سے برہن
اپنے خاوند خداوند کے جو ہین دشمن
ہے جو مشہور نئی ناگنی اور تی پہ مین
ہفت کشور کا اگر ڈالی ہو تیرا دشمن
ہووے ارمان جسے ہووے زمین جان تندن
کہین بیٹین اوسے آکر پسر و دختر و زن
اور ترا ملک نہوتا علما کا مامن
جو علی بیٹھتے منکر سبھی لنگ و الکن
سب بجاتے تھے وہ نقارہ الملک لمن
ایک لڑکا ہی لکھتا کہ پڑی ہو کوئی دن
اونکو آگے کتب ماضیہ تقویم کہن
جسطرح ہووے نئی جنس کا میلا تھین
مل کیے آمین کرو آمین سب ای اہل سخن
اوسپہ انجم رہین جب تک کہ یہ خرمن خرمن
جب تلک باد بہاری سے ہو زیب گلشن
جب تلک شام کے ہو ساتھ شفق کی پلٹن
صاحب شرق مین جب تک کے ہون جرنیل کے چلین
سب کو بخشا کرے نت سیم و طلا لاکھون من
آن مین یوہی پکڑ روپ طلا کا آہن
طبع اقدس کے ملالت نہ پھرے پیرامن
بادشاہی رہی اوسکی ہے بوجہ احسن
رونق افزای فلک خلعت شاہانہ ہین

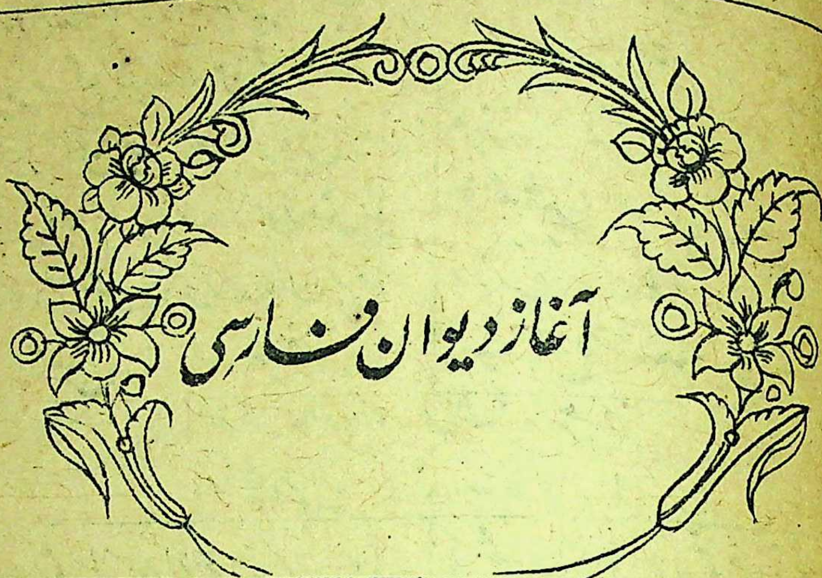
ناظم الملک بہادر سے اور انگریزون سے
یہی خواہش ہے میری جیکہ الہی سن لے
کہ نجاوین کہین بے حکم انہین دونوکے

رابطے یونہین رہین اور محبت کی چلن
دولت و حشمت و ثروت پہ کرین وہ نہ گھمن
کبھی آپس مین کسی ڈھب سے نہو وہ ان بن

دونون سرکارون کا اقبال رہے روز افزون
دوست سب شاد ہون پامال رہین سب دشمن

تمام شد





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای عشق قطع کردہ رہ سلسبیل را
از ما سلام شوق رسان جبرئیل را

پیوستہ آہوان حرم یاد می کنند
آن اولین زمان بنای خلیل را

در راہ عشق ہمسفران وجد می کنند
چون بشنوند نعرۂ کوس رحیل را

نازم بقدرت تو کہ حیران نمودہ است
عقل و قیاس و وہم و خیال و دلیل را

افزودہ است رتبۂ شان محمدی
عظم و شکوہ و مرتبۂ قال و قیل را

انی دخیل بابک یا ایہا الرسول
آفت ز فرط جرم نباشد دخیل را

ای دل فدای آنکہ در اوصاف خلق خود
آدم نمود چون من زار و ذلیل را

از زیر دست ہیچ زبردست کندہ شد
نشنیدہ اید قصۂ اصحاب فیل را

الفت بجای چشمۂ آب حیات ہست
از ما دعای خیر رسد سلسبیل را

انشا دگر برای خدا این چنین مکن
بارے بکش زمام بکا و عویل را

در منقبت امام علیہ السلام

روح القدس دراز شد بر کلیم ما
عیسیٰ دماغ تازہ کند از شمیم ما

دارد عصای آه رسا در یمین وی
بذا عصای گاه نگوید کلیم ما

گوید بموقع ارنی لن ترانی
تا گرد طور شوق در آید کلیم ما

هستیم از ان حیدر صفدر بآن سبب
فرزند مریم آید و گیرد نسیم ما

غلمان و حوریان همه دریوزه می برند
از نکهتش لطافت طبع سلیم ما

هرگاه نام شیر خدا بر زبان بریم
دوزخ بسان گربه گریزد ز بیم ما

اکنون صلاح چیست برای خدا بگو
ای عشق آشنا و رفیق قدیم ما

این طنز و طعن این همه تشنیع بهر چیست
انشا ترا چه با خدای کریم ما

مشرب رندانه میداریم و می جوشیم ما
باشیم تند می چون خم هم آغوشیم ما

طاقت و تقوی چه باشد زاهدی زاید چه خبر
عاشق آواره ایم و مست و مدهوشیم ما

نحن اقرب منک من حبل الورید م خوانده است
این همه نزدیکیش اصلا نمی کوشیم ما

تا نبخش نگرفته زانجا بگذری چون کلیم
شعلهٔ جا کردهٔ طوریم و خاموشیم ما

حق محیط از شش جهت باشد هنوز آگه نیم
تا مقابل با که ایم و با که هم دوشیم ما

وه چه خوش باشد اگر آن مست صهبای غرور
خود بگوید دیگر امشب باده می نوشیم ما

تا صدای آید از بانگ درای کاروان
همچو گل از فرق تا پا جملگی گوشیم ما

کاسد افتاد است بازار جهان کو مشتری
گر کسی باشد متاع خویش بفروشیم ما

ای خوشا غفلت که از رفتن هنوز آگه نایم
این قدر ما در میان خواب خرگوشیم ما

نیستیم و از کجا شد اتفاق آمدن
ما نمی دانیم انشا خود فراموشیم ما

چنان افگنده ام در تزلزل عرش اعظم را
که دمم صور اسرافیل شد عیسی مریم را

من آن زندیه مستم تو خود میدانی ای ساقی
همین کز جای خود جستم شکستم ساغر جم را

کنونم شعلهٔ آتش به نفس دیگر افروزد
قیاس از کوزهٔ حداد کن آمد شد دم را

ترا خود هیچ شفقت نیست از برهم خوردن شخصی
چه پروا از خس و خاشاک باشد موجه یم را

...وق افشانی زلف و خطش دیدم بدل گفتم — سیه ماری است می لیسد زر و سبزه شبنم را
...ودن را آدمی انگاشتی با این همه صورت — بلی شکل و شمائل این چنین می باشد آدم را

نمی گفتیم زوی شان بود تا دیدنی انشا
کنون در خورد کی دریافتی اوضاع عالم را

بشیشه باده شستم بسر عزیز آقا — سر توبه در شکستم بسر عزیز آقا
چو به گیرم اوفتادی دگرت نمی گذارم — که بردن جبه زدستم بسر عزیز آقا
بحجر کلید کعبه زدم و شرار آسا — من از آن میانه جستم بسر عزیز آقا

خم و خامم گر نبودی بحضور ساقی انشا
دگلی می نشستم بسر عزیز آقا

بردای دخت رز برای خدا — توبه ام مشکن از برای خدا
گرم جوشی دگر نمی خواهم — بگذر از تخت و پز برای خدا
مژده ای صوفیان که من کردم — ترک دنیا و خز برای خدا
میدهم از طفیل آل عبا — قاقم و شال و خز برای خدا

ریش خضاب انشا می خواهد
همت ای رنگ رز برای خدا

دلا خونابه کن آه و فغان را — مزن بر هم بنای آسمان را
نمی خیزد صدای آشنائی — چه شد یارب درای کاروان را
بجوید بر که آبی درین دشت — الهی تشنه گردان ساربان را

بهجرت وضع دیگر می نماید
چه بر سر آمد اطوار جهان را

...بخلاف عقل دیدم ره و رسم کار خود را — بخدای خود سپردم همه اختیار خود را
...قدم گذاشتی تو ز کرم بکلبه من — بسر سپهر سودم سر افتخار خود را
...از ناتوانی ز گروه ژاژ خوایان — مشکین تفنگ خارا ورشاه دار خود را

بہ فوارہ جنتی تو عجب وعشق زاہد ‌ ‌ ‌ بمیان آب بنگر تن رعشہ دار خود را
لب حوض می نشیند پی دیدن جمالش ‌ ‌ ‌ چہ کند اگر تماشا نکند بہار خود را
بہ تو من نہ گفتم ای دل کہ مخور فریب شوقش ‌ ‌ ‌ مفگن بخاک ذلت حشم اعتبار خود را
ز خمار سر گرانی نشنیدہ رسیدی ‌ ‌ ‌ بسرای خویش دیدی حرکات یار خود را
چہ کنم کنون برانم کہ بسینہ تیغ رانم ‌ ‌ ‌ بشگافم و برآرم دل بیقرار خود را

بدر کسان درآید بکدام امید **انشا**
ز چہ روئے خم نماید سر با وقار خود را

غلطیدن من بر در میخانہ ضرور است ‌ ‌ ‌ بر نکہت می لغزش مستانہ ضرور است
مشتے گہر از اشک فشاندیم بہ مستی ‌ ‌ ‌ یعنی عوض جرم جریمانہ ضرور است
تا نشہ دو بالا شودم بہر تفرج ‌ ‌ ‌ لیسیدن دردے تہ پیمانہ ضرور است
لمے آنکہ گہے یک دو سہ جرعم نخورشتی ‌ ‌ ‌ یاد آورے ربط قدیمانہ ضرور است
چون بادیۂ قیس تہی ماند در آنجا ‌ ‌ ‌ وحشت زدہ چون من دیوانہ ضرور است
می خوردن و خوش زیستن و توبہ شکستن ‌ ‌ ‌ اینہا ہمہ در مشرب رندانہ ضرور است

در بارہ **انشا** کہ ترا بندۂ خاص است
پیش آمدن از لطف کریمانہ ضرور است

صد ہزاران عقدہ ہا بکشودہ است ‌ ‌ ‌ عشقبازی طرفہ چیزے بودہ است
بسکہ در دشت تمنا گشتہ ام ‌ ‌ ‌ پایم از طے مراحل سودہ است
توبہ از می کردہ ام لیکن ہنوز ‌ ‌ ‌ خرقہ و سجادہ ام آلودہ است
آنکہ از دنیا و ما فیہا گذشت ‌ ‌ ‌ از تعلق خاطرش آسودہ است
من ندارم علم و دانائی فقط ‌ ‌ ‌ بے نیازی قدر من افزودہ است
جذب الفت این رہ جوش و خروش ‌ ‌ ‌ از رہ شفقت بمن بنمودہ است

مرد باش و آشنائے درد باش
سید **انشا** این چنین فرمودہ است

ازان فروغ که شد نور آفتاب درست   نمود پیر مغان نسخهٔ شراب درست

تفنّنم چو در آید پی غزل خوانی   بگوشمال کند نغمهٔ رباب درست

شدست رنگ گل رویت ای سمن سیما   ز تاب باده بانواع آب و تاب درست

بحیرتم ازین اشک همچو شعله که ماند   چسان زبانهٔ آتش میان آب درست

هزار دشنه که پیهم شکست در دل   برای همچو کسی آمد اضطراب درست

رسی برتبهٔ عالی ز فیض حضرت عشق   گر اعتبار نمائی باین جناب درست

ز عمر رفته که دایم گذشت در عشرت   نماند یاد مرا چون خیال خواب درست

دلم شکست ز جورت خدای را دریاب   مکن شکستهٔ خود را پی ثواب درست

بموج آب که پیوسته در سفر باشد   بنای خانه نمودیم چون حباب درست

ز پا فتاده بمیخانه مست مدهوشم   بود بمشرب ما شربت جام ناب درست

چنین ابن علی من شکسته احوالم   نکن شکستگیم این [illegible] اب درست

باین زمین غزلی خوب گفته انشا
بشرط آنکه بگویند شیخ و شاب درست

وارستگی نگر که مقید به ننگ نیست   اینجا بسان نکهت گل هیچ رنگ نیست

از دست وحشت آه بتنگیم و از جنون   پهنای زمانه ما ورنه تنگ نیست

نازد نمود صورت آزادگی بدل   بر با صفای آئینه کمتر ز زنگ نیست

ابر خمار از همه سو خواست کوه کوه   ساقی هنوز دست سبو زیر سنگ نیست

از خانقاه اهل ریائی صفاترست   جائیکه نغمهٔ دف و آواز چنگ نیست

بسمل مرا به نیم نگه میتوان نمود   حیّاد احتیاج کمان و خدنگ نیست

نامم تراست گو همه جنگ است و ربطها   در محفلی که جلوهٔ آن شوخ و شنگ نیست

سر رشتهٔ منازعت ای شیخ بهر چیست   در قال و قیل مسئله حاجت بجنگ نیست

انشا مپرس حالت بیتابی دلم
اکنون عنان توسن صبرم بچنگ نیست

زندگانی صبح و شامی بیش نیست
حاصل از عمر تمامی بیش نیست

بر لب دریای رحمت ابر را
دوش دیدم تشنه کامی بیش نیست

هیچ کیفیت ندارد سیر خلق
خوب دیدم اژدهامی بیش نیست

جای دیگر از برای خاطرم
عالم علیا مقامی بیش نیست

بهر انشا هر چه می خواهی بکن
بنده پرور خود غلامی بیش نیست

رود خونم ز چشمها جاری است
موسم عشق و نو گرفتاری است

خوابگاهی است توی سینه مرا
زان نگه زخم بر جگر کاری است

تو جوانی بلای جان شده است
چه بگوییم امر ناچاری است

ای فدای تغافلت گردم
این چه آئین و رسم دلداری است

چشم بد دور در مزاج شریف
چه قدرها که سهل انکاری است

شعله می آیدم بجای نفس
عیسی مریم این چه بیماری است

سید انشا ترا چه شد آغا
از برای چه اینقدر زاری است

بهر مردن جاده کش قیس مرگ آماده رفت
خضر با جاروب مژگان سالها آن جاده رفت

در سجودم مرده [illegible] باد بهار
وه چه گلهای نیاز از دامن سجاده رفت

آب پاشی کن [illegible] ابر کاشکا [illegible]
آمد و صحن ایاغ چون من آزاده رفت

بر تو ای عیسی مریم مستغنی آمدیم
تا نه ایمان ما را یک فرنگی زاده رفت

هیچ از تقوی نشد حاصل بجز افسردگی
کلفت چل سالهٔ من پاک جام باده رفت

بر در شاه خراسان هر که [illegible]
دو ز ناب آسمان را بهر آن افتاده رفت

[illegible] تیغ آن [illegible]
خوش غبار زندگی را عشق آن دلداده رفت

چادر مهتاب را [illegible] دامان رفت
امشب انشا از برای آن نگار ساده رفت

بهمین آتش دل جیب و گریبانم سوخت — آنقدر دیده شرر ریخت که دامانم سوخت
در صنم خانه چو رفتم به تماشاے بتان — نگه برق وشے خرمن ایمانم سوخت
بخیال رخ و زلف و خط نورسته او — نکهت یاسمن و سنبل و ریحانم سوخت
بسکه برافروخته از پیش نظر رفت و ندید — آه از آن شعلهٔ سرکش که بدینسانم سوخت
دوش در خواب خیالت که به چشمم آمد — اشک شد شعلهٔ جواله و مژگانم سوخت
نگه تیز تو نشتر بجگر زد و فسرد — بچنان گرمی و شوخی که رگ جانم سوخت

از چمن داغ بدل میبرم اینک انشا
که نواسنجی مرغان خوش الحانم سوخت

خال بر ابروبت که رقاص است — این کماندار سعد وقاص است
هیچ از حال من نمی پرسی — این چه آیین و رسم اخلاص است
درد غدت بدست می آید — آنکه در بحر عشق غواص است
جگرم تا نه سوز و آتش هجر — دل کنم از رشک اقراص است

نیست از زمرهٔ عوام الناس
سید انشا که بندهٔ خاص است

بسوی میخانه چرا باز بیا ابر که نیست — دشمن باش و گر بهر خدا ابر که نیست
ظاهراً میرسد آن مهر درخشان به ته ابر — از چه رو رفت ز خورشید ضیا ابر که نیست
بی ترشح بودم باده زدن لا حاصل — ساقیا این حرکت تا بکجا ابر که نیست
تخت پیچیده بهم میگذرے از چه سبب — بر خنک بوده اے باد صبا ابر که نیست

آه از آن برق نژادی که چشیم پرسید
دیگر انشا مگو احوال هوا ابر که نیست

حاصل ز گریه لے دل خانه خراب است — آخر ترا چه میشود این اضطراب چیست
نظاره ام ز بخت اگر رنگ تازگی — بر گل شگفتن گل تو این آب و تاب چیست
بگذشته بمحفل ورده گشتان اگر — پیراهن تو این همه بوے شراب چیست

خوشتر ز عشق و رندی و مستی و می کشی — ای پیر می فروش بعهده ثواب چیست
جائیکه در میانه همه اختلاط هست — در دیدن نگاه چه باشد عتاب چیست
ساغر حضور جمله زهاد می زنم — از زمره دواب و بهایم حجاب چیست

انشا اگر تم اینکه نداری خیال عشق
این آه سرد و این همه چشم پر آب چیست

آنچه درباره من شد نه چنان میبایست — این همه خلطه ترا با دگران میبایست
این همه شیشه و فنجان جفتی از چیست — بهر چون من سبکی رطل گران میبایست
بارک الله بیا حضرت عشق اینجا شو — که به پیرانه سرم طبع جوان میبایست
مشتی زهاد ربودند مرا من چه کنم — ورنه کارم همه با دردکشان میبایست
کار تقدیر مرا در حرم آورد ارنه — بهر افتادن من کوی بتان میبایست
تا که دیدند مرا جمله کسان می گفتند — همچو سر کرده رندان جهان میبایست

جبر و تے که شد ارزانی انشاالله
واقعی اینکه چنین پیر مغان میبایست

چنان شد است به بزمے که شوخ حرف اشتر زد — که گوئیا همه اشجار باغ برف زده است

ایضاً

گر مصرعی ز آه حزینی کنم طرح — از دود سینه چرخ برینی کنم طرح
ای دل برهمنانه بیا قشقه در کشیم — تا عشق آفتاب جبینی کنم طرح
صورت گر خیال اگر آشنا شود — در دیده لعبت چینی کنم طرح
باغیم وا ایما به تماشائے آئینه — تا مثل خویش گوشه گزینی کنم طرح
گر زیر چشم جلوه حق را در آورم — از بهر ماه مصر جبینے کنم طرح
دل را بچرخ چارم الفت مسیح دار — بالا روم و مسند ره نشینی کنم طرح
بهر پیام بردن دل تا دیار دوست — از ناله جبرئیل امینی کنم طرح

انشا به عشق حیدر صفدر بیا که ما

غریدن چو شیر غزینی کنیم طرح

از انجمن چو آن ستم ایجاد می رود
چندین هزار حوصله برباد می رود

منظم ببین که شکوهٔ ایشان نکرده ام
با آنکه بر من این همه بیداد می رود

آزاد میشود چو اسیر نمک شناس
بر نخل هائے خانهٔ صیاد می رود

ساقی بیار باده که بر قله هائے کوه
ابر بهار همچو پریزاد می رود

تا آن زمان که شنبهٔ شیدیز میرسد
یک جوئے خون ز تربت فرهاد می رود

اے همصفیر کنج قفس یاره بگو
بارے چها بمرغ چمن زاد می رود

باغ ارم اگرچه بنا کرد از قضا
تا داده از تصرف شداد می رود

تا دل ستم زدهٔ ما بقریه ایست
کان از وفور زلزله برباد می رود

انشا بگو چه انفس سرد می کشی
آیا چها بخاطر ناشاد می رود

شب امید وصل را با غم جدل افتاده بود
سعد اکبر را نزاعی با زحل افتاده بود

دوش بر دوشش چه دستم بر محل افتاده بود
نیر اعظم تو گوئی در بغل افتاده بود

حلقه بر در گر نمی زد امشب آن پیمان گسل
هم دگر در آشنائیها خلل افتاده بود

با محبت گرم جوشیهائے من امروزه نیست
شور عشقت در نهادم از ازل افتاده بود

از ترانی گوئے من جلوه بر خار افگند
هر طرف یک موسی مبهوت و شل افتاده بود

بر زبان هر کسے لما تجلی ربه
جعله دکا منه وانشق الجبل افتاده بود

جان فدائے آنکه از هیبت صمصام او
لرزه بر اعضائے ادیان و ملل افتاده بود

دوش بر مرگ رقیب آن قاتل سفاک گفت
عمرها شد در کمین گاهش اجل افتاده بود

بلوه فلک هر کجا شد آفتاب قطره تم
مدعی پژمرده آنجا چون جعل افتاده بود

این قدر با دست بر زانو زدن هیچ نیست
غالبا دستم بران فربه کفل افتاده بود

می سرود انشا چو بر عرفات آهنگ حدی
از صفا تا مروه در رقص الجمل افتاده بود

ضعف آن چنان که ضبط فغان هم نمی‌شود / این هم نمی‌شود ز من آن هم نمی‌شود

چندان بعید نیست که از من نشد کشنده / آن شوخ دیده از دگران هم نمی‌شود

آن اختلاط و گرمی صحبت کجا که او / اکنون بسوی من نگران هم نمی‌شود

از خود همی رمیم و بخود هم تا یم وای / هم این چنین نگشت و چنان هم نمی‌شود

ق

وین طرفه‌تر که راز درون دلم هنوز / ظاهر نگشت و باز نهان هم نمی‌شود

ای عشق لذتی که ز فیض تو برده ایم / از صد یکی ز بنده بیان هم نمی‌شود

این یک زبان کوچک بی هیچ من چه چیز / تقریرش از هزار زبان هم نمی‌شود

عرفی از طواف کعبه مزن صاحبا خموش / کافتاده ام بکوی بتان هم نمی‌شود

آخر نجات پی برم ای جذب الفت آه / پیدا ترا که هیچ نشان هم نمی‌شود

انشا عجب او پیروی زاهدان که او
وارد به پیرمغان هم نمی‌شود

بصد بهانه کسی را کسی نمی‌پرسد / درین زمانه کسی را کسی نمی‌پرسد

رو اغنیا بدلت گنج ها اگر داری / باین خزانه کسی را کسی نمی‌پرسد

اگر تو حافظ قرآنی بگت گویند / باین فسانه کسی را کسی نمی‌پرسد

جهانیان همه از بهر قوت محتاج اند / ازین میانه کسی را کسی نمی‌پرسد

بسقف کعبه حریفان و بهر اگر زنند / بمی مغانه کسی را کسی نمی‌پرسد

شبیه بکوچه زلف تو شانه میخ گشت / بعلم شانه کسی را کسی نمی‌پرسد

اگر بزیج الغ بیگ عمر صرف کنند / جهند سانه کسی را کسی نمی‌پرسد

چرا ز محتسب و قاضی و عسس ترسی / بیا بجانه کسی را کسی نمی‌پرسد

درون قلزم توحید غوطه زن انشا
که بر کرانه کسی را کسی نمی‌رسد

از باد صبح قیس چو جانانه بدر زد / لیلی بفغان آمد و دستی بجگر زد

بی هیچ جرم می‌کشی از بزم خود مرا / تقصیر کدام است بگو جرم چه سر زد

ز نالہ چو مایل شد و زخم جگر من — صد طعنہ بہ بالیدگی غنچۂ تر زد
[illegible] صبا از تنگی دو ماند چو دریافت — جیب شد زدہ دامان جنون را کمر زد
[illegible] کہ بہم ناشدنی بود شد آخر — صد شکر تقشا خندہ بر احوال قدر زد
ابروے تو تیغے بمن افگند و نگاہست — تا آنکہ خبردار شوم تیغ دگر زد
بودن گریہ گفتم آہ کہ شد مانع گریہ — قفلیک حجابم بدر [illegible] یدہ تر زد
این خود را [illegible] وادی ایمن — صد قافلہ را عشق درین راہ گذر زد
با جز تو نازم بکے حسن تو تھرم — بر سمع و شم و ذائقہ و لمس و بصر زد

افتادہ نگاہ تو چنان گرم انشا
پنداشت بدل صاعقہ بر شاخ شجر زد

ببین کہ شورش من چہ قدر نمود دارد — کہ محل رشتن تو ہمہ بوی دود دارد
دل شیشی اسیر خود را تو رحم باید این را — بعدم کہ می فرستی چہ قدر وجود دارد
آرام بخش یا رب دل داغ داغ ما را — کہ چنین نازک او اثر سجود دارد
فغان بکن کہ ناکس پدر ترا بگوید — پسر تو اے مسلمان پسر یہود دارد
انبار عنکبوتی دل خود دیدہ برادر — ہمہ دام [illegible] دار و ہمہ تار و پود دارد

چو جریدہ گشت ثابت بحضور ساقی انشا
ہمہ قدر [illegible] چہ سود دارد

تحسین چشم از سدرہ بالاتر زند — شور و ترنگ تو اگر جبریل آنجا پر زند
خبر صداہائے ہوا از مجمع کروبیان — در عالم مستی اگر رندے بہ ساغر زند
روزو از نہادم میرود ہمچون سحاب [illegible] — در بیشہ زار فاتم اے کاش آتش در زند
یارب دگر نشنیدہ ام امشب شمیم سنبلش — باشد گل از چشمۂ خورشید [illegible] زند
آفتاب روی تو خواہد ببیند آسمان فلک — تا سبعہ سیارہ را یک درشت در مجمر زند
[illegible] ایں چنین می ترسم از راہ جگر — دود دل مبادا آتشی در گنبد اخضر زند
[illegible] شعلہ خیز دل اے ابر رحمت سوختم — آیا تو افشال تو آبی برتن آذر زند

دیگر نخواهم لفت اگر یک بار گفتم عاشقم
حاشا که من بعد این چنین از من خطائی سرزند

جماعتی که بانوار حق همه آغوشند
بوجد و ذوق نه خود میروند و در جوشند

لباس اطلس و دیباچه تخفگی دارد
که سالکان طریقت پلاس میپوشند

طریق منزل لایبغی به پیش آرند
دران مقام که عشاق باده می نوشند

به بین به طارم افلاک انجم و مه و مهر
چه دیده اند درانجا که جمله خاموشند

شعور بالغ بزم حضور شد انشا
خوشا بحال کسانیکه مست و مدهوشند

ز تو ای کریم خلقی بعطیه شاد باشد
دل ما همچو من گدای زچه نامراد باشد

چو شنید نام الفت بکرشمه گفت ظالم
دگر آن فسانه سرکن که پر از فساد باشد

سخنی ز راز پنهان تو بگو بگر بشرطی
که ترا باین امانت بمن اعتماد باشد

زچه این گریز دارد بمن آن جوان رعنا
مگرش ز عهد طفلی دو سه حرف یاد باشد

ضربی اگر رسانی بجز الکه سر نه پنجم
بودم گمان که این هم زره وداد باشد

نظر افتاد دی شب چو بقد شیخ گفتم
مگر این طویل قامت زگروه عاد باشد

ز نفاق و بغض بگذر تو هم آدمی منهم
سر دار رمیانه هم ره اتحاد باشد

که بیاد لهجه من برسد درین زمانه
ثبنا سدم کسی کو صفوی نژاد باشد

رمقی ز عشق نبود اگر اندرون سینه
همه خاک و آب باشد همه نار و باد باشد

بمقلدیت انشا نبود خطا و نسیان
تو هر آنچه می شماری همه زاجتهاد باشد

باده نوشان که بهم انجمنی ساخته اند
شیشه را یوسف گل پیرهنی ساخته اند

میفروشان به در میکده مهر و فلق
جرم خورشید شکستند و دفی ساخته اند

اینکه می گوییم از دوزخ و انواع عذاب
مگر این ها همه از بهر منی ساخته اند

آه ای یوسف گم گشته کجائی باز آ
عاشقان بهر تو بیت الحزنی ساخته اند

بنظر ناک بود هر غلهٔ عشق اینجا | ق | مرد ما نند که این هیچمدانی ساخته اند
اندرین بادیه آتش نفسان میباشند | | اکثر این طائفه با شوخی ساخته اند

آنچه در بارهٔ انشا به تو مردم گفتند
هیچ در اصل نباشد سخنے ساخته اند

بهارِ تو به رنگ پریده می ماند | گلِ شگفته بجیب دریده می ماند
بُردن گر رفت ز محفل که قلقل مینا | بدم کشیدن حلق بریده می ماند
به پیش رنگِ حنائی تو لے گلِ رعنا | چمن به بسمل در خون طپیده می ماند
ز آب تا که بُردن رفته بچشم صدف | گهر بقطرهٔ اشکِ چکیده می ماند
چگونه اُنس پذیرد بدامنِ صحرا | که وحشتم بغزالِ رمیده می ماند
سوادِ دشتِ غزالانِ وحشت مجنون را | سیاه خیمهٔ لیلی بدیده می ماند
تو در خدائے تو لے شیخ راست خوا می | شمائلِ تو بهیچ آفریده می ماند
بقامتت چه تواند برابری کردن | اگرچه سرو بقد کشیده می ماند
هر آنکه چشمِ سیاهِ تو اش پریشان ساخت | به بیقراری افعی گزیده می ماند
جهان شد ست سلیمان شکوه ظل الله | گردون نقش بغلام خریده می ماند

ز پا فتادنِ انشا دوست دادنِ وصل
به اوفتادنِ منزل رسیده می ماند

کج و واکج نشستنش نگرید | وضع شمشیر بستنش نگرید
شور انگند ساقی اندر بزم | طرز ساغر شکستنش نگرید
دلم آزاد شد ز قید خودی | مرحبا باز رستنش نگرید
ناخن غم جگر خراش تراست | دوستان سینه خستنش نگرید

پاے کوبان بوجد رفت انشا
اندرین حال جستنش نگرید

بوانم که عمرے با دوستان بسر برد | | باهرکسے که در خورد خوشه همیان بسر برد

گاہے بسومنات وگاہے بہ مسجد آمد — گاہے بطوف بطحی باز ایران بسر برد
گرفی المثل عدو بردیا بار نیکو بود — یکسان بوضع و بجو با ہمگنان بسر برد
یکچند در کلیسا چو حنا ببر کشیده — بنشست با قسیسین با راہبان بسر برد
موسی صفت گہے ماند مشغول بے نوائے — در خیل گوسفندان ہمچون شبان بسر برد
چندے بوجد و مستی در عشق و مے پرستی — طے کرده راه ہستی با این و آن بسر برد
با این ہمہ علوم و فضل و کمال ذاتی — با رند مشربان و آزادگان بسر برد
خواہی کہ سرفرازی یابی ز بی نیازی — باید کہ خود بسازی تا میتوان بسر برد

باید بسر نمودن اوقات زندگانی
زانسان کہ میر انشا اللہ خان بسر برد

عشق از کجاست حوصلہ ام در نمی رسد — ہیچم کنون بخاطر احقر نمی رسد
بر دوش دود آه بفلک میتوان رسید — جائیکہ جبرئیل بشہپر نمی رسد
زیر فلک نہ ابر ہویدا شود نہ برق — تا دود آہ ستم از دل مضطر نمی رسد
بارے چہ پیش آمدت امروز ساقیا — با من ہنوز دوره ساغر نمی رسد
ما ہم آنکہ با قطرات سرشک با — الماس و لعل و زیدۂ گوہر نمی رسد
سعی و تلاش این ہمہ اے خواجہ بہر چیست — آیا ہر آنچہ ہست مقدر نمی رسد

انشا ذکر بمدح کسے چیز گے بگو
کش ماه نو بہ نعل نگاور نمی رسد

عرش اعلی بہ پایۂ حیدر نمی رسد — چرخ برین برتبۂ قنبر نمی رسد
جائیکہ بود باش گدایان این دراست — وہم و خیال خضر و سکندر نمی رسد
آنرا کہ ہست داغ غلامیش بر جبین — با شان و شوکتش شہ خاور نمی رسد
تا ارتفاع کنگرۂ کاخ فضل او — طاؤس تاج گنبد اخضر نمی رسد
جائے مسیح گرچہ بود چرخ چارمی — حقا کہ تا مقام ابوذر نمی رسد
ازدیو و زال ہیچ حکایت مکن کہ او — ہرگز بگرد مالک اشتر نمی رسد

ساغر بکف در آید و گوید بوقت نزع — پنداشتی که ساقی کوثر نمی رسد

انشا فدای مقدم آقای خود کرد
جائی رسد که هیچ برادر نمی شد

عاشق سبز رنگ باید شد — متلذذ ز ننگ باید شد
هرچه پیش آیدت از و خوش باش — از برای ز تنگ باید شد
این قدر خاموشی برای چه چیز — جان من شوخ و شنگ باید شد
ای بادهٔ مثال آئینه دل — صاف از لوث زنگ باید شد

اگر مرید جنون شدی انشا
فارغ از نام و ننگ باید شد

محققانه فغانم چو نعرهٔ حق زد — مسیح بر فلک چارمین معلق زد
فغای عشق تحمل چو زره سپر گردید — جنون ز فرط غضب نعره اش برق زد
درون میکده باز آمد آنکه تائب بود — شراب ناب جگر با شکوه رونق زد
سرکه خاک ره بوتراب شد به نجف — هزار طعنه بر اوضاع چرخ ازرق زد

بجمع شعرا دوش بود انشا هم
در اختلاط عجب حرفهای مغلق زد

هر دل دیوانه من سنگ نگیرید — یاران بگذارید و وگر ننگ نگیرید
تا نکهت گل عذر رس شمه باشد — زنهار ز بوی قدح بنگ نگیرید
ای زمزمه سنجان چمن غوره بیجا — بر نغمهٔ مرغان خوش آهنگ نگیرید
با نیمه نیرنگ جهان رنگ ندارد — ای ساده دلان آتش این رنگ نگیرید

در بارهٔ انشا که جگر و جان ندارد
ای ترک وشان تیغ پی جنگ نگیرید

نگاهت رنگ مستی بر در میخانه می ریزد — باندازی که صهبا از لب پیمانه می ریزد
ز آه شعله سانم الحذر گو دیدگان آتش — بیکدم آبروی برق بیتابانه می ریزد

تو خود واقف نهٔ زین ماجرا هر گز چه میدانی — که خون بیگناهان نرگس مستانه می ریزد

همین چشمک که برق شعله خیزش خوشه چین باشد — بنای خانمان صبر ای جانانه می ریزد

بیاد آن حریفانی که رفتند از جهان ساقی — نخستین جرعه بر خاک بی باکانه می ریزد

روانم ملتهب تا از فروغ شمع حسنت شد — بجای گل به بالینم پر پروانه می ریزد

نکردی چشم تر ای بی مروت آشنای من — سرشک از دیده زین رو داد هر بیگانه می ریزد

بجای آبپاشی می فشاند نور عرفان را — برهمن زاده طرح تازه در میخانه می ریزد

ندارم بیش ازین طاقت مگو احوال خود انشا
مرا خون جگر از چشم این افسانه می ریزد

هیچ چیزم بغیر درد نماند — جز لب خشک و رنگ زرد نماند

حیف وامانده ایم قافله شد — اثری از نشان گرد نماند

هادی و خضر ره درین وادی — که توان پیرویش کرد نماند

باکه سازیم عزم هم سفری — کاندرین راه ره نورد نماند

آنچنان کرد چرخ کج رفتار — که نشانی ز نام مرد نماند

تا بکی عشق ورزی ای انشا
در جگر هسم که آه سرد نماند

راهی بچرخ آه دل دردمند شد — بشکست شیشه و نه صدا بلند شد

ایضاً

ترک من نیزه دقن چونکه تبر می گیرد — دستهٔ چوب به از سبب ثمر میگیرد

برق یومیه ز من مشت شرر میگیرد — ابر بخواه ازین دودهٔ جگر می گیرد

هیچ در وصل آرام ندارد آرام — شب عشاق گریبان سحر می گیرد

آدم آدم بهم آمیخت اگر عیب شد — چونکه پیوند شجر هم ز شجر می گیرد

بی محل جوهر ذاتی نه رسد هیچ فروغ — قطره در بطن صدف شکل گهر می گیرد

هر که در موج گل و لاله در آید مثال — تا نگه کار کند دست بسر می گیرد

نشکند توبهٔ چل ساله گر انشا چه کند
دخت رز ها نه همان دامن تو میگیرد

گر عشق زعفران صفت چهره زرد کرد — چون دو چراغ همی سر درست هر چه کرد کرد
ای دالهٔ تو تند کرده آه سرد کرد — موج نسیم عنبر اوراق ورد کرد
هرچند جور با فلک هرزه گرد کرد — هیچش مگو برای خدا هر چه کرد کرد
از شوخی نگاه تو ای حور وش مرا — در سینه دل طپید بجائے که درد کرد
بیدل مشو که چارهٔ احکام خود کنند — آن کس که خلق مائده حسرت بر کرد
چون عشق یار سر زده از پرده سر کشید — بازار گرم جوشی ز باد سرد کرد
پیچید گرد باد و فگندش بکوه قاف — عنبر آنکه شکوهٔ من صحرا نورد کرد
ای خواجه ریش وار زنی بیش نیستی — بود است چیز آنکه بتر انام مرد کرد

انشا فدای آنکه ز تحریر برق و ابر
بر لوح چرخ کار زر لاجورد کرد

جشن شاهانه باقبال مبارک باشد — ثروت و حشمت و اجلال مبارک باشد
یوم میلاد حسین است ترا روز جلوس — لله الحمد که این فال مبارک باشد
این سعادت علی عالی اعلی داد است — اے خوشا وقت و خوشا حال مبارک باشد
در حضور آمدن اهل نشاط از چپ و راست — اے مه آئینه تمثال مبارک باشد
ناظم الملک فلک رتبه و هم قدر ترا — دولت و مملکت و مال مبارک باشد
خضر و الیاس شب و روز ترا می گویند — حاصل مزرعهٔ آمال مبارک باشد

عشرت و جشن جلوس و طرب انشا الله
این همه تا صد و شصت سال مبارک باشد

مقتضای کلوا واشربوا از بزم حضور — بیار نقل بده ساقیا شراب طهور
قال نست من آیات ربه الکبرے — مدام چشم بد از روے چون تو باد ا دور
برافسرده نشینی بگفتهٔ واعظ — مترس جام بده ان ربنا لغفور

قتادہ عکس رخت بر صبوحے و دیدم ... نوشتہ بر ورق آفتاب سورۂ نور

کلیم وار مکن بیخود از تجلی خویشم ... بے من وادی ایمن بیاد جلوۂ طور

بروح ساقی کوثر کہ کاتب ازلی ... نوشتہ بر لب جام ان سبیکہ مشکور

گر بفرق خویش وارد از مرصع شاہ چتر ... بس بود بر سر گدایان راز مداہ چتر

باقشون آہوان فرمود تا جشن جلوس ... بید مجنون شد برائے قیس عالیجاہ چتر

ہر سحر گہ شاہ خاور پیش کش می آورد ... در حضورت اے سلیمان شاہ ظل اللہ چتر

جز جنابت دعویٰ شاہی نماید ار کسے ... دود داغ سینہ باشد بہر آن بدخواہ چتر

سید انشا ابر گوہر بار بالمعان نور ... می رساند بہرستان گاہ تخت و گاہ چتر

خودت ار بیان نسازی بصبات پرسم آخر ... بگوائے نسیم الفت ز کجات پرسم آخر

چک و چانہ چنینے حیرت من ندارد ... کہ رسم بکنہ ذاتت بصفات پرسم آخر

ز چہ نور ساختندت کہ بعقل می نگنجے ... بہ نشیمن تجلی بصفیات پرسم آخر

تو کدام بعتے اے بت دلفریب آدم ... ق ... بروم حضور لات و منات پرسم آخر

پس ازان طرف بگردم بکلیسہائے راہب ... ہم از و برائے رفع خطرات پرسم آخر

چو جواب خود نیابم من ازان میان پس انگہ ... بحریم کبریائے بجدات پرسم آخر

بمقام کربلا و بہ نجف رسم از آنجا ... کہ علاج درد خود با حضرت پرسم آخر

بہ ابو علی سینا برسان پیام انشا ... کہ بیا بیا مقامے ز شفات پرسم آخر

کج و ان کج نگہ و چین جبین بہر چہ چیز ... اے بفرمان شلائین تو این بہر چہ چیز

ظاہر اول شدہ نیم شبے آ بے رزد ... ورنہ جنبید ز جا عرش برین بہر چہ چیز

اے حدی خوان مگر این وادی نجد است ازینہ ... می کشد آہ حزین ناقہ نشین بہر چہ چیز

می نمائی ز در مہر و محبت گاہے ... وز برائے چہ چرا از چہ چنین بہر چہ چیز

سیّد انشا که بود بندهٔ خاصت با او
این همه بغض چرا این همه کین بهر چه چیز

ده چه بنگی زدم که هیچ مپرس — سبزه رنگی زدم که هیچ مپرس
بر سر جوشن فلک از آه — چه خدنگی زدم که هیچ مپرس
دے بہن قهر کرد و گفت بغیر — سخت جنگی زدم که هیچ مپرس
شد تهی خوان نعمت الوان — طرفه جنگی زدم که هیچ مپرس

حال انشا چو کوه کن پرسید
سر به سنگی زدم که هیچ مپرس

از طوفِ حرم یافته اند اهل فرادیس — ماهیت جبرئیل و سراپردهٔ تقدیس
عمده زوّار ترا دست ببوسند — الیاس و عزیز و خضر و موسیٰ و جرجیس
از حضرت مداح تو معروض کند خلق — آنی که خراج آیدت از ارمن و تفلیس
از شعشعهٔ نورِ تو دریوزه نمایند — خورشید جهانتاب و مه و زهره و برجیس
احکام رسد گر به عطارد که از انوار — ق — اوصاف جوانمردی حیدر همه بنویس
یک شمّه ازان جمله نوشتن نتواند — گو سدره شود خامه و افلاک قراطیس

از نشر ریاحین چنین منقبت انشا
بر بام فلک وجد کند عیسی و ادریس

هان اے سپهر اهلِ ولا را بداغ کش — تا گویدت زمانه که هستی چراغ کش
مردم ز فرط تشنگی باده ساقیا — گر مے کشیم آه بدو را ایاغ کش
کشتن میان شارع عام صلاح نیست — گر مے کشی بیا و بکش با فراغ کش
تنها ببر کشیده وے شب بکنج کے — آنگاه در تراکم اشجار باغ کش

کشتی چرا تو سیّد انشاے مست را
اے ترک شوخ شاعر عالی دماغ کش

از دولت اشکم در چکد در دیده ها گرداندمش — این طفل شوخی می نمود آهی نه دم نرساندمش

تا نگذرد دیگرے در وہم و فہم و ہوش من
خوشوقت و خوش گذراند اوقات خود گاہی اگر
با روح مجنون دے سحر در خوردہ بودم اے جنون
جوی مشامم بوے گل آورد تا باد سحر
عربلہا آغاز کرد امشب کہ آن مطرب پسر

چون مردمک در دیدہ ہا آوردم و بنشاندمش
گر زالم یا دامنم آلودہ شد افشاندمش
بنیاد غوغا کردم و خیلے بخود لرزاندمش
مہلا محل تگذاشتم شستنک دم بر اندمش
بخشیدمش من مال و زر یکبارگی در راندمش

گر دیدنش داری ہوس انشا نہان در خانہ شو
آن شوخ حالا میرسد جانت کہ مہمان خود اندمش

ہزار غمزہ بقربان ہر نگہ ہستش
چہ دولت است کہ امروز دست داد مرا
ولیکہ بود مرا ز آبگینہ نازک تر
بجز احتیاج کہ محکوم ساخت عاشق را

چہ آفت است ندانیم چشم بدمستش
کہ دست چون من مسکین رسید در دستش
کدام سنگدل از سنگ جور بشکستش
نگون کہ کرد سرش را دستہا بستش

براہ میکدہ دیدیم دوش انشا را
سیاہ مست و می آشام شیشہ در دستش

تو نگوئی بیا در زر دگر ساغر بنوش
بگذر از بیہودہ گوئی در دسر کم کن دگر
ایکہ بردی ناگہان در عالم حیرت مرا
مشرب رندانہ داری اگر جامے بیار

انچہ بجز رکت جہنم بحرمہ اے می فروش
بہر این ریش و رازت ایہا الناصح خموش
باش چندانی دگر آغا کہ بازآیم بہوش
کاین زمان پیر طریقت جنگ میدرد بدوش

محفل مخصوص جناب انشا بودہ است
این فصاحت این بلاغت اینہمہ جوش و خروش

باشکوہ زحال تباہی نکردہ ایم
صیاد یک نفس قفس اندر چمن گذار
اے آتش گل این ہمہ تہدید بہر چیست
پیچیدہ ایم شانہ صفت زلف یار را

خون گشتہ ایم و نالہ و آہی نکردہ ایم
با عندلیب زمزمہ گاہے نکردہ ایم
مان آشیان بزیر گیاہے نکردہ ایم
اندیشہ از روز سیاہی نکردہ ایم

باز رنگ کهربائی خود قانع ایم وبس	باکس سماجت پیه کاہے نکرده ایم
ے کرده ایم داوے عشق پری رخان	هرگز قرار بر لب چاہے نکرده ایم
شدند تی که ماندهٔ زندان فرقتیم	نظارهٔ تو بر سر راہے نکرده ایم
تا بوده ایم خود بهمین حال بوده ایم	هرگز تلاش حشمت و جاہے نکرده ایم
ظلمت فراق بساطے فگنده است	ما هیچ سیر در شب ماہے نکرده ایم
دریا نیم حوصلات بگذرای حباب	مان چون تو سرکشی بکلاه نکرده ایم
ما را نا تمام گرفته است عالمے	آقا سرت که هیچ گناہے نکرده ایم

انشا بجز جناب سلیمان شکوهٔ خویش
در روزگار خدمت شاهی نکرده ایم

دارد شوخ شنگی داد بیدادی که من دارم	خراب از لطف معمار خرابه آبادی که من دارم
بجز حسرت و درد و فغان و آه و آشو قا	ندارد هیچ چیزے وحشت آبادی که من دارم
می گیرم ز بیتابی زیادت دور می خوانم	نیاموزد مرا جز عشق استادی که من دارم
شنیدم با ارسطو یکشبے می گفت اسکندر	حباب آسا بود بر باد بنیادی که من دارم

ز افسون نگاه نرگس سحر آفرین انشا
مرا دیوانه میسازد پریزادی که من دارم

ق

بالله که سخت بیقرارم	امروز بسر نمی گذارم
تا چند کشیم از تغافل	من هم آخر امید وارم
گردید دلم هزار پاره	طاقت زین بیشتر ندارم
باور اگرت نباشد اینک	چنگے زنم و برونش آرم
باز هد و ورع چه کار ساقی	رندم مستم شراب خوارم
ساقی قدحے حوالتم کن	بیتاب فتاده در خمارم

انشا الله نام انشا
گرهست ترا بدست آرم

حسرت آلود آهکی دارم — زخمگی از نگاهکی دارم
دشت فرسای منزل عشقم — حالیا رو براهکی دارم
حسب ظاهر اگر گدا شده ام — جایهٔ بادشاهکی دارم
روز کی می نمایمت بنگر — شوخ کی کج کلاهکی دارم

بحضورش رهم چه سان انشا
کانفعال گناهکی دارم

راز نه نهفت بلبلی می دانم — غنچه بشگفت بلبلی می دانم
زانچه در حضرت او کردم عرض — هیچ نه شنفت بلبلی می دانم
نوش جان گشت مرا بادهٔ عشق — بود این مفت بلبلی می دانم
گره از زلف چو وا کرد صبا — خود برآشفت بلبلی می دانم
گفتمش درد دلم می دانی — شوخ من گفت بلبلی می دانم

سید انشا غزلی تازه نوشت
گهری سفت بلبلی می دانم

شرکت زمرهٔ میخوار کنم یا نکنم — نوبهار است من این کار کنم یا نکنم
لذت لغزش مستانه زجا کی بودم — رغبت خانهٔ خمار کنم یا نکنم
گریه عالم مستی که بحدی کم بود — حالیا خندهٔ بسیار کنم یا نکنم
ساقی بزم کنون ساغری میدهدم — مصلحت چیست من انکار کنم یا نکنم
آه چون برق شرربار کشم یا نکشم — گریه چون ابر گهربار کنم یا نکنم
دوستان مشوره آیا چه بود باید گفت — سیر بازار دگربار کنم یا نکنم
رهن می خرقهٔ سالوس حریفان بردند — نظر الحال بدستار کنم یا نکنم
اینکه گفتی چه قدر ها که مرا می خواهی — من حیرت زده اقرار کنم یا نکنم
او بخواب است و من از دل شده بر بالینش — اندرین فکر که بیدار کنم یا نکنم

آنکه می گویدم انشا بشکن توبهٔ نیاز

چکنم خاطر آن یار کشیده نتیم(?)

هرچند از جواهر و اعراض عالمیم — تلمیذ خاص مبدع فیاض عالمیم
از بهر قطع ساختن از ماسوای دوست — چون لائے نہی صورت مقراض عالمیم
اغراض شان بری بود از اصل مدعا — پیوسته در تحیر از اغراض عالمیم
تعظیم ما اگر نکنی خاک بر سرت — غوث و سیدیم و عالم و مرتاض عالمیم
عظم و شهوق لین شرایین اهل دهر — از ما نهفته نیست که نباض عالمیم

انشا ز لطف و شفقت بیمار کربلا
صد شکر ایمن از همه امراض عالمیم

بچرخ چارم آوا میرسانم — فغان را تا مسیحا میرسانم
بدل جوش تمنا میرسانم — درین یک قطره دریا میرسانم
موحد فطرتم مصداق کل را — بهر افراد و اجزا میرسانم
درآییم به سر طور تجلی — ید بیضا به موسی میرسانم
سلام شوق از مولودن دهر — برهبان کلیسا میرسانم
منم آن رند کاندر حشر خود را — ق — پی سیر و تماشا میرسانم
میان جام خورشید قیامت — شراب روح افزا میرسانم
دو صد تصنیف در یک طرفة العین — بیان ژند و وستا میرسانم
کشم محبوب اصلی را در آغوش — توسل از تولا میرسانم
بجام خویش از مینای وحدت — فروغ نور صهبا میرسانم

جز این مستانه انشائی نگفت
چو صنعان عشق سودا میرسانم

انوار حق در انسان دیدم ندیده بودم — چیزے که من ز خوبان دیدم ندیده بودم
زانسان که من جنون را با صورت مهیبے — در سایهٔ مغیلان دیدم ندیده بودم
صد شکوه از عزیزان دارم که هیچ گاہے — بالله آنچه زایشان دیدم ندیده بودم

رو بیعت عرق فشان شد دل گفتا
در جرم مہر تابان دیدم ندیدہ بودم

هیچ کہ در زمانہ تو قبر اہل دانش
در محفل سلیمان دیدم ندیدہ بودم

اے قبلہ سید انشا وے شب شراب منیر
او را بہ بزم مستان دیدم ندیدہ بودم

اکثر بہ مور مستان دیدم ولے نگویم
اعجازہا از ایشان دیدم ولے نگویم

دوری کہ از ولم خاست اے عشق اندرونش
لمعات عرش رحمان دیدم ولے نگویم

داغی کہ بر جگر بود امشب فروغ آنرا
چون قرص ماہ تابان دیدم ولے نگویم

بامن خبر چہ پرسی از روح پاک مجنون
او را درین بیابان دیدم ولے نگویم

سر بر فلک کشیدہ چون برق شعلہ ہا را
با گرد باد پیچان دیدم ولے نگویم

میرفت ای حدی خوان جمازہ در مغیلان
جائیکہ گشت پنہان دیدم ولے نگویم

چون می نہ زید انشا افشای راز گردون
اسرار اہل عرفان دیدم ولے نگویم

تا طرف بادہ نگہ می کنیم
در شب آدینہ گنہ می کنیم

بے رخ او چادر مہتاب را
تخت بہم بر زدہ تہ می کنیم

مے کشمش تا کہ در آغوش تنگ
کج چو شہان طرف کلہ می کنیم

می زنم این منکہ فقیرانہ دم
اے بخدا خاطر شہ می کنیم

ابر سیہ گویدم انشا کہ من
رو قدے دو صد تو بہ سیہ می کنیم

شوخ محبوب ترا می دانم
از ہمہ خوب ترا می دانم

آتش افروختہ در عالم
اے پر آشوب ترا می دانم

بہ قدرت این ہمہ اے سرو منار
لعبت چوب ترا می دانم

اے دل اندر غمش از خواہی گریہ
مہر ایوب ترا می دانم

گفتش من ز غلامان توام
گفت من خوب ترا می دانم

سالک راه تو ای انشا
ست و مجذوب ترا می دانم

بر نقد ... قطع از آن ماه پاره هم
... دری تو و گوشواره هم
... سوختگان محبت
بودی به بزم غیر نه گردی بسوی من
... هر که حسن تو در خواب دیده است
... بدل سخت جا نگرد
زار و نحیف و واله خود را بدید قرار
... از ساغر شاهد نبوده ام
... ماهتاب زجاجی بر بزم ما
... جلوه خودم از در رهیچو ماه
... نصیحت ... تحصیل حاصل است

در فال منع آمده در استخاره هم
قرص مهم عدد شد و دشمن ستاره هم
کم قدر گشت شعله برق از شراره هم
ای بی‌وفا بگوشه چشمی اشاره هم
دارد خیال اینکه به بیند دوباره هم
می گشت آب بودی اگر سنگ خاره هم
روزی بکار آیدت این هیچکاره هم
پوشیده کردم این عمل و آشکاره هم
گشت است آمد آمد فوج ستاره هم
سن در گذشتم از نگه و از اشاره هم
می‌داند این قدر بچه شیرخواره هم

انشا بگو براے چه تشویش و یاس نیست
آن کس که درد داد کند فکر چاره هم

... این دعا پیوسته باشد هر زمان
... ملک هفت اقلیم را از کن عطا
... سلیمان جهان را با شکوه سلطنت
... رواج دین و اسلام شریعت هم شود
... آیدش شیراز و داغستان و ری
... النهر طغیان زان و بسطام و حلب
... استنبول و قسطنطنیه در روس و نیبا
... فرغانه ناطق روم و تبریز و یمن

کای کریم مطلق و ای تکیه گاه بیکسان
تا بگیرد طوس و بغداد و هرات و دامغان
زود تر فرما مسلط مهر و دفع کافران
منهدم گردد بنای کفر از هندوستان
روم و شام و مصر و خوارزم عراق و بنگاله
دستر آباد و دمشق و غزنه و مازندران
دشت قبچاق و زنگ و اردبیل و قیروان
هر زمان و اسکندریه گنجه و جرباد غان

خیبر و بدر و احد و ذوالکفل و بصره ماریه
یثرب و بطحی و جده مخمر و شهرزمان

قنبره کروال و عین الشمس و سقه کاشمر
موصل و سنجار دور اندر روس و گردان

اقطط مغراد و صنعا صوْرت و مرباط و دستم
بغداد و کوفه سامره طمغاج و غور و قیروان

دہلی و بنگاله و قنوج و کوزه سومنات
مرشد آباد و بہار و مالدہ ہندوستان

ربع مسکونش شود زیر نگین اے کارساز
تا بکوه بوقبیس و قاف و جبل و طیلسان

خانه زاد او بملک و حشمت و جاه و سپاه
باشد اندر دہر چون اسکندر صاحبقران

نظم و نسق حکم او از شرق باشد تا بغرب
سایه اکلیل او باشد بر اوج کہکشان

جا کے ہر امرا او شاه نجف باد ابد ہر
باد تا روز جزا ایشان جاه و حشمت توامان

روز و شب انشا ہمین خواند ز فضل کردگار
دشمنانش پائمال و شاد جان دوستان

ای اشک شعله ریز بہر تار آستین
روشن نما چراغ شب تار آستین

سیلاب دیده با نفس آتشین من
چون اژدہا کشیده سر از غار آستین

باد زمانه کرد بردے چراغ عقل
مے کرد لطمه نفسم کار آستین

دامان آستین نگذارد ز دست خویش
کین شور گریه ہست نمک خوار آستین

شوریدگان ز بسکه دریدند در سماع
در کوئے تست ہر طرف انبار آستین

تا من بیاد زلف سیاہش گریستم
گردید موج اشک خودم مار آستین

انشا مپرس ہیچ ز نازک مزاجیم
شد نیم قطره اشک مرا بار آستین

ای جنون باش اضطراب مکن
ملکن ای خانمان خراب مکن

آمدی گر بقتل غمزه دو
بنشین این قدر شتاب مکن

طرف خود ببین و تیغ بکش
بر غلام خود عتاب مکن

و بار قیبان دگر شراب مخور
آه ازین آتشم کباب مکن

جمع و طاعے مرزن خویش انشا

زهره طفل اشک آب مکن

دوده بسته ره در گرفت آه جگر خراش من — گشت مقام جبرئیل مسکن بود و باش من

حضرت عشق بهر م می نشوی برای چه — آه کجا شدی توای مرشد جمیل تاش من

برهمنان ز کعبه رفت سوی کلیسای دیر — رفت جنون کجا کجا در صدد تلاش من

نکهت جام باده چیست غور رس دماغ روح — تازه کن مشام جان موجب انتعاش من

بگذرد از بجا طرم میل صنم پرستی آه — کیست بجز خیال دوست آذر بت تراش من

دوش بحضرت مسیح گفت شعاع آفتاب — هست جلال سطوتش باعث ارتعاش من

ایضاً

در پری خانه آئینه گرفتار مشو — بی خبر باش ز خود هیچ خبردار مشو

رخت از بهر تفرج بدر صومعه کش — اینقدر معتکف خانه خمار مشو

هیچ و پوچ است غلامی که بفروشندش — گر همه یوسف مصر است خریدار مشو

رحم بر سخته احوال بنی آدم کن — اینهمه ترک مشو اینهمه خونخوار مشو

دست بر دامن گل گر زده ای انشا
متردد گر از سرزنش خار مشو

ای ستم بنیاد کردی تا کجا ها این همه — بر سرا چون من گدائی پادشاها این همه

سوی مسکینان نمی بینی و میرانی سمند — نخوت و کبر و تکبر پادشاها این همه

آبشار خون کنون میریزدم از چشمها — شد ز دست الفت غفلت پناها این همه

تا بکی در عشقت از فرط تأسف سر کنم — دل فگارا ثم آها ثم آها این همه

حسرت و حرمان و یاس و وحشت و رنج و محن — از برای چون من یک کس الها این همه

می نخوانی سید انشا چرا در کربلا
غفلت از بهر چه باشد قبله گاها این همه

اندرین موسم باران و هوای خنکی — ز دل باده بود نعمت ادای خنکی

ساقیا جام می از دست خودم ده که شود — گرمیش معتدل از رنگ خنای خنکی

منع از غلغلۂ خویش جنون می کندم
مردم از گرمیٔ دل کاش پیشتر شودم

ناصح مرد کہ ہمسر زدہ در اے خبرا
کوزہ بر فی نہ جام مے و جائے خبرا

گوش بر جستن فوارہ نہ و چادر آب
بکش انشا دم سردی بصدائے نسکے

میکشی با چنگ و نی اے کافرائے — آخر این ہا تابکے اے کافرائے
در سخاوت می شماری خویش را — قبلہ گاہ قوم کے ایکا فرائے
می زنی با شوخی و ملّا زیت — جامہ ہائے پے بہ پے ایکافرائے
می کنی آلودہ ریش خویش را — دمبدم از دود می ایکافرائے
من نہ چون مجنون شوم در عشق تو — گو بیابت لیلائے حی ایکافرائے
کج نمودی چون کلہ انکاشتے — خویش را کاؤس کے ایکافرائے
غلغلہ از خوبیت افتادہ است — در خجند و مصروری ایکافرائے
آخر از دہشت اُردئے بہشت — رفتی اے ہنگام دے ایکافرائے

کشتی و ایمان انشا بردے آہ
ظالم اے سفاک آ اے کافرائے

دشت زنگارے و ابر است و ہوا سیمابی — ہمت اے برق وش امروز مرا بیتابی
گریہ بگذاشت کہ امشب دمکے آسایم — آہ ازین عالم تنہائے و زین بیخوابی
شکر اے داغ غم عشق کہ در صحن چمن — چشم بد دور تو چون قمری قمر بے تابی
از چہ شفتالوئے نوشش نکند جان تازہ — بہ نیلیش زقن و ہر دو لب عنابی
بسراپائے تو اے ابر چہ خوش می زیبد — این کلاہ شفقی رنگ و قبائے آبی

حبذا نطق و ثنائے کہ بود انشا را
رشک می بردازو میشد اگر فارابی

آشنا نیستی از نالۂ شبگیر کسے — این ہمہ ہرچہ چیز است چہ تقصیر کسے
سالہا شد کہ من از عشق گریزان بودم — آمدم بار دگر سر زدہ در گیر کسے

...نم بربستہ کنون محو تماشش باشم
...ای دیگر بروای عشق بہر گم آغا
کہ بود پیش نظر نقشہ تصویر کسے
مشو از بہر خدا منت گلوگیر کسے

میرزا یا تری ای چہ نشینی ان
یادت آید مگر آن تیغہ شمشیر کسے

وای اے شوخ جلوہ گر رفتی
چشمک برق بودہ کہ چنین
بہ می آمیت در روغ دروغ
لفف شب میر وہی او تاغ خودت
جای ناگرم کردہ در رفتی
طرفۃ العین از نظر رفتے
تو کہ رفتی بلے دگر رفتے
بازکے آمدی اگر رفتے

از براے چہ خاموشی ان
وگر از خویشتن مگر رفتے

بے دردتا سنے نہ دارے
افسردہ دلیست آنقدر ہاست
اے وای بنا ہیست چہ شاہی
پس ہیچ تکلفے نہ داری
یعقوب بے دیو سنے نہ داری
در ملک تصرفی نہ داری

در میخورے آنچنان بہ ان
گویا کہ تعارفے نہ دارے

...مژگانش قہر و چشم خونریز است پندارے
...ری خوان رفت از خود ناقۂ لیلی بوجد آمد
...براشد از ان برق نگاہ آئین زردشتی
نہان در نیستان نیزہ ہنگیز است پندارے
نسیم تر مجنون وحشت انگیز است پندارے
دو چشمش ہمسر کردار پرویز است پندارے

بہ تبدیل قوافی ہمچنان اشعار خوان انشا
کہ ہر مصرع عشق موج تسخیر است پندارے

...ابرو خال را یک بطاخلاص است پنداری
...دود آہم بہ ہجوم داغ مے نازد
...گنج لیش عیش دو گانی چند برگردون
کمان در قبضۂ سعد ابن وقاص است پندارے
بعینہ جلوۂ طاؤس رقاص ست پندارے
ہجوم اختران بالمرہ افراس است پندارے

نکہ وز دیدہ ہمن با عوام الناس راہی شد | ہمین بے شفقتی ہا شفقت خاص است اپندار یکہ

بے تفرج در بحر ہزج چون غوطہ زد انشا
در معنی برون آورد غواص است بند آرے

دارد آہ جگرم درد نہانی در پے | کہ از آن دود بود سوختہ جانی در پے
آنکہ داد است خدا طالع بیدار بخواب | چشم یکتا کہ بود خواب گرانی در پے
احمقا او نبود ہیچ بالطوارہ جہان | ہمہ را ہست بہاری خزانی در پے
اے بقربان خدائی کہ بود در احسانش | پای ہر مخمصہ راہ روے نہانی در پے
قطع لسانی من شمع صفت کس نکند | گر تراشند زبان ہست زبانی در پے
اے خوشا لیلی گم شہرہ کہ دایم بودش | مرد دیوانہ بے نام و نشانے در پے

بسر افتادہ مرا شعلہ سخت انشا
گشت پیرانہ سرم عشق جوانی در پے

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایہا المحمود یا رب الفلق — انت خلاق السحاب و الشفق

بسمک المحمود یا ذا الرحمۃ — یا مغیثے یا مقیل العثرۃ

نج قلبی من معضلات الفتن — اعف عنی رحمۃ یا ذا المنن

قد سالنا منک خوف العابدین — یا رجائی ہب لنا صدق الیقین

منک ارجو منک الہی یا ودود — سوی خود راہم بنما از فیض جود

بار الہا ہمت مردانہ بخش — فوق ہم از دیدار صاحب خانہ بخش

ربنا انزل علینا مائدہ — تو کہ بیند چشم و ردہم فائدہ

ابتغی من قدرۃ اللہ الجواد — الذی اوحی الی خیر العباد

ان یرانی کشف جلباب الستور — ثم یسقی الراح من کاس الطہور

نحن لا نشکو من اللہ الکریم — نشکر الرحمن بالمن الجسیم

حیث غذانا باقسام النعیم — حیث ربانا بایجاد الکریم

اہدنی رب طریق المصطفے — ثم شرفنی بحب المرتضے

فی الخطاب الی الساقی والخمر واشتعال النیران فی الجمر وتفریح المزاج بحکایات لیلة المعراج

ایها الساقی بکاسات الرحیق + هی انی المشتاق کالبدر الرفیق
سورهٔ والنجم مے جوشد ز دل + نیست از نطق و ہوا رو ہم خجل
ساغر خیر ملیم داده این افق + وا رہانم از عطا و از نتق +
نیست این کوزه می اے ز بادرس + دیگرم مپسند در دام ہوس
تو شدید القوی ذو مرة وش + اعطنی کاساً لطیفاً للعطش
مژدهٔ در گوش کن از ما سوا + تا رہم از قید انواع ہوا
اینک اے الفت من و ہنگام وصل + بعد ازین باہم نماند ہیچ فصل
از دنی سوے تدلی راه جو + قاب قوسین ست او ادنیٰ بگو
من عبید تو فاوحی ساز کن + تا بما اوحی بخوان و ناز کن
چہرہ خود آن مظہر احسان وجود + در راه ترتقا اخضری کشود
جنت الماوے بود ہمسایہ ات + انقدر خود گشت برتر پایہ ات
وہ شراب دیگرم از فرط جوش + تا بزیر سدرہ آیم پرخروش
انت الاکباد فی ہجر الحبیب + تحتنی عونا من النار اللہیب
تا مجبت قول یغشی السدرہ خواند + ہیچ از اسرار ما نقشے نماند +
مرحبا ای عشق شوخ فتنه گر + با لطفے خواندیم و مازاغ البصر
ہزت النیران وازداد الامل + قم ولا تمہل لقد لاح الشعل
من فدا ے خاک پایت اے حبیب + قسمت چیزے بجز دانم نصیب
در چنین جاہا لے بیے درد و رنج + مرد باید تا خورد شیر و برنج
ورنہ این شیر و برنج بگزر و زور + می برد عقل و شعور و ہوش و نور
در دو افشا سورة النجم کن + بر منات و لات و عزی رجم کن

فی ذم الفقہاء و اہل الریا و تحریضہم الی منازل اہل النہی

ایہا المشغول فی فکر العیال — قم دلا تحزن وطب عندی مقال
ایہا المطرود عن باب الہدا — تا کجا سرمست نباید از خدا
چند آمیزی باین ناسوتیان — ہامی و ہوی گوی چون لاہوتیان
زخمہ بر ساز جگر زن از خروش — تا بیابد نور عرفانت بجوش
عاشقان را خود مجاز دیگر است — وجد و ذوق و اشتیاق دیگر است
چند باشی در پئے فکر معاش — مشت خاکے ریز بر فرق تلاش
ایہا المصروف فی لوث الریا — بشنو انشا گوش کن بگذر زیا
ای فقیہ یاوہ پیما بو الفضول — چند گوئی اے فروع و از اصول
عیشت در بند اخذ و جر مدام — خوشتن را کردہ ای آماج ملام
ز پئے جلب منافع چہل سال — گشتہ ز اہل دغل خشیے بمال
مرشدت شیطان فگندہ این وسوسہ — درس تا گوئی میان مدرسہ
از شرائع وز ہدایہ اے فقیہ — چند باشی خرب شیطان را شبیہ
صاف زین عمامہ و تحت الحنک — می چکد یکسر ریای بے نمک
زین عبای سوف کشتی مسخرہ — می نمائی در نظر چون شپرہ
لست یا خفاش من اہل الوقار — لا تری شمسا و لا ضوء النہار
روز روشن را شمارے تیرہ شب — از حجب مطلق نہ بینی نور رب
گر شوی وارد میان محفلے — بر خوری با عارفی صاحبدلے
چشم را در جنبش آری از ریا — تا کنی اظہار زہد و اتقا
چہرہ را پیوستہ داری سرخ رنگ — میکنی راہ نفس بر خویش تنگ
صوفیان بگذر ازین قال و مقال — میشوی از خود برون در وجد حال
میکشی ہر صبح بے نیل مراد — نعرہ اللہ اکبر از نہاد

ترنمائی ریش و عیبت از ورع ‖ در تعشق اعصاب سازی با خشوع
سبحهٔ صد دانه داری بکف ‖ نام حق گاہے نبردی از شغف
یاد داری چند تا ہے از حدیث ‖ تا بخوانی پیش ہر لوح و خبیث
گر نمازت ہست بے سوز و گداز ‖ از دہانت سر زند بوئے پیاز

فی ذم الحکماء و المنطقیین و التحریض فی مشرب اہل الیقین

تا کے باشی چنین زار و زبون ‖ علم مے خوانی پئے دنیای دون
از مقولات آوری تا کے سخن ‖ اے حکیم از بہر فکری بکن
بر تر از شکل حماری اے عبوس ‖ چند خواہی گشت از شکل عروس
زاہل اشراق آوری تا کے دلیل ‖ چند ازین صنعت باشی ذلیل
چیست از بعد تجرد حاصلت ‖ میشود آخر جہنم منزلت
ہیچ از صغری و از کبری مخوان ‖ از نتیجہ خواہی آمد در فغان
از دلیل انی و لمی چہ سود ‖ بت و قل اللہ الصمد الودود
از ہیولا عقدہ نکشادہ است ‖ شوق و ذوق الابدال چہ نمایدت
آخر این تفکیک اجزای رجا ‖ آسیا سا می کند مغز ترا
ایها المسجون فی قید الذلل ‖ لا تهف و اسکن علی راس الجبل
رند مشرب باش و عاشق پیشہ شو ‖ فارغ از افکار و اندیشہ شو

فی ذم اہل الدنیا و اشیاعهم و فنزدهم و اوضاعهم

نیست شرمے زو زن و مور ریش ‖ شر میرود تے زندی گاو میش
میکند قاد خیلے ریش خشد ‖ آخر ان کت میدہ یک گوزہ قند
بر بر بخت میل گر باشد نخست ‖ گوید ت بقال لختے سخت و سست
زین ہمہ تشنیع و طعن و زشت دخت ‖ نشنوی از بہر نفس اے نیک بخت

تا بپیری شیر و برنج ای متقی / می تزید بر تو نام مولوی
احتیاجت می برد جمله تمیز / گفته اند الحق مرا ای عزیز
قرض نان خشک خور از من مرنج / دست خود بردار ازین شیر و برنج
چیست این شیر و برنج ای حرص و داغ / انتعاشت در معاش با فراغ
چیست این شیر و برنج ای سنگلخ / بهر زر خود را نمودن جنگ جو
چیست این شیر و برنج اهل و عیال / حب جاه و غفلت مال و متاع
چیست این شیر و برنج انواع فکر / کان ترا مانع بود از فکر و ذکر
وین همه اعراض و این لذات دهر / کان ضلالت را فگند در بحر قهر
از کتاب عشق حیران وایم سبق / یک نفس گاهی مکش بی یاد حق
هر نفس کش هر گستے ای جان من / بایدت باشی بیاد ذو المنن
پاس این دار انقباض و انبساط / فرض باشد بر تو ای صاحب نشاط

فی حکایت شبلی علی سبیل التمثیل والدعوة الی خیر السبیل

ای یکی برخورده بار رندی بدست / با تاسف گفت شبلی در گذشت
بود با شبلی رفیق آن رند مست / در غم ایش زد بفرق خویش دست
گریه ها میکرد وی آرام بود / ناگهان از دور شبلی شد نمود
شبلیش پرسید ای مرد عزیز / اینقدر بی طاقتی ها از چه چیز
گفت رند شیخ من بشنیدم ناگهان / رخت بربستی و رفتی زین جهان
خاطر من شد مشوش زین خبر / از برای تو گرستم نوحه گر
گر مسافر در سپاهی بوده است / راوی این سخت واهی بوده است
این خبر را کس مشتهر / انه والله عدو الله اشر
گفت ای فارغ ز فکر جزو کل / انه قد دلنی خیر السبل
ای برادر این غنیمت هر که گفت / گوهر توحید عرفان را بسفت

یک نفس بے یاد او بردم بسر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ در ربودم غفلتے خاکم بسر
بدتر از اموات بودم در ملال ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ غافل از اذکار حی لایزال
مرده بودم یکنفس لاریب فیه ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ زانکه گشتم اہل عصیان را شبیه
باز خلعت داد ما را از حیات ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ آنکه در دستش حیاتست و ممات
ہر دمی کش مے برم دایم فرو ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ رایگانش کے کنم بے یاد او
درگشم بالاش ہم از شد ومد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ جوشد از دل قل ہو الله احد
آن دلے کز یاد او افسرده شد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بر سرش اطلاق لفظ مرده شد
گر موافق باطنت با ظاہر است ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ سینه ات از نور عرفان باہر است
از دلت جوشد ینابیع الحکم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ عاقبت محشور گردے محتشم
در صفای نیست یکجند گوش ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ساغرے از بادهٔ توحید نوش
نیت رہبر بود در جمله شے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ می نماید منزل عشاق طے
حسن نیت طرفه چیز است ای عزیز ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ گوش کن پندم اگر داری تمیز
آنکه مرکب را بخاک چرخ راند ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ انما الاعمال بالنیات خواند

فصل فی النصائح وانواع القبایح

ایکه گستردی بسان عنکبوت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ دام تلبیس از پے تحصیل قوت
تار و پود ہستیت بگسستنی است ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ این زبان صید گیری ابلہی است
بس مگس ہا طعمه ات گردیده است ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ دل ضعیفان را ز تو رنجیده است
تا کجا این سعے بیجا بہر صید ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ این تکبر تا کجا این مکر و شید
تا کجا باشی میان مزبله ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بہر شیطان ورد خود کن ہو قلعه
قل ہو الله احد آغاز کن ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ذکر الا الله را دمسازکن

فی البغیة من الغفلة انه من اعظم الجرم

ذکر الرحمان اعتام الطہور ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ انت سباح لدا انار الصدور

ذکرِ مفتاحِ ابوابِ الفتوح — بشنو از نامِ پاکش تازه روح
بین که چون دارند ذکر او وحوش — در زبانِ خویش با جوش و خروش
ایها العشاق قوموا واسجدوا — اینهمه غفلت نمی باید از او
فاحفظوا اوقاتکم حین الصلوٰة — نیست غافل گر اسیر دور از حیوٰة
طهروا ارواحکم من ذکره — حرسوا اجسادکم نعم فکره
داری انشاء الله از قصد سلوک — خلص النیات عن عیب السلوک
نیست ایمن ره ز قطاع الطریق — همت حق بایدت یار و رفیق

حکایت عابد و بنت التاجر و الابلیس و ذم الریا و التلبیس

آن شنیدستی که در اطراف مرو — زاهدی بوده است چون آزاد سرو
نور بین از صحن او تا سقف بود — میوه [illegible] بود
می نماید از درون آن معبدا — هیچ [illegible]
دائماً مهمانسرا گر علم داشت — جز یکی [illegible] شرم داشت
نغز طینت بود آن الیاس شکل — [illegible] عند الضرورت [illegible]
بالقدس بود چون کروبیان — [illegible] می نمودندی شبان
سخت مردی با خدایی بوده است — [illegible] بوده است
در عبادت در سخا مشهور بود — [illegible] از نور بود
گاه گاهے صوم را آن مرد پیر — می نمود افطار از نهر شیر
تا نکرده شست از ذکر اله — گاه گاهے میل فرمودی پگاه
بهر سائی مانده سد رمق — خویش میکردی علف ان مروق
برسر زاهدان پیر طرق — جرعه شیرے گاه خوردی که سویق
هم برین منوال تا پنجاه سال — منزوی بود است آن صاحب کمال
تاجری کو را مرید خاص بود — پیش زاهد شخصے از اشخاص بود

بود او رنا رسیده دخترے
رخت بازرگان بسوی روم بست
جمله اسباب سفر تیار کرد
میروم از راه دریا تا به روم
حالیا من می نشینم بر جهاز
می برم ز اقسام جنسے آن طرف
قرة العینم ندیده روے آب
تا شنیده نام قلزم را بگوش
دختره را میگذارم در حضور
بهره اش گرود ز آداب نماز
بعد ازین القصه آن مرد سره
با جهاز و مال و اسباب و متاع
از کرم فرمود عابد خیر باد
پروریدی پیر دختر را مدام
عابدش اندر قیام و در قعود
چند سال از غیبت تاجر گذشت
رفته رفته کرد گل چیدن شروع
گشت چون نزدیکش ایام بلوغ
عنفوان عهد ایام شباب
آهوانه ربط رم کردن نمود
از نگه وز دیدن و از ناز خشم
اتفاقاً روزکے از خادمان
چشم زاهد افتاده سوی دخت

رشک قرص ماه و روشن اخترے
تا که زرها آورد زانجا بدست
گفت با پیر خودش آن نیکمرد
وارهم تا از هواے نفس شوم
وارم اینک عزم و آهنگ حجاز
تا ازان سرمایه آرام بکف
میخورد چون موج دریا پیچ و تاب
میتواند کش به بیند در خروش
تا بیاموزد ره عقل و شعور
این امانت هست اے بنده نواز
مرشد خود را سپرد آن دختره
پس اجبارا بگفتا الوداع
گام بازرگان بزد سوے مراد
می خورانیدش ز انواع طعام
پرورش مانند جدش مے نمود
حالت آن دختره تغییر گشت
هم لبش فرمود خندیدن شروع
چهره او را دگر آمد فروغ
رنگ درویش کرد همچون آفتاب
گردنش هم میل خم کردن نمود
سر سه گوشش خود بخود شد هر دو چشم
خانه زاید بتے شد ناگهان
در دلش شیطان خیال خام پخت

قال لا تغمم وذق راح السرور
خانہ ات خالے و دختر حور وش
ہان بگیر آغوش خود را گرم ساز
بوسہ چندش ستان از فرط جوش
کے میسر میشود اینگونہ چیز
عابد بیچارہ دستش در گرفت
مضطرب ترسیدہ اس شیخ شہ چو عاج
رفت غافل نحو و چسپاندش
دید زاہد صورتے را در زمان
آشکارا گشت از صنع بدیع
ہم درین ایام جا نطق فصیح
یوسف آسا دید تا برہان رب
خائب و خاسر برون از خانہ تاخت
گام میزد با تجسس ہر طرف
دور از شہر وطن با ننگ و عار
روح او در حسرت و حرمان فتاد
میفشاندی بر سر خود مشت خاک
بود جویا جا بجا آن پیر مرد
کورہا تدرین وساوس از خطر
مطلع سازد ز اسرار نہان
در تجسس دائما آن حق پژوہ
ناگہان گفتندش اے با ہوش فر
شامل حالش بود الطاف حق

ثم تب واللہ تواب غفور
جرعہ از بادہ لعلش بچش
ہر دو دستش را بگش را بنے شرم ساز
جرعہ از ساز و صلش بنوش
خیز و شو مشغول کار ای با تمیز
چون سیہ مستی گہ و ساغر گرفت
شد فزون او را سرور و ابتہاج
مستعد بر کار تا غلطاندش
رو برو انگشت حیرت در دہان
کش شدہ مانع ازین امر شنیع
وارہانیدش ازین امر قبیح
پا برہنہ شد گریزان لا تعد
ہوش و عقل آن زاہد بیچارہ باخت
با دل پر شور و جان پر شغف
اشک ریزان چون سحاب نو بہار
دشت پیما بود ہمچون گردباد
میکشیدی آہ ہائے پر سوز ناک
بر خورد تا با یکے از اہل درد
گوید از ما فی الضمیر او خبر
ہم وہد از کید ابلیسش امان
بود در گہ در دشت پویان گاہ گاہ
ہست این جا رندکے صاحب ہنر
گوید از مستقبل و از ما سبق

میشود فاش از تو اسرار قلوب — جمله ظاهر میشود از زشت و خوب

هست او را بد و هنگام شباب — با اراده میخورد و دائم شراب

الغرض یاران پس از گفت و شنید — از سر الطاف و اخلاق حمید

ره نمودندش بکوی میکده — آمد آن عابد بکوی میکده

دیدن درویش رند شراب کش را

حال آن دیوانه تا از دور دید — دفعةً لاحول گویان پا کشید

گفت این امردپرستی میکند — می ستاند بوس مستی میکند

بانگ بر زد رند کای زاهد بیا — مرحبا ای مرحبا ای مرحبا

باز گشتی از چه ای عالیمقام — از خطر با نیست سویم خرام

الغرض بر خورد با دیوانهٔ — باده نوشی رند کی مستانهٔ

امردی غلمان نژادی در حضور — پیش او بنشسته با فرط سرور

وه چه امرد ساده یوسف وشی — شعلهٔ برقی شرار آتشی

سبزه آغاز خطی نمک پاشیدهٔ — سخت پر کیفیتی بالیدهٔ

رند خود می دید چون باده را — تنگ در بر می کشید آن ساده را

جام صهبا داد و زاهد را نخست — گرد کلفت از ضمیرش می نشست

در زبان آن باده قند و شیر شد — زین کرامت در تعجب پیر شد

چون گذشت از امردش در دل خطر — گفت رندش این بود ما را ای پسر

در دل زاهد چو این خطور شد — کاین چرا از راه عفت دور شد

باشدش ز اسرار ربانی خبر — جمله مکنونات وارد در نظر

ظاهرش این باطنش قدسی سرشت — میوه‌ها چید از باغ بهشت

ساخت از بهر چه این ذو فنون — ظاهر خود را چنین زار و زبون

مطلع شد بر ضمیرش رند مست — رو بگردانید و گفتی کج نشست

گفت از بهر همین است این عمل — تا نبویم شارع مکر و حیل

زاهل تقوا ایم نز اندر هیچ کس + — هر که آید بیندم حر بوالهوس

از تقدس می گریزم صد گروه — می زنیم بر پوچ هیچ و با شکوه

تا بدانندم همه پوچ و ذلیل — محترز باشند از من با دلیل

کس امانت را به پیشم آورد — چون همه کارم بفهمد بگذرد

فارغم پر فارغ از کید جهان — زین امانت وارهی فهر الامان

این امانت می کند خان و سلے — می نه نهد هیچ کج فهمش ولے

گیرم این از پختگی یا خامی است — نیکنامی ها درین بدنامی است

در چنین حالت کسے نازاده م — تا رسیده و نترسے نیاده م

عابدش زین گفتگو بر یافتاد — گشت بر گرد سرش چون گردباد

رندیها گفت ز و بر روش آب — دفعةً گردید حالش فتح باب

دور شد ز آئینه اش گرد ملال — باز آمد طاعت پنجاه سال

هیچ اندر دل نماندش وسوسه — شاد و خندان گشت سوے مدرسه

نشست و پاکیزه نه اینجا پیر مرد — رو بسوے خانقاه خویش کرد

عاقبت و دیدی کز این شیر و برنج — وا د عارف را هزاران گونه گنج

چیست این شیر و برنج افعال زشت — کان ترا افعال محروم بهشت

چیست این شیر و برنج ای صبور — فکر خود و نخوت و باد غرور

برد این شیر و برنجت عقل و هوش — ذره نگذاشتت از فهم و گوش

حکایت اجتماع الخلائق للاستسقاء و فی حالة الخزی و الخذلان و رجوع السلطان فی الفور راً و الامراء فی جناب الله المتعال

راوی گفت است در عهد سلف — عالمی از امساک باران شد تلف

قحط سالی در جهان آمد پدید — بر زمین روئیدگی را کس ندید

لکہ ابری بنود اندر نظر
از یبوست نخل ہا شد بے ثمر

کشت ہا بے رونق وبے نور گشت
شعلہ مے بارید در پہنای دشت

جملہ از زہاد وحفاظ وشیوخ
یا نگاہ تند شد شوخ شوخ

آمدند از شہر بیرون باخضوع
با رجوع صاف وبا فرط خشوع

شاہ کشور باوزیر وبا امیر
با جمیع خلق از برنا و پیر

زد برون از شہر در صحرا قدم
الغرض سلطان خدامش بہم

بر کریوہ جمع گردیدہ ہمہ
ملتصق چون گوسفندان رمہ

سر برہنہ در جناب کبریا
بہر باران می نمودند التجا

چند روزے چون برین منوال شد
روز کے بشنو کہ چون احوال شد

بادہ نوشی مے پرستی در رسید
اہل تقوی را فراہم گشتہ دید

از یکے ریشخند پرسید ہر ریشخند
از چہ اینہا مجتمع گردیدہ اند

گفت با آدمی ندانے ای بوند
جملہ مصحف را تلاوت می کنند

پانزدہ روز است کین ہا وز نماز
جملہ مشغول اند با صدق ونیاز

ہم فقیہ وقاضی وہم شیخ شہر
گرگ باران دیدہ دانایان دہر

اندرین وفکر پویان ودوان
می نبارد قطرہ از آسمان

بلکہ از الحاح شان از چند روز
شد ز بالا آتش حر تموز

تو چہ میخواہی برو اے پر گنہ
ریزدت خون گریہ بیند بادشہ

خود درینجا مثل شیطان آمدی
کاین چنین با لوث عصیان آمدی

مست آمد شیشہ را بر سنگ زد
نعرہ یا ہو زدہ باشد و مد

گفت من ہرگز نخواہم زد شراب
تا نباران آید و خیزد سحاب

بار الہا آبرویم دست تست
قاصرم در بندگی یا تند وچست

میخورم عز وجلالت را قسم
تا نباری ابر رحمت از کرم

بو نگیرم بادہ گلفام را
ترک کردم راحت و آرام را

می نشینم بر زمین خمیازه کش
در میان آفتاب اندر عطش

خود نمی خواهی که من ساغر زنم
دست حسرت تا کجے بر سر زنم

رحمت حق در زمان آمد بجوش
غلغل افتاد از سحاب با خروش

از غریو رعد و آن عظم و شکوه
ابرها برخاست آمد کوه کوه

شدت بارش بنوعی شد که برق
شعله زار خویشتن را دید غرق

کوچه و بازار و باغ و راغ و دشت
در نظرها کوچه سیلاب گشت

قد افاز المزن ماء المستقل
جار غیث مغدق حاز الجبل

تا همه کوه و بیابان سبز و شد
مزرعه امید باران سبز شد

آمد و رفت نگه باقی نماند
بسکه ابر آنجا سیه بر کوه راند

بنده کو بر خدایش ناز کرد
باز دیگر مے زدن آغاز کرد

رند تر دامن درین باران و رعد
گرم شد چون برق در ایفای وعد

شاد و خندان گشت و آن مجذوب مست
گفت عفوت بر گناهم غالب است

هیچ وسواسی ندارم حالیار
بالکا پروردگار اولیا ✣

ای خدای ناز بردارنده ام
من ز روی تو بسے شرمنده ام

نازها بر تو نمایند اهل راز
نیست این موقوف بر صوم و نماز

حکایت ابدال الذی کان متلبسا بلباس النقال فصار اسد فی محفل السلطان و اکل اهنه فی شباب الریعان و احیا بالکرامت و العرفان

عارفے در زمرهٔ نقالها
بود با تغییر شکل از سالها

کس نمیدانست حالش کیست او
همچنین چون یادها می زیست او

جمله می انگاشتندش سندله
بسکه با آنها نمودے ولوله

می زدی که تنبک و گه می سرود
اندرین صنعت هنرهای نمود

دست را با بر زدی بر دائره
شوق را چون گرم کردی نائره

گاه دستک می زد و گه چنگ و رود | گه رباب و گاه تشتک زد و درود
گرم جولان تا شدی از بهر نقل | می ربود از تاقهای هوش عقل
پیش شاه ناگاه سبیل اتفاق | بادشاهی بر دشان اندر وثاق
خنده آور نقلهای پر شغف + | سرزد از آنها بآهنگ چنگ و دف
بادهای شان وش از جا برد | خندها در زیر لب یکبار مرد
گفت با خضاد پر پیچ و خنک | نقلهای این گروه بی نمک
زین جماعه ناگهان سخفی دگر | کرد نقل ز شیری از هنر
شاهزاده گوشمالش داد و گفت | شیر نر باشد باین شکل کلفت
کلهاش همچو اسد و چنگال تیز | خیزد از یک حمله اش صد رستخیز
کو بروت زرد و خون آلوده اش | یال و گوپالت کجا و ریش فش
کو وفا از زبان فایدنش | کو صلابتهای آن غریدنش +
عارت آمد زین سخنها در نهفت | شد بزیر آسیا و او را گرفت
در زمان مانند شیر غرین | خاک گردش اشکم و خورد دشمن
سرخ از خونش بروت و جنگ کرد | تیز شد دندان و پیش آهنگ کرد
خورده چون شمشیر برهنه گرده اش | هشت بر خاک مذلت مرده اش
هم بنوعی گفت نمی گنجد بعقل | زو سوی جنس خود و فرمود نقل
آمده بر جای خود آن تنگ مرد | باز بر جنگ نوازی میل کرد
چون چنین افتاد در بزم آشتی | بر همه طاری شد احوال عشقی
سخت در مجلس تزلزل اوفتاد | هر کسی اندر تعلل اوفتاد
اهل مجلس هوش از سر باختند | صورت دیوار خود را ساختند
جمله اعضا شاه را شد رعشش | منفعل گردید مانند سپش
قرة العین خودش را مرده دید | خاطر یاران زغم افسرده دید
چون فزیش سخت عاقل بوده است | هم ولی عصر و کامل بوده است

گفت با عارف بصد عجز و نیاز
پیکرت شد در زمان شیر عرین
گرچه او در زمرهٔ بقال بود
این شنید و گشت پیدا چون مسیح
حله بر دوش از ردا های جنان
کرد چون نظاره بر حالش وزیر
گفت ای عیسی ابن مریم پیش آ
عارف ابدال شکل آن نیک مرد
شاهزاده باز آمد پیش شاه
سهمگین و هولناک آمد نشست
با هزار افسوس پرسیدش پدر
گفت چون شیر اشکمم را اورید
روح من بر چرخ چارم گام زد
در زمانم خواب غفلت در ربود
حضرت عیسی بجا لم جسم کرد
بر جراحتهای تن چون نیک دید
زنده دیدم خویش را هم تندرست
خویش را پاکیزه و شاداب دید
ریخت از بهر تماشا عالمی
بسکه شد از کثرت آنجا کش مکش
از عجب خاموش گشتند اهل نقل
شه ز نقالان بپرسید این چه بود
آنکس از چندی رفیق و یار ست

بر تو آبادی بهر بر سر فراز
نقل عیسے هم بیاور بعد ازین
در حقیقت زبدهٔ ابدال بود
با همان انفاس و با نطق فصیح
مقتدای جملهٔ قدوسیان
شد قدم بوسش بوضع دلپذیر
معجزات خویش هم ظاهر نما
قم باذن الله گفتش زنده گرد
فرش خون آلوده بر حالش گواه
با دل چون غنچه چاک آمد نشست
تا چه دیدی کین ازان ما را خبر
جملهٔ اعضای تنم در خون طپید
جان سپردم با هزاران شور و شر
خازن آمد قفل در را بر گشود
باز یک جا مصعناے لحم کرد
زیر لب چیزے بخواند و بر دمید
این سخن را گفت در دو خویش
هر دو چشم شاه را پر آب دید
کاین چنین شادی شد اندر ریختی
مرد غائب از نظر شد برق وش
جملگی بیهوش گشتند اهل نقل
عرض کردند این جماعت با نجوم
واقف اسرار پنهانی خدا

که کس اورا ور کرامت از سود — بلکه مر هیچ و پوچ دیا و وبود
ماندانیم این چه شد ای بادشاه — خود تو ئی بر حالت عالم گواه
حکم اگر بر قتل سازی حاضریم — بندگان صابریم و شاکریم
جان که برون از حکم فرمان تو نیست — هیچ تقصیر از غلامان تو نیست
کردباری جمع هوش و عقل را — شاه رخصت داد اهل نقل را
ای بسا ظاهر که باشد پوچ هیچ — هیچ با اوضاع ایشان در پیچ
منتشر ابدال حق در شرب و اکل — در جهان باشند در تغییر شکل

فی الموعظة المتمکنة من تفسیر قوله تعالی فی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء والارض انه الحق بانکم تنطقون وتبیین [illegible] النحو ولطائف التحقیق والقسم والکفالة والتاکید والتدقیق فی الدعوات الی الابرار والاصدقاء وعدم اعتقاد العبد علی المعبود المسجود

خویش را در فکر رازق ساز گم — خوانده باشی فی السماء رزقکم
گفت خود روزی رسان انس و جان — رزقها مقسوم شد در آسمان
این کفایت را نگر ای ذو فنون — واو عطف آور در با توعدون
ما موصول آنچه باشد فارسیش — سرسری آن را بدان در زعم خویش
جامعیت لاحق این معنی است — گر نه فهمی وای بر این فکری است
مبتدی را ماوی است این لفظ ها — از فیوض او بود نشو و نما
بهره واری گر از ترکیب نحو — خویشتن را خود مکن در لهو محو
تا بر وجهت منکشف این پرده شد — میر سید چیزی که وعده کرده شد
پس هم باشد حاصل از سعی و تلاش — خود نفهیم ای نکته فهم ای خوش معاش
من بغفران خدای خود شوم — فای تعقیب است پس دادستم

تا قسم تسکین ترا سازد عطا — یاد فرمود اسم خود رب السما

بر سما الارض را معطوف کرد — این عبارت را بفهم ای نیکمرد

باز لفظ انه را اکنون نظر — ان می خواهد بلی اسم و خبر

از ضمیرش کاسم او افتاده است — مرجعش رزق است ای ادراک پست

وز لحق کاسم را آمد خبر — لطف این تحقیق و تدقیقش نگر

لام تاکیدش چه میگوید ببین — خود نباشد مژده بهتر ازین

پس مثال مثل یارا در شناس — این چه فضل است و چه لطف بیکران

آمده از انکم ای نامور — از پس تحقیق تحقیق دگر

چون مزین مستقون شد زین مثال — حق ترا روزی رساند بی زوال

خواند بهر رزق تو او از کرم — این قدر تحقیق و تاکید از قسم

هیچ باور نایدت ای بی یقین — باز خود را میشماری ز اهل دین

بهر روزی دادن پیر و جوان — اینچنین ضامن که باشد در جهان

ای گروهی در بدر زار و ملول — خود نداری این کفالت را قبول

قامتت زین منزل را کافیست — اعتقادت با کلام الله نیست

همچنین ضامن برای رزق تو — از کجا آید دگر ای نیک خو

اینچنین ضامن چنین فریادرس — باشدت در ربع مسکون هیچکس

بر دلت انکار آرد از هجوم — غور کن زارشاد صاحب کشف و فهم

رو توکل کن مگر زان پا و دست — رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست

خود مپز شیر و برنج تنگ و ریب — زین عمل بدتر نباشد هیچ عیب

وست را اصلا میالا از نهان — نیلگون گردیده است از زهر مار

ور شکن این کاسه اش نا کرده است — نه ز شوخی گفتمت آغاز بدست

فصل فی حکایت الجاهل حین سماعة هذه الآیات المذکورة المسطورة

من الرجل الفاضل وقعوده علی الجبل متوکلاً علی اللہ عزوجل

شرح این آیات قرآن فاضلی | خواند از تفسیر شیخ جاہلی
متجلی شد از سخن آئینه اش | عکس افتاد از یقین در سینه اش
یافت چون جاہل ازین معنی وقوف | شد برون مہر اوش از کسوف
سخت ذوقش گشت حاصل زین کلام | در زمان برخاست آن دم تمام
با دل پر ذرہ جان حق پرست | آمده بر قلهٔ کوہے نشست
بس گرسنه گشت و خوابش در ربود | هفت شبانه تابش در ربود
در گذشت آن روز و شب آمد پدید | نکہتے از مشک و عنبر در رسید
مرد چون بیدار گشت از خواب خوش | هم طعامے خوب دید و آب خوش
ازمے عنبر بو رسیدش در مشام | آمدش از غیب خوان پر طعام
از عنایتہاے داور غفور | شد از آن نعمت نصیب او سرور
بلکه بر کنه حقیقت چون رسید | ظرف ہا را از طلا و نقره دید
تن بشکر نعمت یزدان سپرد | وه چه گویم تا چه لذت ہا که برد
شمع کافوری برایش سوختند | هم قوایش را بنور افروختند
بهر او زربفت و دیبا فرش گشت | حاضر آمد در زمان ابریق و طشت
الغرض از حکم خلاق الوجود | شد مہیا آنچه مے بایست زود
اینچنین برده بسر آن ارجمند | در بن غارے اوانی بیفگند
چون برین سو حال رفتش چند گاه | آمده بہر زیارت بادشاه
در کرامت شہرهٔ آفاق شد | جمله عالم بہر او مشتاق شد
نور مے بارید در کاشانه اش | شد زیارتگاه عالم خانه اش
اوستادے فاضلش ہم در رسید | مرد آمی را باین اوصاف دید
شب بہانجا گذرانید از نیاز | گشت چون خلوت بگفت اے سرفراز

تا چه کردی هان بگو ای مرد دین — لطف غیبی بر تو چون شد همچنین
دیدمت زین بیشتر ای نیکنام — در فلان جا و فلان شهر و مقام
جهد و زهد و ذوق و شوق و قیل و قال — علم و فهم و هوش و ذهن و وجد و حال
هیچ چیزی را اثر در تو نبود — ناگهان گشت از کجا این گشود
کن براهیم سرگذشت خویش نقل — قاصر است اینجا خیال و وهم و عقل
در جوابش گفت آن مرد خدای — اینهمه از یمن تست ای مقتدای
تا تو خواندی فی السماء رزقکم — کرد تفسیرش مرا از خویش گم
دامن صحرا در آوردم بدست — روح من از سعی بیتابانه رست
در همین جا آمدم کردم مقام — سیر ساندر از قسم خوان طعام
انتظار و نقره اش باشد ظروف — یافتم از نور عقل و شغوف
والیا رزاق من حسب المراد — میدهد صد چند از خواهش زیاد
در فزون شکرش زبانم قاصر است — هرچه میخواهم کنونم حاضر است
از ظروف انبارها لیل و نهار — دائما افکنم در جوف غار
مرد فاضل چون شنید این حرف زشت — تا ستاند ظرفها کم ظرف رفت
خرمنی زان ظرفها در غار بود — تا کجا بردار داو ناچار بود
چند تای زان شبانگاهی ببرد — رفت و پنهان مرزن خود را سپرد
رحمت حق بر چنین شاگرد باد — وای بر آن اوستاد بدنهاد
تو مخور شیرین برنج ای باوقوف — هم مسانه از سیم و زر هم گر ظروف
رهبر هر کس که شد جذب فواد — بهتر آن شاگرد شد از استاد
چیست این شیر و برنج ای ذوفنون — خیره سر گشتن پی دنیای دون
چیست این شیر و برنج ای بی‌بصر — این فصاحت از علم و بی خبر

فصل فی تنبیه مصاحبة العوام و ترک المجالسة باللئام

ای که هستی در عبادت سست — تاج کرمنا برایت شد درست

این شرف از آدمیت داده اند / باب رحمت بر رخت بگشاده اند
خیر آدم شو بیا مردانه وار + / مغتنم انگار این لیل و نهار
نوبهار نوجوانی میرود / میرود این زندگانی میرود
کسب از عشاق کن عقل و تمیز / فیض صحبت طرفه چیزیست ای عزیز
صحبت عاقل نماید عاقلت / صحبت غافل نماید غافلت
صحبت بد می نماید سینه ریش / شیر نر را می کند مانند میش
قصه وا گیرم حسب المدعا / کش روایت می کنند از ماضی

فصل فی حکایة ضرغام الاجم ونسیان هیئة الاصلیة من صولة مجمع الغنم

اتفاقاً ماده شیری بچه دار / کشته شد از دست شاهی در شکار
بچه اش اندر گوی خود را نهفت / گربه شان شاشید و بی تابانه جست
شاد سوی منزل خود باز گشت / از غریو کوس خالی گشت دشت
شد تهی هر سو که بینی دشت و کوه / از صدای کرنای با شکوه
گام زد بیرون ز گو مانند شیر / از حیات خویشتن گردید سیر
افگند تا خویش را در مامنے / تا بگیرد گوشه از دامنے
ناگهان اندر چراگاهے رسید / گله میشان در آنجا می چرید
خویش را لرزان میان گله زد / میش از نا جنبشش بر کله زد
جسم او زین ضرب مجروح اوفتاد / عرق خون مانند بوح اوفتاد
کرد جا خوف آنچنانش در نهاد / کش نماند از ناز ضیغم هیچ یاد
باز دنباله روے آغاز کرد / خویش را با میش ها دمساز کرد
میش ها را هم از و نفرت نماند / اختلاط افزود و غیریت نماند
روزگارے ماند و خو کرده بمیش / غافل از ذات و صفات و خویش
خانه زادی میش خواندی خویش را / پیر و مرشد می شمردی میش را

مر علف خوردی مدام آن میش و نر / زندگی بردی بسر در کنش ...
تا که شد بالاش هفت و نیم ورع / بهر داشش اصلا نشد از اصل و فرع
چند سالش اینچنین چون درگذشت / از بیابان آفتی آمد بدشت
ز شیری دیگر اندر گله جست / جمع خیلی میش و نر در هم شکست
چند تا خورد و بسی انداخت افگند / پاره را در ره بود از جای کند
آفتی برپا شد از جنبید نقش / شور غوغا شد که از غریدنش
جمله میشان جابجا در تاختند / خویشتن را در گریز انداختند
شیرزاده هم چو میش و نر گریخت / در دلش وسواس سودا خون بریخت
الغرض یکباره آن شیر عرین / دید چون همشکل خود را اینچنین
در پیش افتاد و دنبالش گرفت / سر راهش گشت و گفتش ای شگفت
کیستی وین گریزت از چه چیز / گفت من هم میش هستم ای عزیز
گله گله میش و نر بگریختند / در میان چاه خود را ریختند
خاک پای میش من هم حاضرم / طعمه گرگ و نه انیم کی قاصرم
ز شیر نی گفت با صد شد و مد / میش و نر باشد باین بالا و قد
این خیال خام از دل دور کن / خویش را بر قوت مغرور کن
می نیابی هیچ شیر مست زین کلام / خود تو هم از منی ای نیکنام
ای برادر شیر [illegible] من / گله های میش و نر در هم شکن
گفت چندی پیش ازین اغواج آه / کرده اند اندام ما را ریش ریش
این زمان آن ضربها یاد منست / این نشان شاخ و دندان منست
[illegible] از نفس بر روی میش / هیبتی دارم بدل از خوی میش
پیش عزرائیل ما نائب بود / هر دو در یک روح و دو قالب بود
این حکایت شیر چون بشنید ازو / گفت ای نامردی با خود عدو
در میان آب بنگر زری خویش / هیچ مانند بال و گوپال به میش

قبضه و بازوی و چنگ خویش بین
این بروت و زر و رنگ خویش بین

برقد و بالای و جسم خود نگر
بچه شیری بر اسم خود نگر

یک ره اندر همت مردانه کوش
خور رفیقم باش زمینسان می خروش

میکشم با من نباشی گر بفرب
باز انبار خودم بر اکل و شرب

از بز و میش و گوزن و از شغال
انچه در چنگ آورم دارش خیال

زین نمط خود هم بگیر از ضرب چنگ
صید میکن با نگاه شوخ و شنگ

الغرض تا مدتی آن نره ببر
شیر دهشت خورده را از زجر و جبر

داشتی همراه خود در هر طریق
مربی او رهم بخواندی چون شفیق

دهشتش از دلش بپرید و شد
زور در بازوش هم موجود شد

بوی خون تا جا گرفتش در مشام
کرد یاری خویشتن را شیر تام

طعمه تا چندی بنود از اکل جسیم
بر جسد او را فزون شد لحم و شحم

چون بسر زد با جسم هرزه شیر
یاد بگرفت این دلیری زان دلیر

فیض صحبت سوی اصلش باز خواند
هیچ از وسواس شیطانش نماند

چون قیام خویش اندیشه کرد
طاقت شیرانه شیری پیشه کرد

خدمت شیر عرین را برگزین
تا که چون خود سازدت شیر عرین

در ولای حیدر صفدر بکوش
باش همچون نر شیر پر خروش

خیز انشاء الله ای یار عزیز
گام زن اندر ره عقل و تمیز

بر آسا همت مردانه کن
در نیستان محبت خانه کن

تو مترس از میش و بزهای نامور
باش اندر دهر همچون شیر نر

جذب آدم بود مسجود ملک
گام زن در یاد حق بر نه فلک

لا اله را با الا الله زن
دست و پای میش حرص بشکن

در ره دین مثل شیر نره باش
نی مثال میش و بز چون هرزه باش

بر در شاه نجف دریوزه کن
پر ز آب کوثر انشا کوزه کن

همت از کیش نبی غالب طلب ‌‌‌‌‌‌‌ — از علی ابن ابیطالب طلب

حکایت نوم الاویس علی عرش الجلیل وتفتیش النبی من احواله عن الجبرئیل

در شب معراج بر عرش برین — خفته را دید آن نور مبین

قال یا جبرئیل من هذا السعید — نام او ما را محمد اشمل الطرید

گفت جبرئیل امین هذا اویس — یا شفیع المذنبین هذا اویس

از طنین پشه ها آزرده گشت — خاطر او از زمین افسرده گشت

گفت امشب من نمی مانم بفرش — آمده خوابید بر بالائے عرش

ور زدائے کهنه کو دارد بدوش — چند تا پیوند دارد و ستر پوش

همت عشاق هر جا رهنماست — عرش و کرسی جائے خاصان خداست

حکایت سلطان الممالک المرید السالک و زوجته المعتقدة لرجل مکابر تهما مع کمال الایضاح

دی کسی میگفت با من ز اهل درد — بود سید مرتضی آزاد مرد

می تراشید ابرو و ریش و بروت — می شدی از نشهٔ صهباش قوت

مرشد آزاده ها اندر گروه — مرد با معنے و عقائے شکوه

جمله اوضاعش خلاف شرع بود — لیکن اکثر خرق عادت می نمود

زوجهٔ شه اعتقادش داشتے — بلکه پیر و مرشدش انگاشتے

بادشه از سالکی ارشاد داشت — سر گرا ینهان باین آزاد داشت

داشتے انواع نفرت زین فریق — بود شیخی مرد را پیر طریق

بادشاه و زوجه اش اندر وثاق — هر دو بنشستند روزی اتفاق

آن زنان از مرشدان خویشتن — هر دو کردند ابتدا با خود سخن

هر یکے مر مرشدش را می ستود — صد تقاریر و دلائل می نمود

گفتگو شد کو چنین و این چنان — هر یکے را گرم جولان شد زبان
در زن و شو بود تا دیر اینکلام — ناگہان گسترده شد نطع طعام
گفت خاتون پیر من زور آورست — شاہ گفتش مرشدم فاضل تر است
عاقبت آن نطع را ناکرده دست — زوجه اش با بادشه این شرط بست
ہر کرا ظاہر شود دستی ز غیب — در فضیلت او ندارد ہیچ ریب
لقمهٔ کو برستاند زین طبق — بہتر است از دیگری آن مرد حق
ہر دو این نیت نمودند و رجوع — فاتحه خواندند با فرط خشوع
خود بخود ناگہ درین گفت و شنید — دست سیّد حسب قضا آمد پدید
گشت خالی کاسه پر از کباب — کرد باشوی خودش بانو خطاب
کاین ز پیرت یا از پیر من — می شناسی ہر دو را ای پاک تن
بادشاہش گفت دست پیر تست — آشنایے نیستش با کس درست
ہست دست پیرت آن مست شراب — زانکه از غیب کرد بر بوے کباب
پیر من بودے گرے ہیچ رنج — دست می افگند بر شیر و برنج
یا بطنجن یا مزعفرے ربود — میل بر اقسام حلواے بود
گفت خاتون دیدی ای فرخ شیم — دستگاه مرشدِ زور آورم
خرق عادت چون چنین شد آشکار — معتقد گردید شاهِ با وقار

حکایت الرجل من الاخبار الاخذ الکئوس من امواج البحار

بود آزادی که از افراط جوش — میشدی باسیل دریا پر خروش
لابه میکردی بسیل و موج او — ہم بدیدے جذر و مد و اوج او
گاه می گفتی کرامے قلزم بیار — جام یاقوت از شراب خوشگوار
از ته دریا درین گفت و شنید — در زمان دست نگارین میرسید
ساغری می شد از ان دریا بلند — بہر آن آزاد مرد ارجمند

ساغر یا قوت آوردی بشوق / زان فزون تر میشدی افراط ذوق
از کفش آزاد ساغر می ستاند / زیر نخل مقصد آبے میرساند

حکایت العرب و میله الی الهواء و شروعه بالاستمناء ندامته بیاری

زان مجرد یاد داری قصه را / کور بود از اهل عصیان حصه را
دختر بالیده در همسایه داشت / خوش خیال و فکر آن بی مایه داشت
می شدی بهر نظاره سوی بام / تا کشد اورا بافسون زیر دام
چون مگس بر شکرش می ریختی / از برایش حیله ها انگیختی
روز کے مانند آهو بره / جست زد در خانه اش آن دختره
تا ستاند آتشی آن سرو قد / از اجاقش مجمرے را پر کند
یک نفس ننشست و آتش در گرفت / کار عاشق با اجل بسپرد و رفت
گرم جولان شد بسوی خانه تاخت / وین مجرد صبر و هوش و عقل باخت
زد جنون بر دست بودش زیر رخت / کرد استمنا شروع آن تیره بخت
خود بخود می گفت مشغول خیال / بهر آتش آمده بود آن غزال
این سخن می راند و بیتابانه جست / دیده ها بربست بر میل درست
تا قریب انزال شد آن یاوه مرد / آتش آتش از زبان آغاز کرد
بر خیال اینکه آتش شد بلند / چاره سازان هر طرف جویا شدند
هر کسے آواز آتش را شنید / پا برهنه سوی او مضطر دوید
صد سبو از آب انبار ریختند / بهر آتش حیله ها انگیختند
بانگ بر زد هر کسے از اضطراب / از فلک آمد صدائے آب آب
مردمان از هر طرف در خانه اش / جمع گردیدند آنجا دو دوش
همگنان گفتند صاحب خانه را / خود بخود افروخت آتش از کجا
در تجسس هر طرف نگریستم / برا او جا نغ کهنسات نگریستم

پاچک دشتی دُو تا بُود در اجاغ — مرترا از آتش چه باک ای خوش دماغ

ان مجرد زین سخن مدہوش شد — چون جوابی نامدش خاموش شد

جملہ ہا دیوانہ اش انگاشتند — بعد طعن و طنز دل برداشتند

ای بسا آتش کہ دل افروخت است — دودمانِ اہل دنیا سوخت است

خود درین آتش مسوزان خویش را — میل نبود برہوا درویش را

پختہ زین آتش شود شیر و برنج — کان ترا می افگند در قہر و رنج

خیز دار شیر و برنج آتش ترا — می کند در حرص شیطان وش ترا

حکایت رجل اعمی صاحب العرفان مع الاکمہ المسجون فی الحرمان والخذلان

قصهٔ آن کور و اکمہ گوش کن — ہست حسب المدعایت این سخن

کور و اکمہ تا رفیق ہم شدند — یکدل و ہم کاسہ و ہمدم شدند

بسکہ اکمہ کور مادر زاد بود — غافل از کیفیت زرد و کبود

ہیچ رنگی را ندید آن کور مرد — او چہ می دانست سرخ و سبز و زرد

کور دیگر کو جہان گردیدہ بود — از بصارت بہرہ ہم دیدہ بود

در کہولت گشتہ معذور از بصر — شرح میدادش ز جنس ما حضر

اتفاقاً روزکے از روزہا — ہر دو بنشستند چون دلسوزہا

اختلاط از ہر دو جانب گرم بود — ہم حکایتہا بری از شرم بود

کور گفت امروز باید خورد شیر — گفت اکمہ شیر چون است ای خبیر

داد پاسخ کور تا اکمہ شنید — خوب چیزی خوب خوش لذت سفید

گفت اکمہ از سفیدی کن بیان — بندہ نشناسد سفیدی را نشان

کور با اکمہ چنین کرد التماس — ہمچو بوتیمار کن او را قیاس

گفت بوتیمار چون است ای خبیر — ہیچ ازین اشیا نمیدارم تمیز

گفت بوتیمار باشد از طنبور — گفت چون باشد طنبور ای باشعور
کور گفتش ای گران جان از خروش — مغز سر ما را فروش و بس موذی خموش
تا بجایم پیشوی سرهان حبان — اینقدر بق بق مکن کم کن بیان
از خفونتهای قولت ای ضریر — شیر هنگام ولادت شد پنیر
گفت اکمه از پنیر اوصاف چیست — بچه اش چون باشد آن مرد کیست
یاد باشد مصحف او را هجو من — نوجوانی هست یا مرد کهن
از پنیر اوصاف خواهی گفت باز — زود بوتیمار را خود شرح ساز
زین سخن باشد بسی آشفته کور — گفت آخر گشته‌ام ای نا صبور
درمیان هم چو این تکرار شد — کور از اکمه بسی ناچار شد
دست خود کج کرد و گفتا این نمط — گردنش می باشد ای برخود غلط
دست اکمه چون بدست کور ماند — زابتدای شست تا مرفق رساند
گفت این را بلع ساز و کس چطور — بایدش تختی نمودن خوض و غور
قابل خوردن بود این گونه چیز — چون رود اندر گلو ای باتمیز
میتوانم خورد زینسان شیر سخت — پر درشت است و بسی تند و کرخت
قصهٔ آن کور اکمه شد تمام — همچو کوران خود مباش ای نیکنام
زین حکایت مدعای داشتم — اهل دنیا را چو کور انگاشتم
جملگی مانند کور و اکمه اند — یاوه و ناحق شناس و گمره اند
غافل از انعام حی لایزال — هیچ در خاطر نیارند از شال

حکایت رجل مفلوک رجع فی الحرمان الی الشیطان فصار الشیطان فرسا واشتراه رجل فصار فی هیئت الفار و کسر ذنبه از هو ذنب الحمار

قصهٔ آن را شنیدی کو مدام — ذکر یا ابلیس خواندی صبح و شام
چله تا بگذشت شیطان شد پدید — با عصا و جبه و ریش سفید

گفت ای شخص آنچه گوئی حاضرم
گفت من ز افلاس نالان بوده‌ام
گفت شیطانش که ای صاحب شعور
در زمان بفروش هر کس گیردم
غلغلگی شیطان زد آخر تند و چست
هم در آن شهر از سران خوش معاش
تاجری به صد ثمن آنرا خرید
بارگی را برد و در اصطبل بست
غلغلگی زد اسپ و خود را موش ساخت
دست زد آن خواجه بر بالای موش
دم بدست خواجه آمد موش رفت
لرزه بر اندام خدامش فتاد
خواجه آن دم را میان حقه دوخت
پیش مالک خادمانش تاختند
خواجه با مالک بگفت این ماجرا
هیچ شرمت هم بود ای زردمند
چیست نسبت اسپ را با موشکی
پاره در یکدگر شد سب و شتم
خواجه در دار القضا آمد نخست
مالک اسپ عراقی همچو مست
خواجهٔ بیچاره با نوارغ زرد رو
گفت من اسپی خریدم گشت موش
موش در سوراخ رفت و دم از او

با تو شد خوشنود اینک خاطرم
سخت با حال پریشان بوده‌ام
میشوم اسپ عراقی من ز زر
لیک خط کش شرط کن ای محترم
شد یکی اسپ خوش و نغز و درست
داشتند اسپ عراقی را تلاش
در بهایش منفعت صد چند دید
شادمان خواجه بر کرسی نشست
زد معلق موش و در سوراخ تاخت
موش بیتابانه خود را راند توش
زین تعجب هر یکی را هوش رفت
فکر و حیرت شان فزود از حد زیاد
از برای صد ثمن جانش بسوخت
موکشانش نزد حاضر ساختند
مالکش خندید و گفتش مرحبا
غبانی چون منی را ریشخند
بهر تو باید خریدن موشکی
چون نشد باید گر این قصه ختم
هر دو را هم خادمش آورد چست
آمده در حضرت قاضی نشست
این حکایت پیش قاضی شرح کرد
شد ثمن شد رایگانم عقل و هوش
ماند در دست من لی فرخنده خو

آن دم موش اندرین صره بود — زود بجنبانیدش که تا حاضر شود
گفت قاضی را آنچه کردی التماس — این سخنها دور باشد از قیاس
باز قاضی چون سر صره گشود — طرفه چیزے در نظر او را نمود
گیر خر از صره پیدا شد نخست — گنده و چاق و سطبر و تند و چست
تا چنین در محکمه شد روے داد — قاضیے مسکین بحیرت او فتاد
شد بسے آشفته و تند و درشت — زد بروے و سینه خود چند مشت
گفت بهر ریش خندم تا ختے — هوش و عقل و خویش او را باختی
ای لعین ای خیره سر ای هیچ زشت — حق ترا محروم سازد از بهشت
واجب آمد قلت از روی حدیث — حرمتم بر باد کردی ای خبیث
عالمان مر انبیا را وارث اند — هتک حرمت شان نمودی ای لوند
الغرض آن قاضیے صاحب خرد — بر سر خواجه عصای بس زد
گفت زین پس هر دو را بیرون کنند — خادمانش نعشه در تاختند
خواجه بیچاره هم محبوس شد — ضایع او را حرمت ناموس شد
مالک اسپ عراقی دزد در — بر خر و از دون بتر آمد سوار
عاقبت تشهیر شد اندر جهان — خیل طفلان در پیش در سنگ زنان
با هزاران جد و جهد و زجر و قهر — در زمان بیرون نمودندش ز شهر
این حکایت یافت اینجا اختتام — اذکر الرحمان قد تم الکلام
هر که با غیر خدا آورد رد — میشود مشهور رسوا کو بکو
بر خر و از دون سوارش میکنند — جابجا در شهر خوارش میکنند
موش می گیرد براتش بارگی — می فتد در حسرت و آوارگی
الامان از مکر ابلیس الامان — الامان از زور تلبیس الامان
زین خطرها و وساوس یانانا — چون نجات از لطف حق کردگار
این حکایت یاد دار ای پر هنر — تو ازین تزویر شیطان درگذر

پختن شیر و برنج خوب نیست — نزد اهل ذوق این مرغوب نیست
چیست این شیر و برنج ای فنا — خواستن تائید از غیر از خدا
خویشتن را کن بیادش ملتصق — فاعتصم بالله ترتب ما سبق

حکایت امرات من الفواحش

چولقی می گذشت از شهر شام — ناگهان دیدش زنی از پشت بام
حلقهای آهنی در دست او — عاملی صید نگاه مست او
نوزده ساله جوان اسروی — سرخی زور آوری تر بوی وی
چونکه می غرید مثل پیل مست — سنگ خارا از نهیبش می شکست
سایر تن غیر حنا کستر نداشت — سوی غره چشم باز او می گذاشت
بود آن زن سخت عاشق پیشه — شوخ و پر هیا کی و بد اندیشه
تا نمودش را نظر انداز کرد — بند شلوار خودش را باز کرد
جولقی را خوانده پیش خویشتن — شد فدای پیکرش آن هرزه زن
یک طبق دادش پر از شیر و برنج — بر لبش زد بوس و فرمودش مرنج
پس بیاور زود شو کاری بکن — انتظارت می کشد تا کی سخن
جولقی غلطیده و شد مشغول کار — تا بیان خندی که گردش بیقرار
طاقت او طاق شد آورد بر درد — فاشقی از آب نیسان سپرد
بود تا یکپاس این کند و کشال — با هزاران ناز و با غنج و دلال
شوهرش در خانه آمد ناگهان — جولقی گردید در کنجی نهان
ناگهانش گشت قصد ذبح میش — جولقی بنمود او را روی خویش
عضو عضوش بود از جنبش بجوش — حلقه های آهنین شد پر خروش
شوهرش از دیدن آن جولقی — خیره خیره مانده گفتش ای شقی
کیستی آمدی بهر چه چیز — گفت عزرائیل هستم ای عزیز

گفت عزرائیل را اینجا چه کار   داد پاپنج جوتے بے ننگ و عار
آدم تا من ستانم جان نیش   رنج میسازیش او را بهر خویش
گفت من سر دادمش بیطاقت است   گفت من هم می روم خیریت است
شوهرش اندر تحیر اوفتاد   جوتے بیرون در شد شاد شاد
با خودش می گفت این شیر و برنج   نقد جانم برده بود از زجر و رنج
چیست این شیر و برنج افعال نفس   پیروی ها کردن اقوال نفس

حکایت سلطان المغرور والصبی فی العابد والحور

تاجرے می آمد از جیره باو نشان   بهر سیر زنده رود اصفهان
شد دو چارش ناگهان زیر درخت   نوجوانی نامرادی تیره بخت
می کشیدی گاه آهِ سوزناک   می فشاندی گاه بر سر مشت خاک
گاه چون ریگ روان رفتی زجا   گاه سوی دشت می کردی ندا
نعره یاهو زدی گه از نیاز   گاه دیدی سوے چرخ آن سرفراز
گه شجر را می کشیدی در کنار   گه بسوی دشت می گردی فراز
گاه از ضعف و نقاهت ها تنش   بر زمینے تکیه می زد سایه وشش
گاه غار کوه را میداد زیب   گاه چون سیل آمدی سوی نشیب
تاجرش برخورد و گفت ای نیک مرد   این چه شکل است و چه سوز است و چه درد
از چه ورزیدی سکونت با وحوش   باختی عقل و شعور و فهم و هوش
می نمائی از نژاد خسروان   مختلط باشے چلر با آهوان
از کجائی کیستی اے نیک خو   شرح کن احوال خود باری بگو
آفتاب از جبینت روشن است   عالم از فیض جمالت گلشن است
از چه چیز است اینچنین احوال تو   هیچ با آدم نماند حال تو
هیچ احوالت نمی گنجد بعقل   کن برایم ماجرائے خویش نقل

سینه ام از بهر تو گردیده ریش — تا نگوئی من نخواهم رفت پیش
نوجوان الحاح تاجر چون شنفت — شرح احوال خودش را باز گفت
اینچنینش داد پاسخ کای رفیق — چون چنین گشتی بحال من شفیق
حالیا بشنو که من شهزاده ام — کاینچنین بر جا کجا افتاده ام
زانچه می بایست با دمع درست — تاختم بهر شکار از خانه چست
یک تنه خود را گزیدم از فنون — شد غزالے ناگهانم رهنمون
هم از آنجا آهوئے صحرا نورد — از ادائے رفتنت کاهد دل بدرد
اسپ خود را تاختم دنبال او — شد زگرمی چون دگرگون حال او
طاقتے در جسم زار او نماند — خویشتن را بر سر کوهی رساند
گشت آهو از نظر چون ناپدید — زاهدے دیدیم با ریش سفید
ناله ها می کرد در بیت الحزن — پیر فرتوت غریب و بے وطن
از سباع و از وحوش و از طیور — گرد و پیشش هر یکے می کرد شور
خرقهٔ از کیف خرما ساخته — از تفکر سر به پیش انداخته
جائے بالین خشتکے افتاده بود — بسترش از اشک خاک آسوده بود
گاه خندان گاه گریان دیدمش — گاه سرخوش گاه حیران دیدمش
پس بر او کردم سلامی از نیاز — لطف فرما شد که اے عمرت دراز
مرکبت را تاختی حیران شدی — هوش خود را باختی حیران شدی
مرحمت فرمود آن عالی جناب — کاسهٔ شیر و برنجم پر گلاب
لذتے دیگر درآمد در مذاق — پائے بوسی کردمش از اشتیاق
جرعهٔ آبے کشیدم پر شغف — می نمودم اختلاط از هر طرف
در سخن بودم که آن آهو رسید — پیر چون دیدش آهے در کشید
کاین همان آهو بلاک از دست تست — جیب صبرم چاک چاک از دست تست
باز چون دیدش شتابان می رود — گفت جانان میرسد جان میرسد

جست و بتابانه او را در گرفت
بعد از آن گفتن گرفت ای جان من
تا باین مدت کجا بردی بسر
مایل سبزه دلت من مایلت
باد میگوم دید و گفت ای نوجوان
آتشی در خرمن افسرده‌ی
نیست این آهو تن بیجان ماست
نیست آهو های جوی ماست این
ظاهرش دیدی و دیدی اینقدر
پس همان آهو که بس رنجور بود
لب گران مست شد این همیشه
آفت جان غمزه جادو گرش
بود صد بتخانه در هر تار او
هر یکی از بتیش میرود خروش
در جبین آفتاب آیین او
صد شکن گشت مستش سجده کرد
ملتقی البحرین هر دو چشم آن
خال زیر چشم او از خویش گم
شوخیش یک یوسف گل پیرهن
مالکانه جز کرشمه دست برد
من ازین چشم گنهگار خودم
زین عجب تر هم دگر بشنو که چیست
دل بجو دلرزید یعنی این چه بود

داد بوسه بر تنش در بر گرفت
جان من جانان من ایمان من
از غمت خون شد جگر خون شد جگر
می نه آرامد گهی آنجا و لیک
طرفه کارے از تو آمد تا گمان
سوختی جان و دلم بد آسوختی
نیست این آهو دل بریان ماست
نیست آهو جستجوی ماست این
حیف بر اهلش نیفکندی نظر
قصه دیدم بشکل احمد بود
شیخ شنگے و دل کشتی عاشق کشی
پیچ و پیچ سحر ساحری صد چاکرش
عالمے دیوانه از افسون او
هوش کو چون گرم شد بازار جوش
موج دریای محبت چین او
بندهٔ می آتش پرستش سجده کرد
بر زنخ انگشت دندان لابجان
بنده وی افتاده در پای حرم
هر دمے افتاده در چاه ذقن
با زلیخائے جمال او سپرد
دیدم این احوال و در حیرت شدم
خود نه انگاری که این از بهر کیست
غفلت آمد هوش از سرم بر بود

باز بر زانوی آن پیر حزین | سر نهاد و زد بخواب آن نازنین
پیر بیچاره ز غم بی اختیار | این سخن می گفت و می نالید زار
های زین گرما و زین صحرا و دشت | جان جانم را چنین احوال گشت
های آهو گشتنت این حال کرد | تفته تفته سینه چون غربال کرد
های زین کارت نه من مانع شدم | آنچه آمد بر سرم قانع شدم
پس همین گفت آن آزرده جان | کای خدا از دام هستی وارهان
تا کلیم آزاد از هجر جلیب | چند سوزد جان زار ناشکیب
تا گه از دل شعله اش بر جست و دود | مشت خاک بود و هیچ آنجا نبود
هیچ در عقلم نگنجد کاین چه شد | آن فقیر و آن بت بیدین چه شد
این زمان از جلوه بایش زیر چشم | باشد و هر لحظه با صد ناز و خشم
بود آن عابد چه و آن رشک حور | کو مرا افگند زینسان زار و عور
نیستم در خود ندانم چیستم | دیدم این احوال را چون زیستم
این چه پیشم آمد از کتم عدم | چون کنم زینسان نباشد چون کنم
هم درین خاکستر و صحرا و دشت | پنج و سال چار ماهم درگذشت
بستر این قصه ام هم بستر است | تکیه گاهم وانما خاکستر است
چون که شب تاریک گردد با شکوه | میرسد آن حور از بالای کوه
آهوانه می کند جلوه گری | میزند غلطک شود همچون پری
تا ہوای شهپر او می رسد | در دماغم صبح عشرت می دمد
از شمیمش تازه گردد از مشام | این بود حال من ای والا مقام
خورد چون شیر و برنج آن نوجوان | ملک و مال و سلطنت شد رایگان
چیست این شیر و برنج ای شهسوار | چیست لهو و حشمت و ذوق شکار

فی بیان خلق الحسن المتمثل من قصه امام الانام ابو محمد الحسن بن علی علیه السلام

آن حسن سرو خرامان بهشت | سید خیل جوانان بهشت

قال یوماً احضرونی مائده   جمله خدامش بحسب قاعده
نطع را در حضرتش انداختند   اطعمه هر گونه حاضر ساختند
ناگهان افتاد در دست کنیز   کاسهٔ گرم از طعام دود خیز
آتشش بر روی مبارک بوسه داد   چرخ را آمد برون دود از نهاد
چون بروی او نگه آن شه رساند   جاریه الکاظمین الغیظ خواند
باز و العافین بلب آغاز کرد   شه در راحت برویش باز کرد
آن کنیزک باز با صدق و یقین   خواند و الله یحب المحسنین
ده هزارش از درم آماده ساخت   با هزاران لطف و احسانش نواخت
هم ز ملکِ خویشتن آزاد کرد   هم دعاها بهر او ارشاد کرد
عفو فرمود از کنیز خویشتن   اینچنین تقصیر با خلق حسن
لیکه گشتی تو امیر و بادشاه   عفو فرما مر ضعیفان را گناه
حق ترا انعام فرمود احتشام   تو مخواه از بندگانش انتقام
خالقت هم جرم و هم تقصیر دید   زانکه از ابنای جنست برگزید
مر غریبان را مرنجان زینهار   مسکن ظالم بود دار البوار
در گذر از اهل تقصیر و خطا   باش احسان مجسم در عطا
از غضب فولاد کرد و سینه ات   می نشیند زنگ بر آئینه ات
تو مکن بر خادمانت ظلم و شتم   پندِ انشا گوش کن شد قصه ختم

خاتمة الکتاب المستطاب مع کمال الآداب و غایت الخضوع و الخشوع
جناب جمال الشوق والمطرب الذوق وساقی الوجد وصهبای المجد

ایها الجمال قسم بامر شدی   طهر الارواح عن صوت الحدی
بر نسیم محمل جنبانده کن   بهر روحم لطف بے اندازه
میرسد بانگ درای کاروان   جان بقربان نمکین ریگ دان

رغبت عشقیه ام شد میل حاج — حاصلم گردید تفریح مزاج

گر کند خار مغیلان سرزنش — خیر انشاء الله هست این پرورش

چون صف مژگان شاهد خارهاش — ظل حق هم دوش با اشجارهاش

هر تنے ریگ روانش به ز طور — معدن الاضوا و بستان السرور

طوف یثرب بعد از ان دارم هوس — حالیا می نالدم دل چون جرس

من فدائے منزل بے آب عشق — لذتے گیرم ز فتح باب عشق

جندا آن شهر و نخلستانهاش — جان فدائے وادی ذیشانهاش

خضر آید در رهش جاروب کش — میشود روزی سعادت آن عطش

اے خوش آن روزی که در یثرب شوم — تا در احمد بپائے سر شوم

بعد یثرب رو کنم سوے نجف — گوهر مقصود خود آرم بکف

خود بخود شوریده چون دربان شوم — بهر طوفش همچو دُر غلطان شوم

وحشیانه چون شوم سوی حرے — از معاصی روح من گردد بری

گویم اے مولاے من فریادرس — تنگ شد از گریه ام راه نفس

لطف فرما و ببین احوال زشت — بادشاها قاسم باغ بهشت

گر نیارے رحم اے مولای ما — وای بر ما وای بر ما وای ما

استقنی یا ایها الساقی الجواد — جرعة کالنور من راح المراد

سر الی دارے نیاز مسکره — ایها الرحمه ابو ها المغفره

خمرة العرفان لا من معصرات — التی یحیی لاصحاب الممات

یا مغنی انت لی نعم الصدیق — یا شفیقی یا رفیقی فی الطریق

قد مضے شطرٌ من اللیل التفق — یا خلیقی و اختلط بے وا تفق

بعثت لی کربة القلب الکئیب — لیس یشفیها طبیب ابن الطبیب

غیر ساق الکوثر ضحضاح نور — لا انیا فی الکون بذال السرور

یا مغنے فاق الحزن زال — انما قلبی الی الحان مال

انتظارت می برد این چنگ و رود — تا ز قوه سوی فعل آرایش رود

وجد را الحان خوش موج و نشاط است — سلسبیل عشق تار رابطه است

ساز کن آن نغمه عشاق را — در سماع آور دل مشتاق را

لست من اهل الخضوع و الخشوع — عودی یا نمین فورا بالدموع

لیت امی لم یلدنی فی المغاب — لیت لم یصنع خمیری من تراب

باز جذبم سوی رسوائی کشید — جانب هنگامه آرائی کشید

گفت شاهد باش باش ای حق پرست — گفتمش دیوانه را هوی بس است

تا بطا می ساقیم تنجی نهد — شیر مرغ و جان آدم می دهد

تا دماغم بو از این صهبا گرفت — در سرم شور جنونی جا گرفت

نعره ای جوشدم از هر مسام — بوی وحشت می رسد اندر مشام

آتشی بر رشته اند اندر گلم — می تراود جوشش عشق از دلم

چون بهای نان و حلوا گفته بود — گوهر معنی ز همت سفته بود

نسخه شیر و برنجش از جواب — گفت انشا هم بلی با آب و تاب

شکر لله جو بیش مستور نیست — جز مواعظ اندر این مذکور نیست

هست هم آغوش عرفان نامه ام — ذوق ریزد از صریر خامه ام

از خراش سینه ام باشد شگاف — اینقدر را نیست آسان و گزاف

این نسق از گفتگوی تازه است — غور فرمائی دهوی تازه است

زانچه فرمود آل امام المتقین — سید رو الا قران ضرغام دین

راوی آنرا در حدیث آورده است — هیچ بر کاخ ضماعت خورده است

گوهر انظر الی ما قال سفت — غیر لا تنظر الی من قال گفت

عاف باشد گر دلت از لوث و شک — این کلام ریزدت از چشم اشک

نزد مردان خدای شک و ریب — هست این گنجینه اسرار غیب

تا بود در عالم توحید گنج — ما انا انشاء الله این شیر و برنج

غرہ شوال و سال تغنزبود | تا کہ آید این کلام اندر شہود
گشت تحریرم ہم آغوش فیوض | می برآید سالش از طوش فیوض
ہمدرین وادی چو فکر من بتافت | نغمۂ آہنگ دل تاریخ یافت

سید انشاء اللہ ام فرخ شیم
گفت تاریخش خروش موج یم

تمام شد



مثنوی بے نقط

ولوحہ سرخی نیز بی نقط وہم لوحہ موزون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لوحہ در حمد مالک الملک

الحمد لملک الملکا را — کو داد مدام روح ما را
اللہ اللہ آلہ عالم — علّام و ودود کردگار م
در کاسۂ سر سرور آور — در گلکدۂ روح حور آور
در مرحلۂ علو او گم — ادراک و حواس و وہم مردم
دادار ادا درا اسلاما — صد عسر ہلاک کرد ما را
رحم آر دم او و دعا دہ — آلودۂ درد در اد داده

لوحہ در مدح سرور کل

ممدوح امم رسولِ اکرم — در علم آلہ اصل آدم
او مالک اصل سر سرمد — سردار ہمہ رسل محمد
گروہ او لوامع طور — ہم سرمۂ مردمک دہ حور
دانائے علوم سرور کل — در گلکدۂ سرور او گل
ہم ماہ سماہ علم و ادراک — ہم مطلع مہر سر لولاک

لوحہ مدح سوار دلدل

ممدوح ملک سوار دولدل	داناور سول سرور کل
داداور دو دو الا اسداو	سر گروہ اول دہ ودو
او اصل اصول آل طاہا	صمصام آلہ وحملہ آرا
حمد العماد در سر ہد	گردادہ وداد آل احمد
در راہ ولا ملک گواہم	سدرہ ستدرہ سروا ہم

لوحہ در مدح مالک گاہ

دار اعلم وکرم ملک	والا گہر ومسلم ملک
داور دوا دل آگاہ	ہم اسم رسول مالک گاہ
ماہ عالم عماد اسلام	رحم آور مورد ہر دو دوام
او حاکم ملک کوہ وصحرا	محکوم ہماد ہر ماورا
در عرصہ وہر گرد کارا	آور در دوام او ہما را

لوحہ در مدح حاکم عصر

او محرم ور کہ معلا	او مالک مہر وکلک والا
اسم ور اکرام ور دہ	اعطا علما لہ السعادہ
مہ مدرسہ مکمل او	ہر کو دک ہمسر اد سطو
راسی الا ملا مدار ہر کار	او گوہر سلک سر احرار
داور در ملک طوس وکسرا	دارا داور او سادہ آرا

لوح سم سلام وسلما

حلال ہمہ امور اسرار	راس الراس ساراہل اسرار
آمد وہ مردم دل آگاہ	سلک کہ کلام ہمراہ
در داد دل سرور ما را	کردہ سر کار کل کہ سر دا
کا مسال گہ دور کوہ وصحرا	در عصر احاطہ کرد گلہا
سرکردہ سوارہ دل آرا	اسم والا اسلام اورا

راہ سر کوہ راسا اسے
سرگرم دو سوار او سے
مسلط عطارد آسا
آہو دراسہ و دام طاوس
مسرور سوار رہوار و کرد
حاصل کہ ارادہ کردہ ہر سو
ہرگاہ اس عالم آرا
آہو دلمحہ آدم کرو
محروم دلول و ہمدم درد
کام سر راہ او ہما ور
اورا علم و عمل عطا کرو
ہر صومعہ مودع ہر کام
آسا سر راہ و حسم آمد و
او دہ سے لال کرداہال
اما ہر کلام او ادا کرو
او ہم ملا او ہم طرح آسا
آر صومعہ آمد در آسود
الحاصل کردہ معمدہ آہوا
ہرگاہ دو سہ دم دگر ہم آمد
کار دگر راہ سحر ادا کرو
آہو را الحاصل ساحرہ گو
سلما ورا اسم و ہمسر عمو
ہرگاہ کمال سحر کردہ

او سے ہم کار گام صرصر
آمد در وسط راہ در دم
آرام دل آہو حرم را
در ہر دو سرا مرام طاوس
او ہم را در دو اد و آورد
او در دو دورد ور آہو
صد رہمہ ملک دادہ را
گم کردہ رہ مراد را مرد
ور دل سوی مصر ارادہ کرد
ہر صد سالہ کہ دادار
ور در دو عالم ور او ادا کرو
کردہ ور ور ور اسم دادار
دل عما و سوال حال اور کرو
کردہ کسل و عالم ور الا لے
سر دو دہمرہ گدا کر دا
سر کردہ اور او صومعہ را
در سلک مہر و گوہر آسود
در کاسہ گل مراد دا ما
آہو در صومعہ در آمد دریا
آہو را عور راہ رد کرد
ہر صد سالہ واللہ و
در داد و ہمکار لمعہ طور
آہو دار آمدہ سر رہ

حال آهو سلام محروم
گم کرده حواس راه اسرار
در ملک دل آه را علم کرد
او را ادراک او وصد درد
گر کرده دمع را اعاده
هم آمده در همه که سلها
کرده عمل سهاد را گم
بیداری ۱۲
حاصل آمده سر او را
گه ولوله گاه آه کرده
گردوده هم سها و سلما
سر کرده کلام را که حورا
در صحرا کرده دوا دو
دارد گل و کلال حالا
لم آده هو اک حاصل العمر
و الحکو که سر در که کر دم
در دا در دا که در در دم
سر کرد همه کلام دهو کرد
در دم سده کرد احاطه عالم
دو دو دل داد داد هر دو
در دا که سلام ساده رو مرد
در دا در دا که ما دا مرد
در دا که ده دو ده ساله حورا
در دا در دا صد آه دردا

کرده هرگاه آه معلوم
حاصل او را دل مکدر
دل را اگر دو وصد الم کرد
سلما سلما سر داد کرد
گه وا وصد آه سر داد او
در صومعه سر و را آرا
در رد کس سلام کرده
دل در سر کار حور را او را
کار و لاک کاه کرده
کرده را او مکالمه دا
دل ده احوال کو لدارا
هم کرده مرده در دو صد کو
هر دم کمر و سر دلارا
اهو اا هو اک حاصل العمر
گر دو کمر و سر که گر دم
دو دو دم گرم و آه سرد دم
در گرده رعد صدمه آورد
کرده آهو دار روح آورد
کرده در هم رما و هر دو
در عمر ده دو دو ساله او مرد
سر کرده راه ملک سرمد
کرده آرام گه ارم را
در دا در دا سلام و سلما

ور عمر کم آه مرده محروم — حاصل حالا رما و موهوم
کو سلما کو سلام هر سو — صلصل دارد سرود کوکو
دردا که دداد کارها کرد — صد مالک ملک را گدا کرد
در دام آور صد هما را — ملک سده کرد دود ها را

در اسم موسس و مکمل

لله الحمد کو دلم داد — در ساده کلام کرد امداد
کلکم که مداد مسک دارد — در دام کلام آهو آرد
حاصل آورد در معما — اسم دل همدم دل آرا
هم الا را مدام همراه — در رسم کلام او امه الله

لوحه در مدح اسم والا

راس الحکما وسه ورها — هم سروها و مصدرها
هر کس در دهر مهر آسا — آرد در مدح اسم او را

لوح سال کلام مسطور

در در سلک کلام کردم — گردد کرم اله گردم
کردم سال در امحرر — طور الاسرار وسط گوهر

در لوحه دعا احاطه کردم

عمر صد ساله ده الهم — اللهم ارحم ارحم ارحم
اسلام ده و کمال آرام — آور عمل مرام در کام
حاصل همه ام سر در گردد — هم سدره دو دا له دو ره گردد
در دوره دهر دار مسرور — ده در ارحم ما ارد و حور
ور عالم دار کردگارا — او لا دم را و ساده آرا

رو در حرم آله آرم

وارم در گاه سم آلها — مردم مردم کرم آلها
رحم آر که نه عام وارد — آهو گرد واررم آلها
گم کرده هم مراد دل گو — وارم ورد و دال آلها
وروا وروا که در ره ورو — حمله آور و هم آلها
عورم مطهر و اهل دهرم — کو دام و کرا ورم آلها

یارا ورواد صد گهر کاک
آورد همه سطور در سلک

تمام شد

تا انتخاب در سنه یکهزار و دو صد و چهارده هجری ماه شعبان المعظم اشعار نبوک قلم آمدند



مثنوی شکارنامه که حسب الارشاد جناب عالی متعالی در سفر دهره بقید تاریخ بطریق روزنامچه بنوک قلم آمد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خداوند وحوش و طیور | نور ده چشم غزالان و حور
شکر وی آنکه به ما داد صبح | کرد وی گشت ز اقسام قبح
ذره و صفش سمک و آفتاب | خورده بسی از جگر خود کباب
سوخته و کوفته و کافته | تا که چنین نور و ضیا یافته
آنکه حریم حرم آباد کرد | صید حرم را همه آزاد کرد
بهر دگر صید خودش حکم داد | آمده در چنگ گوزن مراد
شارع من گر دیر است حلال | طیب و پاک است بلا احتمال
هر چه که پیدا شده در بحر و بر | جمله مهیا است برای بشر
بهر چه این نادره در هیچ شکل | این همه نخچیر است بهر اکل
ترک لحوم از ره نادانی است | شاهد این دیدهٔ قربانی است
این چه کرم هست و چه لطف و عطا | صلی علی سیدنا المصطفی
صنعت او هر چه به پیش و کم است | جملگی از بهر بنی آدم است
بین که چه خوش باغ و بهار آفرید | دید امراء ذوق شکار آفرید

نہضت رایات عالیات

اینکہ کنون میگذرد در شمار — بست فزون از دو صد و یک ہزار
بست و دوم از مہ ذی حجہ است — جاذبۂ شوق دلیرانہ جست
ساختہ در خامہ انشا وطن — چند ہزار آہوے مشک ختن
کہ کنون صید مضامین کنم — بارگیے ناطقہ را زین کنم

در تمہید کلام

از مدد شیر خداے ودود — صورت عنقاے طرب بر کشود
ذہن و ذکا رقص چو طاؤس کرد — بست شدہ آہوے صحرانورد
طائر اقبال بہ نشو و نما — سایہ فگن گشت بسان ہما
خیز دلا صبح سعادت دمید — فصل گل و باد بہارے وزید

در تعریف حضور پرنور

اشرف خیل وزراے زمان — ناظم ملک ہمہ ہندوستان
صفدر و منصور و سخی و شجاع — بست کمر از پے قتل سباع
تاختہ از خانہ بعزم شکار — کرد بہ برج اسد جان نثار

در تعریف خیمہ و خرگاہ و نوبت و نقارہ و ماتعلق بذالک

تا کہ بزد خیمۂ زرین طناب — آمدہ در برج حمل آفتاب
بہر قدم بوسے آن بارگاہ — آمدہ نور وز در آشناے راہ
گشت ز نقارہ صداے بلند — زندہ بمان زندہ بمان بے گزند
زد دہن نقرہ بر آمد بجوش — تا بتوان تا بتوان ہان خروش
علت صید است در آئین من — دین من و دین من و دین من

واشده زنبیسان دهن کرنا ... باد بده باد بده باد عا
دشمن این خانه جگرخون بود ... دون بود دون بود دون بود
عیش برون از حد اندازه شد ... رسم کهن از سر نو تازه شد
غلغله کوس به کیوان رسید ... آب شده زهره دیو سفید
کوه چو غریدن پیلش شنید ... صورت خرطوم وی از دور دید
گفت برون آمده از زیر ابر ... صور سرافیل پی صید بر
وقت هما نیست که سیمرغ قاف ... بگذر و از قله لاف و گزاف
انچه ندیدست فریدون بخواب ... جمله مهیاست درا در رکاب
چونکه بدید انهمه عظم و شکوه ... لرزه برافتاد بر اندام کوه

قطعه در تاریخ

فوج ظفر موج باین عز و جاه ... گرد رسانید چو بر اوج ماه
شوکتش انشا بخط زر نوشت ... فقره تاریخ مظفر نوشت ۱۲۲۰ھ

در تعریف اسپ

خود چو بر اسپ عربی بر نشست ... آمده بر فوج غزالان شکست
اسپ چه اسپ اشهب باد صبا ... اسپ بگوشه رخ گلگون قبا
اسپ باین شوخی دلچسپ کو ... حور بگو اسپ بگو اسپ کو
اسپ بدان لمعه شرق است این ... اسپ کجا چشمک برق است این
پیش روی جودت طبع سلیم ... گام نهد بر بر و دوش نسیم
زیب ده کوه و بیابان نجد ... قیس اگر بنگرد آید بوجد
سیرت لیلی رسدش در خیال ... با همه چالاکی و حسن و جمال
بیندش ار نادر کشورستان ... وصف کند با همه ایرانیان

شعر ترکی

شوال ارہ جیرتانم اوله — بسکه چله اور کولوسم اورگوله
حیف کنون خسرو پرویز کو — تا بکنم عرض که شبدیز کو
گویش از تخمه رخش کیان — لایق مدحش نبود این بیان
مرد لک ابلق لیل و نهار — از دو دو حسن پری اشکار
گرم چو کرد اسپ نوآموز را — ساخت خجل بوز قراگوز را
اسپ مگو صنعت باری بگو — اسپ مگو باد بهاری بگو
کرد بران کوکبه هر کس نگاه — در دل خود گفت که بار اله
این روش از جلوه روشها جدا ست — بر سر او سایه شیر خدا ست
تا نگه تیز درخشان چو برق — هست در الطف خدا تاج فرق
دان فره او که شلائین فن است — چنگل شهباز شکار افگن است
پر شده در گنبد نیلی رواق — صل علی راکب ظهر براق
داد سعادت علی عالیش — کرد درین ملک جهان والیش
شاه سوارلیست گزین گونه جنس — گاه ندید است کس از جن و انس
زیب ده کشور هند است او — عظمته لله تعالی بگو
گرچه در القاب وزیر شه است — دولت او بنیت مهر و مه است
شد ز محرم چو دویم آشکار — شیر شد از دست مبارک شکار
پنجم آن ماه دگر وقت شام — شیر ژیان شد ز تفنگش تمام
پانزدهم باز یکی بچه شیر — آمده در چنگ وزیر دلیر
نصف تن او حرکت می نمود — نصف دگر زخمی و درمانده بود
حکم چنان شد که ازین بگذرند — کشتن این خسته ندارم پسند
کشتن بیچاره نه کار من است — جمله شیرانه شکار من است
فیل سوار دگرش بد رنگ — آمده بیجانش نمود از تفنگ

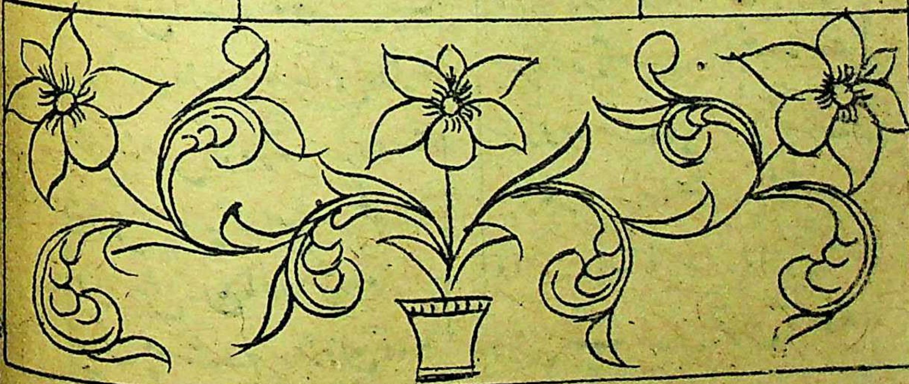
هفتدهم ماده دگر شیر نر
بود سه دریع از سر دوم طول آن
نوزدهم باز دریده دلیر
ماده آن شیر دگر کشته شد
بستم مه سر در روی زمین
آنکه میان وحل افتاده بود
بست و دوم شیر دگر ره دیده
برق تفنگش که بود بے عدیل
لرزه بر اندام جوانان فتاد
بست و سوم ناظم ملک جهان
شیر قوی هیکل و پیچاق تر
آمده در دام معلے جناب
بسکه درین دشت گوزن و غزال
حکم خسرو کرده شد نفخ صور
شد همه خاشاک چو نوک خدنگ
جمله نیستان شده خس شده
بعد ازان سادس شهر صفر
حمله اش افسرده وکیے بر یکے
داشت ازان هر سه یکی زور سخت
شوخ ز بس بوده و بر چیره دست
تیز همین دید بوضع درشت
دیدمش آن ماده شیر دژم
چاک چو شد هر سه برون آمدند

کشته شد از دست همان دادگر
شیر ژیان بود و چه شیر ژیان
زنده بیاورد یکے بچه شیر
صید چنان گشت کزو پشته شد
گشت دگر ماده شیر عرین
بهر تصدق شدن آماده بود
آمده و کشته شد از دست او
گشت دگر آهوے از پشت فیل
پیر فلک دست ورا بوسه داد
گشت چنان شیر ژیان گران
دیده ندیده است درینجا دگر
تیهوے و دراج فزون از حساب
کشته شد و پشته شد و پایمال
از پے انواع وحوش و طیور
آتشے افتاد ز دود تفنگ
شیر دگر بست و چهارم زده
شیر سه تا کشت همان دادگر
ماده دو تا بود ازان نر یکے
سر زده بنشست بشاخ درخت
پنجه زد و دست یکے را شکست
تا که خداوند جهانش بکشت
داشت سه تا بچه درون شکم
پیش نظر غرق بخون آمدند

گاه نبود است که از اتفاق — جمع سه تا شیر شود بے نفاق
اینهمه از دولت اقبال اوست — جمله جهان تابع اجلال اوست
شام همان روز سعید آن وزیر — کند ز تن جان دگر ماده شیر
آنکه کشید آدمی از پشت فیل — همچو نهنگے که در آید به نیل
از تفنگش بچه بر آمد چهار — گشت نیستان همه چون لاله زار
گشت عیان چون وهم از شهر صدر — زیب ده فوج شد آن رشک بدر
رفت پی صید و گرفت آن زمان — زنده سه تا بچهٔ شیر ژیان
مادر شان چون بچه ها را ندید — تند شد و نعره زنان در رسید
فتنه چو غریدنش انگیخته — حلقهٔ فیلان همه بگریخته
ناگهش از شعلهٔ برق تفنگ — گشت خداوند ورا بید رنگ
کشته شد از بازوے آن کج کله — شیر نر و ماده همه پانزده
بست و دوم از سفر آن جم وقار — آمده در شهر خودش از شکار

بافر و اقبال و بجاه و حشم
سایه فگند چو ابر کرم

تمام شد مثنوی شکارنامه





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان بھڑون نے کیا یہ آکے قہر / کہ ہوا زرد پوش سارا شہر
دیکھیے انکے ٹک جو انمردی / سب پر ایک اپنی پھیر دی زردی
باغ مین بھر جو خیل خیل گئے / سارے چنپا کے پھول پھیل گیے
موے کی زرد زرد پھلیان ہین / یا کل اشرفی کی کلیان ہین
کیا کہی اون کو کوئی دانشمند / کر دیے ہین انھون نے رستے بند
مولسریون کے نیچے دیکھیے جب / کھرنیان سے بکھر رہے ہین سب
جا کے کوٹھون کے کوئی دیکھے بہار / زرد چنبیلے کے پڑے ہین ہار
اوڑ گئی وہ سفیدی اور اودی / اب جدہر دیکھو زرد داودی
پھر جو شاخون سے ہر شجر کی اوڑے / تو املتاس ہے کے پھول جھڑے
بھر گئی نیشں و پر سے ہر کیاری / بھٹ کٹیا سے لگ گیے سارے
سارے زنبور یہ جو اوڑ لاگے / سب نے کیریے کر لیے باگے
ساری دیوارون پر قطار قطار / زرد مرچون کے سوکھتے ہین ہار
گایک اور نایک اور سپردائی / لگے گانے بسنت رت آگے
شکل بن بیولین درم نیلربان / بن گئین شاخ زعفران پریان
تھی درختون کی جو بندھی ٹٹی / اونین زنبور کے لگے چھتے
بن گیا تاک خانۂ زنبور / ہو گئے زرد خوشۂ انگور

ائے زنبور کو اے تے مرگ — جنگی دولت ہوا ہے دل صد برگ

بادپان نسیم خوش رفتار — صدقہ ہوتے تھے جسپہ باد بہار

ٹوٹے او سپر بھڑون کو جھوڑ سے — تو لگے چال چلنے وہ پھدڑی

سیوتی کھاکے مر گیے ہیرا — رہ گیا سو گلاب کا زیرا

یہان جو فوارے اب اوچھلتے ہین — سونے کی ٹڈیان اوگلتے ہین

بدلے موتی کے دیکھ یہ عالم — آگے کھراج رو گئے شبنم

اب جو خشکہ کوئی پکاتا ہے — سو مزعفر پلاو کھاتا ہے

ہوگیے بیج ان بھڑون کا آئینہ — بن گئی ٹھیک ٹھاک خاگینہ

چاندنی کا جو پھول تازہ ہے — سو وہ ایک نرگسی دوپیازہ ہے

شہد اوگلا جو ان بھڑون نے — پھول جتنے تھے بن گیے گلقند

زرد ورد کاسہ شراب ہوئے — سب مگر نرگسی کباب ہوئے

قطعہ در زبان اہل برج

ایک جو بھوزا بھڑون سے گھیر لیا — خوب سا او سکو ہیر پھیر لیا

تو لگے کہنے نندگانون کے جاٹ — لال جیو ہون تو ہین آپین کی ٹھاٹ

سدھ رکھت ہین تمھارے نالیکے — جی ہمیرے سے پچھوڑے والیکے

آئی کانہ کے بیچ بھو آپن — آج ہیسے ڈنان مون مرلی دہن

کشن جیو ہوکر بیل کو جنگل — جھاڑ آپن لیے ہین آپ دنگل

کوٹھہ کلا بھوت کے بنائی دھام — دوار کا بیچ جا لیا بسرام

بیچ نٹا کے سرت لیت نہین — اجو رنجک ہو تمکان سمیت نہین

یون کہت کام بن مہاراجہ — دہین مہاراجہ دہین مہاراجہ

دیوکی نندن تمھارے ہم سادہن — کس نہین آت ہو ہمارے پاس

تم بنا سون ہی یہ غنبی بٹ — ناہنا چیر گھاٹ تان آسٹ

بھیر اچاہت نہ کرے بندرابن
سری گوپال آپ کے درشن

کہنو ترسنت ہے مکان سیوا کنج
جمنا جل موں بھری بھڑوں کی بیچ

وہ جو کھاتے ہین پان مین زردق
گھس گیے اونکی کان مین زردا

تھی چمن مین جو نرگس شہلا
دست و پا اوسکے خوب سے سہلا

آخرہ کار کر دیا بیمار
اوسے یرقان کا ہوا آزار

بسکہ مہرے دکھائے اور تنبدے
سیکڑون کوس لگ گیے گنبد سے

دیکھیو اب کے روپیہ تارسے کا
سورج ایک پھول ہے ہزاری کا

ان بھڑونکا یہ کچھ ہوا احوال
جسطرح ہون نبولیان پامال

غور کیجے ٹک ان کی فرح شا پھول
سیکڑون کوس ہین ترئی کے پھول

کاس مین ارہر بن پھول گئین
ہرنیان اپنے ہوش بھول گئین

ان بھڑون نے دیا یہ سب کو پھونک
لیکے بستر ہوا نے ساوہا جوگ

بل بے زنبور تیرے شان و شکوہ
بھر گیا جعفری سے دامن کوہ

بوے گل اپنے ہوش بھول گئی
سامنے اوسکے سرسون پھول گئی

آکے بادل برس گیے سونا
ان بھڑون سے بھرا ہر ایک کونا

کسلیے کوئے مفلس اب ترسے
یہان بھی دکھن کیطرح ہین برسے

فوج زنبور دیکھ مور و ملخ
ہوئین ٹھنڈک سے چھاتیان سب حج

کیا رہی بات روئے دہوئی کی
آگئی ٹڈی ایک سونے کی

تھی جو دریا کے گرد کی ریتی
وہان ہوئی زعفران کی کھیتی

اونکے او بچھیڑون مین جو آکے پھنسے
قہقہہ مار کر نہ کیونکہ ہنسے

کھیل کر اپنے جی پہ آتے ہین
گال لوگون کے توڑ کھاتے ہین

غلط کی نعوقی ہونٹ توڑ لیا
جسے چاہا اوسے بھنبوڑ لیا

آکھاس ہے چھیرون مین یا سر کے
سب مین رنگت سما گئی بھڑ کی

اونکی آفت جو وحشت نے جھیلی
پھولی اوسمین بھی زرد چنبیلی

گانٹھ ہلدی کی ہین یہ زہریلی
بو العجب قہر ہین یہ سب زنبور
بسکہ چمٹے جو آکے یہ بد بخت
زعفرانی پہن کے ایک قبا
دیکھ زنبوروں کے پرونکی جھلک
ہے سفیدی تو آپکی سیر دی
نیش زنبوروں نے زبس توڑے
جو کوئی نیک بخت جلتی ہے
ہوئے دشمن جو کونے کونے کے
بن گیے چوب زرد کے پائے
اور اونچھوں کے دل مین بیٹھا چور
خوب روئی یہ تو شکوں مین بھری
اور تکیوں کے کیا کروں اوصاف
بل بے زنبور تیرا چھو منتر
زرد ریشم کے ہوگیے کشتے
بسکہ زنبور وہان جو پٹکے ہوئے
اور دوپٹوں کی کیا کروں تکرار
شکل ہر شے نے پکڑی سونے کی
بھڑکی صورت تو تھی ہر ساری یہان
ان لعینوں کی دیکھیے جلدی
اپنے نیشین پرو نہین جو دہر دین
ایک بھونرے نے جو دیا طنبور
کھول اپنے پرونکی بان نشان

سانپ کی طرح ہوگیے لہریلی
ہلدیا زہر ہین یہ سب زنبور
ہوگیے زرد پوش ساری درخت
اوڑ چلے اب چمن باد صبا
بیضۂ مرغ بن گیا یہ فلک
بیچ ہین وہ زمین سوز زردی
سب نے ماتھے کے پہنے ہین جوڑے
اوسکی پوشاک بھی بسنتی ہے
بن گیے سب پلنگ سونکیے
اور اوسی وضع کے وہ پردائے
لگ گیے خود بخود فرنگی قور
ساری اوڑ چلیان جیسے زردیری
چڑھ گئی سب پہ زرد زرد غلاف
تشبو کے رنگ کی ہوئی چادر
اور کیسر مین سب لگے لتھتے
زرد شالی لحاف ساری ہوئے
پس گیا اونپہ آکے ہار سنگار
واقعی ہے جہان سونے کی
نرہا اونکے دلین کچھ ارمان
جاکے دریا مین گھولدی ہلدی
مچھلیان سب سنہریان کردین
نکلے پلٹن بنا بنا زنبور
اف بے ای کافرو تمھاری شان

ایک رنڈی کا نام تھا کیسر — ناک کی اوسکی تو ر دے بیسر
چھوڑ دے اوسپہ ٹونے کی چڑیا — اوڑ گئی اوسکی سونے کی چڑیا
نقری تھے جہان تلک کہ ظروف — ہوئے وصف طلاسے سب موصوف
اشعۂ آفتاب عالم سوز — مین یہ کہتا ہون دیکھکر شب و روز
زرد چہرکی سے جو لگے پہرنے — سونہرا لے ہے کونسے بھرنے
ہوگیا سونا تانبا رو پارانگ — کچھ عجب روپ کا یہ آیا سانگ
آندھیان زرو زرد جو چلیان — ہوگئین زرد شہر کی گلیان
سارے زنبور ہی اب آئے نظر — ہے کچھ انشا بسنت کی بھی خبر
اور کچھ لکھیے سو یہ کیا مقدور — کاٹے کھاتے ہین ہاتھ مین زنبور
پہونچی اب تا بہ آسمان زنبور — نبگئے شاخ زعفران زنبور

آگے بس خیر اب بکھیڑا ہے
بھڑ کے چھتے کو تو نے چھیڑا ہے

مثنوی در ہجو کھٹمل

کچھ یہ کھٹمل بڑے ہین ابکے سال — کہ ہوئی سب زمین لالون لال
چھا گیے ہین جو سارے یہ بدبخت — شاخ مرجان بنی تمام درخت
گھسی ایک اونکی جا بجا لڑ ہے — بیج جو ہے سو مونگے کی لڑ ہے
ہوگئی سرخ بید ساری سرد — لال مرغی بنے تمام تدرد
بسکہ جا کر جمے قطار قطار — ہو گیے لالہ نرگس بیمار
دشت اور کوہ پر کیا جو دخل — نخل یاقوت بن گیے سب نخل
ان لعینون کا یہ سہاگ ہوا — تھا جہان سبزہ لال ساگ ہوا
بس جدہر دیکھو ہے انھین کا غل — بنگیا ہے زمانہ لال معل

کافرون نے یہ قہر کام کیا
کھاروے سے لپٹ گیے سب جھاڑ
موج دریا کو کردیا خون ناب
انکی رگ رگ کے بسکہ فوج ہوئے
رات سکھ نیند کو جو ترسے ہے
دیکھ ان آنکھون کو یون چالاک
کر نظر اس بہار کا عالم
ہے یہ لوہو بھرے کچھ انکے نقل
ہوگیے بیچین جو اچھلتے ہین
جتنے تھے بید مشک کے شیشے
وہ بھرے جو گلاب کی خم ہے
کون کہتا ہے انہین آب بھرا
جتنے تھے آسمان پر تارے
لال مخمل کے ایک پہن کے قبا
خوب دیکھو تو فرش سے تا عرش
نظر آتے ہین سرخ ہفت طبق
جا دھون نے لیا جو جبیت جوا
یہ جو لپٹے غرض کہ ہوبہٹے
خون منصور ہوگیے سب ریت
یہ جو خونی لپٹ لپٹ کے موئے
چادر ماہ تھی جو کوٹھے پر
سوہاگا نے لگا ہر ایک مطرب
جتنے تاکو نین تھے لگے انگور

چون قزلباش قتل عام کیا
رنگگیے لال ڈھانگ سارے پہاڑ
جانور سارے ہوگیے سرخاب
لال ڈگے تمام فوج ہوئے
اوسکے آنکھون سے خون برسے ہے
صبح نے بھی کیا گریبان چاک
آنسو لوہو کے ہوگیے شبنم
کہ چکا یون نہر کے ہے عقل
منھ سے فوارے لعل اوگلتے ہین
رنگگیے خون خشک کے شیشے
سو وہ خاصی شہاب کی خم ہے
حوض مین آکے شب شہاب بھرا
ہوگیے سورج پھول انگارے
ہوگیے سرخ پوش باد صبا
ہے سقرلات سرخ ہے کا فرش
پھولے پھرتے ہین اونکے بیچ شفق
آبشار ون سے بہے شہاب جوا
گل مختوم ہوگیے مٹے
جتنے صوفے تھے ساری آئے کھیت
کوہ شنجرف سب پہاڑ ہوئے
لے لیا اون نے گیر دابستر
سکھرے بیچ سے ہوئے غائب
اوکھوان نے تب کردیا ناسور

کپڑے تھے جنکے زعفرانی پاس
ہوئے گلشن مین سب حنا بندے
چمٹے چارونطرف سے جو کھٹمل
آگیے موج لالہ بر سر جوش
ہوگیا سب زمانہ کا ڈنگل
برج بے اختیار یاد آیا
چوتڑا اون بندرون کے دہیان پڑے
کھٹملون نے زبس دیے ستبے
تاک پر جاکے اونکی زیل چڑھے
معدنون کو جو کردیا مبہوت
مرسے بس دم تلک لیا جو ڈہانپ
نظر آتا نہین کوئی ہرگز
پر کنجشک پر بھی قہر کیا
نہین اس قوم سا کوئی لیچڑ
جسطرح ہووے آن لگتے ہین
جسجگہ ان کی جان چھوٹی ہے
نہ فقط یہ چمن کے بیچ مین ہین
بولے ہے کوئی تیز ہوش ستبے
ہر طرح سے یہ جھانک لیتے ہین
بھلا رے کھٹملون کا تیکھا پن
اور پلنگو نمین جتنے سروے ہین
ساری چولونمین یہ جو گھس آئے
کتنے سمجھے لالہ دیو کی نندن

ارغوانی ہوئے او نھون کے لباس
بولے نرگس کدہر چھپے بندے
چھپے ہو گیے گل مخمل
اور تکے سب پھول گر پڑے ہر موڑ
انکی دولت کریل کا جنگل
اور سہانے درختون کا سایہ
سیکڑون جنکو ہار پان چڑھے
بن گیے لال بیگ سب کتے
کیا منڈھے کھٹملون کے بیل چڑھے
سارے الماس بنگیے یاقوت
نگلے کھنکھجورے کالے سانپ
جتنے کیڑے تھے بنگیے قرمز
لال مینا کا اوسکو روپ دیا
تو شکین انسے بنگئین کیچڑ
چارپائی کے کان لگتے ہین
سرخ کمخواب کی سی بوٹی ہے
ہوتے دولہہ دولہن کے بیچ مین ہین
میرے چادر پلنگ پوش تبے
عیب جسکا ہو ڈھانک لیتے ہین
سارے تکیونمین انکا ہے مدفن
رکھتے ہین لباس گیردے ہین
صاف مونگے کے بنگئے پائے
پٹیان بنگئین رکت چندن

مان ارجن کے بنگیے سب مان
کبھی مان کی جو کچھ شکایت کی
ایک راون کا پوت تھا جیے مل
راون او لنا تھے نواز نیے
کیون نہ دین چارپائی پہ ڈنکا
سو یہ سوتے کو لیتے ہین جب تاڑ
ستلی ہے سوتلی ہے انکی پڑے
راچھسونکی سی کیون نہ باندھین ساکھ
کیون نہ ہر فرد ہووے غیرت دار
لاکھون لپتے ہین ماری جاتے ہین
کھالیا جو جھپٹ کے کھالون کو
چال شبخون کی ہے ان کو یاد
لال لال اونکی کرتیان دیکھو
بات کچھ کھولتے نہین ہرگز
کچھ نہ فرزین ہے نہ فیر یہان
نہ تو سنگین ہے نہ یہان بندوق
کاٹ کھانے ہی پہ یہ بس غش ہین
توپخانہ نہین کچھ آپ کے ساتھ
بہتیرے مار سب کو دیتے ہین
موٹی موٹی ہین ایسی جون بندوق
نہ تو کچھ بولتے نہ جالتے ہین
کام رکھنا خاسے کچھ نہ رہا
سارے محلون مین جا بجا ہے ہم سے

اور او دا نیون نے کھائے پان
ایک پنڈت نے یون روایت کی
اوسکی اولاد ہین یہ سب کھٹمل
لوہو پینے کی انکے دلمین ٹھنی
چھٹ گئی ان کی سونیکی لنکا
کرتے ہین اپنے سے اوکھیڑ پچھاڑ
چین کیونکر یہ لیوین کوئی گھڑی
ایک سے ہوتے ہین یہ نوے لاکھ
قوم کے انکے یہ بھی ہین سردار
پھر وہی رولا کرکے آتے ہین
دھرتے ہین نام سونے والونکو
یعنے اس کام کے یہ ہین اوستاد
سرخ پلٹن کی پھرتیان دیکھو
منھ سے کچھ بولتے نہین ہرگز
کوئی دم مارے سو بخیر یہان
نہ تو باروت کا کوئی صندوق
ہین تو جنگی پر ایک آتش ہین
لوہو پیتے ہین یہ یہ ہاتھون ہاتھ
اور لوہو کو چاٹ لیتے ہین
اونگلیون پر لگالیان فندق
غصہ جب نامد کے نکالتے ہین
انکی رنگینیون نے صاف کہا
اتنو گہرا سہاگ ہے ہم سے

اے جی چارپائی بھی بولی
نیند کیا ہے یہ ایک ہے ہولی

کھٹملون نے گلال چھڑکا ہے
رنگ ایک لال لال چھڑکا ہے

ناچتے ہین وہ مل کے چھوڑ بڑے
ہین گیے غش مین پڑے دوہڑون کو دہڑے

بس یہی شور ہے ہر ایک طرف
بجتے پھرتے ہین چوتڑون کی دف

گو کوئی غنچہ اپنا پھاڑے ہے
لیک کھٹمل کی کیا اوکھاڑی ہے

کہین بالو نہین گھس کے جونکی جگہ
سر کے بھیجے کو کرتے ہین آگہ

تکیہ ہے یا رضائی یا کہ لحاف
چڑھ گیے سب پہ سرخ سرخ غلاف

دائیو نکے ہوئے دوپٹہ سرخ
اور بچون کے چیتھڑے سرخ

کون ان موذیو نکا منہ توڑے
پہنے ہین سب نے سوفین جوڑے

جھوٹ پنڈتا کی وہ روایت ہے
وہ تو چیتون کی ایک حکایت ہے

پر یہی جانتے ہین اہل یقین
ہین یہ سارے لعین ابن لعین

یا تو یہ ہین یزید کی اولاد
یا کہ ہے شیعہ نسل ابن زیاد

جون جون مرتے ہین بڑھتے جاتے ہین
اور لوگون کو توڑے کھاتے ہین

کام ہے انکے ہی مریدون کا
ڈھیر جو گنج ہے شہیدون کا

ایسی ہے کھٹملون کی آئی فوج
کہ سمندر سے جیسے اوٹھے موج

ہوئے یکبار ہاتھی گھوڑے سرخ
اور سوارون کے ساری جوڑی سرخ

پائون سب وحشیون کے پھول گیے
ڈھاک سے جنگلو نمین پھول گیے

الغرض تھا جہان جہان ڈنگل
بن گیا گھونگچیون کا وہان جنگل

بس بس انشا نہ چھیڑ اب آگے
لوگ ہین سارے رات کے جاگے

مثنوی در ہجو پشہ

پہ مچھڑون کو ہوا ہے ابکی یہ اوج
دب گئی جیسے مرہٹون کی فوج

سوکھے سہمے ہین کالے کالے ہین — یہ بھی پر کوئی گھونسے والے ہین
ہین دو دپٹہ مین صاف گھس آتے — اور لحافون مین ہین سما جاتے
انکے بھناٹے کی ہے یہ آواز — تار جس سے کبھو نہو دم ساز
نیش کو انکی ریزے ریزے ہین — جڑتے بھنکار کر یہ نیزے ہین
تاک مین ہر طرف سے ہوکے دخیل — پھونکتے ہین یہ صور اسرافیل
آسمان و زمین و عجز و نیاز — جس سے اوڑ جائے ہے بیک آواز
ہے سیہ پھول کی کلی ان سے — سبکو ہے ایک بیکلی ان سے
کسکو یہ چین لینے دیتے ہین — نیند آنکھون کی لوٹ لیتے ہین
آندھیان ان سے کالیان چلیان — بھر گئین سارے شہر کی گلیان
انکو مل ڈالیے جو اونگلی پر — پھول آتا ہے صاف ایک نظر
کیونکہ کالے ہین آپ لوہو لال — اوہ کھلی جسطرح سے ہو کچنال
چاٹ لیتے ہین امرودونکا دُر — کُتتے ہین آکے کانا باقی کُر
بسکہ لپٹے ہی رہتے ہین ہر دم — حبشی ہو گیا ہے ایک عالم
چاٹ لی صاف گلدمون کی دم — رہ گئین وہ بچاریان گم صم
بسکہ کافر لپٹ لپٹ جو موئے — تختہ صندل کے آبنوس ہوئے
ہوئے مچھڑ بہت سے جو ساتھی — جتنے بھینسے تھے بنگئے ہاتھی
لوگ بجلی کی طرح ہین بے کل — چھا گئے مچھرون کے دل بادل
کیچوے تھے سو کالے ناگ بنے — شعلہ منہ سے نکال آگ بنے
اب یہ کیا قہر اے آہ ہوا — خون دنیا کا سب سیاہ ہوا
دیکھیے ہاے مچھرون کا قہر — اپنے دانتون مین بھر گیا ہے زہر
ہر بن موکے لیگئے ہین فصد — اور کیا جانیے اونکا کیا ہے قصد
بس جدھر دیکھو انکو ہے ایک راہ — نکلے ہے بنکے دل سے دود سیاہ
خال رخسار نازنین ہین یہ — نگس شیر و انگبین ہین یہ

بھاگ جائینگے کس کو ہے منزل / چابے ہین سب نے انکی کالے تل
ارنے اوپلون کو گو جلا دیجے / سیکڑون دھونیان لگا دیجے
ہیزم تر سے گو کہ نکلے دود / کب بھلا بھاگتے ہین یہ مردود
یہ سمجھتے ہین دود کو ہندی / تاڑ لیتے ہین ہندی کی خندی
لاکھ چمکا دے پھول کی تھالی / تیل مل کے کوئی چمک والی
تھوڑی سی کم یہ ہون سو کیا ممکن / جون کی تون ہی رہیگی وہ پن پن
بدلے تھالے کے بلکہ سورج کو / کوئی ہاتھون جھلا دے تو بھی تو
برسون جھولا کریگا یان خورشید / پر یہ مچھر نہو وینگے ناپدید
آنکھ کے تل مین یہ تو گھستے ہین / گوشۂ دکمین یہ تو گھستے ہین
دیو ہو کہ بھوت یا جن ہو / دال فی عین انکی سن فن ہو
ایسی نگی سی یہ بجاتے ہین / جس سے سب لوگ لوٹ جاتی ہین
ہر کسی سے ہے انکو راز و نیاز / سبکو مل دیتے ہین یہ روغن قاز
بات کیا ہے کہ کان لگتے ہین / یہ تبولون مین سب کو رکھتے ہین
واہ کچھ زور ہے بچہ ہین یہ / یعنے نمرود کے چچا حسین یہ
آگے کیا لکھیے کوئی انکا بھید / پڑگیے کاغذون مین لاکھون چھید
آکے مچھر جو پھر دو چار ہوئے / حرف بے نقط نقطہ دار ہوئے
کیون نہ نوک قلم رہے ششدر / گھس گیا اوسکی ناک مین مچھر
دانت مچھر کے وہان جو اڑنی لگے / جتنے فقرے تھے سب بگڑنی لگے
تھے سیاہی سے لکھے جتنے حرف / مچھڑون نے کیا اونھین شنجرف
فرق بین السطور کچھ نہ رہا / خط مسطر پہ نور کچھ نہ رہا
مچھرون کے یہ کچھ ہوئی گیچ بیچ / لگا کاغذ بھی کرنے اب پیچ پیچ
پیش آئے کچھ اسطرح مچھر / نہ رہا امتیاز زیر و زبر
اور کچھ جھکتا عبث مت جھینک / تیز بینی کو دیکھ آئی چھینک

قصد اپنا یہی ہوا بالجزم
کہ بس اب اور کیجیے کچھ عزم

جابجا کھا کے داغ نور افشان
ہو گیا صفحہ باغ نور افشان

ارے مچھڑ یہ ہین وہی دشمن
ہوئے زہاد جنسے تردامن

یہ جو ایک شدّ و مد کا قصہ ہے
سو غرض مچھڑون کا حصہ ہے

الغرض قوم یہ بہت بد ہے
نام دیکھو تو کیا مشدّد ہے

بھر کے منہ پھر کہو تو تم مچھڑ
جنکے لوہو سے بھر گیا جھجر

کھانے پینے مین سب وخیل ہوئے
آگے پشہ تھے اب تو فیل ہوئے

سونڈین ہین مثل فیل انکے پاس
کیون نہ کھو دین سبکے ہوش و حواس

نہین مچھڑ یہ فیل خانہ ہے
کجلی بن ایسے سب زمانہ ہے

کن نے رکھا ہے مچھر انکا نام
انکو کہیے تو کہیے لشکر شام

یون ہوئی شام یون یہ آلاگے
آدمی ان سے اب کہان بھاگی

لفظ انشا نہ بول لا یعنی
مچھڑ آکر اوڑ اگیے معنے

مثنوی در ہجو مگس

مکھیان اکی یہ بُرہین بے ڈول
کہ لگا ایک جنکو آنے ہول

کس طرح ہو بہار تازہ دماغ
کرتے ہین آبشارہ استفراغ

اب درختون پہ جتنے پتے ہین
شہد کی مکھیون کے چھتے ہین

صبح کا بھی مزاج ہے برہم
کر رہی ہے پچر پچر شبنم

جانکر مکھیون کو جنس دغل
سونگھتے ہین گل اپنی اپنی بغل

مکھیان مار مار جو ہارے
سبب آسیب ہو گیے سارے

لگے یون کرنے پھول پر بھن بھن
جسطرح آچڑھے کسی پر جن

پھیل سب گلستان مین مکھی
گھس گئی گل کے کان مین مکھی

تاک جتنے تھے یہ ہوئے مبہوت
جسطرح آچڑھے کسی پر بھوت

مکھیون کا ہے کارخانہ ہوا
اب تو بازار ہے انھین کا تپتہ
یہ جو دنیا سواد اعظم ہے
مکھیون کا بلند پایا ہوا
قلقل مے کی اوڑ گئی وہ ہوا
طاق پر ہے دھرا جو شیشہ مے
تک صبا کے پھریریان دیکھو
جان نرگس کی کرتی ہے مالش
گھریان لیتی ہے بہار چمن
دیکھ آدھی زبان سوسن کی
دیکھ ان کے پرون کی ایک جھلک
کھلکھلا کر انار جو ہین ہنسا +
او سکے وہ لال لال بتیسے
لیکے دانتون کو سب سیاہ کیا
ایک لکھوٹا سا جم گیا بس خیر
ایک ذرا اسکو کیجیے آپ نگاہ
منہ مین مکھی نے ٹھونس دی مکھی
بنگیے لوگ بھوت کی صورت
بامجنون کو کیا اونھون نے دنگ
ہوگیے آندھی ایک کالی بلا +
جس کسی چیز کا کھلا صندوق
فن سے مکھی بھی سامنے آئی
خاصے ململ کے رکھے تھے جو تھان
جشتستان سب زمانہ ہوا
اور سب کچھ سیاہی فالیز
اوڑ رہے ایک آن کالی جاجم ہے
سایہ سب انکے زیر سایہ ہوا
جا رہے سے آگے مل گیا قہوا
لگھی ہے اوسکے بھی نصیب مین قے
سانسین یہ گھری گھریان دیکھو
کس سے جا کر یہ کیجیے نالش
نکہت آئی سو منہ پہ دہر دامن
بولتی ہے نسیم گلشن کی
مگسی ہو گیا یہ اسپ فلک
دام مین مکھیون کے آن پھنسا
نہ لگے کا فرون کو جو حملے
اور ہو مٹھون کو سب تباہ کیا
باغ مین یہ ہوئی عجائب سیر
کسطرح کی دھڑی جمائی واد
کون ایسی بھلا ہو چھینیسی +
کالے پتھر کی جیسے ہو مورت
بڑھ کے سگلا مبر دھرم لشتنگ
لیک بس مکھیون سے کچھ نہ چلا +
ترسے چھوٹے وہان سے ایک بندوق
جو دھری چیز تھی سیہ پائی
سو قلم کار ہوگیے وہ ندان

جیسے باروت سے کوئی ملجائے
سہرو کا حال یہ ہوا اسے وائے

کیون نہ ہر ایک شخص ہو بیکل
کھیون کا گھرا ہے دل بادل

مہریان ساری کھلکھلاتی ہین
سب کو آواز یہ سناتے ہین

دیکھو یان یاڈلی کچھ ہو
لونگ الایچی بُری بھلی کچھ ہو

گرچہ ہمیجے توجی کو روکتے ہین
لیک پرنالے سارے اوکتے ہین

جتنے امرود تھے سب اودھیڑ ہوئے
ٹیٹے ہر نون کے کالے بھیڑ ہوئے

نکلے پاڑہے خوک کے بچے
ہو گیے بھونرے تھوک کے بچے

بنی آدم کی ٹولی کی ٹولی
بیٹھی بولے ہے شیر کی بولی

لکھنؤ یا کہ شہر دلی ہے
ہر کہین بس یہی جبلی ہے

لگے معشوق کہنے عاشق کو
چل بے اوڑ پادیہانسے مکھی ہو

انکے ہاتھون سے لوگ جلتے ہین
ہاتھ سے ہاتھ اپنے ملتے ہین

لیک فضل خدا سے یہ مکھی
آنکھون دیکھی ہے پر نہین چکھی

جبکہ کھانے کو کچھ کھلاتا ہے
مجھے اللہ ہی بچاتا ہے

سایہ ہے یہان امام جعفر کا
دلسے مین ہون غلام جعفر کا

لکھے انشا اب آگے کیا احوال
سطرین کی سطرین کر دیا پامال

فقرے چلے تو منہ سے چاٹ لیے
نقطے چھچھے سے مکھیون نے دیے

بینے ناحق انھین مسل ڈالا
اسے نواب اور ہے کھلا لالا

جہل ملے سے جو رہ گیے تھے حرف
خود بخود اوپہ ہو گیا شنجرف

کہین تو سرٹیک گیے اونکے
کہین پہ بھی اوبھر گیے بن کے

قتل پر انکے کی جو بے صبری
بن گیا صفحہ کاغذ ابری

مکھی قلم کا بھی اتنو متلایا
پیٹ مین تھا سب نکل آیا

حکایت

مرد تھا ایک ایک تھی رنڈی
پر وہ رنڈی تھی مرد سے سنڈی

مرد کو اور بات سوجھے تو
لگا کہنے ذرا اسے تو ہلو

رنڈی سو طرح ملنے دسنے لگی
بلکہ اوس عضو کو مسلنے لگے

گرچہ مل دل سے ہو گیا قرمز
نہ اوٹھایا پر اون نے سر ہرگز

اور سنیئے لطیفہ بیان نادر
مرد سے ریح ایک ہوئی صادر

رنڈی ہنسنے لگی تو بولا مرد
میں سلیمان نہیں کچھ اے بیدرد

حکم میں میرے ہووے رعد و ہوا
ہنسنا اس بات پر نہیں ہے روا

بھید کی کھڑکی اون نے یون کھولی
رنڈی اوس وقت اسطرح بولی

میں بھی عیسے نہیں ہون کچھ ای واہ
کہون فی الحال قم باذن اللہ

اور مردہ ہو زندہ از سر نو
ہے عبث اسکی آپ کو تک و دو

اپنی خاطر نہ کیجیے افسردہ
زندہ ہو مجھسے کس طرح مردہ

یہ ہوا اب جو اوٹھ کھڑا ہووے
تو اچنبھا بہت بڑا ہووے

مرد ٹھنڈا وہ بن کے جون اولا
تب تو جھنجھلا کے اسطرح بولا

ضعف کو کوئی کسطرح رووے
نہیں اوٹھتا تو جسطرح ہووے

رکھدے مردہ ہی قبر کے اندر
تو مری جان کو نہ بن بندر

مثنوی ابتدائے کلام در تمہید شکایت زمانہ نافرجام

کرون کیا جور گردون کی شکایت
جہان دیکھو اسی کی ہے حکایت

نہیں یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہیں شاد

ستانے بن نہیں کچھ کام اسکو
کہاں بن دکھ دیے آرام اسکو

نہیں معلوم منظور اسکو کیا ہے
بری چتون سے کافر دیکھتا ہے

کمر بس ظلم پر اسنے ہے باندھی
یہ ظالم ہے اوڑا دینے کو آندھی

جہان دو دل لگاوٹ سے ہوئی گرم
تو ایک آفت اوٹھاتا ہے یہ بیت الحرم

یہی تو رات دن ہے اسکو ایک فکر
سوا اسکے نہین بس اور کچھ ذکر

کہ ہو وین وہ جنین جو جسب دلخواہ
سو آپسمین جدا ہون قصہ کوتاہ

عداوت پر تو سبکی مستعد ہے
خصوصاً عاشقون سے اسکو کد ہے

بندھا یہ قصہ جب تک دم مین دم ہو
شکایت نامہ گردون رقم ہو

دربیان حسرت جدائی و نارسائی

محبت جس سے ایک پیدا ہوئی تھی
طبیعت سخت ہی شیدا ہوئی تھی

بہت تھی عنقریب اوسکی حویلی
پڑی دوری تو اب اللہ بیلی

اجی ہمسایہ گی تھی ایک پری ساتھ
بہت سا انس تھا جلوہ گری ساتھ

ہزار افسوس چھوٹا وہ محلہ
کیا فوج الم نے آکے حملہ

جدائی ہو گئی ای وائے قسمت
ہوئی بیٹھے بٹھائے یہ قیامت

بہت یاد آرہی ہین اب وہ باتین
بہم کس عیش سے کٹتی تھین راتین

ہوئی مجھسے یہ اوسکو دوستی تھی
کہ بہتیر ونکو بیٹھے کوستی تھی

لڑانے یکدگر سینے سے سینے
وہ گھبراہٹ کی آجانے پسینے

وہ چپھنا اون کچونکا اسطرح سے
کہ گدرے آم ہو وین جسطرح سے

مسک جانا وہ انگیا کا پھبن سے
وہ اوسکا دیکھ رہنا بانکپن سے

ہوا سمرغ دل سینہ مین پرکٹ
گئی سوئی کی چیٹھ یا ہاتھ سے چھٹ

متکلم شدن بساقی و بیان امر اتفاق

شراب تندوی ایسی ہے ساقی
کہ جس سے غم رہے مطلق نہ باقی

گلابی لاکے رکھدی وہ مرے پاس
کہ ہو دولہن تکیے کی جسمین بو باس

وہ مو دے جس سے اوٹھے دلکو ایک لوح
یہ ساری وال کی ہون فکر ادرسوح

فلک کی آنکھ ہو جس پر ہو چکتی — زمین مارے مزے کے ہو بلکتی
نہین ہے شوق کے ہاتھون سے بھیجا — پڑا اوچھلے جو دو دو گز کلیجا
چمک جاوے جو میرا جوہر عقل — تو مین تجھسے حکایت اک کرون نقل
سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ — کہ فی الواقع یہی تیرا ہے حصہ
کہون اک آپ بیتی وہ کہانی — کہ ظاہر جس سے ہو آتش زبانی
سنے تھے حسن کے اک شہرۂ شہر — نہایت چلبلاہٹ ساتھ حد قہر
چبھی تھی یہ جگر مین عشق کی پھانس — کہ شعلے بن نکلتے تھے ہر اک سانس
ہمیشہ وردِ جان تھا شعر استاد — یہی پڑھ پڑھ کے تھا سرگرم فریاد
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
غرض مشتاق تھا اوسکا بہت جی — سمائی دل مین تھی اک بیکلی سی
کہین القصہ حسب اتفاقات — ہوئی اک باغ مین باہم ملاقات
چلا وان جو گیا مین بے تحاشا — تو مت پوچھو کہ دیکھا کیا تماشا
نظر اس ڈھب سے آئی وہ پری وش — کہ دل اور جان نے اپنی کیا غش

بیان ملاقات اول و تعریف بستان

گئی آنکھون تلے بجلی سی اک کوند — سمندِ ناز نے ڈالا اوسے روند
کہا دل نے مرے دیکھے جو وہ مانگ — کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہو گیے تار — ہوا مین مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑ گئین خیر — عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
وہ شوخ و شنگ دیدہ اس پرن کے — کہ ہون جسطرح دو بچے ہرن کے
نظر آیا وہ مکھڑا اسیب کا سا — بندھا بان ڈول کچھ آسیب کا سا
یہ رخسار و نہین اوسکے فربہی تھی — ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
نگاہ مست تھی ایسی ہی بیباک — کہ بس دیکھی جدھر ہا بڑہی اودہر تاک

ہزاروں آبلے جوں تاک انگور
بسم پہونچاے دل نے ہوکے مجبور

کہوں اوسکی جبیں کو کسطرح چاند
کہ اوس تیسے لاکھ حصہ چاند تھا ماند

سہانا تھا کچھ ایسا روپ اوسکا
کہ سایہ چاہتی تھی دہوپ اوسکا

یہ یک رنگ سی نزاکت میں بھری تھی
کہ بس جو بات تھی اوسکی پری تھی

نگہ وہاں کر رہی تھی یوں اشارا
کہ ہے یاں ماتھے چاند اور تھوڑی تارا

جٹی دونوں بھویں یہ داد بیداد
کہ ہو دلچسپ جیسے شعر اوستاد

یہ تھی کچھ سرخ سرخ آنکھوں کے ڈورے
رگ گل پر جو رکھیں سو نہ ہورے

صف مژگاں میں تھا ایسا ہی انداز
پڑے سے چھیڑتے ہیں جس سے سیکڑوں ناز

برنگ گل نظر آئی وہ دو کان
کہ اونکا وصف کرنا کیا ہے امکان

کروں جو کچھ بھی جو تعریف در گوش
تو اوڑ جاویں صدف کے سنتے ہی ہوش

نہ کیونکر آرسی سے مست ہوتے
وہ گردن تھی صراحی دار موتے

گلاوٹ بازوونکی چشم بد دور
وہ دونوں مچھلیاں جیسے سقنقور

لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا میں تھا غرق

پھبن سج دہج کچھ ایسی تھی براقا
کہ ٹر مردونکو جس سے ہوا افاقا

نظر آئے جیسے وہ سوتواں ناک
نہ ہووے پھر وہ ساری عمر غمناک

یہ عالم تھا کچھ اوسکا واہ جی واہ
کہ لکھے نسخ ہیں جو اسے واللہ

نہ کیونکر اوسکی خود بینی ہو ایسی
کہیں دیکھی بھی ہے بینی ہو ایسی

قیامت کرتے کیا لگتی اوسی ڈہیل
کہ تھے وہ بچہ صور سرافیل

پھڑک نتھنوں کی پھر ایسی ہی اچھی
کہ بچہ جوں تیرنے میں جا سے مچھلی

وہ ظالم کے مسی آلودہ دنداں
جھلک میں موتیوں سے تھی وہ چنداں

پڑی ہونٹوں میں تھی ایسی دمکتی
کہوں جوں رات کو جگنوں چمکتے

در تعریف اعضا

یقیں ہو اوسکو جو دیکھے وہ پستاں
کہ بیشک یہ ارم کی ہے گلستاں

بنے دو برج سونیکے یہان ہین
غلط فہمی تھی کہنا یہ بڑی بات
یہ کہنا تھا کہ دو سونیکے تھے کے
بنجی الماس اور نیلم کی کنی
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا
ستارہ سی وہ کتی تھی پڑی ناف
وہی تو حسن کے چشمے کے تھی سوت
یہی کہتے تھے اوسکو دختر رز
کرون کچھ اور اعضا کا تو کیا ذکر
کہے وہ شعر لیکن فارسی ہین
زہے مضمون کی عالی دماغی
مپرس از بند شلوار از دگر ہیچ
بناف وان گرہ کن چشم خود باز
اوسی مین آگیے مضمون سارے
چڑھا اس جوش پر دریا مہتاب
دلکن یون لگی سب برج کہنے
ہوا دان تن بدن سے مل کے پارا
زمین اوسوقت لگتی یہ بھلی تھی
درختون کو اوس انداز و ادا نے
غرض وہ شوخ میری پا کے آہٹ
خجالت سے پسینے مین ہوئی غرق
لگی کہنے ہوئی ہے عقل کچھ گم

کسوٹی کے کلس اوپر عیان ہین
عبث ضائع ہوئی ناحق کو اوقات
لگائی آنکھ جن پر تھی اوچکے
ہم چھوٹے بڑے سب تھے یا اکنی
بدن آئینہ سان براق شفاف
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
نہ تھی وہ ناف تھی ایک جاگتی جوت
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاسے ہوز
کہ ناحق کی ہوا تی ہے کہان فکر
کہ سچ مچ حسن کی وہ آرسی ہین
چٹہا دین بلبلین جنکو چہا اٹھتی
حکایتہاست اینجا پیچ در پیچ
کہ زیر مہر دارد بر رہ ناز
لگے ہر سمت سے ہونے اشارے
کہ کوسون تک پھرا سیلاب سیماب
کہ سچ مچ جیسے ہرن چاندی کے تھکے
چمکتے تھے پڑے جیسے کہ تارا
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
دیے تھے بادلے کے شامیانے
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ
چمک کر یون لگی آنکھونسے جون برق
زنانہ مین گھس آئے کون تھے تم

کہا اب خیر سے گھر کو سدھارو
کسیکا مفت مین تم جی نہ مارو

ڈھٹائی پر تمھاری جی ہوا غش
لگائی تمنے میرے جی مین آتش

نہ باندھے کوئی کچھ طوفان وشیطان
چلو اب جا وبھی اللہ نگہبان

وہان مجھکو زبردستی گئی سوجھ
مزے مین آکے بدمستی گئی سوجھ

لگاوٹ سے ہوئی جب دلکو تسکین
تو مینے پشت خار اونسے لیا چھین

اونھون نے بھی لپٹ کر ایک باری
رضائی شال کی میری اوتاری

لیے مین پشت خار آیا ادہر کو
رضائی لیگئین وہ اپنے گھر کو

رکاوٹ آگئی پھر کچھ جو ناحق
ہوئے دونون کے سینے رنگ گل شق

ملاقات بار دیگر

ہوا مدت مین جو پھر وصل دلدار
تو شدت سے کیا اونے مجھے پیار

یہ اپنا زور فتنے مین جتانا
کہ مجھکو عطر فتنہ کا لگایا

نہونے پائی تھی تسکین دل کو
کہ کوئی لے گیا بس چھین دل کو

کچھ ایسی بات جھٹ درپیش آئی
کچھ آپس مین ہوئی وو ہین جدائی

ملاقات بار سوم ویکجا ماندن تا یک ماہ کامل

حقیقت کی نہ پوچھو بعد چندے
ملا اون نے دیا تھے جسکے بندے

ہوا پر جو میسر وصل دلخواہ
ملاقاتین ہوا کین تا بہ یک ماہ

تصدق تیری قدرت کے خدایا
کہ دو بچھڑے ہوؤن کو پھر ملایا

دربیان مہاجرت بعد از صحبت یکماہ

یہ آیا سوچ اکدن بیٹھے بیٹھے
کسی کے دل مین جیسے چور بیٹھے

کہ ہے یان جو میسر عیش و آرام
سو ہرگز یہ بھی گردون کا نہین کام

تعجب ہے نہین در پے جو ہوتا
یہ دشمن ہے بڑا کس نیند سوتا

زمانے نے کیا اس بات کا رشک ۔۔۔ پھر آیا چشم مین خورشید کے اشک
بیان قسمت کی خوبی نے کیا آہ ۔۔۔ بہت تغلین بجاتا تھا کہ ناگاہ
طرب نے مجھسے اپنے منھ کو موڑا ۔۔۔ فلک نے تفرقہ کا سنگ چھوڑا
خوشی کب دیکھ سکتا ہے یہ کم بخت ۔۔۔ کہون کیا حال دل سنگ آمد و سخت

دربیان بیتابی فراق وبیان اشتیاق

وہ شکل آنکھون مین اپنے چھا رہی ہے ۔۔۔ طبیعت سخت ہی گھبرا رہی ہے
لبون پر آہ ہے اور چین ہے درد ۔۔۔ پھرا کرتا ہون جب تب مین دم سرد
مجھے کچھ کھانے پینے کا نہین ہوش ۔۔۔ تصور سے اونھین کے ہون ہم آغوش
لگی ہے آگ سی اک دل مین میرے ۔۔۔ سمائی وحشت آب و گل مین میرے
یہ گھر سنسان ان بن اب لگے ہے ۔۔۔ کسیکو جس طرح سے بن لگے ہے
الٰہی صحبتین پھر ہون وہ باہم ۔۔۔ نہ چھوٹین عاشق و معشوق اک دم
بہت سایہ ترا بندہ کراہا ۔۔۔ کرم کر پھر ملادے بار الٰہا
وہ جو دشمن ہین سو ناپید ہو وین ۔۔۔ پڑی سر پیٹین اپنا اور رو وین

اُسی ڈھب کی ملاقاتین رہین پھر
وہی راتین وہی باتین رہین پھر





مثنوی فیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقے تیری آنکھون کے ساقی	ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی
ایسی ہی شراب کے دھوان دہار	بڑھ جائے یہ جس سے سُکر کا تار
اطراف جبش مین جو بنے ہو	انگور سیاہ کے جنے ہو
تیزی مین سیاہ مرچ سے ہو	جھونکا وسکے نکیلی کرچ سے ہو
وہ جسکی بڑی بڑی ہون جوہر	صدقے جن پر ہون لعل و گوہر
لایا وہ بوضع جور طناز	جس سے کہ چمن چمن اوگین ناز
وارو ایسے کہ ہو اولے العزم	جس سے چمک اٹھی صورت بزم
تو مے جو الے دخت رزگر	پھر قول کے مجھسے پخت و پز کر
دیدوہ مجکو جام صورت بدر	ہو رات یہ جس سے لیلۃ القدر
سمجھے جسے نشہ سر فراز	لیلاے سیاہ خیمہ ناز

ہو جس سے لپیٹ اژدہا کے
جس سے کٹ جاوی زاہد خشک
جس سے سب والی فی ہو وحشت
ہو جس سے کہ دور یا وہ دیو پیچ
ہو جس سے کہ دلکو اور ہی پیچ
خاطر ستون کے جس سے ہو جمع
ظاہر جس سے ہو حُسن کی سعت
جس سے چھٹ چاندنی کری کھیت
جس مین ہون معجزات عیسے
یہ چار طرف گھٹا جو چھائے
بادل آئے ہین عیش کے جھوم
ایسا کر دے مجھے سے مست
کر ایسی ہی مجھ مین یاس کو غرق
جس سے کہ سرور یاوا دوسے
ہووی نہ تو اور دے مجھے پھر
رک مت مجھسے ابھی تو رہ وا
تا مین کہون ایک تازہ قصہ
قصہ نہین ایک باغ ہے یہ
مطلق نہین اسمین کذب کا دخل
ہے صاحب فہم و عقل صائب
مین تیری حضور وہ کرون نقل
تھی سترہ سو بیانوے سال
انگریزی مہینا تھا دسمبر

صورت دیوار قہقہا کے
جسمین کہ کھلا ہو نافہ مشک
عنبر کے بھرے ہو جسمین نکہت
کر جاوی سواد دل سے غم کوچ
اور اُڑ جاوین دفعتہً یہ سب سوچ
روشن وہ کرے مراد شمع
جس سوت سے نکلے جاگتی جوت
چمکی تارونکی وضع سے ریت
غش جس سے ہو راہب کلیسا
بہ زلف صنم کی یاد آئے
اسوقت نہ کر تو مجھکو محروم
تا برق کی طرح دل کرے جست
جس سے بھڑک اٹھے شعلہ برق
انشاء اللہ مرا پا و ے
جسمین یہ پیاس تو تجھے کچھ
گر ہو وہی نہ می تو چھیڑ قہوا
ہے یہ تو فقط ترا ہی حصہ
مسرور کن دماغ ہے یہ
ہی صدق سے پُر ہر اک تخل
سن مجھسے لطیفہ عجائب
جسپر کرے وجد دانش و عقل
وہان عیسوی آ بجاہ و اقبال
جنمین ہوئی بات یہ مقرر

بیری کی ضلع مین تھے گرفتار
گویا خرطوم اژدہا تھے
تھا کوہ شکوہ و خوب صورت
ہاتھی کا نام تھا بہادر
چنچل پیاری تھی مادہ فیل ایک
باہم رغبت کو جو ٹٹولا
چاہت نے مچائی ہے یہان دھوم
بے گفتۂ شیخ شہر و مفتی
دو دل باہم جو ہو دین راضی
باہم ہوتی ہے بوسہ بازی
صحبت آپسمین ہے بہت گرم
ہتھنی کا ایک پانوْن اگلا
چھوٹا پھرتا تھا یون ہی ہاتھی
گو تھا لیے کچھ بندھا نہین تھا
ٹپکا پڑتا تھا اسطرح سے
باس اسکی مدام سونگھتا تھا
خرطوم سے ٹپکے گل کے شبنم
ازبسکہ وہ فیل صدمہ کش تھا
جو لوگ تھے گردپیش کے کل
پھر سترہ سو ترانوے تھے
تاریخ کا بڑھگیا بہادر
خواہش کا دغدغہ جو بیٹھا
حملے ہوے چند بار ایسے

ایک فیل ہوا بڑا نمودار
صورت دیوار قہقہا تھی
بے شبہ و شک گنیش مورت
صدقے اسپر ہے بے بہادر
جسپر ہو جائین غش بد و نیک
تو آگئے مہاوت ایک بولا
ہوتا ہے مزاج سے یہ معلوم
کھیلین گے یہ آج کل ہین جتنے
پھر کیا کرین انہین آگئے قاضی
کیون دل کی کلی نہو وے تازی
باقی نہ حجاب ہے نہ کچھ شرم
تھا باندھ مہاوتون نے رکھا
مستی رہتے تھی اوسکے ساتھی
جاتا وہ کہان کہ دل وہین تھا
ساون کی گھٹا ہو جسطرح سے
مارے مستی کے اونگھتا تھا
ملتا تھا منھ سے اپنے ہر دم
چنچل پیاری کی بو پہ غش تھا
دانستہ وہ کر رہے تغافل
بست و ہشتم وہ جون کے تھے
بے خوف و تردد و تفکر
چنچل پیاری پہ آن ٹیٹھا
ٹکراتے ہون دو پہاڑ جیسے

ہر چند نہ پھولے گل کی کیاری
دریا کی طرح عرق تھا جاری

پھر وقت صباح اوسکے مین بعد
گرجا وہ فیل جسطرح رعد

پھر آیا گلون کے منجھ مین پانے
پھر بات ہوئی دوبار تانے

لکھتے ہین جان کارش ایسا
انشا نے کیا یہ نظم جیسا

لی اسکی خوشی نے جبکہ کروٹ
آیا مین فیل خانہ مین جھٹ

کیا دخل زیادہ جو کہون مین
شاید لپیٹ کر گردن مین

دو گھنٹے بجے تھے دوپہر پر
پھر بات ہوئی یہ جب سکرر

چھوڑا ہاتھی کو اپنے آگے
ہتنی کے نصیب سوتے جاگے

دونون مین رہا مساس تا دیر
کہتے ہین لوگ جسکو ہت پھیر

ہاتھی بھی سونڈ ڈالتا تھا
ہتنی کے وہ شے سنبھالتا تھا

ملتا تھا وہ فیل واہ واہ جے
خرطوم سے جای شرم اوسکی

ہتنی بھی بسان کسبی اوسدم
بھی مارے مزے کے شاد و خرم

خرطوم سے عضو تولتی تھے
کیا جانے کہ کیا ٹٹولتی تھی

بھاری تھا خوب بیٹھے گدا
کہتی تھی لگے پرو گدا

کیا مین کہون اور اسکی حالت
ہر طرح اٹھاتی تھے ملالت

ہتنی پہ سوار یون ہوا فیل
جسطرح کسے کو کوئی دے کیل

گردن مین ڈال اپنے خرطوم
ہاتھی نے مچائی اسگھڑی دھوم

اگلی پانون کو پیٹ پر دھر
کھیل اپنا کھلا دیا سراسر

ہتنی نے دونون پانون اگلے
جھید راز کی تھے وہان مربے

ہاتھی ہتنی سے ہوگیا جفت ⁂
دیکھی یہ سیر خلق نے مفت

اس وضع کو دیکھ سب رہے تھے
شانے ہتنی کے دب رہے تھے

نقشا اسکا جو فارسی ہے
گویا شفاف آرسی ہے

نظم فارسی برائے تفریح اهل فارس

دروقت سعید و طاعت سعد ‌‌ غرید ز شوق فیل چون رعد

بنهاد دو پای خویش بر پشت ‌‌ زان سان که فغان برآمد از گشت

برگردن ماده فیل خرطوم ‌‌ پیچیده فشرد نای حلقوم

بنشست چو کافر آنچنان چست ‌‌ بیچاره ماده فیل شد سست

فریاد بلند گشت ز انبوه ‌‌ ابر آمد و ریخت بر سر کوه

حاصل که بها در یگانه ‌‌ مجروحش کرد و هر دو شانه

از دامن قاف کفچه مار ‌‌ آورد و فلک بهم درین غار

جسرے بر رود نیل بربست ‌‌ بود آنچه شکستنش نشکست

آن وصله رساند تا رگ ناف ‌‌ لرزید بخویش پردهٔ قاف

آتش در آب و جلد افتاد ‌‌ جنبید ز جای جسر بغداد

لیلی ز سیاه خیمه بیرون ‌‌ برآمد و رفت پیش مجنون

گفتا ظالم چه شوخ چشم است ‌‌ هان خنده مکن که جای خشم است

دیدندش چون بیاض وزان ‌‌ باهم گفتند بخندان

کاو در ز بیستون بیداد ‌‌ یکبارهٔ دو جوی شیر فرهاد

در هر طرفش شکوه و شان است ‌‌ دروازه در هندوان است

بیت الصنمے ز آبنوس است ‌‌ شایستهٔ صد هزار بوس است

پیشش ز عرق سپهر شان است ‌‌ ماهیت اوج کهکشان است

بیان متحیر شدن جانوران

اس کام کا پڑ گیا جو سایا ‌‌ سب جانوروں نے غل مچایا

تھے جتنے کہ ارنے اور گینڈے ‌‌ اکھڑ پڑے اپنے اینڈے

اٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک ‌‌ صحرا صحرا میں پڑ گئے کوک

جنگل مین مچ گیا جو منگل ✢
کہتے کویل برا بھلا تھے
تھا طعنہ زن اس صدا سے تیتر
دیکھی یہ غرض کی جھگڑی سیر
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پر
ناچی یہان ریچھ اور اودھر مو
نل جیسے کہ ہوئے نل کے اندر
باہم سمٹ آئے لاکھون لنگور
لپٹے جو بہم تو پھر نہ چھوٹے
کرنے لگے کبک خوب قہ قہ
شیرون نے بھی خوب ڈنڈ پیلے
پیے آب حیات عیش کے گھونٹ
بیساختہ مچ گیا جو ہلڑ
ناندی جو اوچھل اوچھل کے ارنے
ناچی سب کچھ خوب سنگیت
قمری کر سرو کے خوشامد
بس خورد و بزرگ ہوگئی مست
آئی یہ قہقہہ کی آندھی ✢
کیڑے جتنے تھے گلبلائے
آپس مین گھر گئے بولے ✢
راجا اندر کا وہ اکھاڑا
غولونکی چڑھی نہ ہاتھ جو گون
خوش ہوگئی روح رستم و گیو

وان گونج گیا تمام جنگل ✢
تھرائے مزے مین کوکلا تھے
ہی یہ بھی نگوڑی کتنے ایستر
بولا لولے مین اپنے ہر طیر
بالیدگی آگئی ہما
کیا خوب یہ سیر کچھ ہوئے نہ پر
نکلی یون فوج فوج بندر
جیسے قطے مین کالے انگور
بارہ سنگون کے سینگ ٹوٹے
چہ چہ ہوئی اور خوب قہ قہ
ہونے لگی یکدگر مین ریلے
یکبارگی ناچنے لگے اونٹ
چلا اٹھے تمام گیدڑ
سانسین لگین اکٹی الٹی جھرنے
گانے لگی لومڑی ہر ایک گیت
بولے چہ خوش چرا انبساط شد
اسبات سے گرگ ہوگئی مست
جھٹ جانورون نے آکے باندھی
چوہی بھی بلون سے باہر آئے
بادل نے ہاتھی اپنے بھولے
پریون نے کو وپیا ندا و جاڑا
جنگل مین لگادی آنکر دون
بولے جنات بم مہادیو

پریون نے پہن پہن کے زیور
تھے یار جو اپنے اپنے گن گے
رگڑین بتون نے ایڑیان وان
ایسا ہی ہوا آفر کا رولا
دریا کے سمر پہ آگیا کف
اس وضع سے سب نہنگ نکلے
تارون نے یہ بات جو ہین تاڑی سب
اس کام کے دھیان مین اوڑین
تھے سوکھے درخت کے جہان ٹھنٹ
لیفٹنٹ ہوئی جو سخت گاڑے
یون دیکھ لیے ان کو چپ و چالاک
دریا کے جو گرد کی تھی ریتی
ڈالین میل کی جھک ہین گل
جنگل کو یہ تمام جوش آیا
لے باد بہار نے پھریرے
مارا بلبل نے آکے جو پر
جب تھم نہ سکے ہنسے وہ مطلق
نیلا سوسن کا ہوگیا رنگ
آنکھین نرگس نے موند لین جھٹ
انواع طیور مین ہوا غل
دُم غم ایسی بچ بچا کے گلدم
گل شبو نے بھرا دم سرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھے

آپس مین بہت لڑا کے تیور
چیتے پاڑھی ہرن سو چون کے
ٹوٹین لاکھون کے بیڑیان وان
جس سے گئی عقل سب کی بولا
باندھی مرغابیون نے اک صف
جیسے کوئی پیکے بھنگ نکلے
اٹھین سے لگی ٹپکنے تاڑی
تھین جتنی کھجورین جو پڑین سب
بیٹھے چڑیون کے جھنڈ کے جھنڈ
بڑنے بھی گھسوٹی اپنی داڑھی
سب رہ گئی اینڈ اینڈ کر تاک
سب بن گئے زعفران کی کھیتی
پھوٹین انھین سے شاخ سنبل
جھاڑ و نہر عشق پیچہ چھایا
سانس ایک بھری صبا نے گھر ے
ایک اوس ہی پڑ گئی گلگون پر
سینہ ہو گئے ہر انار کے شق
تبدیل چمن کا ہوگیا رنگ
چہرہ پہ کیا صبا نے گھونگھٹ
لٹکے ہر شاخ گل سے بلبل
کیا یاس کی آب مین ہوا گم
صد برگ کا چہرہ ہوگیا زرد
سو وہ بھی حواس باختہ تھی

گر آب نشاط سے گلو تر
ماری بلبل نے جو ہین اک چونچ
باقی نہ رہا کسیکو کچھہ ضبط
رقصان طاؤس خوشنما تھا
سب کے ہوئی دلکو ایک واشد
سیمرغ و عقاب اور ققنس
اس ڈول کی چال پر خوش آئے
نکلی مینڈک کی فوج کی فوج
لذت اسباب کی جو چکھے
کہنے لگے یون وطن کے بھائی
مونڈا نکلی کھلی جو دل کی
چالیس اکھٹن کے پھر پچھاڈس
بتیون نے اپنے باٹ تولے
سب بٹے بھی ہلا کے بھالا
دیکھو تو علیم ملا آہ کان
ہر جا او شونداق اس پولدی
دُم جب ہتنی خوب سوجی
جارکھی ہوئی ایک نٹ کی نہر
جالا کی ہفت گشتن اسپ
ندرت اتنی ہے اور درخواست
کانیا ہر شخص کا کلیجہ
عالم نے انھون کو آنکے گھیرا
ایک اپنے خوشی برس رہی تھی

غٹ غون کرنے لگے کبوتر
دامن گل کے لگ گئی کھونچ
یکبارگی سب کو ہوگیا خبط
ایسا ہی قصہ ہمان تھا
چونڈی کو پھلا کے بیٹھے ہدہد
غش ہوتے تھے لیک باشخص
چڑھ آئی گجا سے پر گجائے
اوپر نیچی یہ دیکھیے اوج
بیٹھے مکھی پر چڑھ گئے مکھی
دیکھا ہی سنے کو جیائی
آپسمین لگے یہ کہنے سکے
کودن سٹھے یہ کاج پارس
ای کہ مکہ رام جانے تولے
بولے داداریے اکڑی آلا
اپنا ورک آپ ہو آہا حیران
ہر ترک اوری قوشو لغہ کولدی
سب سکھ بول اٹھے واگروجی
لہرا ادمٹی سر ویکی سہر
گو ان ہین نہ تھے ولیک دلچسپ
تھی ویسی ہی صاف بے کم و کاست
انسے حرکت ہوئی نہ بیجا
مشک پر ہین نے ہاتھ پھیرا
باقی پھر بھی ہوس رہی تھی

سونڈین آپسمین لڑتیان تھین برچھی سے نگاہین پڑتیان تھین
پھر شام کو وقت دھرم ساگر لاتی انھین فیلبان جا کر
رغبت دونون کو پھر ہوئی وان سب ہو گئے اہل دید حیران
پر مین نے انھین نہ دی اجازت تا پھر بڑھ جائین کرکے رغبت
یہ مین نے سنا کہ ایکبار اور پہلے بھی ہو چکا تھا وہ طور
یہ بات مہاوتون نے اوسدن مجھسے نہ کہے تو بولے اوسدن
جسدن یہ ہوا تمام مطلب ہان ہان لگے کرنے آنکر سب
اس بات کو دلمین تو کرو غور مانع ہوتا نہین سو کس طور
مدت گھنٹون کی کل تھے چوبیس جسمین کہ چڑھا تھا اونپہ ابلیس
تھے کر چکے چار بار وہ کام تو بھی لیتی نہ تھی وہ آرام
تھا انکا قصد بار پنجشم آنکھین چمکین لبان انجم
ڈرتا تھا مبادا کچھ خلل ہو تب تو مین نے کہا کہ روکو
بس آئے مے عاشقی کے ساغر ہو جائینگے یہ نحیف و لاغر
دو روز کے بعد وہ بہادر مستی کے مارے پھر ہوا پر
آیا اوسپر کہ ڈالے پھر ڈول چنچل کے دل مین ایک ہوا ہول
لاتا تھا جبکہ سونڈ ہاتھی وہ مارتی اوسکو پشت پا تھی
چنچل سے تو دوستی ہوئی کٹ اک اور تھی مادہ فیل اوسن چھٹ
ہر وقت بہادر اوسکے تھا گرد شیطان کا تھا وہ ایک شاگرد
چہلین کیا کیے جو وہان تھین آپس مین بوسہ بازیان تھین
آمیزش کو وہ چاہتا تھا دل ہی دل مین کراہتا تھا
اک روز بسبب اتفاقات تیار ہوا پئے ملاقات
اوٹھی دل مین جو اوسکے جوشش ہتنی پہ سوار ہو کے کوشش
کرنے تو لگا و لیک اندر کچھ راہ نپائی اس سے باہر

کھولا اُسنے دہانۂ مشک — آنکھوں سے ٹپک پڑے وہین اشک

شرم اُسکو نہ کچھ نہ کچھ حیا تھے — تھا وضع غریب کا وہ ہاتھی

رہتا ہر وقت مستعد تھا — اُس بات پہ وہ بہت بجد تھا

ہنچل پیاری بغیر وہ دن — اوسکو نصیب نہوا لیکن

دیکھے نہ کسو نے ہونگی اب تک — بخشے ان ہاتھیون کے بیشک

انگریز شش جان کارش راقم — قصہ کے ہوئی و لے مترجم

ہین فارسی مین کلاک صاحب — وہ خاص حضور کے مصاحب

انشا سے یہ ترجمہ بعینہ — موزون ہوا ہے اے کرمہ

حسب الحکم جناب عالے — منظوم ہوئے ہین یہ لائے

وہ ناظم ملک ہفت کشور — منصور شجاع و عدل گستر

کاؤس حشم وزیر اعظم — جمشید حشم مہ مکرم

کسریٰ شوکت فغفور پُر نور — با عظم و شکوہ شان مغفور

وہی جسکو علی نے ہے سعادت — یارب رہے اوسکو یہ امارت

جب تک کہ رہے یہ فیل گردون — نقارہ بجے اوسیکا دون دون

سُن لے اسکو تو بار الٰہا — انشا اللہ نے جو چاہا

در ہجو گیان چند ساہوکار

ایک تھا بنیا ساہوکار کا نام تھا اُسکا گیانچند — بھنگی امیر بخش جو اوسے بہت پسند تھا

آدمی کہا ذرا بھائی گھراتی اپنے سنگھ آئو — بست تو جو کچھ ہے بڑا گھر مین نو مواسکا کہا

جانور وہ ہوا اسکی نوک جھوک ٹوکرو کے جامون آول — بھائی گھراتی بولی تب لالہ جی وہ تو ہے مول

جی کا لگی کا مول کیا صدقے مین جاوہ پر کرو ڑ — آپ لگائیگا کیا صاف ہے کہئے منھ کو موڑ

بولی کہ تیس کے چلیس بہت عجب تو وہی کے باپ — دینے ٹرین پچاس ہے سہی سُسرا کی تو کیون باپ

دھیان لگا ہی اجڑی آٹھ پہر اسکی یاد
پرکا کوئی ٹھور نہین جاہین نہو دو دکھدا
بولی وہ قرم اسطرح جسکا کھرانی نام ہے
سنتے ہی مزی کی بات کہنے لگی وہ ہو چوکھی
کھیر نسد نسد اجی ایک مہینے کا بیاج
کھرجی غرضکہ جا چکے بھیر گئی جو بات جیت
تھا جو کال انتظار جھاڑ ہی گمہنی کی دونون
داہ رے بھولی بھولی گال اور وہ انکی منہ کی دال
ڈولی امیر بخش کی اتنی مین پہونچی آنکر
بیٹھے وہ ان کے روبرو فرش پچھوتون کی سیت
دب جو گئی شکوہ مین لالہ جی ہانپنے لگے
بولی نہین تبولی یہ بھائی کھرانی اپنی گون
یہ نہین اپنے کاج کی بھائے کھراتی پھیر دے
ابرو کی بھکر کرین بات ہوئی مہا کٹھن
ان نے اشارہ مین کہا کچھ خوب چھیڑ چھاڑ
کیجئے جرات اسگھڑی ڈالیے ہاتھ سینہ پر
خوف کے مارے لالہ جی رکھتے ہین دلکو تھام
کہنے لگا کنایۃً مین دیکھ کے وہ چھل بھل
بھائی کھراتی واہ واہ جو رجی کی ہے بہار
گرچہ کہ جرات اسطرح تھی تو بہت کمال شاق
بینی نے انگیا جو چھوئی خلطہ کیا اٹک ایک بار
کیا کہون تم سے دوستو شرح مین اسکے حال کے
بسکہ وہ ذی شعور تھا اور بڑا ہی عقلمند

تھسر سے سوئیگا مزا کچھ نہ بیا لوکا سواد
بانڑلی لوگ کہین شہر مین ہے ہماری دہار
لالہ ایک رات کی ہٹری ہے کھری ہین سبھی
چلی روپیہ مین سو لویہ نہ گھر چے گن ابھی
اپنی پران کو مکن کوئی گھڑی مین کرون آج
لالہ جی بیٹھی باندھ جیسے تھی بانڑ لونکی ریت
بیٹھے ملون سے کبھی پر تکیہ لگا بجائے بول
توند مین ہوا بھری جیسے دھونکنی کی ہو کھال
سوکے اپنے ساتھ کے آپنے بچائی کبھی پر
لالہ جی سنجھی چاندنی گھر مین کیا ہی کھیت
توند پہ ہاتھ پھیر پھیر خوب سا ہانپنے لگے
اسکا تو ایسا روپ ہے جنگلی جون لگی ہرن دانہ
کھوئی برہی ہر اسکے تو آبرو اب نہ گیر دے
پھیر جو کچھ ہوا ہوا بھائی کھراتی گرز بچن
ڈرتے ہین آپ کسلیے دلکو بنایئے پہاڑ
کھرجی پوچھ چکے اسی اب رہا کونسا خطر
آبرو پر نہ گیر دے ہر گھڑی تھا یہی کلام
پڑ گیا رام جانڑے ہے بھائی کھراتی سیتا پھل
ہین ہین گجب چکو تری ہین بلایتی انار
سینے تک ایک کان دھر روز ہوا یہ اتفاق
انکے جڑی ادھر سر دھون انھنے دیا ادھر یاد
بھاگ گیا یہ کہہ کے جھٹ جی ہو کنہیا لال کے
کوٹھڑی بیچ جا چھپا کر کے کواڑ دونون بند

وہ عاشق زار خستہ تن بھنگی میر بخش کا ۔۔۔ اُس سے ہوئی وچیت وخیز کام تھا جو خشکا
سانحہ یہ پڑا ہوا اوسکی کئی گھڑی کے بعد ۔۔۔ پھر تو گرجنے وہ لگا ایسا کہ طرح سے جیسے عد
پھری تلنگونکی بلا و میر بندے و کی بلاؤ ۔۔۔ دھیر تو تکو مہاری گھیر رہا کو بڑسا لگا
چوٹ کر ہی ہی ایسی بھانت پھر ہی جیسی کوئی سانڈ ۔۔۔ کونسا لیکھا جو کہا ہے کیسی ہے یہ ہوتی رانڈ
سنکے یہ شور و غل وہین بھائی کھراتی نے کہا ۔۔۔ لالہ جی تسکو کھیر ہے واہ جی واہ واہ وا
رنڈ ہی بلائی کیون تھی جو بھاگ کے چھپ رہو تم ۔۔۔ کھوئے روپیہ تین سو عقل و حواس کے گم ہو
ابتو وہ جائیگی نہین مٹھی ہے بند کے باچہ توڑ ۔۔۔ اپنی ہی مین تو کر چکا صاف کہون ہون منہ جو ہو
چپکے سے بولے لالہ جی تیری بہن نہین تمہاری ۔۔۔ ہرگی بڑی بھجتر مکار ام جا نرڑی ہے
بھائی کھراتی جیسے ہو ابتو بلا کو ٹال دے ۔۔۔ دھول لگائی سو روپیہ بھی اور بھی لیکے کھالد
لیلیے سو روپیہ جیب ور تب وہ سدہارے اپنی گھر ۔۔۔ لالہ جی بارے وہیٹ ہو چھٹے اپنی کوٹھی پہ
تالی بجا کے اسطرح بولی پھلا کے اپنی گال ۔۔۔ پڑ مکار ریجھ تو سہی کیسے دیا تجھے نکال

اشعار متفرقہ

بس اوسیکی لطف سے زندہ ہون وہ جو حافظ اور کریم ہی ۔۔۔ نہ دوا ہی ہے نہ غذا یہان نہ طبیب ہے نہ حکیم ہی

ایضاً

اختیاری تو نہین ہے یہ جو دوری ہے ۔۔۔ سخت لاچار ہون مین عالم مجبوری ہے

ایضاً شعر عربی

ظنی القوم من اوکی الضرر ۔۔۔ از قرتہ بلا مرتہ
انی نشتی مع الخیر ۔۔۔ ہا راوردمبرد بالشلج +

ایضاً

سکت الحبیب متانۃ بقی التلذ وسانا ۔۔۔ سمعاوہ یتخیلون ویزعمون محالیا

معما

عاشق بیچارہ کو در خیالت محبوب و ۔۔۔ شب با وجِ خواب کردہ گریہ در دریا نمود

معما

چون شدم من گرسنہ بغداد را آتش گرفت
برجہای گلشن شداد را آتش گرفت

ایضاً

حضرت عشق آپ ہین کچھ زورشی نام خدا
واہ ری خلطہ ایلو کیا خوب ای نام خدا

ایضاً

صورتِ آدم مین عالم ہے خدا کے نور کا
وہ پری غلمان سا گھڑا جھگڑا مہر حور کا

ایضاً

آمدہ تا کہ روبراہ آتشِ حسن شوخ او
موسی راہ جستجو قال لاہلہ امکثو

ایضاً

کیست آن مرد مسلمان بندۂ پروردگار
آنکہ نامش ہست در قران بتصریح آشکار

فرد مصرعۂ اول بے نقط و مصرعۂ ثانی ہمہ با نقط

آہ گل دلکو ہوا درد کہ رکھا ہمکو
جنبش چین بہ جبین بت چین نے بے چین

ایضاً

تاک بیچ ہم اوس گل کے تاک لگائی بیٹھے ہین
کونسے منھ پر غنچہ زنبق تاک لگائے بیٹھے ہین

ایضاً

صبحدم باد سحر زلف ترا مے بوید
بر رخت عکس در آئینہ مینا بوید

ایضاً

چنگل شاہباز ناز مجھسے دو چار کیجیے
وادی دل مین آئی سیر شکار کیجیے

ایضاً

کب تلک ابر کے پرتو سے رہیگی دھوپ
بار الہا نکل آوے کہین چٹکیلی دھوپ

ایضاً

چار دہ سالہ جوان ساقی صہبا شدہ است
می کشد پیر مغان را آفتی برپا شدہ است

ایضاً

آنے جانیمین کبھی تو دھیان مجھ پر کیجیے
بندہ پرور مفت کا احسان مجھپر کیجیے

ایضاً

کُھل پڑے عالم مستی مین تو ہم بخت کُھلے
لے نہ لے دختر رز ہاتھ تو تری بخت کھلے

ایضاً

جو ٹک سمجھی مجھے اس عشق کے سرکار مین
یا الٰہی اوسکو خفت ہو بھری بازار مین

ایضاً

اپنا بھی کچھ یہ حال غرض جا بجا سیر ہے
دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر ہے

ایضاً

ہے یہ چمن مین عندلیب ایک وہ باغ چونی
چاہتی ہے کہ لے اوڑا باغ کا باغ چونٹے

ایضاً

وہ جو میری چھیڑ نکلی تجھکو آگر جونپ دے
اوسکی دم مین باندھ بندہ چانڈیکو سونپ دے

من رباعیات

در خلد رسند اہل جنت چون طبل
گیرند ز یادیان حوران اصطبل
ہرگاہ کہ رزق از فواکہ یابند
قالوا ہٰذا الذی رزقنا من قبل

رباعی در طلب باران

یارب بصفا و صدق اصحاب حسین
بنگر بر گریہ ہاے احباب حسین
لب تشنہ زمین شدہ است باران بفرست
از بہر لب تشنہ لبی آب حسین

ایضاً

اے بار خدا اینجا کسان رحمے
کن بر عطش امیدواران رحمے
اطفال نبات روزہ داران ہستند
بر حالت ضعف روزہ داران رحمے

ایضاً

چون مستطلبند امیدواران باران
بفرست پے سیاہ کاران باران
ابریسیہ بدہ بایشان یارب
تا گے ہمہ کنند باران باران

ایضاً

یارب بدعاے رحیم شرمساران رحم آر
برگوشهٔ دامان ترشان بخشان
بر تشنگی سیاه کاران رحم آر
بفرست سحاب و برق باران رحم آر

ایضاً

هنگام نشاط عیش و عشرت بفرست
عالم مے نالد از براے باران
جشن و طرب و سرود و دولت بفرست
ای بار آله ابر رحمت بفرست

ایضاً

منت بر فرق میگساران بگذار
اے بارخداے کاکل ابر سیاه
بر دوش گناه بار باران بگذار
در دست همین سیاه کاران بگذار

ایضاً

نعمت از بهر دین فروشان باشد
انواع ابر کردے مخلوق
گو خم مے به باده نوشان باشد
یک ابر سیه براے اوشان باشد

ایضاً

ز افلاک صداے العطش مے آید
رحمت بفرست کز ول شان از خوف
از خاک صداے العطش مے آید
صد چاک صداے العطش مے آید

رباعی در طلب رحمت

یارب برسالت محمد رحمے
من ورات محمد هستم +
یارب به صداقت محمد رحمے
یارب برامت محمد رحمے

ایضاً

هر سدره نشین بگوید آمین آمین
انشاء الله چون دعاے خواند
خود عرش برین بگوید آمین آمین
جبریل امین بگوید آمین آمین

رباعیات هندی در طلب باران

یارب بطفیل اشک چشم زهرا
فرما وے ابھی اک ابر آوے گهرا

جل تھل بھر جاوین ہووے خلقت سرسبز
لگجاوی اسی گھڑی جھڑی کا لہرا

ایضاً

ہے خشک بہار گے بھی چھاتی یارب
کر ابر کرم کو حکم برسے ورنہ
یہ گرم ہوا نہین خوش آتی یارب
ہے گاوزمین کے جان جاتی یارب

ایضاً

یا بار آل مصطفےٰ کا صدقہ
برسا دے مینھ ہری بھری ہو خلقت
اولاد بتول مرتضےٰ کا صدقہ
یارب شہداے کربلا کا صدقہ

ایضاً

جس وقت بڑون بھلونکو رونا آوے
برسے برسے ہے مینھ نہ برسے کیونکر
خلقت کے جگر جلون کو رونا آوے
کسطرح نہ بادلون کو رونا آوے

ایضاً

روپا برسائین گے روپہلے بادل
امید نہ توڑیو سے انشاء اللہ
سونا برسائین کے سنہلے بادل
آپہونچے وہ دیکھ اہلے گہلے بادل

ایضاً

با آنکہ گنہگارے و ہم مستی
از بہر ولاے حیدر انشاء اللہ
با شہر ذمہ فسوق در پیوستی
در غیظ وا ان او تعالے ہستی

ایضاً

دل میسوزد مرا بر احوال تو درد
از قطع منازل و مراحل چہ حصول
گہہ در تبیر از ہست و گاہے در مرد
آیا شمشاد نیست آنجا یا سرد

ایضاً

گے اصفہانی آید اصفہانی را تلخ
در خانقہ اہل ریا اے انشا
آن صورت غرہ دارد این سیرت سلخ
باللہ کہ سخت زندگانی شد تلخ

ایضاً

ہستم ہمہ جرم و عیب بے عیب خداست	این نیست دروغ عالم الغیب خداست
لیکن انشا ہمین قدر میدانم	لاریب محمد است و لاریب خداست

ایضاً

شک نیست کہ بندہ ام اگر گمراہم	الطاف محمد و علی مے خواہم
انشاءاللہ بخشتے خواہد شد	گو بندہ لا آلہ الا اللھم

ایضاً

ہر چند گناہ بس عظیم است ترا	از سر تا پا تمام بیم است ترا
انشاءاللہ ہیچ تشویشے نیست	ہر دم سروکار باکریم است ترا

ایضاً

تا کے امراض و این معائب تا چند	وین عسرت و اینہمہ مصائب تا چند
تا کے نہ کند اعادہ در چشم نور	اینہا تا مظہر العجائب تا چند

ایضاً

کیا ہاتھ ہلا کے پوچھتے ہو ہے خوش	ہم جیسے ہین خوش کبھی نہو گا کے خوش
بس ٹپکے ہی پڑتی ہے نشہ کی وہن مین	مے پیکے مزاج ہو رہا ہے خوش

ایضاً

اے دلبر عشوہ ساز احسنت احسنت	باد اعمرت دراز احسنت احسنت
دیدی بارا گفتے انشاءاللہ	احسنت احسنت باز احسنت احسنت

ایضاً

انشا دہنت اگر بوید دیگر	در دست ز جان و دل نشوید دیگر
اے مست شراب بس بفرما کو را	انشاءاللہ کس بگوید دیگر

ایضاً

آن لحظہ قدر تشنگی شد معلوم	بر ما آورد فوج اندوہ ہجوم
خوردیم چو آب سرد انشاءاللہ	قلنا صلوا علی الحسین المظلوم

رباعی بوضع دیگر

امروز حقیقت عطش شد معلوم
برسن آورد فوج اندوہ ہجوم
در تشنگی آب سرد خوردم انشا
گفتم صلواة بر حسین مظلوم

رباعی مضمون تازہ کہ نظیر ندارد

ہان اے خورشید حسن با نور و ضیا
حرفے بشنو بیا بیا پیش بیا
از بسکہ تصور تو دارم چہ عجب
گز ہر بن موے من وند مہر گیا

ایضاً

مخلوق نشد دگر ز صنع بارے
ہم صنعت اشبہی باین طرارے
ہم شاہ سوار چون یمین الدولہ
دین تیغ خراسان و تفنگ لارے

رباعی در لہجہ قصباتی

اجناس کے موقعین اجنا دیکھو
سلہای علوم کا یہ سمجنا دیکھو
اجنا چیزی است کان بر دیدہ زمین
بہو تخم لغت کا تو اونچا دیکھو

ایضاً

اجناس کے جا گیا جو اجنا لہرا
گھر آیا لغت کا ایک بادل گہرا
تصویر لٹھار کی دکھائی پھر تو
تفصیل نہ ٹھیرے راگ لاٹھرا

ایضاً

دستار لغت تمہین نہ سمجنا آیا
اجناس مین کو دیکھو نگر اجنا آیا
اجنا کوئی ڈھول والا ہوگا اوسکا
کاغذ مین کہانسے ڈھول بجا آیا

ایضاً

اجناس کے بدلے لکھے اجنا کیا خوب
قاموس کے رعد کا گرجنا کیا خوب
از زور لغت نئی اوپچ کے ہی ہی
اُس تان کے بیچ کا اُپجنا کیا خوب

ایضاً

بدلے اجناس کے جو اجنا لکھیے
بادل کے گرجنے کو بھی گرجنا لکھیے

اجنا رجنا کے باپ کیونکر دی
ٹک آپ ہی انکا یان یہ سجنا لکھیے

ایضاً

اجناس کے فرد پر یہ اجنا کیسا
گو ہون اجنا کے معنے جو چیز اوگر
یان ابر لغات کا گر جنا گیسا
پر ہے یہ نئی اوپج اوپجا کیسا

ایضاً

ترخیم کے قاعدے کا سجنا لکھیے
منظور اجی نہ لکھیے لکھنا ہووے
اور اپنے حرو جنا کو جنا لکھیے
تو کر کے مرخم اوسکو اجنا لکھیے

رباعی فارسی در صنعت تجاہل

قاضی کہ لفظ فارسی را عربی فہمیدہ است
شکر است کہ ما نظم صیانت کردہ است
انشاء اللہ خان شاید خواندہ است
در غلط افتد این ایجاد بندہ است
قاضی شکوک در دیانت کردہ است
گفت است کہ آن شخص خیانت کردہ است

جواب در صنعت تجاہل مذکور

ہر چند کہ لفظ خان ماضی باشد
الماضی لا یذکر مشہور این است
اکنون زچہ اعتراض قاضی باشد
قاضی بباید اینکہ راضی باشد

رباعی مذکور بطور دیگر

در شکر خدا مرا صیانت کردہ است
انشاء اللہ خان نکردہ است خیال
قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
زینجاست کہ گفت آن خیانت کردہ است

ایضاً

صد شکر خدا مرا صیانت کرد است
انشاء اللہ خان خواندہ است ازان
قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
گفت است کہ این شخص خیانت کردہ است

ایضاً

گو دشمن جان مفتی و قاضی باشد
زان تذکرہ چیست ہیچہ ماضی باشد

آزردگی کہن چہ غیر خوش باش	انشا اللہ از تو راضی باشد

در صنعت تجا منظور النثر المشہور

آرام و نشاط عیش کردند ہجوم با دختر رز پیر مغان عقد م بست	ایجاب و قبول جملگی شد مرقوم قد قلت قبلت بالصداق المعلوم

صیغۂ نکاح من حیث المجموع بلا تکلف در یک مصرع مرقومہ بالا موزون شد

الحق این اعجازی است کہ درک عقل ازان در می ماند و طائر اندیشہ خود را تا آنجا نمی رساند چرا کہ از بد و مباح شدن نکاح و حرام شدن صباح الصباح این نثر کہ مراد از قبلت بالصداق باشد ہنوز مسا و صباح بر شائع است ذہن کسی بموزونیت این نثر رہ و ہیچ کدام ثمرہ مراد نخوردہ

ایضاً در صفت صوم

بھاتا ہی بھوک پیاس سب کچھ سہنا اتنے مین سحر کھائی چیلین اور سہنا	اور روزہ مین سنت ہے مغرب رہنا بالصوم غداً نویت اکا کہنا

ایضاً

مین کوچۂ عشق کی جو کرتا ہون سیر ہر لحظہ مری زبان پہ جاری انشا	آرام سے اور اس سے تو ذاتی ہر رب یسر ہے اور تمم بالخیر

ایضاً

احرام مین لبیک و سعدیک ہے دل ناقوس صنم سے ہم بھی یہان سنتے ہین	خوش کرتے ہین کو کعبہ وان ہان سب دل سبحانک ما خلقت ہذا باطل

ایضاً

ہی انس مجھے تو سب سے ہم کس سے بیر ای زاہد برہمن نہین ہے کچھ فرق	کعبہ مین بہت رہا ہے اب قصد دیر یہ بھی اک سیر رہیگی وہ بھی اک سیر

ایضاً

ہین جسکے لیے وہ چہلین ہین بس کیلیے	ویسا پھر کون ہو کہ ہون جسکے لیے

آرام و شکیب و صبر و طاقت سب گئے — رہ ڈونیہ ہیٹوں بھلا میں کس کس کیلیے

رباعی بے نقط

ہر دم ہوس وصال وارد دل ما — درد و الم و ملال وارد دل ما
در را الحلہ وواد ہمہ سوگر دد — حالا کہ دگر کسال وارد دل ما

ایضاً

رباعی در مناجات

یارب بتصدق جناب حیدر — وز بہر جمیع عترت پیغمبر
از وادی اضطراب مارا برہان — ای قائل قول من یجیب المضطر

ایضاً

دین و دنیا و نام عزو تمکین — تسکین دل و قناعت و صبر و یقین
خلقت کو اپنی تونے سب کچھ بخشا — اللہ مگر ہم بڑے بندی ہی نہین

ایضاً

زاہد جو ہین انہین ہے طاعت پہ گھمنڈ — اہل دنیا کو تھی ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہون نہ طاعت سے نہ دولت سے نہین — ہی مجھکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

ایضاً

ہر چند کہ ہین بحسب ظاہر ہم کم — حق ہم مین ہے اور حق مین الحق ہین ہم
یا ور جو نہووی زاہدون کو دیکھین — پتلی مین آنکھ کے ہے سارا عالم

ایضاً

غم نے تری اک دم نہ دل خوش چھوڑا — تھا صبر جو یار ان نے بھی منھ موڑا
جلتا ہے عجب طپش سے اس سینہ مین — اللہ یہ دل ہے یا کہ پکا پھوڑا

ایضاً

آئینہ کا تری خیال جب سے گذرا — دل صبر و حیا کے اپنی حد سے گذرا
کب تک دیکھا کرون بھلا بیٹھا راہ — بس یار کہ انتظار حد سے گذرا

ایضاً

اپنی بھی نظر میں سب یہ گھاتیں ہیں گے
ہاں تم ہو رقیب اور یہ راتیں ہیں گے
کہتے جو بہت ہو تجکو میں چاہوں ہوں
منہ پر کی میاں یہ ساری باتیں ہیں گے

ایضاً

ہاں منہ سے کہیں تمہارے ہم سی ہی ہو
رہتی ہی نہیں ہے ہر اک دم تجھ بن خیر
کچھ اور تو کیا کرینگے لیکن ضد سے
دو بیٹھینگے جی ہی ہم پھر اپنا بس خیر

ایضاً

میزان قیاس کے ہنر سے عاری
جو شخص ہیں طالع نے انہیں دی یاری
اعلی درجہ کو پہونچے وہ ہم رہ گئے
کیوں ہو نہ گران پانونکا پلہ بھاری

ایضاً

کافر یہ کہے ہی حق پرستی سے گذر
ناصح کہتا ہے جوش مستی سے گذر
انشا مجھسے جو پوچھو ہیں دونوں پیچ
جھگڑا کہیں چھوٹے اپنی ہستی سے گذر

ایضاً

میں نے جو کہا اوس سے یہ رو رو پھر آہ
صد حیف کہ دل سے دل ہوا آگاہ
وہ ہاتھ کو پھیر اپنے منہ پر بولا
سمجھونگا بھلا تجھسے میں انشاءاللہ

ایضاً

بھلّاری تمہاری ستانی بھلاری دماغ
بھلّہ تمہاری آن بھلاری دماغ
مجھسے کبھی بات بھی نہ کرنے اللہ
بھلّاری تمہاری ان ادا بھلاری دماغ

ایضاً

شب نقش یہ پروانہ کے گریاں تھی شمع
اور آتش فرقت میں فروزاں تھی شمع
آخر میں ٹپک کر سر سے تاج زریں
دیکھو تو سہی ہو گئی بیجان تھی شمع

ایضاً

میں نے جو کہا مرے طرف کو دیکھو
ڈرتا ہوں وگرنہ جی ہی دیکھو دیکھو
غصہ ہو لگے کہنے کہ ابی کیا معقول
خوبی مسلطی کے واہ منہ تو دیکھو

ایضاً

ٹھہرا ہی یہی جو دن ہے بھرنا جینا
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے
ایسا مجکو تو کیا ہے کرنا جینا
آخر تو یہ لگ رہا ہے مرنا جینا

ایضاً

لازم یہ ادا و ناز سہنا ہی نہ تھا
اظہار گلہ کیا چاہئے بن تجھکو
اور اسکی طرف دیکھکے رہنا ہی نہ تھا
کہہ بیٹھے ہم اوسکو جو کہ کہنا ہی نہ تھا

ایضاً

بے چپکے سے مینے جیکہ اُسکے چٹکلے
پھر دانت تلے گھٹک گئے ناحق یہ کہا
بولے کہ پڑی جان پہ تیرے ٹکے
بس چل بے اب آشنائی تجھسے گئی

ایضاً

عالم کے بھی طور ہمنے کیا کیا دیکھے
شادی و غم و وصل و ہجر امی انشا
خوبان کیے بھی لطف و جور کیا کیا دیکھے
کیا کیا دیکھیں گے اور کیا کیا دیکھے

ایضاً

یون لیجے سنا کہین وہ کل ہے جاوے
گھبرا گئے دم لبون پہ آیا
اس غصہ سے جان کیون نہ جل ہی جاوے
اف کیجیے اور بس نکل ہی جاوے

رباعی بایجاد غریب

جم جم تو بیٹھے اور دے مجکو جام
اس دور مین ساقیا نہ کر کچھ تکرار
جم جم تو بیٹھے اور دے مجکو جام
جم جم تو بیٹھے اور دے مجکو جام

ایضاً

کی مے سے جو ایکبار توبہ
بس کیجیے معاف مجھسے تقصیر ہوئی
اے ساقی و آبہار توبہ
توبہ توبہ ہزار توبہ

ایضاً

پھر عشق ہوا ہے اک جنجال
ہر وقت رہی ہے مجھکو اسکا ہی خیال

اب دھیان کہیں ہے اور چتون ہے کہیں — دل کا ہے اندنوں عجائب احوال

ایضاً

جنت کی فواکہ ہیں وہ پیپے یوں — سمجھوں ہوں نصیبوں میں اگر اپنی ہوں
جو لذت و لطف چاہو اُنسے لیلو — طوبیٰ کی ہے پھل ہیں کہ جون کی توں

رباعی مستزاد

در سلک سخن زلب گہرہا می سفت رندی نوش — سطلق زحدیث شیخ و واعظ نہ شنفت خموش و خوش
بگذشت زحد چو قیل و قال ایشان او ہم بجواب — زاسرار نہفت فیہ من وحی گفت گفتند خموش

رباعی

از بہر محمد و علی و زہرا از بہر حسین — صدقہ سجاد و باقر و جعفر کا ہو زیب و زین
بہر کاظم ہے رضا بہر تقی از بہر نقی — بہر حسن و مہدی دین یا مولیٰ دے مجکو چین

ایضاً

معمورہ دل نہ جلوہ ہائے صنم است — ہر جلوہ ز جلوہ ہا بجائے صنم است
دردی تو برہمن و فغان ناقوس — این سینہ مگر کلیسائے صنم است

ایضاً

زاہد ز کلیسا بجنگ آمدہ ام — موبوزن و ناقوس بجنگ آمدہ ام
چو خاو صلیب ہمچو رہبان دارم — انجیل گرفتہ از فرنگ آمدہ ام

ایضاً

قطع نظر از ما و منی خواہم کرد — لیکن نہ چو زاہد و نے خواہم کرد
زنار ز نار اشک در گلو ہم خواہم بست — در بتکدہ ہا برہمنے خواہم کرد

ایضاً

جز جلوہ او ر در حرم و دیر نبود — جز سیر خودی ہیچ مرا سیر نبود
چون خوب بچشم غور آنجا دیدم — من بودم و او بود کسے غیر نبود

ایضاً

هر چند نجوم چرخ را انبازی
هر دم بنقشون قاهره می تازی
می افشاری گلون از طفل شکر
بازی بازی بریش بابا بازی

ایضاً

چون طوق حرم نصیب غیرم کردند
رهبان کلیسای دیرم کردند
در کنج خرابات خوش اوقات گذشت
صد شکر که عاقبت بخیرم کردند

ایضاً

رفتم ته خاک و در دیارم باقی است
وز بادهٔ عشق او خمارم باقی است
نرگس ابدمید بر مزارم چو نگاه
یعنی که هنوز انتظارم باقی است

ایضاً

زنیسان که بسوختم سحر داشته ام
در شعلهٔ حیات خویش انگاشته ام
با سوز و گداز از نسازم چه کنم
چون شمع ز آتش علم افراشته ام

ایضاً

روزم شده همچو شب نمیدانم چیست
جانم آمد بلب نمیدانم چیست
می جویم و خویش را نیابم در خویش
بیتابی را سبب نمیدانم چیست

ایضاً

افتان خیزان اگر توانم خود را
در عالم بیخودی رسانم خود را
من کیستم و چه ام چه بودم چه کنم
نشناسم خویش را ندانم خود را

ایضاً

ای طائر دل که بود عرش ماوا
شد مرده زار تکاب عصیان اینجا
داریم سوال از تو چون ابراهیم
رب نی فکیف تحیی الموتی

ایضاً

گیرم که مدام دیده ات پر آب است
وز سوز درون دلت بیتاب است
انشاء الله می شود مقصودت
خوش باش خدا مسبب الاسباب است

ایضاً

گفتی کہ بجاے خود نشین چہ
محروم ز صحبتم چہ اصراری

از ہیچ منت چین بجبین یعنے چہ
آخر چہ گنہ چہ موجب این یعنے چہ

ایضاً

از دیدن من ترا چہ ننگ است بگو
ہم از شوے گہے و گاہے غم آز

زاہن دل تست یار سنگ است بگو
این بوقلمونے از چہ رنگ است بگو

ایضاً

یکچند ز لطف دلربائے کردے
گردید محال دیدنت ہم الحال

چندے از جور بیوفائی کردے
میدانم دعوی خدائی کردے

ایضاً

گو آمدن و نشستن و ایستادن
گفتے ندہند بار کس را در بزم

با یکدیگر بخندہ لب بکشادن
ما جرا موقوف شد بلفظ دادن

ایضاً

در بحر حقیقت است عالم چو صدف
احباب امواج و اہل بینش کشتی

غواص محمد و گہر شاہ نجف
باقی ہمہ خار و خس و خرچنگ خذف

ایضاً

وادی مقدس نجف اشرف را
آمد ز درش خطاب انشاء اللہ

دانیم کہ آن روضہ چو طور است آنجا
در وجد شدیم نز موسے صعقا

ایضاً

ای صفدر و منصور و شجاع آصف جاہ
در دہر ہمیشہ چون سلیمان باشی

با دایہ نصرت زماہی تا ماہ
یاران ہمہ گویند کہ انشاء اللہ

ایضاً

دل گشت دو صد قاش بگو بخشی درم

شد راز کنون فاش بگو بخشے در

کشتی یار ابلے تو کشتی آغا | اے مرد قزلباس بگو بخشے در

ایضاً

دل رفت نشست عشق آغام خدا | جانم شد مست عشق آغام خدا
مردم مردم کنون زجورش مردم | مردم از دست عشق آغام خدا

ایضاً

با من بسر لطف مدار اعشق است | شاہم گوید کہ این گدار اعشق است
خواہی لبیک و خواہ ناقوس صنم | اے زاہد و برہمن صدار اعشق است

ایضاً

گر زاہد و گر مست و گر قلاشم | رندانہ بہر طریق خوش میباشم
ان کیست کہ غیبتم بگوید انشا | اندر دہن پدر کلانش شاشم

ایضاً

نے ہیچ خورد نہ آب نوشد ازد | نے خواب کند نہ جامہ پوشد ازد
ہر نقد عبادتے کہ زاہد دارد | کے باغ بہشت مے فروشد ازد

ایضاً

زاہد کہ بخویش انقدر مغرور است | از حوصلہ اش خدا پرستی دور است
خود میدانے کہ مایہ تقوایش | امرود و انار و خوشہ انگور است

ایضاً بزبان اردو

گذری دنیا مین خیر جیسے گذری | ہر طرح یہ عمر مین ایسی تیسی گذری
پر وہان کے خبر ملی نہ کچھ آجتلک | بیچارے مسافر و نپہ کیسی گذری

ایضاً

از بہر تشفی مسافر آہ است | کاتمام کردہ را غلط است خواہ است
آمدنہ الف بوجہ اے ہو ز | این بیرق و این منار رونیک جا است

ایضاً

ازناخن طنز خاطر با وه چه سست
بگذار هزار زند و تقوے از دست
چشم بد دور طرفه چیزے هستی
انشا الله پهلوان زنده خوش است

نخراش آغا داری توفیق خود هیچ مگو
برجاش آغای یار شفیق پندی بشنو
ماشا الله اے نام خدا سبحان الله
خوش باش آغای زهد طریق باخلق مگو

مقطعات در معرفت زبان پشتو

هی بکسر یا تحتانیه هستی مے شود
یو بضم یا تحتانیه را هستیم دان
هان اگر در واحد و غائب مذکر نیست وهی
ده بفتح واو های ساکن اینجا بود وان
وی بفتح واو بود یه است و دم بود دم شده
دی بکسر دال با یا سے هستید شد
نیست اینجا شد تهی و پس می شد ستیند

یا سته هستید ویم بالفتح هستم ای عزیز
نیست در تذکیر و در تانیث فرق هیچ چیز
در مونث وه بفتح دال با باشد تمیز
و ذیچه بعد زند است و ذی بود هست ایجان حباب
وی بفتح دال با یا هست باشد هر زبان
نون مفتوحه در اول شان کند منفی عیان
جمله انشا الله این را یک بیک سازد بیان

قطعه دوم

بسلک نظم کشم رسم خط پشتو را
به فوق و تحت همین سین دو نقطه ثبت شود
بدون مرکز اگر کاف وش بود حرفے
بدانکه وقت تلفظ چو دال ثنا باشد
مراد اگر متکلم بود بوقت کلام
د دال صرف بدان مستفاد اضافت را
بود مراد ازین فقره خون دل کردن
اوخی چه اشک شور گوست چشم و مخ زوه ست

سه نقطه بر سر ح آورند و زهی خوانند
بوقت خواندنش او را بجاے خ خوانند
دو نقطه بر سر و زیرش نهند و کاف کنند
چو های هوز اگر زیر دال و تا آرند
باین روبه همین سیم حرف بنویسند
مثال او درزه خو کره ست ای دل بند
ازین زیاده چه گویم به پیش دانشمند
زره دل است و هستی اچنین همے گویند

ل جاے از تو بدان سرخ سر و رانہ را ۔۔۔ ز اشک سرخ لسرا و خیو شیر خان گفتند
بہ انگہ مرا کڑہ یعنے بدہ کن کاہ تو بکن ۔۔۔ ہفتہ در شرح بود آن روز ہست ای فرزند

قطعہ سوم

دذ را تو میل میدان ہست لکی میشود ۔۔۔ ب بجاے درہم آید ہم بجاے بر بود
لاژ راد ہست ولاژہ را بدان استادہ است ۔۔۔ شبدلا یعنے زانجار می بود جاری کند
وترہ یعنے کبوتر پس شنہ را سیر دان ۔۔۔ نستہ رانیست میدان کور خانہ کن سند
کوری می بندگرم میدارم است دل مرام ۔۔۔ ردغ را میدان مرتب من ترا باشم بلد

قطعہ چہارم در بحر ہزج سالم

ڈوڈی اغوڑ انجور نان کنہ بنشین بابا استا ۔۔۔ تن امروز ہست درشتہ نکے نیکے دہد مولا
بیا تا من دم برازہ چہ روشد براغی امدوان ۔۔۔ غولو یعنے دہان نما غوتہ دندان پوزہ بینے
روزی ابر دغو کونہ گوش دشت کردن کوانجا ۔۔۔ آرہ یعنے زبان وہ من دست ذرعوی کون شد
کوتہ انگشت و انگشتان کوتی قند سیہ گوڑا

ایضاً

یود یا تا زیدر مود از بدان مادر ۔۔۔ خوڑ است خواہر لور دختر است ذردیہ

ایضاً

یود و الپس دری سلو پیسزا ۔۔۔ اشپک آن لپس او و تانہ لس
یودلس دوالس و دری نس لس گو ۔۔۔ تا سلو رلس و نپنز لس درس

قطعہ

شن بود پست و پس درشن سی دان ۔۔۔ سلو بچپ را بجاے چل میخوان بد

پیر دست پنجہ است و اشیاء شش — شصت و ہفتاد او یا بعد از آن
مست ہشتاد آبتا و نود — نا و ابا شد صد سل است ای جان

قطعہ

گروہے را کہ خود ایزد تعالے — عبادی خواند در دار السلام اند
مرایشان را حفاظت میکند حق — میان قوم خود با احتشام اند
خواص الناس ایشانند لاریب — عوام الناس شیطان را غلام اند
ترفع را چہ نسبت با حضیض است — بزیر اینہا دشان بالاے بام اند
مقید گشتہ اندر فوج ابلیس — گرفتار مصائب صبح و شام اند
نظر کن آیہ واستفزز اے شیخ — ہمہ ابلیس را اندر زیر دام اند
جو بر سر خاک ریزند این غریبان — ندیدہ استند آبے تشنہ کام اند
ولیکن پختہ اند اندر عقیدت — اگرچہ در عبادت سخت خام اند
گہے نشنیدہ اند آواز غیبے — مقر وحی و منزل لا کلام اند
گہے در خواب جنے را ندیدہ — شناساے ملایک ہم قیام اند
غنیمت دان اگر ہائم نباشند — کہ از دل بندہ ہاد صیام اند
تا از سرسرے از ہم گذار ز — نگوشان را کہ از جنس لئام اند
دگر از ایشان چہ مے آید باین عجز — بلے بے چارہ ہا مشت عظام اند
بشر ہستند گر چیزے از ایشان — شود سرزد بسے عالے مقام اند
کہ از سلطان شیطان در رمیدہ — براے امر دین در اہتمام اند
برین تقدیر اگر در عقل سنجے — خواص الناس کمتر از عوام اند

قطعہ در تاریخ رحلت الماس علیخان

رفت الماس علیخان طرف ملک بہشت — وای ویلا ز چنین حاتم دوران افسوس
قائم اللیل و سحر خیز و انیس الفقرا — کس نبود است چنین تماری قرآن افسوس

شصت سال است کہ اوقات سر نفش آن بود | آوخ آوخ زچنین مرد مسلمان افسوس
صبح در ماتم او چاک گریبان کردہ | گشت کردہ تراز شام غریبان افسوس

سال تاریخ وفاتش زخرد جستم گفت
حیف ای آہ از الماس علیخان افسوس

قطعہ

عجب طرح کا یہ مضمون ہاتھ آیا تھا | کسی عرب کی جو ضربت رسیدہ تھی کف دست
تو اہل ہند کے سمجھانے کو یہ کہتا تھا | ہنا ملاحظہ سف ان ہذہ الخوب است

قطعہ

سنو لطیف ترین قصص برای خدا | آن بزرگ کہ بود ست ساکن بغداد
بگفت مرد طریقے التعلم الپتنہ | فقال اعلما انہا العظیم آباد
ملیح مصر و سکانہا لطیف ولطیف | ہناک صلاح ہناک اہل سداد

ایضاً

والا مناقبے کہ بری از معایب است | آغا جو او المتخلص بجاجب است
امروز ہیچو صیغۂ معروف ذات اوست | مذکور رفتگان ہمہ مجہول غائب است

ایضاً

ہست در وصف حضرت آیہ سیروا فی الارض | بیشتر باز ولایت بجا از آمدہ
تا بہ این کلمہ ہم از لطف ثانی چہ عجب | اے کہ از راہ دور و دراز آمدہ
بارک اللہ بیا اے قدمت بر سر و چشم | کہ پئے دیدن از باب نیاز آمدہ

تا بہ پرسم کہ رہ بادیہ را طے کردی
یا درین معرکہ از راہ حجاز آمدۂ
ازچہ رو مے نگنے خاطر انشا اللہ
اندرین شہر خود اے بندہ نواز آمدۂ

ایضاً

تو اے نسیم سحر گہ زجانب انشا
برو بخدمت حاجب علے شیرازی
سلام شوق رسان وبگو بعجز و نیاز
کہ مے سزد بکمال تو ہر قدر تازی
بلے زنفخۂ روح القدس بدو دارے
ازان مسیح زمان و سراسر اعجازی
ہمائے عالم قدسے سہیم تو عنقاست
چو طائران بہشت برین خوش آوازے
قصیدہ و غزلے فی البدیہات دیدم
علو مرتبہ داری بلند پروازے
کسی بہ پیش تو دیگر چہ لاف شعر زند
بفکر سعدی شیراز را تو انبازے
بسان رستم دستانے اے نکو کردار
بہر طرف کہ کنی قصد رخش مے تازی
ہنوز قید نداری چو سر آوازے
بہر کجا کہ دلت میکشد سرافرازے
تو مہر نامۂ ہمچو نامۂ شاہان
اگرچہ فقرۂ مخصوص مطلب رازی
باین جریمہ کہ حاضر بخدمتت نشدم
توقع اینکہ زچشم خودم نیندازے
بدون حکم وزیر الممالک اے آغا
چسان کنم حرکت تو کریست یا بازے
نماز روزہ معاف است عذر گر باعذر
بگو برائے چہ دیگر شکوہ پردازے
بعید نیست پئے سیر اگر بخانۂ من
قدم گذارے وگاہے زلطف بنوازے

قطعۂ تاریخ جلوس جناب عالی متعالی مدظلکم العالی

دوازدہ صد ز سال ہجرت گذشتہ بود دوازدہ تا
کہ این سعادت علی اعلی زلطف بخشید مملکت را
مدد رسید از ایہ دین دو شش برائے تو نقش آمد
سہ خال آورد آن مقامر کہ باخت نرد دغا و غوا
ہوای تاریخ بود در سر سروش غیبم گشت رہبر
بگفت لفظے و معنوی خود میان دو شش بود ہویدا
عدد دو شش با ہزار و دو صد بود ز روی حساب ابجد
دوازدہ گر دلت بخواہد دوازدہ بود الحمد ما
ازین دلیل صباحت افزا کہ ہست مانند صبح روشن
نمود تحریر کلک انشا دو شش سنین جلوس والا

عروس ملک یافت والی نمود دامن پر از لآلی	چو دید حسن جناب عالی شگفتہ روشد مثال عذرا
شجاع باذل نصیر عادل ولی الفضائل رئیس کامل	ضمان سائل نکو شمائل لطیف مائل بعدل کسرا
وزیر اعظم مہ مکرم خدیو عالم شہ معظم	بذہن اسلم بجود محکم بعقل احکم امیر دانا
چرا نہ حاسد ز رشک میرد چو حق ہر گز قرار گیرد	زمانہ زینت ز تو پذیرد بفضل سبحانہ تعالی

ایضاً قطعہ

اوس کھلاڑی کے بھلا کرتب کو کیا لکھے کوئی	بوند بھر پانی کو جسنے چاند سا مکھڑا کیا
ہو کے کتنے ساتھ یہاں سے وہاں تلک جو کچھ کہے	ہو گیا سب واچھڑے تو سوچ تو کیا کیا کیا

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

مردہی نہو کے دولت چرخ کی مسجد کے بیچ	تجھکو اب چوروں سے بھی ایک راہ ہی سالار بخش
امر نا مشروع پر موقوف کچھ ہر گز نہیں	بخشنے والا تو اللہ ہے سالار بخش
کیوں نہو ہیرا کی بیٹی یہ تری پہلی ولک	بول اٹھے سب کہ قرص ماہ ہے سالار بخش
آکے بہر ایج سے یوں مسعود غازی کہہ گئے	ہے یہی تاریخ مسجد واہ ہے سالار بخش

قطعہ عربی

رب علی رحمتک الوافیہ	اسئلک الصحۃ والعافیہ
انت مغیث الفقراء ہب لنا	عافیہ کافیۃ شافیۃ

ایضاً

ستار روشنی گویند لاریب	بجز انس آن سنا حرفے ندارد
بیاموز آشنائی راز انشا	کہ غیر از آشنا حرفے ندارد

ایضاً

تا شرب بادہ شغل شہ بے نظیر بود	درویش ہر کجاست نہ بدنش امیر بود
مسدود گشت باب سخاوت ز توبہ اش	بشر قلیل باعث خیر کثیر بود

تاریخ فوت امیر بیگ

وای دیلا کہ نوزدہ سالہ	رفت چون آن جوان بسوے جنان
داد ریغا ست از سر افسوس	سال فوت امیر بیگ بدان

ایضاً قطعہ

بزنہ نے گل پوست کندہ کہا	کہ ہجوا یہ اپنے سے اے بربری
نری تو نہ روٹھا نہ ونگا یہ کام	کہ ٹھی کٹا نے نری تھی نرے
یہی قول سجاد کا یاد رکھ	کہ جیسے کھریان عبث ہو کھری
بنجیون کے گھر مین نہین کوئی نر	چاروں کے حصہ پڑی ہے نری

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

سالار بخش انجارہ قاصہ ایست در شہر	اعجاز ظاہر اور ادر ہر مقام ہندی است
فی الحال مسجد ساخت وہ وہ چہ طرفہ مسجد	آن مسجدے کہ گوئی دار السلام ہندی است
در رقص و در تغنی یکتائے عصر خویش است	ہیہات اور او دین نام نام ہندی است
سکان ہند می اکثر با اعتقاد باشند	ذکر خواص کیسو این از عوام ہندی است
انشا دگرچہ گوید چون خوب غور کردہ	تاریخ مسجد او بیت الحرام ہندی است

قطعہ

جبکہ کٹ کر بنا دستہ تیر لاوہ وحشت	چپہ پانٹ جس سے اوسی نجار پسر لیتا ہے
میری ایک جز کو وہ اپنے مین تقوت کرلیے	واہ کیا پیچ کے تیرا یہ خبر لیتا ہے

ایضاً

بحمد اللہ کہ غائبانہ در حضور سفتم آغا	ز صفات تو آنچہ باید بحضور گفتم آغا
اثرے ولے مرتب نشد است شرمسارم	کہ ہنوز گرد ہا را ز رہت نہ رفتم آغا
سر ماہتاب تابان کہ شمردہ ام کواکب	ز وفور اشتیاق ہمہ شب نخفتم آغا
نکشیدہ ام نفس ہم تو ببین چہ کار کردم	کہ چو برق شعلہ ات را تہ دل نہفتم آغا
ز چہ رو کسے خرامد پے سیر خانہ باغم	نہ درخت سایہ دارم نہ چو گل شگفتم آغا
پے دیدن جمالت نرسیدہ ام ولیکن	چہ قدر ز محنت و سختم چہ قدر کلفتم آغا

سخنے کہ گفتہ بود سے تو بگوش گل سحر گہ
بحضور وصف انشا ز صبا شگفتہ آما

قطعہ در تہنیت جلوس سالگرہ جناب عالی

ہر طرف سرو قبا پوش پڑے پھرتے ہیں
کھولے کیوں دل کے نہ ہر غنچۂ خوشحال گرہ

بدرہاے زر و اجناس کے از بہر نثار
بیٹھے سب کھولتے ہیں صاحب اموال گرہ

یہ لیے گوہر شب تاب کہ بس خیر اپنا
کہکشاں دینے لگے کھول کے رومال گرہ

آج نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر کی ہوئی سالگرہ

جب تلک عقد ثریا رہے انشاء اللہ
یوں ہی پڑتی رہے تا صد و سی سال گرہ

مُنھی ناڑی کے برس گانٹھ سے بھر لیں تو مدام
پھر نئے سر سے وہی ٹھہری جلدی سالگرہ

رشتہ عمر میں دیتے رہیں تاروں کی نمط
خود رسول و علی و فاطمہ و آل گرہ

قطعہ دعائیہ شاہزادہ سلیمان در تہنیت نوروز

خداوند ابحق جانشین احمدؐ مرسل
اسی نوروز میں محکوم روم و روس ہم دیکھیں

فشون قاہرہ حاضر جلو میں شاہ کی ہووے
کریں گردن کشاں ہر سب پابوس ہم دیکھیں

پڑھیں خطبہ میں اسکا اسم اعظم سکہ ہو جاوے
عدو جو کوئی ہو یارب اُسی محبوس ہم دیکھیں

عمل اسکا ہو جوں شاہ جہاں بائیس صوبوں میں
گلی میں اپنی پھر اک خلعت ملبوس ہم دیکھیں

وہ ہی تخت مرصع اور وہی چھتر حاضر ہو
زمرد کی بنی ویسی ہی پھر طاؤس ہم دیکھیں

دعا مانگی ہے انشاء اللہ ای یارو کہو آمین
سلیمان کا جلوس میمنت مانوس ہم دیکھیں

قطعہ در تہنیت صحت نواب سعادت علیخان بہادر

این روز دلکشاست چہ خوش عید جہان نواز
کامروز نور تازہ چراغ نظارہ یافت

فیض ہواست اینکہ بہر رنگ کارگر
بالیدگی چو غنچہ نسرین شرارہ یافت

یعنی وزیر اعظم دوران کہ پیر چرخ
از حلقۂ غلامے او گوشوارہ یافت

آن ناظم جہان کہ زمین نگاہ او
گرداست غسل صحت و از فیض او تمام
ادریخت آب بر تن و شد شاد عالمے
گوئی تمام خلق تن یک مریض بود
زان چیز ہا کہ در صد قاف از نظر گذشت
تاریخ عید فرخ غسل مبارکش

کام گدا بر آمد و رنجور چارہ یافت
نسرین و لعل در چمن و سنگ و خارہ یافت
چون تشنہ کہ آب بقار انگارہ یافت
صحت بدین نارخت امواہ پارہ یافت
این پیر چرخ ہم طبقے از ستارہ یافت
انشا نوشت ملک حیات دوبارہ یافت

ایضاً تاریخ صحت

از رنج مزاج ناظم الملک
ہم فصل بہار سرگران داشت
آن روے کہ لطیف تر ز نسرین
میشد محسوس نرگس آسا
از لطف حکیم بندہ پرور
آندم پے شستن تنش آب
صد نغمۂ تہنیت بگردون
انشاء اللہ گفت تاریخ

بود است زمانہ را بدل درد
گشت نسیم با دم سرد
بود است برنگ جعفری زرد
صفحش ز دو چشم تازہ پرورد
بخشند بوے غنچہ ورد
خورشید بکوزہ زر آورد
از نوع بشر رساند ہر فرد
در چشمۂ زندگی شناگرد

ایضاً تاریخ صحت نواب ممدوح

ناظم الملک رستم دوران
جبہ خویش را مسیحا گشت
از براے نماز شکرانہ
سال تاریخ صحتش الثا

چون ز تعقل آن غسل نمود
مہر زرین کلاہ غسل نمود
شاہ انجم سپاہ غسل نمود
گفت با اوج و جاہ غسل نمود

تاریخ ازدواج مرزا سلیمان شکوہ بہادر

سال تاریخ ازدواج کسے
کہ سلیمان شکوہ ذیشان است

کشت مرقوم لوح حق بقلم عقد بلقیس با سلیمان است

قطعہ در تہنیت جشن نواب ناظم الملک سعادت علیخان در دوام اقبال

آج ہی زور ہے کچھ دھوم کی شادی انشا
اہل نظارہ کے آنکھون مین سمائی آکر
یون نوری پوش ہوئی کرسی زرینہ کے گرد
شرق سے غرب تلک عرب سے لیکر تا شرق
کوئی سوبار پھر آوے تو نہ دیکھی ایسے
کیا تعجب ہے اگر دیکھ کے یہ نور و ظہور
سطوت صاحب محفل کے نظر کرنے سے
ذہن ایسا کہ ارسطو بھی کرے شاگردی
آسمان تا عدل بھری رات کی کہتا ہو قسم
شکر ہے یہ کہ مراد آج بر آئی صد شکر
کشت امید ہرو تازہ ہوئی خلق کی آج
قدسیان سعد آمین کے لیے ہین کہہ اول
ناظم الملک بہادر کو یہ انشا اللہ

جس سے آغوش ذرات مین رچی بوئے عروس
نور کیسے وفر مدون وجسم و کیکاؤس
جیسے گلشن مین پھرین جلوہ کنان ہو طاؤس
زروس سے روم تلک دم سے لیکر تا روس
شوکت نوبت شاہانہ و آوازۂ کوس
گبر دیرینہ ملقب ہو بہ عبد القدوس
بانگ لبیک کرے ساز صدای ناقوس
مدرکہ یہ کہ بہ از مدرکہ جالینوس
کہ زہے طالع اگر ہم بھی ہین ہان کے فانوس
چھٹ گئی جینے کے اٹھے قید الم کے محبوس
کوئی اسوقت کسی طرح نہین ہے مایوس
تا کرے تیری مدد بادشہ کشور طوس
ہو مبارک صد وسی سال تلک جشن جلوس

ایضاً در تہنیت صحت فرزند نواب سعادت علیخان بہادر

تیرے نواب جہانتاب کو انشاء اللہ
روشنی دلکی ہے دنیا مین ہے اور اسکو
تمر نخل بر و مند مبارک ہووے
شادی صحت فرزند مبارک ہووے

قطعہ در جواب کسانیکہ باکوفہ لکھنؤ را ہمعدد و انستہ طعن می نمودند

ہی لکھنؤ تو عالی مہا علی سے ہم عدد
کیونکر نہ اسکو نادعلیا سے ہو مدد

اچھی طرف نہ جائے الیاس خضر گیا
جائز ہے اس دلیل پہ آگر اگر کہے
بارہ مہینے برج بھی بارہ فلک ہین دیکھ
بارہ دہاکے بارہ ہی پاؤ اکائیان
بارہ بغیر کار روائی کسی مین نہین
نام خدا یہ تیس بہشت زمانہ ہین
ہوتی ہے اسمین نغمۂ واری امام کی
اول کا اونکا یادگار اسکی ہو عہ انچھر پاسال
دشمن کو لکھنو کے بس اب پانچ بیگو سو سب
سب اوسکی عزت اور سعادت علی سے تیج
حاکم ہے اوسکا ناظم ملک جہانیان
نواب نامدار سلامت رہے مدام

جون ابن سعد آئے کوفہ ہی کی سند +
فخر معاویہ مین کوئی خارجے اشد
بارہ ہی بارہ ائمہ بھی ہین تو نہ رکھ حسد
نام معاویہ کو ٹوٹے اگر خرد
یہی حال ہو خین برائی پہ چاہیے حد
ہین لاکھون اسمین پھولکی صورت کے سرو قد
اسکی مدد کو ہین حسنین اور ان کے جد
پنجشنبہ ہزار و دو صد لعن مے سزد
پر اوسکی دم مین باندھ کے ایک پرچہ شد
قائم رہے ہمیشہ الٰہی وہ تا ابد
بخشی خدا نے ہے جسے لمع جبین وجد
باندھی وہ تیغ شرق سے تا غرب اپنی حد

قطعہ تاریخ قتل عام کہ نادرشاہ در دہلی کرد

یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک بود آن زمان
چون لباس سرخ در پوشید گفتا والامان
سر بریدند آہ را نیز اندران سنگ و دمار

تا بیامد شاہ نادر آن مجسم شکل قہر
رود خون کشتگان مخلوط شد با آب نہر
قصۂ تاریخ این ست آہ قتل عام شہر
۱۱۵۱ھ

تاریخ قتل شدن نادرشاہ

شاہ شاہان نادر کشورستان مقتول گشت
تا شنید این رو دیا و عبرت انتبا گفت آہ

آنکہ حکم نافذش بالاتر از مریخ شد
وای ویلا قتل نادر شہ ہمین تاریخ شد

تاریخ وفات شاہ عالم بادشاہ

ہزار و دو صد بست و یکم ز ہجری بود
کہ بست رخت سفر بادشاہ عالمیان

بود ختم شہر صیام راہی شد ۔ برای دیدن حور و قصور و ملک جنان
چہ خوش ملائکہ تاریخ رحلتش گفتند ۔ گذشت از سر جان یوم سابع رمضان

ایضاً

ہر فوت شاہ عالم فخر جہانیان ۔ وہ غم کہ جس سے ہر بنی آدم کو غم ہوا
دو بار سر جھکا کے کہی آفتاب نے ۔ تاریخ بادشاہ کی عالم کو غم ہوا

۱۲۲۱ھ

ایضاً

رفت بسوے ملک نعیم ۔ بادشہان را شاہ دریغا
جملہ شنید ندا ز لب رضوان ۔ سال وفاتش آہ دریغا

ایضاً

حیف ازان شاہ ولاور شاہ عالم بادشاہ ۔ آنکہ تخت سلطنت بگرفتہ بود از زور تیغ
در سرا جاودانی شد ازین دار فنا ۔ سال تاریخش وفاتش را چہ پرسی وا دریغ

تاریخ جلوس میمنت مانوس اکبر بادشاہ ثانی

چو تاج و تخت مرصع گرفت اکبر شاہ ۔ کہ شہریار جہان است و ملک را دالے
ہمای چتر نشین جلوس لے انشا ۔ نوشت اوج ملک مد ظلہ العالے

تاریخ اورنگ آرائی اکبر بادشاہ ثانی

چو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی ۔ خرد گفتا بگو شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گرفت آن اکبر ثانی چو دیہیم خلافت را ۔ مرتب شد بصد تزئین جلوس ظل سبحانی
برای سال تاریخش تخیل مے نمود انشا ۔ ندا از دگوشش آمد این جلوس ظل سبحانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گفت بہ اکبر شاہ بہادر ۔ حکم الٰہی شاہ جہا ـــــ نے

شال جلوسش این بود انشا — شاه ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاه ثانی

جلوس کرد بصد فر و زیب اکبر شاه — که شهریار جهان است و ملک را والی
چو شان تخت فزود از جلوس بهر جلوس — دگر ببین بگوید ظله العالی

قطعه تاریخ ولادت مرشدزاده والاگهر

شکر از فیض حق باد بهاری وزید — باغ وزارت گرفت تازگی از نهال
نخل برومند آن ناظم ملک جهان — یافت در آغوش خود کودک یوسف جمال
کرد ز مشرق شرف مهر سعادت طلوع — فقرهٔ تاریخ اوست مظهر اوج جلال

تاریخ وفات زین العابدین خان مرحوم خلف نواب مرزا شفیع خان امیر الامرا

آه ازان آغا که زین العابدین خان نام اوست — وه چه آغا زیب و زین جنت الماوی بگو
چو بیماری بجانش واو مولانا حسین — حالیا سر کردهٔ اهل بهشت آنرا بگو
لفظ مردن چون نمی زیبد بر آن اسم شریف — گشت مسرور از هوای عالم بالا بگو
با ملک شد همنشین با حور عین صحبت گزید — خاطرش افسرد از دنیا و ما فیها بگو
ماه رویش را تصور کن دلا اندر خیال — ناگهان تاریخ آن افسوس ای آغا بگو

ایضاً قطعه تاریخ وفات آن مرحوم

رفت زین العابدین خان گلشن بهر گشت — سال تاریخ وفاتش اوخ اوخ آه گفت

قطعات چیستان و پہیلی ہا

پہیلی الٰہی

نام سبحان ربے الا کے — کونسا ہے بتا تو مجھکو بھلا
جسکے صدقے سے خود بخود انشا — ہو یہ ظاہر مری خدایا لا

چیستان باران

چیست آن چیز ای اولا الاحباب — گر ز قلبش بر آید آتش و آب
بازمستان بود دران نسبت — در سراپاش می چکد رحمت
چون شمائل جمال اسم دارد — گشت یار الجوش سے آرد
غیر مستانهٔ عشق ساغر نوشش — بار آن را که بشکند بر دوشش
صورتش هیچ پاک باران است — غوره بتحبیس خویش نازان است
رونق انشا اگر آن بود لاریب — ناگهان میرسد ز عالم غیب

چیستان بھٹا

مشتی گهر گرفته منار انیقدر بجو بیش — کاین لقمه از دهان گهر زیاده است
در وی سفید پوشش که ریش دراز داشت — با حلهای سبز در آتش فتاده است

چیستان بطور لغز معما

گر ترا فهم و فطنت نظر است — بود و بنیاد فتکل همه گر است
وضع ز ویک شوے آرد — وان دگر از دل بهم آرد
هست انجا کمال صاحب هوش — گر ببینی لطافتے بر گوشش

چیستان هزاری

بود کدام درخت آن عصا آری نظر — گہی چو شاه ندارد و نه برگ غنچه او بر
ولی نگل است صد و یازده در اسم او — ببقلی است سه تا برگ و گلهز از نظر
سوا امر محبت از و نه خیز و هیچ — بجنبش و روش از صد هزار بار سحر
گہی چو شاه بود چتر بر سرش بالجزم — گہے زمانه کند پیش و گاه زیر و زبر
نگہ بسوے وش افگنے اگر بس هیچ — رو گریبان که بود خود گداف را همسر

چیستان نام کنهیا

عرض انشا بگوش هوش شنو — اگر تت فهم چیستان باشد

کیست آن پیشواے جملہ ہنود
کاسم او قلب آن مکان باشد
آن مکان را خیال کن عربے
ہرچہ گفت است اندران باشد

چیستان گوگرد در زبان ترکی

سوز قل الحول یار بو عربے
بیج کوکلی ایچون شفا شود در
النون پیچے دانی قالنون لار
ترکی لار فارسی سے دی گرو باش
اول تیز ال کیلیہ قولینہ ایکا قل
اوج تبلیغہ نیزیقا ایچو قو باشش

چیستان بزبان ترکی

ای قالیسی آئی چیقی مو سوز دن وہانیست
ای اول کہ دورت یاقہ بورا رسنکا ایں لوحا ق
قرداش عرب تبلیغہ شود بلماق ایبت فی دور
تیکر تیکیا دچون رسول دچون کوکلی الحرہ کور

پہیلی برگ و بار

فارسی برگ ہندیش ہم خوب
بار آرا و اگر شود مقلوب

پہیلی اسب

منہ مین نا ہر بیٹھے رگ
بگلا طوطا کے وا کے سنگ
اپنوا چلے جیسے ورگ
اور بہت سے اُچلین رنگ

پہیلی خربوزہ

کٹ جاوے تو ہوگندا الٹا کو ہو سوے
مورت جاکی جیون ہری ہر دین ہوت ہوان
پوران کہالی بیپارسی بیچ سورج ہوے
یہاہ پہیلی ہین کہے بوجھو چتر سجان

ایضاً پہیلی

اوٹھے مرکے سار و پ
جن گئے نے چھوٹا ہو ے
وا کے ہر و ے موری کپیل
اوہ کا سیکھ ہون عربی ناون
تریا دا کے کر جو پ
روس کے بہا ہر ے بو کے
کا ہو سمجھے کو کو بیل
جو بوجھو تو پاون گاون

پہیلی اب در زبان اُردو

پانی ما اور پانی باپ — اوسکا اشارہ بوجھیں آپ

پہیلی سیب والماس

بو بہل جنے بو کے ترستے — باندر بن کے دیوے گھر کے
لیٹ نہیں تو اوس کے ساتھ — ایک میان ہون آوین ہاتھ
اک جواہر ہین ہیرا انکسا — جاسے پھول اور سن سے یکسا
ترکے سمجھے سو یہ بوجھے — انشا اللہ کو سب کچھ سوجھے

پہیلی

نہوڑا ابیٹھا چاند کے سیس — اب بھی کیسے موری الیس +

پہیلی لفظ بگو

واکے عرب تو ہراد ھرم — تر کے کہدے کا ہے سرم
بجا کا پوچھت کا ہے ڈھنگ — بھوڑون اور دن نا ہین ہنگ
چیست برادر صاف بگو — رخشان کن اوصاف بگو
قل یا ہذا عبد اللہ — رخشان کردم ہیچ ماہ
کہہ تو بھی کچھ اُس کا لوچ — دل ہی دل مین اپنے سوچ
بلکے ایکم بات بو یور — موندین قالیسی سوزے دور
انشا اور اکر دورست + — ہر کہ بفہمد باشد شست

پہیلی لفظ آہ

ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت — دن کی صورت نہ رات کی سی صورت
کام آوے وہ درد مین جو لکھئے انشا — تو ہو قلم و دوات کی سی صورت

پہیلی مشک

باس سو باس اور سگری مار — سیدھا ادہکا تار پتار
پہارسے الٹو ڈالون مار — کودہون عربیے یا نزدہ ہار

گیہوں او بچے واکے بیچ — سونچو تو پاؤ بچ اور پینچ

پہیلی کہی

پیارے الٹو کو کر ہو وے — کوئی نہیں جو واکو کھووے
یہ کم الٹے سیدھے بہت — ہے یہ پہیلی ایک اچھٹ
دیکھی آہ. کے جھاڑ سمیت — سبکو نکا بیٹھ کے پیٹ
واکے ترکے جیس لیلاٹ — گیلے اکھیڑ لیوے جاٹ

من مخمسات

آپ خدا نے جب کہا صل علی محمد — کیوں نہ کہیں پھر انبیا صل علی محمد
عرش سے آتی ہے صدا صلی علی محمد — نور جمال مصطفے صل علی محمد

صل علی نبینا صل علی محمد

عرش کی کچھ نہیں فقط قائمہ جلیل پر — لوح جبین مہر چشمہ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فصیل پر — ہے خط نسخ سے لکھا شہپر جبرئیل پر

صل علی نبینا صل علی محمد

لمعۂ ذات کبریا باعث خلق جزو کل — فخر جمیع مرسلین رہبر و ہادی سبل
نور سے جسکے ہو گئی آتش کفر مجھ کو گل — بعد نماز تھا یہی ورد و وظیفہ رسل

صل علی نبینا صل علی محمد

میری زبان کہاں کہ ہو وصف وزادہ امام — ال نبی و ہاشمی ہیں وہ ائمہ انام
یاد کراؤں کو صبح و شام کہیے علیہم السلام — نور جمال ذات حق انہیں ہمارا ہا تمام

صل علی نبینا صل علی محمد

بھیجتے ہیں سدا درود وحش و طیور انس و جن — حور و بہشت جاودان کسکو ملی ہے کہو بن
واہ عجیب چیز ہی قلب ہو جس سے مطمئن — انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن

صل علی نبینا صل علی محمد

ایضاً مخمس

چھائی یہ گھٹا زور ہی ای ساقی مست
ٹک دست سبو سے تو لگا فی دی مجھے دست
بجلی کے تڑپ دیکھ نہ کر فکر کو اب پست
امشب بچمن نکہت گل مست شراب است
من مستم و بر دختر رز عین شباب است

جائز نہ رکھا اتنا بھی ستم آہ تو ہمبر
سبزی کے تراوٹ کیطرف کچھ تو نظر کر
افسردہ نکر دل کو ذرا دیکھ تو ابر ہر
از نسترن و نرگس و نسرین و صنوبر
در صحن گلستان عوض آب گلاب است

ای جان بہار آہ تو پھر ر دیکھو اب من
آ سیر کرین بھر لین گل و غنچہ سے دامن
دستار پہ دھر لیوین ذرا طرہ سوسن
ہر نخل تر و تازگی آورد بہ گلشن
بر سبزہ نگرش بچمن تا کمر آب است

خواہش یہی اپنی ہے اگر پوچھی تو دراصل
ہیں سے ترے اسوقتین ایک دم بھی ہو فصل
ایام گئی ہجر کے مدت شکر ہوا وصل
زنجیر اگر تو بہ شود بگسلد این فصل
ایما ہمہ از چشمہ برق است و سحاب است

ہم کو تجھی باہم جو ہے سر رشتۂ یارے
خاطر شکنی کر تو نہ اسوقت ہمارے
فوارے پڑے چھٹتے ہیں اور نہر ہے جاری
بے می نتوان زیست درین باد بہاری
الحال صبوحی زدن از بہر ثواب است

نہ نغمہ سے کچھ کام نہ ہی زمزمہ در کار
حاجت نہیں مطرب کی بیان سن کبھی مری یار
جو لطف کہ اسمین ہے سو آہنگ سے دشوار
از جنبش برگ گل و اشجار پر اثمار
صوت عجبی بے دف و بے چنگ و رباب است

کرتی تھی نسیم سحر آرایش بستان
ڈ آئی شگوفہ کے جھکور ایک کہ حیران
دل اُس کے سے ہوا آئینہ در چمنستان
از بوی گل و یاسمن و سنبل و ریحان
ہر گز بدل طاقت و نہ صبر نہ تاب است

کچھ بات نہیں آتی ہے بن مجھسے اب انشا
جو شخص کہ ہو مجکو کرے کیا سخن انشا
تنہا نہ وحدت میں ہے میرا وطن آشنا
مدہوش شدم بر روش انجمن انشا

از آب نبود است فقط از می تاب است

ایضاً در تہنیت عید غدیر برائے شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بطور ترجیع بند

بلطف صفدر صف در غلام دین جناب امیر
چمک کھڑی ہو سلیمان شکوہ کے شمشیر
یہی کہے ہے دعا مانگ ہر صغیر و کبیر
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اب کی سال یوں ہی وزیر

عجب طرح کا زمانہ کو ہووے عز و شرف
کہ شاہ حسین سلیمان وزیر ہو آصف
صدا بلند ہے اب تو یہی ہر ایک طرف
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیکھے وزیر

ستارہ زیب وہ تخت و تاج و ملک و حشم
شہا جہان میں کر دیں تجھے امام امم
غرض امیر عرب بخش دیں تمام عجم
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اب کی سال دیکھے وزیر

نہ رہنے پاوے زمیں پر جو غیر ذالک ہو
عدو جو ہووے ترا سو عدم کو سالک ہو
یہ خانہ زاد ترا بخشی الممالک ہو
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال یوں ہی وزیر

رہے ترے ہی اقالیم سبعہ زیر نگین
ہر ایک ہفت ہزاری ہو جن جو ہیں تیرے قرین
یہ سن مخمس انشا سبھی کہو آمین
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیکھے وزیر

مخمس

تا بکے سیر کنی عربدہ آغاز کنی
تا کجا نیمہ شبے خانہ بر انداز کنی
مست موج سحری بیشہ و از ناز کنی
گرہ از زلف اگر زود چمن ناز کنی
صید رعنای صد سرو سرافراز کنی

حسن تقریر تو با آب لطافت بیزد
نطق تو غلغلہ از معجزہا انگیزد

گوے از ہر نفست عیسی مریم خیزد ۔ رستخیزی بعدم بر سر ہم می ریزد
گر سخن از لب جانبخش خود آغاز کنے

آفتاب از نگر وخایف و لرزان ماند ۔ از کلف داغ بدل ماہ درخشان ماند
محو نظارہ تو یوسف کنعان ماند ۔ نہ فقط آئینہ بر رنگ تو حیران ماند
گر تو دو دیدہ کشائی بجد انداز کنے

ہر چہ انشا طلبد جملہ مہیاست بہ بجد ۔ فوج آہو بجلوطرفہ تماشاست بہ بجد
ہیچ دانی کہ چرا غلغلہ برپاست بہ بجد ۔ رخصت اے قیس کنون آمدہ شیداست بہ بجد
زود ازین مرحلہ آہنگ عدم ساز کنے

مخمس در ہندی و فارسی و ترکی و عربی و پنجابی

قد سقا اللہم کاسات العذاب ۔ صار عینی من دموع کالسحاب
انی غرقت فی شط السحاب ۔ غیر البدین لسک منن ایبد آب
کو یدی کو تکلم اولاے باعرم کباب

لے سوارسین مجے یارب سن کمہ ۔ یو قبور اول یا شول بلار عالم ہمہ
یرہ الن بان اللہ ملاشنگ برہمہ ۔ نامہ برنا ممدے ایلتب یار مہ
تیز نیم اندین الب کیلیتوز جواب ٭

یا دل خورشید دارم سیر باغ ۔ خاطر از اندوہ و غم دارد فراغ
یار در ہر تازگی دارد دماغ ۔ ساقیا بنگر پے او چون کسر ا کیل ایاغ
اولمسون ضایع بو جہہ ماہتاب

حیف یارو نوجوانیکا وہ سن ۔ ایک دن رہتا تھا مین عیش بن
مفت مین یون ہی گئی گذرے وہ دن ۔ قاری اولام آہ نخوک لعل مین
کیلہ در یاو مغہ اول عہد شباب

خشک وچ سادی تو سنرا ہنرا نپے ۔ گہت گئی ہے من سون پیران وی اِنی

اکہہ ڈہوئین بیسے کدول وچ کی تخنی ۔۔۔ جا مدن از نوق ملار سنے

یو فیو زلازم سنغا آمدن حجاب

مخمس

مین اپنا دل مضمحل بیچتا ہون ۔۔۔ حیا کس لیے ہو خجل بیچتا ہون
نہین بیچنے مین خجل بیچتا ہون ۔۔۔ یہ سودا تو دیکھو کہ دل بیچتا ہون
لے شیشہ کو زیر بغل بیچتا ہون

نہین اسمین کچھ ریب و تکرار تا کے ۔۔۔ رہے یہی ہے صفاہان ہو بارے
کہ اُن مین سنے بیچنے بکاؤ ہو جو شہر ۔۔۔ جو ہو مال کھوٹا وہ گھر مین رہے ہے
مین بازار مین اسکو چل بیچتا ہون

گری مول پر کیا کوئی جی چلا اب ۔۔۔ کہ ہاتھون سے اسکی بہت مین چلا اب
رہون جی ہی جی مین نکیون تلملا اب ۔۔۔ لگا کہنے قیمت تو کہئیے بھلا اب
کہ لگنے پر اسکو اصل بیچتا ہون

نہ کر مول اسکا تو چپکا ہے بس رہ ۔۔۔ کہ اسکی نہین قدر سے کچھ تو آگہہ
جو کچھ بیچے تجھسے وہ ہے مردا بلہہ ۔۔۔ خریدا ہے اس ڈھب سے دل بھی کہین کہہ
یہ سمجھے ہو آنب اور کٹہل بیچتا ہون

نگہہ ہی کا سودا ہے بگڑو متی جے ۔۔۔ یہ راضی ہی کا سودا ہے بگڑو متی جی
سیاہی کا سودا ہی بگڑو ستی جی ۔۔۔ یہ راضی کا سودا ہے بگڑو بتی جی
مین کیا یہ جنگ و جدل بیچتا ہون

کہان کیسی لگائی کھوجی کھوجے ۔۔۔ چہ خوش خوبی غلطی کے کیا خوب بوجی
بہت آپ ہین جے چلیے تو کھوجی ۔۔۔ بر بڑی ہے کی جلدی خریدار کو جی
ذرا رہ تو جاؤ عجل بیچتا ہون

عبث ہوش بک بک سے کیون لیجئے گم ۔۔۔ پسندیدہ وہ بات ہے نزد مردم

گر جسکے تئیں سے نہ کچھ ہو تلاطم ر — اگر مول پوچھو ہو یہاں واجبی تم
تو دل کو میں دل کی بدل بیچتا ہوں

اسی ہاتھ سے اپنی کھو یا کھو تم — یہی ہے خریدار ہو یا نہو تم
محبت کے بیچ آگے ہو یا نہ ہو تم — یہی مول دلکا ہے لو یا نہ لو تم
میں اسکو میاں آج کل بیچتا ہوں

جو باغ بلاغت کی دیکھی بہار اب — لٹا کر گل آفرین صد ہزار اب
لگا دی بس انشا نے بھی پکار اب — سخن کا خریدار ہو ہو نثار اب
میں اس پاس اپنی غزل بیچتا ہوں

مخمس غزل میر سجاد ایہام گو

وہ جو معمار کا اکڑ کے تنا — پہنے پتھر کبھی ڈہوے پر نہ سنا
تب تو پڑھنا یہ میرے دل میں ٹھنا — راج اٹھاوے ہے جس بنا کو بنا
منہدم آخرش کرے ہے فنا

جیسا میں ویسا کوئی عاشق نہیں — ہے کہیں عشق بھی تو صادق نہیں
پاڑ ہا چیتا ہرن بھی فائق نہیں — دل کی وحشت کے کوئی لائق نہیں
جنگل اور بن گیا ہے سبز گھنا

مرتعش یہ نحیف خاک بے جیئے — ہل ہلاتا نہ کیونکر زہر پیئے
کب تلک زخم دل کو اپنی سیئے — دیکھی اوسکی تئیں بناؤ کیے
کبھی ایسا نہیں بناؤ بنا ✣

جیب و دامن جو ہے دریدہ صبح — رات کی ہے یہ نور دیدہ صبح
صاف شفاف ہے دمیدہ صبح — ہے بہت لطف سی رسیدہ صبح
کس تجلی کا ہے یہ طور جھینا ✣

اونگلیاں جو سنے کر ایک دم کے — پرورش یافتہ ہے عالم کے

طفل سان ہٹ کرے بے تھم تھم گے ۔ پالنی مین بابا نو عسم گے
زادہ دہر نے نہ ایک جنا

مت سمجھو سحاب ہے یہ دود ۔ نہین تاری یہ بالو ہے موجود
جیسے بھر بھبوجہ فکر بیٹھے کود ۔ بچاڑ سایہ پٹنگے ہے چرخ کبود
خود بخود ہے بجھا بخود یہ چنا

عشق کے جن نے کی یہ منزل طے ۔ جون کنیا بچا نے برج مین نے
نور سے جسکے جلوہ گر ہر شے ۔ آنا نحن کے کون لائق ہے
مین ہون مین وہ وہ اور کون آنا

کس پہ غصہ ہو لیجیئے فریاد ۔ کسکو جا دیجیئے مبارک باد
سید انشا یہ کہہ گئے اُستاد ۔ مدح و ذم کسکی کیجیئے سجاد
کر لے اپنے نبی علی کی ثنا

مخمس قصیدہ مولوی حیدر علیصاحب

چون تعریف مولوی حیدر علی سندیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان تبقریبی در لکھنؤ آمدند فی الفور سوار شدہ رفتم و طور الکلام قصیدہ بے نقط خود بر ایشان عرض کردم بعد ازین از اوشان ہم ستکلف شدم کہ بشنوند کہ جناب در عربی و فارسی و ہندی اشعار میگویند چیزے ارشاد شود فرمودند کہ کلام من کہ قابل اطمینان است ہندی است گفتم ازین چہ بہتر باید خواند قصیدہ در نعت آنحضرت فرمودہ بودند صلہ آن پیش حملہ عرش حضرت رب العالمین است کہ روز قیامت بیش خواہند کشید حقیر بالحاج تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مفرحی بزعم من با دنیہ سد زیرا و چہ ہر مصرع او گویا قطعہ زعفرانی است برائے تفریح طبع بخاطرم رسید کہ اگر مخمس او کردہ آید در جہان
گذران یادگاریست مطلع قصیدہ آنست

رسول حق کا محمد نبی خیر انام ۔ ہی فخر کون و مکان تجہ اوپر درود و سلام

عجب اینکه مولا بزعم خود طلبة العلم مرزا هستند که لهجه فارس هم یاد گرفته اند و عربی اشعار هم میگویند و زبان اردو هم در شاهجهان آباد حاصل کرده اند و در علم موسیقی هم که اصلی است از اصول اربعه ریاضی دخل کلی دارند یعنی عشاق و عراق و حسینی وغیره خوب می سرایند گاهی پیش خفاشی که از شاگردان خاص است خیال خوانده داد طلب میشوند قربان این شعور و بلاگردان این عقل هر گاه در سرودن مضائقه نکردند در ساز زدن چه مضائقه چندان مجلسی که علما فراهم آیند و دران یکی جوڑی بزنند و دیگری بے

تال و هر و یکی ساز بنوازد و گوید — انظر الینا او میان چیره والی مناق الیها
علینا ساقون بھی اپنی کول بلالے — مت کھیچ کہ پنیدی جان آ جنس میں پنیا یہیں ہمارے

ایضاً مخمس موصوف

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام — کہ زمرۂ علما لیتے ہیں اونہیں کا نام
کلام انکا یہ ہے مدظلہ العلام — رسول حق کا محمد حق خیر انام
ہے فخر کون و مکان تجھ او پر درود و سلام

محن و ذات مقدس تو اپنی سنتے ہیں — سخن سے آپ کی دریائے فیض بہتے ہیں
سند لیمین یہی پڑھتے مدام رہتے ہیں — خدا ملائکہ صلوات تجھپہ کہتے ہیں
صبح و شام و مدام او لیالی و ایام

چمن میں کہتے پھرے ہیں گل سے موج نسیم — درود و درود جو بھیجے تو ہے ثواب عظیم
بہار رکھتی ہے یہ شعر واجب تعظیم — ہے امر تمکو بھی صلوات و سلموا تسلیما
ہے امتثال امر واجب آ فذوی الافہام

اگرچہ اشک میں جون سیل موج بہتا ہوں — مقدر اپنی جو قسمت میں ہے سو سہتا ہوں
زبان کو ہے حرکت کب خموش رہتا ہوں — بموجب امر خدا میں صلوۃ کہتا ہوں
کہاں صلاۃ ہمارے کہاں وہ عالیمقام

کسی سے کوئی تو جبار کی صفات کہے — وہ چاہیے کہ پھر اس دن کو کالی رات کہے
گنہگار کی باعث نجات کہے — اگر حدیث میں آیا جو کوئی صلوات کہے

صلواۃ اوسکی ہے مقبول مفضل انعام

ظہور جملۂ عالم مین ہے یہ سب اوسکا
فرشتہ کرتے ہین مذکور جب نہ تب اوسکا
طیور سدرہ بھی رکھتے ہین ذکر اب اوسکا
جو مینے عقل سے پوچھا کہ کیا سبب اوسکا
کہا کہ ملہم حق نے کیا یہ مجھکو الہام

پڑھو درود ابھی پھیر تو خیر ہل چل ہے
یہ سر آج جو ہے بات سو کہان کل ہے
درود آئینۂ دل کو مثل صیقل ہے
کہ وہ ہی مبدأ اول سے نور اول ہے
اوسکی نور سے عالم کو ہے وجود انجام

یہ بڑی امت مرحومہ جرعۂ کوثر
نہ فسخ در سخ سے غطرہ نہ مسخ ہونیکا ڈر
محمد عربی ہے جو اپنا پیغمبر
وہ ہی نبی تھا جب آدم تھا آب و گل اندر
وہی ہوا ہے سبھی انبیا کا فص ختام

مدار آیۂ لولاک و خلقت آدم
حبیب حضرت خلاق و خواجۂ عالم
ملیک و مالک و ملاک کعبہ و زمزم
وہی ہے روز جزا شافع جمیع امم
رضائی اوسکی ہے منظور خالق علام

یہ نوش ساغر وحدت سے آشنی کی ہو مر
اگر شرط شے و بلا شرط شے بشرط لا شئی
کہین ہین اسنے ہی بس مرتبہ یہ ساری طے
اوسیکے حسن کا جلوہ یہان وہان بھی ہے
یہان بھی نام اوسیکا وہان بھی اوسکا نام

گیا ظہور جب اسنے ہوئی عجائب سیر
جبیں اسو کہہ گیا گر پڑے ہزارون دیر
رجوع نوع بشر کو ہوئی بجانب خیر
یہان تنسے جانیے محبوب دو ہی ہین نا غیر
چنانچہ آیت حبیب و لیل اسپہ تمام

یہ شعر عظمت اللہ مجکو بھاتا ہے
کہ جسگھڑی اسی پڑھتا ہون چین آتا ہے
عجب طرح سے یہ جملہ مزہ دکھاتا ہے
جو کوئی تحفہ کہ محبوب آگے لاتا ہے
محب اوس سیتی خوش ہوئی سب ہے مدام

یہ بات سخت ہی مشکل سمجھیے ٹک غور
جواب دیا مدلل سوال کا سو یہ طور

مکالمہ یہ بہم ہو چکا تو بس نے الفور
سبب یہ کہنے کہا عقل نے کہون کہ اور پچھے
تو سنکے کیجیے پھر مومنونکی تمیز اعلام

ہوا مقول منقول عقل سے یہ حصول
کہ سبب رود کا تر ہضا سدا کرین معمول
چو خوف صدمۂ سردی ہو یون بہی ہے مقبول
اگرچہ شرط او سبب ہے کہ اسم پاک رسول
زبان سے نکلے وضو ساختہ بالکلیہ اقسام

وضو درود مین گو ہو نہ میرے بہائی شرط
صلوٰۃ خمسہ مین شارع کو ہی یہ بہائی شرط
یہی تو مجتہد وقت نے سنائی شرط
ولی نماز خدا مین طہارت اسنے شرط
درود و بیچ نہین شرط ای خجستہ مشام

یہ راز بہی ہے وہ جو کہ ہو فنا فی اللہ
بصارت اور بصیرت ہو تب سوجہی راہ
عجب طرح کا یہ مضمون بندھا کہ واہ ہو واہ
سبب جو اوسکا بیان مین کرون خدا گواہ
کہ شرح اسکی مین وقت ہے نزد ذی افہام

بلند عرش برین سے بہی اوسکا پایا ہے
خدا نے نور سے اپنے اسے بنایا ہے
پھر اسکی سایہ ہو کیونکر وہ آپ سایہ ہے
شروع صلوٰۃ کہ اللہ اکبر آیا ہے
درود اوسکی ہے پایا صلوٰۃ نے انجام

نہین بہم عشرات و احاد مین تکرار
اگر مئات الوف آوین ہے احد یا ہے بکار
اسے سمجھ لے تک ایک غور سے کہ مین اسرار
صلوٰۃ و احمد و رحمت بیک عدد مین شمار
حساب جفر مین ہین متحد بلا اوہام

دلونکو عشق کے گرمی جو دی تو تڑپایا
وہ شعلہ برق کا ہوکر ہی پھر نہ شرمایا
برس پڑا وہ جو بادل تھا خوب گرمایا
صلوٰۃ صورت احمد پہ حق نے فرمایا
یہ شان اسم کے آوے وہ کیا جسکا نام

کرے ہی وقت سحر آفتاب جیسے طلوع
اسی طرح سے سمجھتے ہین اسکو اہل رجوع
نہی کمال برجوع و فنی و فور خشوع
قعود دال ہے اور سجدہ میم جا ہی رکوع
چہارم حرف الف جا ہی سو آیا قیام

اگر عبادت رب وو دوسے منظور
فانی کی تخیل کو ہے یہ بات ضرور
تو کر خیال کہ گویا ہو نہین اوسکی حضور
سمجھکے دیکھ یہان کون ناظر و منظور
ہر ایک رمز خبر ہین اوٹھا او وسیے لثام

رکھی ہے منزل لاسیعنی طریقت اور
حقیقتاً جو سنو تو یہ ہی حقیقت اور
ثمر یقیون سے ہی کچھ عشق کے شریعت پر
صلواۃ عظمت ہے تو وہان عظمیت اوپر
جو کوئی منکر حق ہے وہ ہی الد خصام

اگرچہ کھینچے مصور طلسم کی تصویر
تجلیات کیے ہو اور قسم کی تصویر
ولے نہ کھینچ سکے اوسکے جسم کی تصویر
جو کوئی پاک ہو لاویگا اسم کی تصویر
وہ پاوی نفع عبادت ہو اور اوسکا نام

درود کو جو موظف ہین انکو راحت ہے
یہ راز مجھی ہے وہ شخص جسکو وقت ہے
اونھین کے واسطے آمادہ قصر جنت ہے
صلوۃ حق سے نبی پر جسنے رحمت ہے
لکھا ہے اسکو کتب بیچ ہر دمان اعلام

مدیح اسکی ہین ہر خاص و عام عالم پر
وہ ذات پاک ہی رحمت تمام عالم پر
یہ سایہ اوس کا رہے گا تمام عالم پر
اوسکی حکم سو ہے صبح و شام عالم پر
جو ہو وے رحمت رحمت ادہر تو نہین تمام

مجاز والے نہین جانتے حقیقت سے
ملے یہ بات ہوا جبکہ دشت الفت سے
اشارہ اونکو ہے پی ہے جنھون نے عشق کی مے
صلواۃ عبد کی معنی مین طلب رحمت سے
سوا سوال کے بندون سے کچھ نہو وے کام

جو حق پرست ہین انکو نہین ہے مطلق بیم
درود بھیجیے پر وہ کرم کرے گا کریم
سرائے پیر و احمد ہے خلد وار نعیم
خدا رحیم ہے محبوب اوسکا وہ بھی رحیم
سوال رحمت یہ کیون نہو گا لزام

اگرچہ مرد مسلمان کو ہی عبادت شرط
رسول اپنی کے جتنے ہوئی اطاعت شرط
ولے نجات کو ہے اوسکے ہی عنایت شرط
سوال کرنے کو کیا چاہیے طہارت شرط

سوال ایسا کہ جسکا ہمیشہ ہوا برام

وہ رستگار ہین جو امت پیمبر ہین
انھین کے واسطے جنت مین سب یہ گھر ہین
بشر وہ جملہ ملائک کیطرح بے شر ہین
یہان تو طاہر و عاصی سبھی برابر ہین

نہین ہے فرق یہان درمیان خاص و عوام

نہ ڈر تو خوف قیامت سے گو گذر ہو وہان
حساب کا جو وہ جھگڑا ہی مختصر ہے وہان
رسول خالق داور سارا ہبر ہو وہان
زبسکہ پُر ہون معاصی سے کیا خطر ہو وہان

جہان صلواۃ وسیلہ ہو روز حشر قیام

قصیدہ مولوی صاحب کا بہر ثواب
سمجھ کے کہتے ہین وہ دام ظلہ الوہاب
مخمس اُسپہ ہے انشا سے ایہا الاحباب
نبی و آل نبی اور اوسکے سب اصحاب

درود پڑھکے سبھو نبر کر اختتام کلام

مخمس دیگر

درین زمانہ باد نیست ہیچکس ہمسر
تیمنا بقول ہم پند بند دگر
بعلم و فضل و ذکاء و کمال و فہم و ہنر
باین خیال کہ باشد سعادت ہم باور

کہ ہست شرح طلب این کلام را انجام

ببین برائے سولم چہ شان و تکریم است
بعرش اعظم و کرسیش فخر و تعظیم است
کہ جبرئیل امین در مقام تسلیم است
دلیل دعوی انا احمد بلا میم است

چہ میم شکل میم داد نہ عدد از جا م

نہ است تسع بود تسع را عدد بغدہ
بہ نہ فلک شدہ ساطع لوامع آن مہ
لے چہار و شش و ہفت آمد تمامہ
ازین حساب محاسب شود کجا آگہ

حصول گشت ہمان ہفت وہ درین ہنگام

کہ حاصل عدد احمد و صلوۃ بود
نہ است و سہ و یک و چار در صلوۃ عدد
یک است و ہشت و دگر چار چار در احمد
باین دلال کہ وا و صلوۃ الف باشد

وگرچہ مطلبی والسلام والاکرام

عدد زردی جفر بغدہ است در رحمت — چرا فزود یکے گو ببرت اگر جودت
بگوشش ہیچ نمی خواہد اندرین دقت — نمودہ است ہمان جلوۂ احد عظمت

وگرنہ ہم عدد احمد است رحمت تام

برس بکنہ حقیقت مساعی کہ نمود — ازین میانہ غرض آن بزرگ را این بود
صلوۃ و رحمت و احمد اگر شود معدود — مساوی العدد آید ہمہ ہوا المقصود

کہ تا زیادہ شود عظم شوکت اسلام

بروی خلق جہان غرفۂ بہشت کشاد — باین وسیلہ خدا ایش جزائے خیر دہاد
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد — اجلہ علما را بود ہمین استاد

کنون زنغمتمانت است خجستہ شیام

مخمس قطعہ مرزا جان طپش کہ ترانہ سرائیدن لقطاً بلفظ موزون گردیدہ بود

کیونکر مرزا جان طپش سے قائین نہ ساری پر گرین — اوس سے یہ قتل عام ہوا ہوا ہے چاہیے حالت غیر کرین
کیا لازم تھا کہکے یہ قطعہ دفع فتنون طیر کرین — فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش ٹک سیر کرین

شاخ پہ گل بیجے ہی ستر تم ہر ایک مرغ گلستانی

سرگم پدنی لیتی ہے کوئی کویل منہ کو چڑاتی ہین — ٹاٹوٹی کرتے ہین بگلے اگلے دہوم مچاتے ہین
یہ جو ترانہ خوب بنا ہے اسکو بیٹھے گاتی ہین — لی چیکلی ہر اوج ہوا پر بول یہ اوڑتی جاتی ہین

تم درنا تم تم درتا تم دریم تنا درتادانی

طوطی مینا کلچڑی چھاپتو ہو گئی سب کو حیرانی — جانوروں کے سر پر ٹوٹا جبکہ غضب سلطانی نے
سرخاب سب ڈوبین لہو مین بن داد اورین پانی کے — چونڈا ابلا کر بولی بلبل ہیرے لٹوری آجانے

تم دری نا تم تم دری نا تم تادر آیا دانی

تمام شد



آغاز دیوان بے نقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا
آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا

اہل عالم کا سہارا آسرا کس کام رحم
ہر سحرگہ آسرا او اللہ اس درگاہ کا

لو دکھا و لمعۂ اسرار کوہ طور حمد
گرد گرد معرکہ تولا کہ مہر و ماہ کا

ہوا اٹھا ہر طرح کا ہمکو آرام و سرور
دور گرد و سو بلا آلام اور اکراہ کا

اللہ اللہ کس طرح ہو درک اوہام و حواس
کوہ کا عالم اودھر کو طور ادھر سو کاہ کا

دم کو ہوگا در کہ سا ہمرہ اہل عدم
آہ اگر معلوم ہو معدوم سر سوداہ کا

واہ ہر دم کا وہ طور وعدۂ امداد اور
رنگھا عالم اور وہ سو کھادلا سا آہ کا

ہوا گر در کار اللہ روح او موا رام
ماسوا اللہ مالک گردرد الا اللہ کا

رہ و رسم حمد ادا کر دو الم اور درد ہوا ہوا
کھو آدمی امر ساده کو دل اہل سگ کو گدا

اور سہ گلدہ و ارم سر راہ ولولہ ہوا
کہ مراد آس کا گل کھلا سر کوہ سا رہا ہوا

رہا گل رمیں کا معاملہ وا ہرا اور را دہا رس کو را
کہو او عطارد دوا و سامع یوم و سدھ کہا کرو

وہ او وراس لوگ وہ سارا دہ مسر ہمر اور اگ وا ہوا
کہ الہ داور داورس مدد گروہ گدا ہوا

اوس اساس سلسلہ ورا کو راہ انشا اودھر او ہوا
کہ درود و محمل مدعا مصر اہل دعا ہوا

دل اہل دل کو سرور ہوا عالم اور ہر اس مع و ور ہوا
کہو مہر و عطارد و ماہ و سما کہو سدرہ و کلک و مہر و ہوا
کہو لوگو اوس امر و سادہ کو آمر و عدہ مہر کو اگ لگا
اسد اللہ امام ہمام مدد کرو حاکم دار سلام مدد

کہ علو محامد آل رسول ہوا و لمعہ طور ہوا
سر و حہ آہ عدو کو رکھا مرد ک ملحد عور ہوا
کہ مراسم عہد و داغ کو آہ مرور د ہو ر ہوا
و م رحم حوالہ ہر اہل سوال کو کاس مدام طور ہوا

کرو انشا درود کا ورد سدا سحر اور مسا کو صل علی
کہ درود محمد عالم کل ہمہ کار کا را او ور حور ہوا

ہو واہ ہو شو واہ وا واو ملحد او گا وطلا
لا حال لا اور راگ گا کر ولولہ اور کو دہ ہوا
گو سالا ہو کر گھاس کھا مر سوم اور معمول کر
موسم ہوا اور عدد کا اور کوہ او دا کلکلا

گھر لعل و گوہر کا لگا او ملحد او گا وطلا
سرسادہ کر مر و ہم او ملحد او گا وطلا
اس حال اور اوس حال کا اور ملحد لگا وطلا
صحرا مرا اور لہ لہا او ملحد او گا وطلا

گروہ طور دوا او لمعہ انشا کو ملا
سر کار موسی کا عصا او ملحد او گا وطلا

ملا رگا کہ سر کوہسار لال ہوا
ہوا کو عطر لگا اور گل کھلا ہر گاہ
ملا اساس علوم و کمال سو ہمکو
دلا ارم کو سدا و حلول والا دوہ
صد آہ آہ کہ ورد درود صل علی
رہا معاملہ ہمراہ عکس اس حد کو
گرا ارادہ ملک سرور کر ملا

عروس لال چمن طاؤس وار حال ہوا
دہ ماہ مالک عمر دہ و دو سال ہوا
حوالہ امرا کو کہ ملک و مال ہوا
سو کس کو علم کہ طوطا ہوا کہ لال ہوا
محمد و علی آکے محال ہوا
کہ لال لال وہ گل گورا گورا گال ہوا
سماع و ولولہ و حال کا کمال ہوا

رہا معاملہ اس طور ہمدگر کہ مدام ادھر کو وعدہ ہوا اور ادھر سوال ہوا

ملا وہ ماہ کہ الحمد للہ انشاؔ اب
کہ دور لاکھ طرح عالم ملال ہوا

دل کم حوصلہ گو کہ سدا اور درد رہا
المدد المدد اور معرکہ آرا کہ مدام
آہ وہ محمل سلما وہ در او وہ صحرا
ملکہ مورد الہام رہا اور سدا
ہمدم اوسکا گلہ آلودہ دم سرد رہا
مرد اس معرکہ کا وارد اس مرد رہا
کہ سدا حوصلہ اوس مرحلہ کا گرد رہا
مدرکہ در طمع آمد و آورد رہا

سحر اوس گل کو ملا عطر اور انشاؔ سو کوس
واہ سر راہ در کلکدہ ور د رہا

ہمدم سر کہسار ہوا لہلہا سارا او مورد گہ کا
آلودہ مکر و حسد و حرص ہوا ہو صد طول امل رکھ
کر مرحلہ رسم و رہ علم کو مسکول سرور ہوا ہو مرہم
حمام ہوا ادھر گرم سراسر کہ کاسہ دل ور
رحم و کرم و مہر کرو ہمدمو ان گر آؤ ادھر آؤ
سو کوس اوگا اور کھلا لالہ احمر اس آگ کو سلگا
کہ سر کو بلا اسطرح اور مرد کہ ملا علم و عمل اصلا
ہو سوئے عمل او ولد آدم و حوا رکھ حوصلہ اعلیٰ
لہ اسکو تو او حور کہ دہو دہا کر ادھر لا کو اساگر
آ او کہ بلا سلسلہ کاکل سودا اد ہمکو دلا سا

آرام ملا سارا اطلا کا رمرصع کر دو لولہ انشاؔ
در طور سہا امر دکم عمر آسا کا راگ کدا را

ہمکو آرام ہو دلا کس طرح
حاسد آل احمد مرسل
ہو سراسر کلام سر و سرور
ہو اگر کام آگ کا معدوم
اور وہ کام ہو دلا کس طرح
اہل اسلام ہو دلا کس طرح
سو سر عام ہو دلا کس طرح
گرم حمام ہو دلا کس طرح

آہ انشاؔ مدام رہم والا
آہ وہ رام ہو دلا کس طرح

موسم گل کا لہلہا سارا گروہ اہل صلاح وہ ہوا گل کا سہ دل کا آہ گروہ اہل اصلاح

لالہ کھلا سو کوس سر اسر رعد ہوا کا وہ عالم
اہلا گہلا سر دہوا اور عطر عروس گل کو ملا
گھور رہو لو مور وہ کو گا کا و ملکر راگ ملہار

ولولہ دل کا معاملہ آرا آہ گروہ اہل صلاح
لطمہ ہوا کا سو للکارا آہ گروہ اہل صلاح
سر سر کہسارا او دا ہو وا آہ گروہ اہل اصلاح

آل رسول اللہ سوا ہو اسرا کس کا اکسا کو
اور ہو کسکا او سکو سہارا آہ گروہ اہل اصلاح

اوکدا کو سدا او ورع و صلاح
راہ و رسم عمل و سو کل معدوم
موسم رعد و کوہسار ہوا
امر و سادہ رو کو گھورا ور کو د

واہوا کو سدا او ورع و صلاح
سالکا کو سدا او ورع و صلاح
لملہا کو سدا او ورع و صلاح
حال لا کو سدا او ورع و صلاح

کسکو رحم و کرم سوا اللہ
آسرا او سدا او ورع و صلاح

حور عروس ہر عا صل علے محمد
واہ وہ عالم اور ادا سہرا ملا دلا ہوا
سلسلۂ کلام گرم اور ہوا وہ سرد و سرد
وارد معرکہ ہوا مہرۂ ماہ و مہر کو
آس مراد کا او ہر اور ادھر کو گل کھلا
معرکہ و ہوم وہم کا وہ محل اور اسکا وہ
صدر صدور رسم و راہ حاکم محکمہ ہوا
طرۂ لعل و گوہر اسم و راہ حاکم ہار کا کھلا
صل علے محمد آل رسول کا رہا

عطر سہاگ کا لگا صل علے محمد
طور سہاگ کا لگا صل علے محمد
وصل سہا و مہر کا صل علے محمد
اور عطارد سما صل علے محمد
گل کدہ سارا لہلہا صل علے محمد
کار مرصع و طلا صل علے محمد
مہر ملوک کا لگا صل علے محمد
وادر و ارم ہوا صل علے محمد
ہمکو مدام آسرا صل علے محمد

سورۂ حمد اور ورد و ورد کر انشا واہوا
واہ کرو رواہ وا صل علے محمد

آمد آمد گل ہوا ورد وہ سادہ رو امرد

دور کا سہ مل ہوا ورد وہ سادہ رو امرد

کرم کرو ادھر آؤ کہ روح ہو مسرور
وہ تو آہ سحرگاہ اہل درد و لا
ہر اہل سدرہ ہمارا احمد رہا ہر دم
درود در دگر دو آہ و اصل علے
صلاح کا ہمارا ملک رہا کس کام
گدا ادا ادھر آ لطف رحم را ... ا
مدام اوسکو اٹھا و سادہ آ را رکھ
مدار کل مہم قواعد الامر ا

دکھا دو ہمسر موسی کو کوہ معہ طور
ہوا مسودہ کا کل امار و دو جور
وہ لوح و کلک و سما و عطارد و مہ و حور
محمد و آلہ کہ دو کہ ہو د و ر
کمال محکمہ علم و حکم صدر و صدر
کلاہ دہر کو عکوس رکھ کو سرع در کور
کہ لاکہ طرح کا عالم مدام ہو مسرور
لہ الستعا وہ آو دی الحکم عدا مسطور

عطا کرو اسد اللہ امام الٰہ کو
علو حوصلہ و کاسہ مدام طہور

ہو دل آرام کا اگر وسواس
سر کوہ و دا و سو سو کو سس
راہ کوہ ولا دم صمصام
وارد و صادر آہوے صحرا
اگر اٹھا ملال دل کا دور

ادا کرو وداع درک حواس
دو دو دام اور لاکھ طرح ہراس
اور وہ کوہ سود والماس
حملہ آور اسد سراسر کاس
کہ رہا سالہا کمال اداس

کرو اوسے گروہ اہل سلوک
وارد و انشا ہوا لگا کر آس

مدرک طمع کھلا آہ ہوا و آہ حرص
سلسلہ سلوک وا رہ واگر ہو ملحدا
وسوسہ رہ عدم اور مدار عمر کم
کمہ امراء عصر کو کہ علماے دہر کو

اہل کرم گدا ہوا آہ ہوا و آہ حرص
طول امل کو کر عطا آہ ہوا و آہ حرص
درد و الم سوا ہوا آہ ہوا و آہ حرص
اور کا کہو دوا ہو آہ ہوا و آہ حرص

انشا اساس عدل کو کہ امراء عصر را
ہم علماے دہر را آہ ہوا و آہ حرص

ہمدم دام الٰہ راہ صراط
وہ ملک کل مع العود ادھر
وہ احد راہ دور ہو آسا
کہ دلاور و حسم ہو کر
سہل ہو کر مرور مردہ کر
مرد صالح کدام کو طالع

دم صمصام آہ راہ صراط
ادھر اوہام آہ راہ صراط
اور ہر گام آہ راہ صراط
راہ حرام آہ راہ صراط
اہل اسلام آہ راہ صراط
ہو دوام آہ راہ صراط

کہو اگر سومہ کہ او الٰہ
وہ دود دام آہ را صراط

دلولہ کر موسمہ احال ادھر اودھر سماع
موسم سعد دہ ہوا اگلگدو سار لہلہا
ہو کر دامو مدا کو دو کرا ہو کر مم ہو
ورع کدام کو صلاح علم کراو کو عمل

واہ ور آور اور حال ادھر ودھر سماع
مور ہوا در کر سدا حال ادھر ادھر سماع
اور کہو آہا آہا حال ادھر اودھر سماع
معرکہ گرم راگ کا حال ادھر اودھر سماع

مور لوا اور دو سر ور لہو کر الٰہ سر کھلا
کرو اہم کو واحال ادھر اودھر سماع

اودھر آسمر گروہ اہل سلوک
کہ طالع آہ ہو کس لو ر
صدا او ور الہا ر حسم
حال سرکار دل کہو سو کم

سرگہار ہو رہو کر کو ک
مالک اللہ اور سہم مملوک
کر عمل کا مسودہ محکوک
ہمرہ آہ سیر وسو سو ہوک

ورہسم دل کو سں کرو الٰہ
سکہ اوس مور کا ہوا سلوک

اوہوا سحر او موسر ک دور سرک
دور ہو دور سرک دور سرک دور سرک

ایضاً

موسم گل کا ہوا گہرا سہاگ
کاسہ دل کا ہوا گہرا سہاگ

حور و مہر و ماہ اہل سدرہ کو
سرگروہ سرگروہ سر
سر دوگہار دو دو لمحد کا سحر

سُن دُل دن کا ہوا ہے اسہاگ
سر و صلصل کا ہوا گہرا اسہاگ
اور بلبل کا ہوا گہرا اسہاگ

لوگو ان کو دو دار المسک و و
دام کاکل کا ہوا گہرا اسہاگ

واہ واسر گروہ اہل کمال
وہ کلاہ و ردا و وہ عما مہ
طول آمال اور سوے عمل
اور رسوا ہوا آ دا اور کہو لو
کہو اس طرح شکر اور سروا
گاؤ سر سادہ کو دکو د کہو

وہ سما اور راگ کا وہ حال
وہ عصا وہ صلاح وہ رومال
واہ ورع وسرا دا کل حلال
سر سودا ہلا ہلا کر گال
کلمہ مہملہ سو ساہ کمال
ہرا دہر آ و اور لاؤ گلال

اور ان کو دو کہو دا کہو لو
عرس اور ولولہ کرد ہر سال

آہ مو سے وہ طور کا عالم
وہ ادا او کہا دو واہ کہ ہو
لاؤ وار دوہ دو کہ ہوا و سکا
ملکا اوس معلم آسا ہو
لا کلام اللہ او مطالعہ کر
واہ وہ مسعد وہ کلام وہ عمر
واہ وہ سدرہ وہ ہوا وہ ملک

اور اوس راہ دور کا عالم
گر و اُس ماہ حور کا عالم
شکر راح سرور کا عالم
علم صدر الصدور کا عالم
کلک و لوح و سطور کا عالم
وہ رسول حصور کا عالم
وہ مدام طہور کا عالم

امر وسادہ رد کو کہو ران
اور گہہ واہ حور کا عالم

طور سحر کا دو لہا کسا حور عروس کا گل ساسم
لا وا مرد کا سہ اہل کا ہمکو دکھلا سارا عالم

محرم گل کو [illegible] در ہوا سطور سر سر
اور رم آہو گرد سوا دو درہ صحرا ہمکو دکھلا
لالہ کھلا سو کوس سراسر کوہ اور صحرا کالا ہوا گل

آہ و طیرہ اُم آہ و لا رام آہ و اسد رم آہ او محرم
راہ و لا اور محمل سلما اور ورا کا سلسلہ ہر دم
کو وکلا ہم حال کر اسد رم دم کو ہلا کر گا سر کم

رعد و ہوا کا معرکہ گرما گرم رہا اور رہو روہ کو گا
انشا اللہ حمد ادا کر دو درہوا کل درد و الم

لاؤ عروس مدعا گھر و سہا و ماہ کو
معرکہ وہ کہ کا وار دا گر ہو کر سلام
سدرۂ ملک ہوا دور ہ سرو آہ سرد
عکس کلاہ ہالۂ اور ملک کلاہ ملک

عطر سہاگ کا ملو کا کل دود آہ کو
سلسلۂ ورا کو اور عالم گرد راہ کو
سدرہ کو کر دعا سلام اور سلام گاہ کو
آہ کلاہ آہ آہ دور کر اس کلاہ کو

اوس احد و صمد سوا الٰہ کو کد ا م الہ
انشا اساس وہر کو مدم اور آلہ کو

سلسلہ گر کلام کا وا ہو
دل کو سو طرحکا سرور ہو آہ
داور ا ماہ مصر اہل و لا
را حما لع حکم حاکم عصر

سامع درد دل کو سودا ہو
وہ دل آرام گر ہمارا ہو
ملک دل کا وسادہ آرا ہو
مہر و ماہ و عطارد آسا ہو

کر موحد دعا کہ انشا کا
کار ہر دو سرا اٹھا ہو

سر گروہ گدا حماک اللہ
ہو حصول مراد ہر دو سرا
کر دعا اور آل احمد کا
ورد حمد و درود کر ہمدم
موسم گل ہوا اور ہو گلدم
رحم اللہ کا ہوا او حور

آہ کا کر علا حماک اللہ
او ہر آ کر صدا حماک اللہ
رکھ سدا آسرا حماک اللہ
کا ملا عالما حماک اللہ
گلکدہ لہلہا حماک اللہ
آس کا گل کھلا حماک اللہ

اہل عالم و کہہ مدام الٹی ... ہمہ
صا ور او ار و احـ ک اللہ

ولدار آمد الحمد اللہ — روح و گل و دل آمد و ہمراہ
وو ولم واو مرہم سما را — گرد و م ہالہ در کاسہ ماہ
گرد و سر او گرد و مہ و مہر — ہر کس گرد آمد و در د سحرگاہ
گر واو عدو را آگاہ عالم — صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ
گر عدل داد آمد و لوا را — داد و گرد و مطرود در گاہ
در دو دالم او دار لو دل ما — در د و در عالم ہر سال و ہر ماہ
ہر کس کہ آمد و آرام روح — ورد آگہ وار و ہر لحظہ اکراہ

افتاد و مادم در د و در عالم
ہمدرد آہم اللہ اللہ

من رباعیات

کس کام وہ وعدہ دم والا اور دیو — کہہ اکہر اسہاگ کل ہم ور سوم
ہو دو لکو او دکھا کر سکہ ہوا — ہمکو سرکار کا ارادہ معلوم

ایضاً

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور — آرام محل رکھ اس دل کا اور حور
وہ طور دکھا کہ ہمکو کل ہو معلوم — ہوئے کا عالم اور وہ لمعہ طور

ایضاً

رکھ آس سدا اس کی کہ انشا اللہ — اللہم ارحم ارحم ارحم ارحم
کم ہو گا دلدار اور دکھ کا عالم — کرو دور دو رو دکھ کا سلم ہمدم

مخمس

اگ لگا کر ہوا رہا سہاگ کرد — و دکھ دکھلا و والا ہو ہمکو اکل کہر اکرد

دور کرو دور [illegible] کلا ہوا گر | ہمکو ملو دلو کھلو کھولو گرہ کو وا کرو

آؤ کھلو ملو کھلو کو دو لو گدا کرو

گو کہ مسو میں کوس لوا ور ملو لکو کہ کف دو | رو لا کر وکہ دھوم دھام آو کر ملو ملاو

گرم رہ سلوک ہو مرو مہر کا ہلاو | دور کرو دو ہاگ کو لو سہاگ کا لگاو

دلہ کو سکھی کے آگ دور الم کو سر سا کرو

واہ ہوا کا عالم اور موسم رعد لطف | رہے کو عطر گل ملاؤ اور دو ارم ہوا

گاہ گہوا دو ہو گاہ گہوا ہا ا ہا | سو سہو کو دو کرو طور کمال کا دکھاو

گاؤ ملہار اور گرم معرکہ راگ کا کرو

ہر حال ہم رہو اہل سلوک ہو اگر | حاکم طور دم رہو اہل سلوک ہو اگر

گرد سر حرم رہو اہل سلوک ہو اگر | در صدد حکم رہو اہل سلوک ہو اگر

گو عدم ورود ہو سر کو ادھر رکھا کرو

حامل ورود ہوا محمل سر گروہ ورع | دور ہ گروہ ہوا محمل سر گروہ ورع

ہمسر ورود ہوا محمل سر گروہ ورع | مرحلہ گروہ ہوا محمل سر گروہ ورع

ولولہ سماع کو سلسلہ ور ادا کرو

لاکھو اہل حسد سالکو دکھا دو داور | لاکھ بچارہ ہمسر کو لا ولد ادلا دو اور

گروہ علوم و علم کو حملہ کرو ہلا دو ادور | طول اہل کو سر دھر و سو عمل ملا دو اور

دو کھو دکھا و دھو کل اور کہا کرو

وسوسہ ملال کو رکھو ادھر کھلو کھلو | مسلو او کا سو گدا او گھر کر دو اور رہو ہو سہو

دہو کا دو دکھ کو کھل کھلا دل کو لگا ملو ملو | انشا ادھر کو آؤ لو اور دلاسا دل کو دو

صلح مصالحت کرو حمد ورد ادا کرو

نثر در صنعت ایضاً

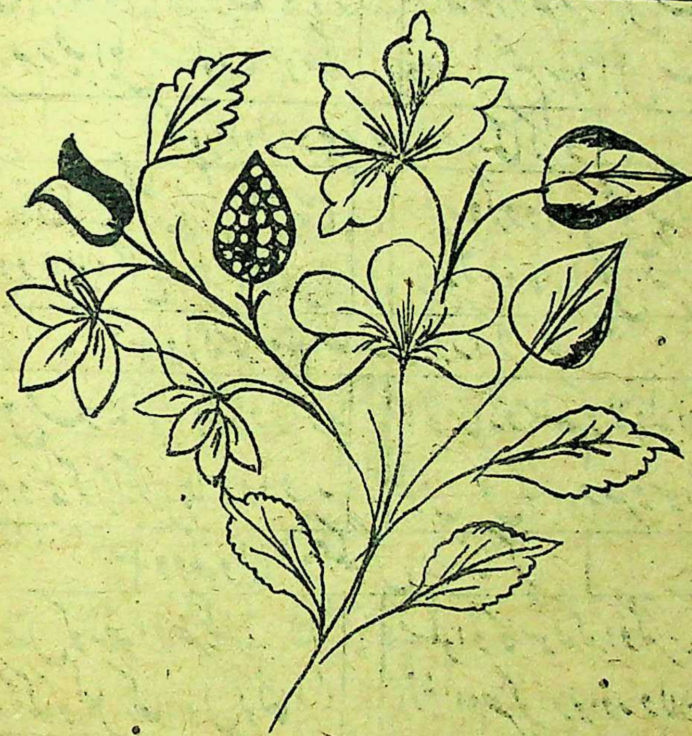
الحمد اللہ کہ آس مراد کا گل کھلا عطر سہاگ کا لگ کر اہلا گہلا دو ماہ رو دولہ سا ہو کر

امردِ کم عمر سادہ سادہ ملک ماہر وہمراہ ملکہ گوہر آرا اور دار آرام شن ہوا سلسلہ
کا کل کا محاورہ اُردو کا کھلا اور کلمہ و کلام کا دروا رہا ے

دل کھلا انشا ادھر سر راگ کا لگا | لاگ کا لگا لگا اور اگ کا لگا لگا

اللہ کا رحم اور رسم و رسول ادا کر اوس ہم عمر محرم اسرار دلارام کا گلگلا سا گال ملا
اور گدگدا کر اوسکو کہا ہو رکو کا اور حور اس ملہار کا اور لہرا لہرا کر راگ کا اہاہا
اہو ہو ہو ہا

تمام شد



شرح مأة عامل

بسم الله الرحمن الرحیم

پس از مناسک تحمید و نعت صل علی — محمد و علی آله بگو انشا

ثنای آنکه سعادت علی عمر انیس — ز لفظ خویش عنایت نمود در همه جا

وزیر اعظم هندوستان و ناظم ملک — یمین دوله بهادر سر آمد امرا

جناب عالی فرخ شیم سخی و دلیر — شجاع و صفدر و منصور مالک روسا

خدااش تا صد و سی سال زندگی بخشد — بحق حیدر کرار و جمله آل عبا

بسلک نظم بکش جمله عوامل نحو — فراغ گشت چو حاصل ز حمد و نعت و ثنا

بدان عوامل نحو است در عرب یکصد — دو تاش معنوی و جمله لفظی ای دانا

در بیان عامل معنوی

فلو مفا فعل مضارع ز ناصب و جازم — همین معامله معنوی است چشم گشا

بدانکه عامل لفظی اگر تجرید یافت — همان مقدمه ابتدا است در علما

تقسیم عوامل لفظی

سماعی است و قیاسی دو قسم زان لفظی — قیاسی است همه هفت تا بفهم و بیا

کدام هفت بود اسم فاعل و مفعول — مضاف [illegible] ... مطلق [illegible]
هم از صفت که مشبه باسم فاعل هست — وگرچه ناصبه تمیز اسم تام مها

دربیان سیزده گانه عوامل لفظی و قیاسی

سماعی آن نود و یک سیزده قسم است — بیان جمله کنم در رویه تسعا

حروف جر قسم اول

حرب رب و منذ و مذ و فی عدا خلا حاشا — الی علی و من کاف و لام یا حتی
عن است و تا و اگر واو ایمه و یا ب — حروف جر بود غیر شان دگر املا

دوم حروف مشبه بفعل

لعل و لیت کان است و ان ان لیکن — دگر گوئی که لاکن هست اے بینا
بدانکه ناصب اسم اند و رافع خبر اند — به هر کجا که در آیند در کلام اینها
بر آنچه گفتمت او را بگوش هوش شنو — بخوان حروف مشبه بفعل کشتین را

قسم سوم حروف ناصبه اسم

حروف ناصب اسم اند واو و یا و الا — اگرچه همزه و الا ایا ز و باز هیا

قسم چهار حرف ناصبه فعل

که است با اذن ان و لن همین هر چار — حروف ناصبه فعل اے سمن سیما

قسم پنجم در حروف جازم فعل

حروف جازم فعل اند ما و من مهما — متی و ای و اذما حیثما ان نے
هم این ست و ازین شک و ریب نماند — اجله طلب شو و اعلم العلما

قسم ششم اسماء ناصبه تمیز

چارم اسم بود ناصب از پئے انکراه — بشرط آنکه تمیز او است آنجا

یکی عشر و عمر که بعقد ... هشتم — ازان چار علم بر ... سپهر فکا
مرا داین عشرات ایعقد ... اعاد ولی — نه ابراے خبر پس کاین است نه گذا

قسم هشتم در اسماء افعال

ز اسم فعل بدان شش شمر ازان ناصب — رویدو دونک و بله و علیک و حیهل ها
سه تا ش رافع اسم اند یا دوکن هیهات — لکن ملاحظه شتان و یا زسرعان را

قسم نهم در افعال ناقصه

بدانکه سیزده افعال ناقصه باشند — جمیع ناصب اخبار و رافع اسما
چه ظل و بات و دگر لیس و ما برح مازال — چو صار و کان و دگر اصبح و دگر امسا
دگر چه ما انفک و مادام و ما فتی اضحی — دگر ضع که از نهار آمده بر تا

قسم دهم در ماولای مشبه بلیس

زما ولای مشبه بلیس لے طالب — اگر خبر دهمت هست انسب وا دوی
که هر دو رافع اسم اند ناصب خبر اند — درین سخن نبود هیچ جاے چون وچرا

قسم یازدهم در افعال مقاربة

ونا قص انهمه افعال رامقار به گو — کرب بود دگرش کاد و انشک است عسی

قسم دوازدهم در افعال مدح و ذم

چهار تا دگر افعال مدح و ذم باشد — چو حبذا و دگر سا بئس نعم مها
بدانکه رافع اسما جنین انهمه اند — گرزیم علم بخشد ترا و ذهن ذکا

قسم سیزدهم در افعال قلوب

براے شک و یقین اند چند فعل دگر — ز قلب انهمه ناشی شوند مولا تا

حیثیت خلت و ظنت بر اشک باشد — علم [illegible] رایت لے و انا
وجدت نیز یقین زعمت مشترک است — میان تنگ توپ تیز کرده شد چنین املا
چو بهر دو اسم در آینده هر دو را منصوب — کنند انمه پوشیده نیست از انشا

دربیان حرف عاطفه

بل است و لاکن و حتی و واو فا و لا — دگر چه ثم و ام و هم آمد و اما
حروف عطفه همین ده بود چنین لکن — ازین زیاده ندیده است هیچکس اصلا

دربیان مفاعل پنجگانه

له و مطلق به فیه و هم بود و معه — برانکه هست مفاعیل پنج در دنیا

تراکیب شش گانه

درون نحو تراکیب را بود شش طور — بدان اضافی و تعدادی هست ای عنا
دگر چه مزجی و اسنادیست و توصیفی — دگر کدام بود هم تو ای کرم فرما

دربیان اِن مکسور

چهار جاست که مکسور آن را خوانی — در ابتدا ش چو آنند باش ازان مشغول
چو بعد قول در آمد فقد چو بعد قسم — دگر چه در خبرش لام را شود ماوا

دربیان اَن مفتوحه

برانکه پنج محل آن شود مفتوح — چو بعد علم و پس از ظن و بعد از لولا
چو بعد لو بفقد یا میانه هم آمد — همین معامله مشهور هست در طلبا

دربیان اسما منصرفه انبیا علیهم السلام

شعیب و صالح و لوط و محمد و هود است — که منصرف شود اسما، انبیا بخدا

ذکر ... ف است	گرد ... بران با تو ے

در بیان الف لام

دو قسم ہست الف ... کلام اہل عرب	بدانش زائده وغیر زائد اے دانا
زغیر زائده کن گوش ویا دگیرش زود	شمرده اند ورا چار قسم اہل نحا
برای جنس دگر ہست بہر استغراق	چو عہد خارجے وعہد ذہنی است سہا
برای حسن کلام است زاید از نظم	بہ نثر نیز ہمین گفتہ بلیغان را
چو لام میم ہم از بہر معرفت آید	حدیث مصطفوی را بپرس از علما

در معارف پنجگانہ

بدانکہ پنج معارف بود میان عرب	نیافت است کسے غیر شان در استقرا
بگوی مضمر و مدخول لام وہم علم است	دگر چہ مبہم ایا عقل وذہن را ملجا

مضاف سوی ہمان ہر چہار پنجم شان است
کتاب نیست بود این کلید گنج آن را



مثنوی مرغنامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے فرض اوسکے وقت سحر — جسنے کاٹے ہین مرغ روح کے پر

تن کے کھانچہ مین بند کردیا ہے — کہ وہ کچھ وہان رہے عز سمند

مرغ زرین آفتاب فلک — نسر طائر سے لیکے تا بہ فلک

اور سکان عالم لاہوت — یاد مین اوسکی ہین سبھی بہوت

کنہہ مین جسکے ذہن کا طاؤس — خلق کرتا ہے طائر افسوس

کیا کہو وہ کہ کیا اناڑی ہے — اوس سے غافل ہے سو اناڑی ہی

کرگے تن مرغ روح کا ڈہانچہ — جسنے ڈہانکا سپہر کا کھانچہ

حکم ہے جسکے اس زمانہ مین — یعنے دنیا کے مرغ خانہ مین

راندان ماکیان اوج سپہر — روز دیتی ہے ایک بیضۂ مہر

نیند کو چھوڑ صبح ہے نزدیک — بانگ ہوتی ہے چونکہ صاح الدیک

دیکھ تو کیا ہے نور کا ہے وقت — طرفہ نور و ظہور کا وقت

محو ذکر خدا ہین جملہ طیور — آدمی ہوکے تو کرے ہے قصور

سن نصیحت مرے بسمع قبول — تو بھی ٹک یاد حق مین ہو مشغول

[illegible] معلوم / قاف پر [illegible] ہے یا قیوم

انکو [illegible] سے / وقت راز و نیاز جاتا ہے

آن لگیا [illegible] نا چیز [illegible] کو / لعنت اس بیری آدمیت کو

مرغ جو جاگو رہے دیوے اذان / اور سویا کرے تو اے انسان

نعت

سر نشت سے رسول راہ نما / جسکی نعلین کا ہے سایہ ہما

صلوٰۃ او سپہ نت بھیجے جاوید / ہی جو ایک آسمان پہ مرغ سفید

گر حمایت کرے نہ اوسکے آل / نہ جمین مرغ عقل کے پر و بال

بسکہ شاہِ جہان قمر تمثال / وہ سلیمان شکوہ با اقبال

مالکِ ملک و صاحب دیہیم / وارث تاج و تخت ہفت اقلیم

باوشہ زادہ ہمایون فر / فخر تیمور بابرو اکبر

اور جناب وزیر آصف جاہ / جسکے اختر سے ہے زیادہ سیاہ

لڑنے بھڑنے سے ذوق رکھتے ہین / مرغ بازی کا شوق رکھتے ہین

کیون اولوالعزم کو نہ بھاوے یہ رزم / یعنے ہے اسکے رزم بھی ایک بزم

شغل ہے جنکو ترک و تازی کا / کھیل ہے اُن کو مرغ بازی کا

گوش دل سے یہ سُن لے میری بات / انمین ہین انبیا کے چند صفات

صبح خیزی ہی اور شجاعت ہے / اور ہمت ہے اور غیرت ہے

کیون انمین نکا نہ جنگ پر ہو مزاج / صرف اس قوم کو ہے تاج کی لاج

اب مجھے بھی یہ شوق ہے اسکا / کہ سمجھتا ہون مرغ کو عنقا +

قصد پالے کا جبکہ کرتا ہون / کیا ہی ڈک لینے بھرتا ہون

وابے بغل مین اک مرغا / چلتا رپ رپ قدم ہون مین مرغا

چمنستان مین دیکھ تاج خروس / چاہتا ہون کہ لیجے اسکو بھی چوس

مشکی فولاد مرغ ہین ۔۔ ہے ۔۔ واد بیداد ... ہے
پہلوانونکی ہین انھون مین صفات ۔۔ لات ... نگ او ... ونگی لات
پاس اپنے جو مرغ ہے جاوا ۔۔ ہے ... بندپا شیدا
ہے جو کچھ وہ سامنے ہوتا ۔۔ بیٹا رستم کا زال کا پوتا
پرہو مشہواسا جو ایک ہے پٹھ ۔۔ اوسکا پالے مین ہے بندھا لٹھا
وہین وہو گرد وہ ایک ہے آفت ۔۔ کیا کہون اوسکی جرات و قوت
چاہے گر چونچ سے تو وہ منڈا ۔۔ توڑ ڈالے سپہر کا انڈا

ہین غرض خوب خوب عالی مرغ
ہے بجا کہیے گر انھین سیمرغ

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی علی نقی خان بہادر کہ اصل ماوہ تاریخ تصنیف

کسی دیگر مصنف صاحب و دوسرا مصرعہ دیگر سید انشا اللہ خان صاحب بہم رسانیدہ فرمودند

تاں کے نہ ہم کہے نہ سر کے ۔۔ فارسی نہ عربی نہ ترکے
تاریخ کہی ہوئی کسی لڑکی ۔۔ حویلی علی نقی خان بہادر کے

ہجو میان مصحفی من تصنیف میان انشا اللہ خان

بخداوندی شخصے کہ رحیم است و کریم است و علیم است و حلیم است و حکیم است و عظیم است و سلیم است و قدیم است و شریف است و لطیف است و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است و رؤف است و غفور است و شکور است و ودود است و مراخلق نمود است و بوجہ احسن خالق آفاق قسم میخورم اکنون کہ مرا ہیچ زہجو تو سروکار نبود است ولے از طرفت گشت شروع اینہمہ اقوال مزخرف شنواے مردک نادان اندر رہت شاشۂ عالم غزل و مثنوی پوچ تو اہی و تبکی و خارجی از مضغۂ از نطفۂ مرجانہ ملعونہ بابونہ مردودۂ مطرودۂ مغضوبۂ مقہورۂ تخذولہ کہ مجموعۂ دشنام

غلاظ است بلکہ ... نشت از نظر آن لحظہ بنا چار برا ہجو نو دم کہ دلم خون شدہ جوشید و بلرزید ... آتش شدہ در سینہ سوزان من خستہ دل و مضطر و ویران ا... شہ عالم ... البلیس نباشی دل ہچو من سید کہ زاد لا دین است و نجیب الطرفین است و شریف است و نظیف است و فصیح است و بلیغ است و بود محسن بر حق کہ بجز رحمت و لطف و کرم بجنبی و تعریف کمال و صفت پیش کسے گاہ بیان ہیچ نکردہ است و ترا بود ثنا خوان اندر و ہنت شاشہ عالم شدہ اثبات کہ تو دشمن دینی و لئیمے و بود انسب و بر موقع و لایق کہ ترا لعن کنانیکہ نمایند ہمہ اہل سماوات و کسانیکہ برین روے زمین از امراد و نجبا و شرفا و فصحا و بلغا و علما و فقرا و فقہا و فضلا و ظرفا و کملا و حکما و قبلا و جہلا و سفہا انچہ تو کردی نکند زادہ مردان اندر ذہنت شاشہ عالم ✢

قطعہ تاریخ دیگر بطور استہزا

کہنے مصرع پڑے مجھے لاجسم	لیک ہے عقل میری اسمین گم
ایک مصرع کی بڑھ گئی ہے دُم	حویلی علی نقیخان بہادر وام حشتہم

خاتمة الطبع

بعد حمد خدا و نعت رسول کے اوپر روشن ضمیران صبح نفس کے ظاہر ہو کہ اس زمانہ میمنت اقتران مین کلیات انشاء اللہ خان کہ کلیات بے مثال اور کلام رشک مقال شعراے ماضی و حال ہے اور ہر مضمون اسکا گویا الہام غیبی ہے جسکو منشی سید انشاء اللہ خان صاحب مرحوم نے تصنیف فرمایا تھا اور ہر شعر اسکا بے مثال ہی سقم سے پاک ہے اور عیب کا

اِسین کیا وہم وادراک ہے ورنہ جس سے پیشتر چند بارہ دیوان [illegible] مطبع فیض منبع الموسوم باوودھ اخبار محلوکہ مفتخر روزگار شہیرہ [illegible] نک [illegible] نامدار عالیجناب معلےٰ القاب منشی نولکشور صاحب سی - آئی [illegible] ای - دام اقبالہٗ واقع لکھنؤ ہنوز بہزاران صحت وخوبی حلیہ طبع سے محلّےٰ ہوا اور اب شاخ مطبع موصوف الصدر واقع کانپور ماہ دسمبر ۱۸۹۹ع مین بار اوّل زیور انطباع سے آراستہ وپیراستہ ہوا -

تمت

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

انشا بکلیات خود از فکر خویشتن	این نظم لاجواب چہ عذب البیان نوشت
عاقل بلوح دل پے تاریخ سال طبع	زیبا کلام شاعر شیرین زبان نوشت ۱۳۱۷

تاریخ طبع از احقر العباد ابوناظم محمد حامد علی حامد مصحح مطبع متوطن شاہ آباد

بکلیات بلاغت سمات خود انشا	زبہر بحور جہاد رہائی نادر سفت
شکستہ شد سر اعدا چو سال او حامد	چہ طبع گشتہ کلام جناب انشا گفت ۱۳۱۷



سرے دو دلچسپی - مولفہ

مثنوی فرہنگ عشق - مصنفہ [illegible]

شایان -

مثنوی دریای حسن - مولفہ ایضاً

مثنوی جوہر عشق مصنفہ نصیر الدین صاحب

مثنوی معدن الفیض -

دیوان و مطلعے مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب

قطعہ منتخب مولفہ مولوی عبد الغفور صاحب

دیوان عشق - مصنفہ پنڈت کنہیا لال صاحب عاشق

شاہد عشرت - مصنفہ مولوی عبد الغفور صاحب

سخن شعرا ایضاً

اشعار نساخ جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے

مرغوب دل - یہ مجموعہ فارسی ہے ایضاً

دفتر بے مثال - دیوان اول - ایضاً

گنج تواریخ مولفہ ایضاً

سراپا سخن - مولفہ مولوی حاجی محمد علی صاحب

دیوان بہار عرب مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب -

گلدستۂ سخن -

شمس فیض - مصنفہ منشی غلام محمد خان صاحب خبیر

گلشن فیض - مصنفہ جناب ممدوح

خریطۂ سرور ایضاً

مثنوی حیرت افزا و دیگر چند تعریف چکمن محمد قاسم

مثنوی طلسم [illegible] جواہر لال

مثنوی مراۃ المسرفین تصنیف حکیم عنایت حسین

مثنوی دلاویز تصنیف رشید الدین احمد خان

مثنوی دریائے تعشق تصنیف سلطان العالم واجد علی شاہ

بارہ ماسہ کاشی پرشاد -

بارہ ماسہ کنہیا لال -

بارہ ماسہ سندر کلی -

بارہ ماسہ ریخ تصنیف عباد اللہ عرف بادل

مسدس کریما نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے

کلید سخن -

کلیات سودا کلام مرزا رفیع السودا کا ہے

رسالہ زبان ریختہ مولوی عبد الغفور خان صاحب نے مع نظائر تالیف کیا ہے

اندر سبھا امانت و مدا یلال -

قصۂ گلفام مولفہ منشی مادھو رام صاحب

مسلج اوج - تالیف مرزا محمد جعفر صاحب

شوکت عرب -

نغمۂ عندلیب - تالیف حکیم قطب الدین صاحب

دیوان بحر اسرار حقیقت - مصنفہ حضرت شاہ فضل علی احمد صاحب

منظومات حشمت -

کلیات و دواوین

کلیات مرزا بیدل - اس کتاب مین چار کتابین ہین - رقعات بیدل - نکات بیدل دیوان بیدل عناصر بیدل - اگرچہ انکی تالیفات لاانتہا ہین مگر لب لباب کلیات کے بھی چار حصے ہین -

دیوان بیدل - اسکے حاشیہ پر نکات بیدل ہے -

کلیات سعدی - حاوی رسائل مفصلۂ ذیل دیباچہ کلیات کریما گلستان بوستان - قصائد عربیہ - قصائد فارسیہ مراثی ترجیعات طیبات بدائع - خواتیم غزلیات قدیم صاحبیہ مفردات قطعات - رباعیات مثنویات مقطعات مطائبات ہزلیات خاتمہ

دیوان مخفی - تصنیف مخفی رشتی -

دیوان خواجہ معین الدین چشتی -

دیوان حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر -

دیوان حافظ محشی - مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے -

کلیات نظم غالب فارسی تصنیف جناب مرزا اسد اللہ خان غالب -

دیوان موزون مولفۂ راجہ رام نراین صاحب

[illegible] مشہور دیوان ہے [illegible]

دیوان [illegible]

دیوان غنی - مولفۂ ملا محمد طاہر تخلص غنی قصائد مدحیہ نظام -

دیوان تفتہ - منشی ہرگوپال صاحب تفتہ جوہر معظم - دیوان مرزا گل محمد خان ناطق

کلیات صائب - تصنیف مرزا علی محمد صائب

دیوان کشفی - مولوی سلامت اللہ مغفور کانپوری کی تصنیف سے ہے

دیوان ہلالی - مشہور استاد اہل زبان ہے

دیوان خیال بیخودی - تصنیف منشی سیتل سنگہ صاحب مرحوم -

کلیات میر خسرو دہلوی - مجموعہ چار دیوان دیوان تحفۃ الصغر جو کلام صغر سن میں فرمایا - دیوان وسط الحیوۃ کلام جوانی دیوان غرۃ الکمال جو کمال عمر جالیس برس میں فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری میں فرمایا

قند پارسی - مولفۂ مولوی عبد الغفور خان نساخ

کلیات نظیر نیشاپوری -

تذکرہ حسینی - مولفۂ میر حسین دوست

گلشن بیخار - مولفۂ نواب محمد مصطفی خان صاحب شیفتہ

قصائد پر فوائد مصنفہ منشی تھمن لال صاحب